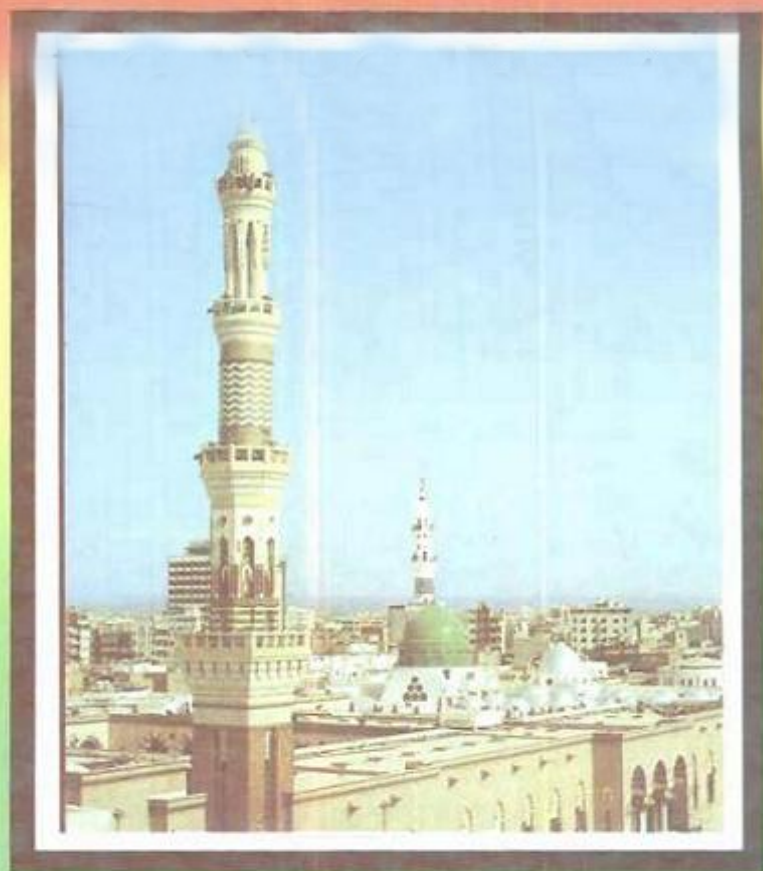


# سیرت ابی ابن ہشام

جلد دوم



إدارة التراث  
١٩٠٠ - تاريخ الوهن

قن : ٢٥٣٣٥٥ - ٤٢٣٩٩١







رحمتِ دو عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر

معروف و مستند کتاب اردو ترجمہ

سیرتِ ابی  
ابن ہشام  
جلد دوم

تألیف  
محمد بن اسحاق بن لیار ابو محمد عبد الملک بن ہشام  
م ۱۵۱ھ ————— م ۲۱۳ھ

اردو ترجمہ  
سید حسین علی حسنی نظامی دہلوی  
تہذیب جدید  
سعود اشرف عثمانی

ادارہ انیس پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز لاہور

جملہ حقوق محفوظ

بجوالہ COPR - 4060

ا ب ن - س

سنٹرل کاپی رائٹس آفس حکومت پاکستان

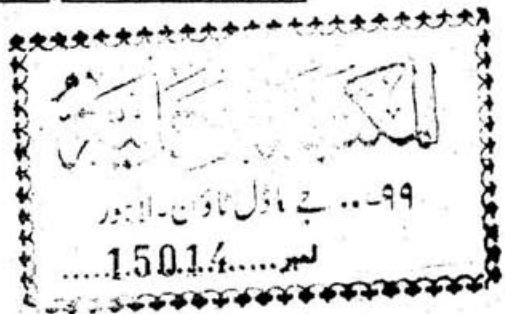
نام کتاب \_\_\_\_\_ سیرت ابن ہشام جلد دوم  
طباعت \_\_\_\_\_ سہ  
باہتمام \_\_\_\_\_ اشرف برادران سلمہ الرحمن  
ناشر \_\_\_\_\_ ادارۃ اسلامیات - لاہور  
تعداد \_\_\_\_\_ ایک ہزار ایک سو  
کتابت \_\_\_\_\_ مشاق احمد جلالپوری  
مطبع \_\_\_\_\_ ارشد سلمان وہاب پرنٹرز لاہور  
قیمت \_\_\_\_\_

## ادارۃ انیس پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

☆ دبستان پیشینہ، مال روڈ، لاہور	☆ ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان	☆ موبائل نمبر ۹۹۲۳۳۱۱
فون ۹۲۰۳۲-۹۲۳۶۴۸	فون ۶۲۵۲۵۵-۶۲۳۳۹۱	☆ پوسٹ آفس کارڈ، لاہور، پاکستان

ملنے کے پتے

ادارۃ اسلامیات - ۱۹۰ - انارکلی لاہور  
دارالاشاعت - اردو بازار - کراچی  
ادارۃ المعارف - مدرسہ دارالعلوم کورنگی کراچی  
مکتبہ دارالعلوم - کورنگی کراچی



# فہرست مضامین

## (سیرت ابن ہشام جلد دوم)

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
		۱۹	باب ۱۵ - سورۃ انفال کا نزول (۱)
۲۸	نمود و نمائش کی ممانعت	۱۹	سورۃ انفال کی آیات
۲۹	جہاد کی تیاری	۱۹	روایتی کے حالات
۲۹	صلح و آشتی	۲۰	فرشتوں کی مدد
۲۹	دھوکے کا اندیشہ	۲۱	ثابت قدمی کا حکم
۲۹	شجاعت و استقامت	۲۱	رسول اللہ کا لکھریاں پھینکنا
۳۰	حکم میں تخفیف	۲۲	کفار کو تنبیہ
۳۱	پانچ خاص عطیے	۲۲	اطاعت کا حکم
۳۱	قیدیوں کے بارے میں آیات	۲۳	ایمان کی دعوت
۳۲	میراث کا حکم	۲۳	اللہ تعالیٰ کی نعمت
۳۳	باب ۱۶ - طمر کاٹے بدر (مہاجرین)	۲۳	تقویٰ کی برکات
۳۳	بنی مطلب	۲۴	قریش کی جہالت
۳۴	بنی عبد شمس	۲۶	باب ۱۷ - سورۃ انفال کا نزول (۲)
۳۴	بنی اسد بن غزیہ	۲۶	حضرت عائشہ کی روایت
۳۵	بنی کعب بن غنم	۲۶	بلائی کے لئے مال خرچ کرنے والے
۳۵	بنی لوط	۲۶	کفار کے لئے مہلت
۳۵	بنی اسد	۲۶	جہاد کی ترغیب
۳۵	بنی عبد الدار	۲۸	افواج کے مقامات
۳۶	بنی نہرہ	۲۸	انحضرت کا خواب
۳۶	بنی تیمیم بن مرہ	۲۸	ثبات اور ذکر اللہ
۳۶	بنی مخزوم		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۸	بنی قریوس - بنی مرصعہ	۳۸	بنی عدی بن کعب
۴۹	بنی لوزان - بنی غصینہ	۳۸	بنی جمح بن عمرو
۴۹	بنی ساعدہ - بنی ہدی	۳۸	بنی سم بن عمرو
۵۰	بنی طریف - قبیلہ جہنیہ - بنی جشم	۳۹	بنی مالک بن جسل
۵۱	بنی عبیدہ - بنی خناس	۴۰	بنی حرث بن فہرہ
۵۲	بنی نعمان - بنی سواد بن غنم	۴۱	باب ۱۱ - شمر کاٹے بدر (اوس)
۵۲	بنی عدی بن نابی	۴۱	بنی عبدالاشمل
۵۳	بنی ذریق - بنی خالد	۴۲	بنی سواد بن کعب
۵۳	بنی علدہ - بنی عجلان - بنی یباضہ	۴۲	بنی عبد بن ذراح
۵۴	بنی جیب - بنی ثعلبہ - بنی عسیرہ	۴۲	بنی حارثہ
۵۴	بنی عمرو - بنی عبیدہ - بنی عائذ	۴۳	بنی ضبغہ
۵۵	بنی زید بن ثعلبہ - بنی سواد بن مالک	۴۳	بنی امیہ بن زید
۵۵	بنی عتیک بن عمرو	۴۳	بنی عبید بن زید
۵۵	بنی قیس بن عبیدہ	۴۴	بنی ثعلبہ بن عمرو
۵۶	بنی عدی بن عمرو - بنی عدی بن عامر	۴۴	بنی جھجی
۵۶	بنی حرام بن جندب	۴۴	بنی غنم بن سلم
۵۷	بنی عوف بن مبذول - بنی فضاء بن مبذول	۴۵	بنی معاویہ بن مالک
۵۷	بنی ثعلبہ - بنی دینار - بنی قیس بن مالک	۴۶	باب ۱۲ - شمر کاٹے بدر (فوزرج)
۵۸	دیگر اصحاب	۴۶	بنی امرئ القیس - بنی زید
۵۸	اصحاب بدر کی کل تعداد	۴۶	بنی عدی - بنی احمر
۵۹	باب ۱۳ - مسلمان شہداء اور مقتولین قریش اور اسیر	۴۷	بنی جشم - بنی زید - بنی جدارہ
۵۹	شہداء کے بدلے	۴۷	بنی اسجر - بنی حبالی
۶۰	مقتولین قریش : بنی عبد شمس	۴۸	بنی جزد بن عدی - بنی سالم
۶۰	بنی نوفل بن عبد مناف	۴۸	بنی احمر - بنی وعد

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۷۳	آیاتِ قرآنی	۶۱	بنی اسد - بنی عبدالدار
۷۴	سریرہ زید بن حارثہ	۶۱	بنی تیم بن مڑہ - بنی مخزوم
۷۵	باب ۹۲ کعب بن اشرف یہودی کا قتل	۶۲	بنی سہم - بنی جج
۷۵	کعب کی اسلام دشمنی	۶۳	بنی عامر بن لوی - مقتولین کی تعداد
۷۵	مسلمانوں کی دل آزاری	۶۴	دیگر مقتولین
۷۵	محمد بن سلیم کی منصوبہ بندی	۶۵	اسیرانِ قریش : بنی ہاشم - بنی مطلب
۷۶	ابونائلہ کی کعب سے ملاقات اور گفتگو	۶۵	بنی عبد شمس - بنی نوفل
۷۶	کعب کی بد فطرتی	۶۵	بنی عبدالدار - بنی اسد
۷۷	چادوں افراد کی روانگی	۶۶	بنی مخزوم - بنی سہم بن عمرو
۷۷	کعب کا قتل	۶۷	بنی جج -
۷۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری	۶۷	بنی عامر بن لوی - بنی حرت بن فہر
۷۸	محیصہ اور حویصہ	۶۷	دیگر اسیرانِ قریش
۷۸	بنی قریظہ کا واقعہ	۶۸	اشعار حضرت علیؓ
۸۰	باب ۹۳ - غزوہ احد (۱)	۷۰	باب ۱ - غزوات اور ساریا
۸۰	قریش کا صلاح مشورہ	۷۰	غزوہ بنی سلیم
۸۰	احسان کا بدلہ	۷۰	غزوہ سویق
۸۱	قریشی عورتیں	۷۰	ابوسفیان کا ظلم
۸۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب	۷۱	غزوہ ذی امر
۸۲	جنگ کے متعلق مشورہ	۷۱	غزوہ بحران
۸۲	عبداللہ بن ابی کی رائے	۷۱	غزوہ بنی قینقاع
۸۲	مسلمانوں کا جذبہ شہادت	۷۱	واقعات سے متعلق آیات
۸۳	منافقوں کی واپسی	۷۲	یہود کی شرارتیں
۸۳	آنکھ اور دل کا اندھا	۷۲	عبداللہ بن ابی کی گستاخی
۸۴	اُحد کی گھاٹی میں پڑاؤ -	۷۳	خدا اور رسولؐ سے محبت



صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۹۶	عبدالرحمن بن عوف	۸۴	تیر اندازوں کو ہدایت
۹۶	مسلمانوں کو خوشخبری	۸۴	کم عمر مجاہد
۹۷	باب ۹۶ - غزوہ احد (۴)	۸۵	حضرت ابودجانہ
۹۷	ابی بن خلف کی بدبختی	۸۵	ابوعرو فاسق
۹۷	غضبِ الہی	۸۶	علبرداروں کو ابوسفیان کی تنبیہ
۹۸	مشرکین کا حملہ	۸۶	مسلمانوں کی شجاعت
۹۸	نمازِ ظہر	۸۶	رسول اللہ کی تلوار کا حق
۹۸	یمان اور دقش	۸۸	باب ۹۷ - غزوہ احد (۲)
۹۹	یزید بن حاطب اور اس کا باپ	۸۸	حضرت حمزہ کی شہادت
۹۹	قرمان منافق	۸۸	ضمیری کی روایت
۱۰۰	مخیر بنی	۸۹	وحشی سے گفتگو
۱۰۱	حرث بن سوسید	۹۰	رسول اللہ کی خدمت میں حاضری
۱۰۱	امیرؓ کی شہادت	۹۱	باب ۹۸ - غزوہ احد (۳)
۱۰۱	عمرو بن جموح کا جہاد اور شہادت	۹۱	مصعب بن عمیرؓ کی شہادت
۱۰۲	حضرت حمزہؓ اور ہندہ	۹۱	عامرؓ بن ثابت
۱۰۲	حضرت عمرؓ اور حسان بن ثابت	۹۲	حفظہ غنیل الملائکہ
۱۰۳	باب ۹۹ - غزوہ احد (۵)	۹۲	ہزیمت کے اسباب
۱۰۳	ابوسفیان کی ہرزہ سرائی	۹۳	قریش کا جھنڈا
۱۰۴	اگلی جنگ	۹۳	چہرہ اقدس پر زخم
۱۰۴	مشرکین کا تعاقب	۹۴	بد نصیب لوگ
۱۰۴	سعد بن زید	۹۴	ابوعبیدہ بن الجراح
۱۰۵	رسول اللہؐ کا رنج و ملال	۹۴	زیاد بن سکن کی جانثاری
۱۰۵	آیات قرآن مجید	۹۴	اُمّ عمارہ کی جانثاری
۱۰۶	شہداء کی نمازِ جنازہ	۹۵	ابودجانہ اور سعد بن ابی وقاص
		۹۵	قتادہؓ کی معزوب آنکھ کا ٹھیک ہونا
		۹۵	انسؓ بن نضر

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۳	دھوکے بازی اور غداروں	۱۰۶	عبداللہ بن حبش
۱۳۴	اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعت کی حفاظت	۱۰۷	شہداء کا اعزاز
۱۳۴	ابن طارق کی شہادت	۱۰۷	عمنہ کا رنج و اندوہ
۱۳۴	زید بن وثنہ کی شہادت	۱۰۸	رسول اللہ سے محبت و عقیدت
۱۳۵	حضرت خبیث کی شہادت	۱۰۹	<b>باب ۹ - غزوہ احد (۶)</b>
۱۳۶	واقعہ کے بارے میں قرآنی آیات	۱۰۹	مشرکین کا تعاقب
۱۳۷	خبیث کے اشعار	۱۰۹	جذبہ جہاد
۱۳۸	اشعار حسان بن ثابت	۱۰۹	تعاقب کی جنگی تدبیر
۱۴۰	<b>باب ۱۰ - بیہ معونہ کا واقعہ</b>	۱۱۰	ابوسفیان کا پیغام
۱۴۰	معلمین کی روانگی	۱۱۱	معاویہ بن مغیرہ کا قتل
۱۴۱	عامر بن طفیل کا فریب	۱۱۲	عبداللہ بن ابی کی ذلت
۱۴۱	عمرو بن امیہ اور منذر کی روانگی	۱۱۲	مسلمانوں کی آزمائش
۱۴۲	دو عامریوں کا قتل	۱۱۳	<b>باب ۹ - غزوہ احد اور آیات قرآنی (۱)</b>
۱۴۲	رسول اللہ کا ملال	۱۱۳	سورہ آل عمران
۱۴۲	رتبہ شہادت	۱۱۹	<b>باب ۱۰ - غزوہ احد اور آیات قرآنی (۲)</b>
۱۴۲	عامر بن طفیل پر حملہ	۱۱۹	سورہ آل عمران
۱۴۳	<b>باب ۱۱ - یہود بنی نضیر کی جلا وطنی</b>	۱۲۵	<b>باب ۱۱ - شہدائے اسلام اور مقتولین قریش</b>
۱۴۳	یہود کی ناپاک سازش	۱۲۵	شہدائے اسلام مہاجرین
۱۴۳	بنی نضیر کا محاصرہ	۱۲۵	انصار شہداء
۱۴۴	مناقضین کی فتنہ پردازی	۱۲۹	مقتولین قریش
۱۴۴	یہود کی اموال کی تقسیم	۱۳۱	اشعار حضرت حسان بن ثابت
۱۴۵	آیات قرآنی	۱۳۱	کعب بن مالک کے اشعار
۱۴۷	<b>باب ۱۱ - غزوہ ذات الرقاع</b>	۱۳۳	<b>باب ۱۱ - رجب کا المناک واقعہ</b>
۱۴۷	ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ	۱۳۳	سعلم کے لئے درخواست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۵۹	کعب بن اسد کی عہد شکنی	۱۴۶	صلوۃ خوف
۱۵۹	عہد شکنی کی تفتیش	۱۴۸	غورث کا واقعہ
۱۶۰	سرطی آزمائش اور منافقین	۱۴۸	آیات قرآنی
۱۶۱	حضرت سعد بن معاذ کا جذبہ ایمانی	۱۴۸	حضرت جابر کے ٹوٹ کا واقعہ
۱۶۱	چند مشرکین	۱۵۰	عبادت کا ذوق و شوق
۱۶۱	مسلمان فاضل کا اعزاز	۱۵۱	واسپی پر مدنیہ میں قیام
۱۶۲	مسلمانوں کا شعار	۱۵۲	باب ۱۰ - غزوہ بدر الافرہ اور دومۃ الجندل
۱۶۲	باب ۱۱ - غزوہ خندق (۳)	۱۵۲	ابوسفیان کا گریز
۱۶۲	حضرت سعد بن معاذ	۱۵۲	مخشی بن عمرو ضمری
۱۶۳	حضرت صفیہ کی شجاعت	۱۵۲	غزوہ دومۃ الجندل
۱۶۴	نعیم کا کاڈنامہ	۱۵۳	باب ۱۱ - غزوہ خندق (۱)
۱۶۵	مشرکین میں پھوٹ	۱۵۳	یہود اور قریش کا گٹھ جوڑ
۱۶۶	سخت آندھی	۱۵۳	یہود اور غطفان
۱۶۶	مشرکین کی حالت	۱۵۳	کفار کے سرکردہ افراد
۱۶۸	باب ۱۲ - غزوہ بنی قریظہ	۱۵۴	خندق کی کھدائی
۱۶۸	یہود سے جنگ کا حکم	۱۵۴	آیات قرآنی
۱۶۸	ہراول دستہ	۱۵۵	معجزات نبوی
۱۶۹	جبرائیل علیہ السلام	۱۵۵	سخت زمین کا نرم ہو جانا
۱۶۹	نماز کی ادائیگی	۱۵۵	کھجوروں میں برکت
۱۶۹	بنی قریظہ کا محاصرہ	۱۵۶	کھانے میں برکت
۱۷۰	ابولہبہ کی توبہ	۱۵۶	معجزانہ پیش گوئیاں
۱۷۱	آیت قرآنی	۱۵۸	باب ۱۳ - غزوہ خندق (۲)
۱۷۱	توبہ کی قبولیت	۱۵۸	کفار کی آمد
۱۷۲	چند لوگوں کا قبول اسلام	۱۵۸	حیی بن اخطب اور کعب بن اسد

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۸۹	منزل سفر	۱۸۲	حضرت سعد بن معاذ کی ثالثی
۱۹۰	اوٹوں پر چھاپہ	۱۸۳	یہود کا قتل
۱۹۰	غزوہ ذی قرد	۱۸۴	حتی بن اخطب کا قتل
۱۹۰	مسلمان شہسوار	۱۸۴	ایک عورت سے قصاص
۱۹۱	رسول اللہ کی نصیحت	۱۸۴	ذہیر بن باطاقر ظی کا واقعہ
۱۹۱	محرم کی سبقت اور شہادت	۱۸۵	عطیہ اور رفاعہ
۱۹۱	مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام	۱۸۶	اموال کی تقسیم
۱۹۲	لٹیروں کے مقتول	۱۸۷	باب ۱۱ - ارشادات قرآن مجید
۱۹۳	غفاری کی بیوی کی نذر	۱۸۷	آیات قرآنی
۱۹۴	باب ۱۱ - غزوہ بنی مصطلق	۱۸۷	باب ۱۱ - غزوہ قرظہ کے بعد کے واقعات
۱۹۴	غزوہ بنی مصطلق	۱۸۸	حضرت سعد بن معاذ کی شہادت
۱۹۴	عبداللہ بن ابی کی فتنہ پردازی	۱۸۸	غزوہ خندق میں شہداء اسلام
۱۹۵	رسول اللہ کو خبر	۱۸۸	کفار کے مقتولین
۱۹۵	اسیر بن حنیر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو	۱۸۹	غزوہ قرظہ کے شہید
۱۹۶	دفاعہ بن زید کی ہلاکت	۱۸۹	سلام بن ابی الحقیق کا قتل
۱۹۶	ابن ابی کے بارے میں آیات قرآنی	۱۸۹	خیبر میں ورود
۱۹۶	مقیس کی حیلہ جوئی	۱۸۹	باب ۱۱ - سرکردہ افراد کا قبول اسلام
۱۹۸	مقتولین بنی مصطلق	۱۸۹	عمرو بن العاص اور خالد بن ولید کا قبول اسلام
۱۹۸	ام المؤمنین حضرت جویریہ	۱۸۹	بخاشی کے دربار میں
۱۹۸	حارث کا قصہ	۱۸۹	بخاشی کی ناراضگی
۱۹۹	زکوٰۃ کی وصولی اور بنی مصطلق	۱۸۹	قبول اسلام
۲۰۱	باب ۱۱ - واقعہ افک	۱۸۸	عثمان بن طلحہ کا قبول اسلام
۲۰۱	حضرت عائشہؓ کی روایت	۱۸۹	باب ۱۱ - دیگر غزوات
۲۰۲	صفوان بن معطل	۱۸۹	غزوہ بنی لحيان

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۱۳	باب ۱۱۸ - بیعت رضوان	۲۰۲	تہمت کے اثرات
۲۱۴	جنگ کی بیعت	۲۰۲	حضرت عائشہؓ کو تہمت کا علم
۲۱۴	صلح کی کوشش اور حضرت عمرؓ کا اضطراب	۲۰۳	رسول اللہؐ کا رنج و ملال
۲۱۵	صلح حدیبیہ اور صلح نامہ	۲۰۳	تہمت لگانے والے
۲۱۶	ابو جندل اور آنحضرتؐ کا ایقانے عہد	۲۰۳	کشیدگی
۲۱۶	صلح نامے پر گواہیاں	۲۰۴	حضرت عائشہؓ کا رنج و ملال
۲۱۶	قربانی اور حلق	۲۰۴	صبر جمیل
۲۱۶	سورہ فتح کا نزول	۲۰۵	نزول وحی اور برأت کی خوش خبری
۲۲۰	صلح کے فوائد	۲۰۵	حضرت ابو ایوبؓ اور ان کی اہلیہ
۲۲۱	باب ۱۱۹ - مکہ کے منکروں سے مسلمان	۲۰۵	آیات قرآنی
۲۲۱	ابو بصیر کا واقعہ	۲۰۶	عفو و درگزر کا حکم
۲۲۱	عامری کا قتل	۲۰۶	صفوان اور حسان
۲۲۲	ابو بصیر کا گروہ	۲۰۸	باب ۱۲۰ - حدیبیہ کا واقعہ
۲۲۲	قریش کی درخواست	۲۰۸	عمرؓ کے ارادے سے روانگی
۲۲۲	عامری کا خون بہا	۲۰۸	مسلمانوں کی تعداد
۲۲۳	ام کلثومؓ کی ہجرت	۲۰۸	آنحضرتؐ کی گفتگو
۲۲۳	عورتوں کی ہجرت کا سوال	۲۰۹	حدیبیہ میں ورود
۲۲۳	عروہ کا جواب	۲۱۰	بدیل اور خزاعہ
۲۲۴	امام زہری کی تشریح	۲۱۱	عروہ بن مسعود
۲۲۴	مشرک عورتوں سے علیحدگی	۲۱۱	جانشانہ صحابہؓ
۲۲۴	فتح مکہ کی خوشخبری	۲۱۲	خراش بن امیہ
۲۲۵	باب ۱۲۱ - غزوہ خیبر (۱)	۲۱۲	قریش کے آدمی
۲۲۵	خیبر کی طرف روانگی	۲۱۲	حضرت عثمانؓ کی روانگی
۲۲۵	عامر بن اکوع کی جدی	۲۱۳	حضرت عثمانؓ کی شہادت کی افواہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۲۷	ججاج بن علاط	۲۲۵	عامر کی شہادت
۲۲۰	باب ۱۲۲ - خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم	۲۲۶	اہل خیبر کو اطلاع اور فرار
۲۲۰	حصہ داروں کی تعداد	۲۲۷	مقامات سفر
۲۲۰	اٹھارہ مجموعے	۲۲۷	قلعوں کی تسخیر
۲۲۱	شق کی تقسیم	۲۲۷	چند چیزوں کی ممانعت
۲۲۱	کتیبہ کی تقسیم	۲۲۸	صنعاٹی کا بیان
۲۲۲	فدک کا معاملہ	۲۲۸	بنی سہم کی حاضری
۲۲۲	بنو الدار کے نام و نسب	۲۲۹	آخری قلعے اور مرجب
۲۲۳	ابن سل کا قتل	۲۲۹	یاسر کی ہلاکت
۲۲۳	آنحضرتؐ کا فیصلہ	۲۲۹	حضرت علیؑ کا اعزاز
۲۲۴	دیگر روایات	۲۳۰	رافع کی روایات
۲۲۴	یہود کی جلا وطنی	۲۳۰	کعب بن عمرو کا قلعہ
۲۲۵	وادی القریٰ کی تقسیم	۲۳۱	باب ۱۲۱ - غزوہ خیبر (۲)
۲۲۷	باب ۱۲۳ - مہاجرین حبشہ کی واپسی	۲۳۱	حضرت صفیہ کا خواب اور تعبیر
۲۲۷	رسول اللہؐ کی مسرت	۲۳۱	کنانہ بن ربیع سے پوچھ گچھ
۲۲۷	مہاجرین حبشہ کے نام	۲۳۲	یہود کی جان بخشی کی درخواست
۲۵۱	متوفی مہاجرین	۲۳۲	ذہر آلود گوشت
۲۵۱	مہاجر خواتین	۲۳۳	مدینہ کی طرف واپسی
۲۵۲	مہاجرین کی اولاد	۲۳۴	چربی کا برتن
۲۵۳	باب ۱۲۴ - عمرۃ القضاء	۲۳۴	حضرت صفیہؓ سے نکاح
۲۵۳	عمرے کی تیاری اور روانگی	۲۳۴	حضرت بلالؓ کی پہریداری
۲۵۴	حضرت میمونہؓ سے نکاح	۲۳۵	غزوہ خیبر اور مسلمان خواتین
۲۵۵	حویطب کی گفتگو	۲۳۶	شہدائے خیبر
۲۵۵	آیات قرآنی	۲۳۶	اسود راعی کی شہادت



صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۶۷	ابن حریث اور ابن ابی امیہ کا اسلام	۲۵۶	باب ۱۲۵ - غزوہ موتہ
۲۶۸	ابوسفیان بن حرب	۲۵۶	فوج کا انتظام
۲۶۹	لشکر گاہ میں سے گزر	۲۵۶	عبداللہ بن رواحہ کی کیفیت
۲۶۹	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں	۲۵۷	رومیوں کی فوج
۲۶۹	ابوسفیان کا قبول اسلام	۲۵۸	شوق شہادت
۲۷۰	ابوسفیان کا گھر پناہ گاہ	۲۵۸	جنگ اور حضرت زیدؓ کی شہادت
۲۷۰	رسول اللہ کے لشکر کے مناظر	۲۵۸	حضرت جعفرؓ کی شہادت
۲۷۱	ابوسفیان کی مکہ واپسی	۲۵۸	حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت
۲۷۱	رسول اللہ کا عجز و انکسار	۲۵۹	حضرت خالد بن ولید کی سالاری
۲۷۱	ابوقحافہ کا قبول اسلام	۲۵۹	رسول اللہ کا رنج و ملال
۲۷۲	مسلمانوں کا مکہ میں داخلہ	۲۶۰	کاہنہ کا اقتباہ
۲۷۳	بعض مشرکین سے جنگ	۲۶۰	لشکر کی واپسی
۲۷۴	مسلمانوں کا شعار	۲۶۱	شہدائے موتہ
۲۷۵	باب ۱۲۸ - فتح مکہ (۲)	۲۶۲	باب ۱۲۷ - صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی
۲۷۵	عبداللہ بن خطلہ	۲۶۲	بنو بکر اور بنو خزاعہ میں خونریزی
۲۷۶	بعض مجرموں کا قتل	۲۶۲	بنو بکر کی زیادتی
۲۷۷	بیت اللہ کا طواف	۲۶۳	رسول اللہ سے مدد کی درخواست
۲۷۷	خطبہ مبارکہ	۲۶۳	صلح کے لئے سلسلہ جنبانی
۲۷۸	بیت اللہ کی کلید برداری	۲۶۴	ابوسفیان کی گفتگو
۲۷۸	بیت اللہ کے اندر تصاویر	۲۶۵	حضرت علیؓ کا مشورہ
۲۷۹	بیت اللہ میں نماز	۲۶۵	قریش کا خوف
۲۷۹	عقاب اور حادثہ کا قبول اسلام	۲۶۵	فتح مکہ کی تیاری
۲۷۹	قتل کا ایک واقعہ	۲۶۶	مطلب بن ابی بلتعہ کا خط
۲۸۰	حرم کعبہ اور رسول اللہ کا خطبہ	۲۶۷	باب ۱۲۹ - فتح مکہ (۱)
		۲۶۷	مکہ کے لئے روانگی

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۹۴	باب ۱۳۱ - غزوہ حنین (۲)	۲۸۱	انصار کی پریشانی
۲۹۴	ابوقحافہؓ کا واقعہ	۲۸۱	فخارہ کا قبول اسلام
۲۹۴	فرشتوں کی مدد	۲۸۱	صفوان بن اُمیہ
۲۹۵	مقتولین کفار	۲۸۲	فتح مکہ پر مسلمانوں کی تعداد
۲۹۵	درید بن صمہ	۲۸۳	باب ۱۲۹ - بنی جزمیہ اور خالد بن ولید
۲۹۶	ابوعامر اشعری کی شہادت	۲۸۳	عباس بن مرداس کا اسلام
۲۹۷	بنو ربیع کے لئے رسول اللہ کی دعا	۲۸۳	بنی جزمیہ اور حضرت خالد بن ولید
۲۹۷	زبیر بن عوام اور ہوازن	۲۸۴	رسول اللہ کا دویا
۲۹۷	ابوعامر کی شان اسلام	۲۸۴	رسول اللہ کا اظہارِ بریت
۲۹۸	کمزوروں کے قتل کی ممانعت	۲۸۵	خالد کا عذر
۲۹۹	آنحضرتؐ کی رضاعی بہن شیماء	۲۸۵	قریش اور بنو جزمیہ کے سابقہ معاملات
۲۹۹	غزوہ حنین اور آیات قرآنی	۲۸۶	ایک نوجوان کا واقعہ
۲۹۹	شہداء حنین کے نام	۲۸۷	عزری کی بربادی
۲۹۹	بحیر کے اشعار	۲۸۸	باب ۱۳۰ - غزوہ حنین (۱)
۳۰۰	ہوازن کے ایک شخص کے اشعار	۲۸۸	قبیلہ ہوازن کا اجتماع
۳۰۱	باب ۱۳۲ - غزوہ طائف	۲۸۸	درید بن صمہ
۳۰۱	طائف کی قلعہ بندی	۲۸۹	مخبروں کی خبر
۳۰۱	طائف کے راستے کے واقعات	۲۹۰	شکر کی تعداد
۳۰۲	طائف کا محاصرہ	۲۹۱	ذات انواط نامی درخت
۳۰۲	اسلام کی پہلی مغنیت	۲۹۱	مسلمانوں کی ابتدائی ہنرمیت
۳۰۳	اہل طائف سے گفت و شنید	۲۹۱	ہوازن کے علیہ درکار قتل
۳۰۳	رسول اللہ کا دویا	۲۹۲	دشمنی کا ظہور
۳۰۴	مسلمانوں کی روانگی	۲۹۳	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال
۳۰۴	عینہ بن حصن کا ارادہ	۲۹۳	اُم سلمہؓ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۱۸	چند مسلمانوں کی بے چارگی	۳۰۴	اہل طائف کے غلام
۳۱۹	اعراب کا غذر	۳۰۵	شہدائے طائف کے نام
۳۱۹	حضرت علیؑ بن ابی طالب	۳۰۵	بددعا کے بجائے دعا
۳۲۰	ابو خثیمہ کی پشیمانی	۳۰۶	ہوازن پر احسان
۳۲۱	عذاب شدہ بستیاں	۳۰۷	قیدیوں کی واپسی
۳۲۱	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور بارش	۳۰۸	باب ۱۳ غنیمت جنین اور اس کی تقسیم
۳۲۲	ابن نصیت کی منافقت	۳۰۸	مالک بن عوف کا اسلام
۳۲۳	باب ۱۳ - غزوہ تبوک (۲)	۳۰۸	مال غنیمت
۳۲۳	حضرت ابوذر غفاریؓ	۳۰۹	مولفہ القلوب کے لئے عطیات
۳۲۳	حضرت ابوذرؓ کی وفات کا واقعہ	۳۱۰	قبائل وار تقسیم
۳۲۴	منافقین کی باتیں	۳۱۱	ججیل بن سراقہ کی فضیلت
۳۲۵	اکیدر و مہاجر الجندل کی گرفتاری	۳۱۲	ذوالخویصرہ کا اعتراض
۳۲۶	چشمے کے کم پانی کا زیادہ ہو جانا	۳۱۲	انصار سے رسول اللہ کی گفتگو
۳۲۶	ذوالبجنادین کی وفات	۳۱۳	باب ۱۴ رسول اللہ کا عمرہ اور کعب بن زہیر کا اسلام
۳۲۷	ذوالبجنادین کی وجہ تسمیہ	۳۱۴	عمرے کی ادائیگی
۳۲۷	پچھپے رہ جانے والوں کے بارے میں استفسار	۳۱۴	کعب بن زہیر کا اسلام
۳۲۸	مسجد ضرار اور اس کے بنانے والے	۳۱۵	بارگاہ نبوت میں حاضری
۳۲۹	مدینہ سے تبوک تک مساجد	۳۱۵	قصیدہ بانٹ سعاد
۳۳۰	باب ۱۴ - کعب بن مالکؓ طراویں بیچ اور بلال بن مرثدہ	۳۱۵	باب ۱۵ - غزوہ تبوک (۱)
۳۳۰	پچھپے رہنے والے چند مخلص مسلمان	۳۱۶	جہاد کی تیاری
۳۳۰	کعب بن مالک کا بیان	۳۱۶	جد بن قیس
۳۳۱	تساہل اور سستی	۳۱۶	آیات قرآنی
۳۳۱	صاف گوئی اور راست بازی	۳۱۸	خدا کی راہ میں خرچ
۳۳۲	دیگر دو افراد		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۵۵	عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ	۳۳۳	مسلمانوں کا قطع تعلق
۳۵۶	مخلص معذورین	۳۳۳	غسان کے حاکم کا خط
۳۶۰	باب ۱۲۱ - سفر اور اس کے واقعات	۳۳۴	اہلبیت سے علیحدگی کا حکم
۳۶۰	سورۃ فتح کا نزول	۳۳۴	توبہ کی قبولیت
۳۶۰	بنی تمیم کا وفد	۳۳۵	رسول اللہ کی بارگاہ میں
۳۶۱	وفد کے اہل کان	۳۳۶	آیات قرآنی
۳۶۱	بنی تمیم کی مغفرت	۳۳۸	باب ۱۲۲ - ثقیف کا وفد
۳۶۱	عطارد کی تقریر	۳۳۸	حضرت عروہ بن مسعود
۳۶۲	ثابت بن قیس کی جوابی تقریر	۳۳۹	عمرو بن أمیہ اور عبدیلیل
۳۶۲	زبرخان کے اشعار اور حسان کا جواب	۳۳۹	بارگاہ نبوی میں وفد
۳۶۳	وفد بنی عامر	۳۳۹	مدینہ میں آمد
۳۶۴	عامر اور اربد کی ہلاکت	۳۴۰	عہد نامے کے لئے بات چیت
۳۶۵	بنی سعد بن بکر کا وفد	۳۴۰	ثقیف کی شرائط
۳۶۶	باب ۱۲۳ - مختلف وفود (۱)	۳۴۱	حضرت عثمان بن ابی العاص کی سرداری
۳۶۶	وفد بنی عبدالقیس	۳۴۱	ثقیف اور رمضان کے روزے
۳۶۷	منذر بن ساوی کا قبول اسلام	۳۴۲	لات کے بتکدے کا انہدام
۳۶۸	وفد بنی حنیفہ	۳۴۲	ابو بلع اور قلاب کا اسلام
۳۶۸	وفد بنی طے اور ان کا اسلام	۳۴۳	ثقیف کے ساتھ عہد نامے کا مضمون
۳۶۹	عدی بن حاتم	۳۴۴	باب ۱۲۴ - تفسیر سورۃ برأت اور اعلان برأت (۱)
۳۷۰	رسول اللہ کا حسن سلوک	۳۴۴	پہلا ج
۳۷۰	عدی کو مشورہ	۳۴۴	سورۃ برأت
۳۷۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں	۳۴۴	اعلان برأت اور حضرت علیؓ
۳۷۲	فروہ بن مسیک کی حاضری	۳۴۶	باب ۱۲۵ - تفسیر سورۃ برأت (۲)
۳۷۳	باب ۱۲۴ - مختلف وفود (۲)	۳۵۱	منافقین کا استنزاع
۳۷۳	بنی زبید کا وفد	۳۵۲	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۸۸	خطبہ حجۃ الوداع	۳۸۳	وفد بنی کندہ
۳۸۹	دیگر روایات	۳۸۴	اشعث کی نسبت
۳۹۰	عمرو بن خارجه کی روایت	۳۸۵	مرو بن عبداللہ ازدی
۳۹۰	لشکر اسامہ بن زید	۳۸۵	اہل جرش سے جنگ
۳۹۰	حکمرانوں کی طرف اپنی	۳۸۶	شاہان حیر کے مکتوب
۳۹۱	رسول اللہ کے قاصد	۳۸۶	مکتوب نبوی
۳۹۱	حضرت عیسیٰ کے قاصد	۳۸۸	حضرت معاذ بن جبل کو وصیت
۳۹۳	باب ۱۴ - غزوات و سرایا (۱)	۳۸۸	فردہ بن عمرو کا اسلام اور شہادت
۳۹۳	غزوات کا اجمالی ذکر	۳۸۹	باب ۱۵ - بنو حریث کا قبول اسلام اور دیگر وفود
۳۹۳	سرایا کا اجمالی ذکر	۳۸۹	حضرت خالد بن ولید کی روانگی
۳۹۴	غالب بن عبداللہ کے لشکر کی تفصیل	۳۸۰	مکتوب نبوی
۳۹۴	جندب بن میکث کا واقعہ	۳۸۰	بنی حریث کا وفد
۳۹۵	اللہ تعالیٰ کی مدد	۳۸۱	حضرت عمرو بن حزم
۳۹۵	دیگر سرایا	۳۸۳	رفاعہ بن زید کی حاضری
۳۹۶	حضرت زید کے لشکر حزام کی تفصیل	۳۸۳	وفد ہمدان کی حاضری
۳۹۶	باہمی تصفیہ	۳۸۴	رسول اللہ کی تحریر
۳۹۷	دوبارہ چٹیش	۳۸۴	مسلمہ کذاب اور اسود عینی
۳۹۸	رفاعہ بن زید کی بارگاہ رسالت میں حاضری	۳۸۴	عمال اور امراء کا تقرر
۳۹۹	رسول اللہ کا فیصلہ	۳۸۵	مسلمہ کذاب کا خط
۴۰۰	باب ۱۶ - غزوات و سرایا (۲)	۳۸۶	باب ۱۷ - حجۃ الوداع
۴۰۰	حضرت زید کے جہاد عراق کی تفصیل	۳۸۶	حج کی تیاری
۴۰۱	عبداللہ بن رواحہ کا غزوہ	۳۸۶	حضرت عائشہ اور مناسک حج
۴۰۱	غزوہ ابن عتیک	۳۸۷	حضرت علیؓ کی مین سے واپسی
۴۰۱	غزوہ عبداللہ بن انیس	۳۸۷	حضرت علیؓ کے خلاف شکایت

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۱۵	ثمامہ بن اثال کا اسلام	۴۰۲	مزید سرایا کا ذکر
۴۱۶	ثمامہ کا عمرہ	۴۰۳	حضرت عیینہ بن حصن کے جہاد کی تفصیل
۴۱۶	جیش علقمہ بن مجزز	۴۰۳	حضرت غالب بن عبد اللہ کے غزوہ کی تفصیل
۴۱۷	سرایا کرز بن جابر	۴۰۴	حضرت عمرو بن عاص کا غزوہ ذات السلاسل
۴۱۷	غزوہ علی بن ابی طالب	۴۰۴	دافع طائی کی روایت
۴۱۷	لشکر اسامہ	۴۰۵	حضرت ابوبکرؓ کی نصیحت
۴۱۸	باب ۵ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال	۴۰۶	عوف بن مالک کی روایت
۴۱۸	مرضی کی ابتداء	۴۰۷	باب ۶ - غزوات و سرایا (۳)
۴۱۸	بیعت میں دعائے مغفرت	۴۰۷	غزوہ ابی حدرد
۴۱۹	حضرت عائشہؓ کے گھر میں علالت	۴۰۷	اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن
۴۱۹	اذواج مطہرات کے اسمائے مبارکہ	۴۰۸	رسول اللہؐ کی نادانگی
۴۱۹	حضرت خدیجہ الکبریٰؓ	۴۰۸	بددعا کا اثر
۴۲۰	حضرت عائشہؓ	۴۰۹	عامر بن الاضبط کی دیت
۴۲۰	حضرت سودہؓ	۴۰۹	غزوہ ابی حدرد اور دافع بن قیس کا قتل
۴۲۰	حضرت زینب بنت جحشؓ	۴۱۰	رسول اللہ کے ارشادات
۴۲۰	حضرت اُمّ سلمہؓ	۴۱۱	غزوہ عبدالرحمن بن عوف
۴۲۱	حضرت حفصہؓ	۴۱۱	غزوہ ابو عبیدہ بن الجراح
۴۲۱	حضرت ام حبیبہؓ	۴۱۲	جیش عمرو بن اُمیہ
۴۲۱	حضرت جویریہؓ	۴۱۲	قریشی کا قتل
۴۲۲	حضرت صفیہؓ	۴۱۳	بنو بکر کے آدمی کا قتل
۴۲۲	حضرت میمونہؓ	۴۱۴	باب ۷ - غزوات و سرایا (۴)
۴۲۳	حضرت زینب بنت خبزیہؓ	۴۱۴	غزوہ ذید بن حارثہ
۴۲۴	قریشی اذواج مطہرات	۴۱۴	غزوہ سالم بن عمیر
۴۲۴	دیگر اذواج مطہرات	۴۱۴	غزوہ عمیر بن عدی



صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۲۲	حضرت ابن عباسؓ کی روایت	۴۲۴	علامت اور حضرت عائشہؓ کے گھر قیام
۴۲۳	حضرت عمرؓ کا خطبہ	۴۲۵	مرضی کی شدت
۴۲۴	انصار سے گفتگو	۴۲۵	آنحضرتؐ کے ارشادات
۴۲۵	بیعت اور خلافت	۴۲۶	<b>باب ۱۵۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال</b>
۴۲۵	دو انصاری	۴۲۶	لشکرِ اسماءؓ کے لئے حکم
۴۲۶	حضرت ابوبکرؓ کا پہلا خطبہ	۴۲۶	انصار سے حینِ سلوک کی وصیت
۴۲۷	حضرت عمرؓ کی روایت	۴۲۷	اسماءؓ کے لئے دعا
۴۲۸	رسول اللہؐ کی تجہیز و تکفین	۴۲۷	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت
۴۲۸	غسل	۴۲۸	وصال کا دن
۴۲۹	لحد	۴۲۹	مسجد میں تشریف آوری
۴۳۰	نماز جنازہ	۴۳۰	حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ
۴۳۱	سب سے آخری شخص	۴۳۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال
۴۳۱	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۴۳۱	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کیفیت
۴۳۱	کے آخری ارشادات مبارکہ	۴۳۱	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صبر و استقامت
۴۳۱	ابتداء کا فتنہ اور سببِ باب	۴۳۲	<b>باب ۱۵۲۔ سقیفہ بنی ساعدہ</b>
	۴۳۲	۴۳۲	باہمی مشورے اور اختلاف

## سُورَةُ الْاَنْفَالِ کا نزول (۱)

سُورَةُ الْاَنْفَالِ کی آیات | ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کے واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورہ انفال نازل فرمائی اور مالِ غنیمت کے متعلق جو اختلاف مسلمانوں میں پیدا ہو گیا تھا اُس کو رفع فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوا۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ فَاَتَقْرَبُوا اللَّهَ وَاصْلَحُوا  
ذَاتَ بَيْنٍ مِّمَّكُمْ وَاَطِيعُوا (اللّٰهُ وَرَسُولَهُ) اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ (۸: ۱۰)

” (اے رسول) تم سے مالِ غنیمت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دو مالِ غنیمت خدا اور رسول کے واسطے ہے اس لئے تم خدا سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور خدا اور رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔“

عبارتہ بن صامت سے جب کوئی شخص سورہ انفال کے متعلق دریافت کرتا تھا تو کہتے تھے کہ جب بدر کی جنگ کے بعد مالِ غنیمت میں ہم لوگوں نے اختلاف کیا اور ہر ایک اُس کے مستحق ہونے کا مدعی ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اُس سب مال کو ہمارے قبضہ سے نکال کر اپنے رسول کو اس کا مختار کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو برابر ہم لوگوں میں تقسیم فرمایا اور یہ تقسیم تقویٰ اور اطاعتِ خدا اور رسول اور اصلاح ذات البین کے موافق تھی۔

روانگی کے حالات | پھر اللہ تعالیٰ نے اُس وقت کا ذکر فرمایا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کر قریش کے مقابلے کو تشریف لے چلے اور قریش اپنے

قافلہ کی حمایت اور حفاظت کے لئے مکہ سے نکلے تھے۔ فرماتا ہے

كَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَامِرُونَ يُمِيزُونَ النَّاسَ  
فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا بَيَّنَّ كَا تَمَّا يَسْتَفْتُونَ اِلَى الْعَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ (۵۱: ۶-۸)

” جیسے تمہارے رب نے تم کو تمہارے گھر یعنی مدینہ سے بدر کی طرف نکالا حالانکہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ اس نکلنے کو اچھا نہ سمجھتا تھا۔ اور جہاد کی فرضیت ظاہر ہونے کے بعد اُس کے متعلق تم سے جھگڑتے تھے۔“

گویا کہ موت کی طرف لے جا رہے ہیں اور موت کو وہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔“

وَإِذْ يَحْلِبُ لَكُمُ اللَّهُ الْحَمَاقَةَ لَكُمْ أَتَمَّ اللَّهُ تَوَدُّونَ أَنَّ تُغَيَّرَ ذَاتُ الشُّوْكَ تَكُونُ  
لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعُ دَابِرَ الْكَافِرِينَ إِنْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ  
فَأَسْتَجِبْ لَكُمْ أَتَنِي مُعْتَدٌ لَكُمْ بِالْعَبْرِ مِنَ الْعَمَلِ لَكُمْ مُرِدِّفِينَ ۝

”اور وہ وقت یاد کرو جبکہ مومنو خدا تم سے ایک گروہ کا دونوں گروہوں میں سے وعدہ فرما رہا تھا کہ  
یا تو سودا گروں کا قافلہ تم کو دلوادے گا اور یا قریش کو تم سے مغلوب کرے گا اور تم یہ چاہتے تھے کہ بغیر  
کھانے والا تمہارے ہاتھ لگے یعنی قافلہ تمہارے ہاتھ آجائے اور جنگ کی زیادہ مشقت نہ اٹھانی پڑے  
مگر خدا تعالیٰ نے یہ مناسب سمجھا اور یہی ارادہ کیا کہ اپنے کلمات کے ساتھ حق کو حق کر دکھائے اور کافروں  
کا پیچھا کاٹ دے۔“

اور اگر کافروں سے مقابلہ نہ کرنا اور تجارت کا مال تمہیں مل جاتا تو پھر اسلام کو کچھ فائدہ نہ پہنچتا  
اور اب جو کفار کے سرگروہ قتل ہو گئے تو اسلام کی بہت سی رکاوٹیں دفع ہو گئیں اور کفر کی کمرٹوٹ گئی اور دیکھو  
کہ جب تم نے خدا پر بھروسہ کیا اور اپنی کم تعدادی اور بے موسلانی کو کچھ خیال میں نہ لاکر اپنے حوصلے بلند  
کئے اور دین کی عزت افزائی اور خدا و رسول کی اطاعت پر تم کمر بستہ ہو گئے اور جہاد کو تم نے معادت  
دادین اور خدا کے قرب کا وسیلہ اور اُس کی رضا مندی کا ذریعہ سمجھا تو پھر خدا نے بھی کس کس طرح سے  
تمہاری کمزوری اور تمہاری امداد و اعانت فرمائی کہ تم پر آسمان سے پانی برسایا جس سے تم کو تروتازگی  
حاصل ہوئی اور راستے تمہارے واسطے صاف ہو گئے اور بہت سی آسانیاں تم کو حاصل ہوئیں اور برخلاف  
اس کے تمہارے دشمنوں کے واسطے مینہ قہر و غضب ہو گیا کہ وہ اُس میں بھیج کر نقل و حرکت بھی نہ کر سکے  
اور اُن کو از حد پریشانیاں لاحق ہوئیں جن کے سبب سے وہ تم سے پہلے بدر کے پانی کو قبضہ میں نہ کر سکے  
تم نے اُس پر قبضہ کر لیا اور تمہارے قدم ثابت ہو گئے اور تمہارے قلب ایسے نڈر اور بے خوف ہو گئے  
کہ شیطانی شکوک اور خطرات بالکل اُن سے دفع ہوئے اور تم نے صدقِ دل سے خدا پر بھروسہ کیا اور  
سمجھ لیا کہ خدا کا وعدہ سچا ہے وہ ہم کو ضرور دشمنانِ دین اور کفار پر غالب کرے گا۔ اگرچہ ہمارے  
تعداد کم ہے تو کیا ہے ہمارا یقین اور ایمان تو کثیر ہے اور خدا کی مدد پر ہمارا بھروسہ تو پورا ہے اور جب  
تم نے ایسی سچی نیت کی تو پھر خدا نے اپنے فرشتوں کو فرمایا :

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَكَةِ لِكُلِّ أُمَّةٍ مَعَكُمْ فَيَنْتَوِلُّونَ مِنْهُ نَاسًا لِيَقِي  
فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا لَهُمْ

فرشتوں کی مدد

كُلِّ بَنَانٍ ذَلِيقٌ بَاتَهُمْ شَاقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ  
شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

اور (اے رسول) وہ وقت یاد کرو جبکہ تمہارا پروردگار فرشتوں کی طرف وحی کر رہا تھا کہ میں تمہارے  
ساتھ ہوں تم ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو عنقریب میں کفار کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا  
پس تم کفار کی گردنیں مارو اور ہر مہذبہ اُن کا جدا جدا کر دو اور یہ اس سبب سے کہ ان کفار  
نے خدا و رسول کی مخالفت کی اور جو شخص خدا و رسول کی مخالفت کرتا ہے بے شک خدا اُس  
کو سخت عذاب کرتا ہے۔

**ثابت قدمی کا حکم** | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَانْحَقُوا فَاتُوا لَهُمْ  
اُدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُونَكَ إِلَّا الَّذِينَ أَتَوْا مُتَّحِينَ وَفَارِقَتِ

إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَا دَانَا جَهَنَّمَ ۝ وَيُؤَسِّرُ الْمُؤْمِنِينَ ۝  
اے مومنو! جب تم کفار سے مقابلہ کرو تو اُن کے سامنے سے پشت پھیر کر نہ بھاگو اور جو اُن سے  
پشت پھیر کر بھاگے گا بغیر کسی جنگی مصلحت کے یا اپنے لشکر سے مل کر جنگ کرنے کے خیال سے وہ یقیناً  
خدا کے غضب میں آگیا اور جہنم اُس کا ٹھکانہ ہے اور بُرا ٹھکانہ ہے (کیونکہ اس بھاگنے والے نے  
جو بغیر کسی مصلحت کے بھاگا ہے خدا کی امداد پر بھروسہ نہیں کرتا۔ پھر یہ کیسے عزت اور توقیر کا مستحق ہے بلکہ  
اس کے واسطے ہمیشہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ذلت اور تحقیر ہے اور اگر یہ ثابت قدم رہا اور  
پوری کوشش کے ساتھ جہاد کرتا رہا) تو اس کے واسطے دو جہان کی نیک نامی ہے۔“

**رسول اللہ کا کنکریاں پھینکنا** | اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفار کی طرف  
کنکریاں پھینکنے کے متعلق فرمایا ہے۔

وَمَا تَمَيَّتْ إِذْ سَرِمْتُ وَلَا كُنْتُ لِي وَلَا لِبَنِي الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءٌ حَسَنًا (۱۴:۸)  
یعنی اے رسول جو کنکری تم نے کفار کی طرف پھینکی تھیں وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ وہ خدا نے پھینکی  
تھیں اور خدا ہی نے تم کو مدد دی اور تم کو کفار پر غالب کیا تاکہ مومنوں کی اچھی آزمائش کرے۔

(یعنی دیکھ لے کہ دشمن کی کثرت تعداد کو دیکھ کر گھبراتے ہیں یا نہیں اور اُن کے ساز و سامان سے اُن پر  
کچھ خوف و رعب غالب ہوتا ہے یا نہیں۔ مگر شاہد ہے مسلمانوں کو کہ وہ خدا کی آزمائش میں پورے  
اترے اور خدا کی امداد کے وعدہ پر جو ہر مسلمان سے اُس نے کیا ہے۔ چنانچہ اُس کا فرمان ہے۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (۱۵: ۸) یعنی مسلمانوں کی

مدد کرنا ہم پر فرض ہے ۔

**کفار کو تنبیہ** | اِنَّ تَسْتَفِخُوْا فَقَدْ جَاءَكُمْ الْفَتْحُ وَاِنْ تَلْعَبُوْا فَاَنْتُمْ لَعَّابُوْنَ اِنَّ تَعُوْذُوْا  
لَعَنَدُ ۚ وَلَنْ تَغْنِيْ عَنْكُمْ فِتْنَتُكُمْ شَيْئًا وَاَنْتُمْ لَكَاۡمُوْنَ ۚ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

وہ اگر تم نے فتح طلب کی تو بے شک فتح تمہارے پاس آگئی اور تم اہل اسلام کی دشمنی سے باز رہو  
تو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے اور اگر تم جنگ و فساد کے ساتھ دوبارہ ایسا کرو گے تو ہم بھی دوبارہ  
ایسا کریں گے اور تمہارا لشکر اگرچہ کثیر ہو مگر تم کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے گا اور بے شک اللہ تعالیٰ  
مؤمنوں کے ساتھ ہے ۔

**اطاعت کا حکم** | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُوْلَ ۚ وَلَا تَوَلَّوْا عَنَّهُ وَانْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝  
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهَمْ لَا يَسْمَعُوْنَ اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ  
اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَا عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا اَلَا سَمِعْتُمْ هٰذَا

یعنی اے ایمان والو تم خدا و رسول کی فرمانبرداری کرو (کیونکہ یہی تمہاری دینی اور دنیاوی ترقی کا  
ذریعہ ہے) اور رسول کے حکم کو سن کر اس سے روگردانی نہ کرو اور ان منافق لوگوں کی طرح نہ  
ہو جاؤ جو کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور درحقیقت وہ نہیں سنتے ۔

(یعنی چونکہ وہ منافق ہیں بظاہر زبان سے کہہ دیتے ہیں کہ ہاں ہم نے حکم سن لیا اور ان کے دل میں  
جو اسلام کی محبت نہیں ہے اس سبب سے اُس حکم پر کاربند نہیں ہوتے نہ خدا کے وعدہ کو سچا جانتے

۱۔ اس وعدہ پر عبور نہ کر کے انہوں نے کفار کی کثرت اور اپنی قلت پر کچھ خیال نہ کیا اور ایسے دیرانہ حملے کئے جیسے  
شیر بکریوں پر جارتے ہیں یا جیسے شہاز بند پر واز چڑیوں کو شکار کرتے ہیں۔ چنانچہ آٹا فانا اس وہی جوش کے طفیل کفر  
کی بیخ و بنیاد اٹھ گئی اور اسلام کے پاؤں دنیا میں جم گئے اور مسلمانوں کا سر عزت آسمان افتخار پر پہنچا۔ سچ ہے اسلام کی  
یہی شان ہے اور مسلمانوں کی یہی آن بان ہے ورنہ اسلام کہاں برائے نام ہے جس دل میں اسلام کا جوش نہیں اور  
اپنے سچے اور برحق دین کی غیرت اور حمیت نہیں بھلا وہ بھی کہیں مسلمان ہے خدا تعالیٰ ہم کو بھی وہی توفیق عطا فرمائے  
کرے جو ہمارے بزرگوں کو عنایت کی تھی۔ جن کی کوششوں کے طفیل آج ہم مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور وہی  
صدق اور یقین ہم کو نصیب فرمائے تاکہ ہم بھی اپنے پیارے اور سچے مذہب کی ترقی اور عروج کے لئے عملی  
کارروائیاں ظہور میں لائیں ۔

(مترجم)







سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

یعنی اے ایمان والو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے (اور اس کے وعدہ کو سچا جان کر اس کی راہ میں دینی حمیت اور جوش کے ساتھ جہاد پر مکر کو مضبوط باندھو گے) تو وہ تمہارے واسطے ایسا ذریعہ پیدا کر دیگا۔ جس سے حق اور باطل جدا جدا ہو جائیں گے یہ

جب تم اس پر کاربند ہو گے تب وہ تمہارے گناہ بھی بخش دے گا اور تمہاری برائیاں دور کرے گا۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نعمت فرمانے کا ذکر کیا ہے جبکہ کفار آپ کے قتل یا قید یا شہر بدر کرنے کے لئے مکر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے چبڑے سے محفوظ رکھ کر ان کا مکر انہی پر الٹا کر دیا۔

**قریش کی جہالت** | پھر اس کے بعد قریش کی جہالت کے سبب اپنے حق میں بددعا کرنے کو فرماتا ہے۔

إِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حَجَافًا مِّنَ السَّمَاءِ أَوْ عَلَيْنَا بَعِثْ أَبِلًا يَمْشِي ۝

اے اور تم اپنے حق یعنی دینی اور دنیاوی عزت کو بچھو گے اور تمہارے مخالفین نیست و نابود ہو کر تمہارے دین کو عزت ہوگی اور تمام دنیا پر تم حکمرانی کرو گے۔ خدا کا وعدہ اور اس کا فرمان سچا ہے اور اس نے اس وعدہ کو پورا کر کے دکھا دیا کہ جس وقت تک مسلمان دین پر قائم رہے اور خدا کے وعدہ پر یقین رکھا اُسی وقت تک ان کے دینی و دنیاوی کام بنتے رہے اور دنیا میں عزت سے انہوں نے زندگی بسر کی۔ اور جس وقت سے یہ خدا کی طرف سے غافل ہوئے اور اس کے فتح و نصرت کے وعدے بھول گئے اور ان کا یقین سست ہو گیا اور علی کا درواہیاں انہوں نے ترک کیں اور رہبانیت اور گوشہ نشینی کو اسلام سمجھا اُسی وقت سے ذلت نے ان کو گھیر لیا اور جیسے کہ غالب تھے مغلوب ہو گئے اور نیک نامی اور بہادری ان کی بدنامی اور بزدلی سے تبدیل ہوئی۔ اب اگر اس ذلت سے عزت حاصل کرنا چاہیں تو جب تک خدا کے وعدہ کو سچا سمجھ کر علی کا درواہی پر کاربند نہ ہوں گے وہ عزت حاصل ہونی دشوار ہے۔

(مترجم)

قہ ہے تیرے پاس سے نازل ہوا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا دکھ دینے والے عذاب میں ہم کو مبتلا کر (اور یہ بھی کہتے تھے کہ اگرچہ ہم ناحق پر ہیں مگر خدا ہم کو عذاب نہ کرے گا کیونکہ ہم اُس سے مغفرت مانگتے ہیں اور دوسری یہ بات ہے کہ اُمت کا رسول جب تک اُس اُمت کے درمیان ہوتا ہے عذاب الہی اُس اُمت پر نازل نہیں ہوتا۔ لہذا ہم پر بھی عذاب الہی نازل نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس کلامِ جہالت کا بیان فرمایا ہے :-

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ  
وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يُصَلُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا  
أَوَّلِيَاءَ كَإِنْ أَفْلَحُوا إِنَّكَ الْمَتَّقُونَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ وَمَا كَانَتْ  
صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُمَاعًا وَتَضَعِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا  
كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ (۸: ۳۵)

”اور اللہ (یہی) نہیں تھا کہ انہیں ایسی حالت میں عذاب دیتا کہ تو ان میں تھا اور اللہ انہیں ایسی حالت میں (بھی) عذاب دینے والا نہیں کہ وہ استغفار کرتے رہیں اور ان میں (ایسی) کیا بات ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ دے حالانکہ وہ مسجدِ حرام سے پھرتے ہیں حالانکہ وہ اس کے (حقیقی) سرپرست نہیں اس کے حقیقی سرپرست تو مومن متقی لوگ ہیں اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے اور اس گھر کے پاس ان کی نماز سیٹھیوں اور تالیوں کے سوا کچھ نہ تھی، تو اس کفر کے عوض میں جہنم کرتے تھے عذاب چکھو“





کا رد و انیاں بخش دی جائیں گی اور اگر وہ باز نہ رہیں گے اور پھر شرارت کریں گے تب وہی سلوک ان کے ساتھ ہوگا جو تنگ بدر میں ان سے پہلوں کے ساتھ ہو چکا ہے۔“

**جہاد کی ترغیب** پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب اور اپنے دین کی غیرت و حمیت دلا کر کفار کے مقابلہ اور مقاتلہ پر ان کو آمادہ کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:-

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِئْتَةٌ وَتَكُونَ الذِّمَّةُ بِلِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ وَإِن تَوَلَّوْا فَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ الَّذِي لَعَنَ الْمُشْرِكِينَ وَلَعَنَ النَّصَارَةَ (۸: ۴۰)

”اور اے مسلمانو! تم کو کفار سے یہاں تک قتل و قتل کرنا چاہیے کہ کفر کا فتنہ و فساد باقی نہ رہے اور دین سارا اللہ ہی کا ہو جائے۔ پھر اگر کفار اپنے کفر سے باز نہ آکر مسلمان ہو جاویں تو اللہ ان کے اعمال اور غلوں و نفاق کا نگران ہے اور اگر وہ ایمان سے لوگردانی کریں اور اے رسول تمہارا کھانا نہ مانیں تو اے مسلمانو تم جان لو کہ خدا تمہارا مولیٰ ہے اور اچھا مولا اور اچھا مددگار ہے۔“  
(تم کو اس پر بھروسہ کرنا چاہیے اور کفاد کی کثرت فوج اور ساز و سامان سے خوف زدہ ہو کر جہاد

سے باز آنا لازم نہیں ہے۔)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت کی تقسیم کے احکام نازل فرمائے ہیں۔

وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِن كُنْتُمْ أَمْنَةً بِاللَّهِ وَ مَا نُؤْتُنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْقُرْآنِ نَوْمَ الْغُرَّةِ فَإِنَّ تَقَى الْجَمْعَانِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۸: ۴۱)

رد اور جان لو کہ مالِ غنیمت میں جو چیز تمہارے ہاتھ آئے اُس میں سے پانچواں حصہ خدا و رسول اور ذوی القربیٰ اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے واسطے ہے اگر تم اللہ پر اور اُس چیز پر ایمان لائے ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر (جو محمد ہے) نازل کی امتیاز کے دن کے لئے (جس دن کہ حق اور باطل میں جدائی ہوئی اور حق غالب ہوا یعنی بدر کے دن) جس دن دو فوجیں آپس میں لڑیں (ایک مسلمانوں کی اور دوسری کافروں کی) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

**افواج کے مقامات** اِذْ أَنتُم بِالْعُدَّةِ وَالْزُّنْيَا وَهُوَ بِالْعُدَّةِ وَالْقُصُوفِ وَالزُّكَبِ ائْتَمَلْ مِنْكُمْ وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَخُتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ وَلَكِن لِّيَقْبَلِ

اللَّهُ آمُرًا كَانَ مَفْعُودًا لِّهَاطِلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيْتَةٍ وَيَحْيَا مَن عَنْ بَيْتَةٍ وَإِن

اللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

”یاد کرو جس وقت کہ تم جنگل کے ولے کنارہ پر تھے (یعنی جو مدینہ کی طرف تھا) اور مشرکین پرے کنارہ پر تھا اور قافلہ کے لوگ تم سے نیچے کی طرف تھے (اے مسلمانو اگر تم مشرکین سے جنگ کا وعدہ کرتے تو ان کی کثرت اور ساز و سامان کو دیکھ کر ضرور وعدہ کا خلاف کرتے مگر خدا چاہتا تھا کہ اُس کام کو ظہور پذیر کرے جو تقدیر میں مقدر کر چکا تھا) اسی سبب اُس نے مشرکین کا تم سے یکایک سامنا کرادیا تاکہ جو ہلاک ہو وہ حجت روشن سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ حجت روشن سے زندہ ہو اور بے شک اللہ سننے والا علم والا ہے۔“

اِذْ يُبَيِّنُكَ اللّٰهُ فِي مَنَاصِكٍ ۚ قَلِيلٌ مَّا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَكَوَاكِبُ اَكْثَرُ ۚ كَثِيْرًا لَّفَشِيْتُوْهُ ۚ  
اَنْحَضْتُمْ كَانُحُوْبَ ۝

اِذَا التَّقِيْتُمْ فِيْ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْدًا ۚ وَيُقَلِّلُكُمْ فِيْ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْدًا ۚ  
” (اے رسول) وہ وقت یاد کرو جبکہ خدا نے تم کو کافروں کا شکر تمہارے خواب میں تھوڑا دکھلایا۔ اگر وہ ان کی تعداد تم کو بہت دکھلاتا تو ضرور تم جنگ سے دل چھوڑ دیتے اور آپس میں لڑنے یا نہ لڑنے کی نسبت جھگڑنے لگتے مگر اللہ تعالیٰ نے تم کو سلامت رکھا بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے اور اے مسلمانو یاد کرو وہ وقت جب اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری آنکھوں میں کفار کا لشکر تھوڑا دکھارہا تھا تاکہ تمہارے حوصلے پست نہ ہوں اور تم کو بھی کفار کی آنکھوں میں تھوڑا دکھارہا تھا تاکہ وہ بھی تمہارے مقابلہ سے نہ بھاگ جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اُس کام کو پورا کرے جو تقدیر میں ہو چکا تھا۔“

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ فِرْعٰنَ ۙ فَاقْتُلُوْا ۚ وَاِذْ كُنتُمْ وَاِلٰهَ لَعَلَّكُمْ  
ثَبَاتٍ ۚ اَوْرُذْكَرُ اللّٰهُ ۝ تَفْلِحُوْنَ ۚ وَاَطِيعُوْا اللّٰهَ وَتَمَسُّوْهُ ۚ وَلَا تَنَاوَعُوْا فِتْنَةً ۙ وَلَا تَفْتَقِشُوْا ۚ وَ  
تَذٰهَبَ سِيْرًا يُّحْكَمُوْنَ ۚ اَصْبَحُوْا ۙ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

”اے مسلمانو جب تم کفار کے لشکر سے مقابلہ کرو تو ثابت قدم رہو اور خدا کو یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ اور خدا و رسول کی اطاعت کرو۔ اور آپس میں اختلاف نہ کرو۔ اس سے تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا جابٹے گی اور مقابلہ کے وقت صبر کیا کرو۔ بے شک خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

وَلَا تَمْلِكُوْا كَالَّذِيْنَ خَسِرُوْا اٰمِنًا ۙ دِيَارِهِمْ بَطْرًا ۚ وَدِيَارُ النَّاسِ (۱۱)  
نمود و نمائش کی ممانعت اور اے مسلمانو! تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں یعنی مکہ



سے اتر اہٹ اور لوگوں کے دکھاوے کے واسطے نکلے جیسے کہ ابو جہل نے کہا تھا کہ ہم بدر میں جا کر ناپاک کرنے سنیں گے اور شرابیں پئیں گے تاکہ تمام عرب میں ہماری دھاک بیٹھ جائے بلکہ اے مسلمانو! تم کو ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ تم خالص جہاد اور اعلامۃ الحق کی نیت سے گھر سے نکلو اور خدا کے دین پر سے اپنی جان مال کو قربان کرو۔ اگر یہ نیت تمہاری سچی ہوگی تو ضرور خدا تمہاری مدد فرمائے گا اور دونوں جہان میں تمہارے درجات بلند کرے گا۔ لہذا تم کو لازم ہے کہ خلوص دل سے دین اسلام کی ترقی کے لئے جہاد پر کمر باندھو۔ اگے فرماتا ہے قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ فِي الْحَرِّ وَالْبُرِّ فَشَرُّ دِيْعِهِمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ (پس اے رسول!) اگر تم کفار و مشرکین کو جنگ میں پاؤ تو ان کو اس قدر قتل کرو کہ اپنی ہیبت سے پچھلے کافروں کو بھی جھکا دو تاکہ ان کو نصیحت اور عبرت ہو۔

**جہاد کی تیاری کا حکم** اَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطٍ مَخِيلٍ تَوَهِّبُونَ لَهُ عَدُوًّا لِلَّهِ وَعَدُوًّا كَبْرًا۔ اور کفار کی جنگ کے لئے اے مسلمانو! جہاں تک تم سے ہو سکے قوت و زور اور گھوڑوں کے پالنے سے تیاری کرو تاکہ اس سامان سے تم اپنے اور خدا کے دشمنوں کو خوف زدہ کرو۔

وَمَا تَنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَخْلِفُ عَهْدًا  
اور اے مسلمانو! جہاد کے سادو سامان میں جو کچھ تم خرچ کرو گے خدا اس سب کا ثواب تم کو پورا دیدیگا اور تم کچھ بھی کم نہ دینے جاؤ گے۔

**صلح و اشتی** اِنْ يَخِذُوا بِاللِّسَانِ فَاَجْنَحْ لَهُمْ وَكُوْنُ لَكُمْ عَلٰى اللّٰهِ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ  
اور اے رسول اگر تم سے کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اُس کے واسطے مائل ہو جاؤ اور خدا پر بھروسہ کرو بیشک وہ سننے والا علم والا ہے۔

**دھوکہ کا اندیشہ** اِنْ يُّرِيدُوْا اَنْ يَّخِذُوْكَ فَاَنْتَ حَسْبُكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِیْ اٰیَّدَكَ  
بِذَیْصَرٍ وَّ بِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا

فِي الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَا اَلْفَتْ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَلِیْتَ اللّٰهُ اَلْفَ بَیْنَهُمْ اِنَّهٗ عَنِ نُبْحٰكٍ  
اور اگر کفار صلح کر کے تم کو دھوکہ دینا چاہیں تو بیشک اے رسول خدا تم کو کافی ہے خدا کی وہی قوت ہے جس نے اپنی مدد اور مومنوں کے ساتھ تمہاری تائید فرمائی اور مومنوں کے دل میں الفت ڈالی اگر تم زمین بھر کا خرانہ خرچ کرتے جب بھی ان کے دلوں میں محبت نہ ڈال سکتے مگر خدا نے اپنے فضل و کرم سے ان کے دلوں میں محبت و الفت قائم کر دی بیشک وہ غالب حکمت والا ہے۔

**شجاعت و استقامت** اِس کے اگے فرماتا ہے۔ یٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَحَسْبُ اَنْبَعَاثِ  
مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی الْقِتَالِ اِنْ یَّکُنْ مِنْکُمْ عَشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یُعْلَبُوْا بِمَا نَعْنِ  
وَاِنْ یَّکُنْ مِنْکُمْ مَّائَةٌ یُعْلَبُوْا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالْهَمِیْهِمْ قَوْمٌ لَّهِیْفَقَهُوْنَ



”اے نبی تم کو خدا اور تمہارے فرمانبردار مومن کافی ہیں۔ اے نبی مومنوں کو جہاد پر آمادہ کرو۔ اگر تم میں سے بیس ممبر والے شخص ہوں گے تو بے شک وہ دوسو کافروں پر غالب ہوں گے۔ کیونکہ اگر تم میں سے تئو آدمی ہوں گے تو بے شبہ ہزار کافروں پر غالب ہوں گے۔ کیونکہ کفار ایسے لوگ ہیں جو حق کو نہیں سمجھتے نہ نیک نیتی سے جنگ کرتے ہیں نہ“

**حکم میں تخفیف** اور چونکہ مسلمانوں میں ہر قسم کے لوگ تھے کمزور بھی اور بہادر بھی، اس لئے اللہ تعالیٰ

اٰذِنًا خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَاَعْلٰى اَنْ تَكُنْزُ مَعَكُمْ مَائَةً صَابِرًا يَّغْلِبُوْا  
مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَكُنْ مِثْلُكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ؕ

یعنی اے مسلمانو! اب خدا نے تم سے سابق حکم میں تخفیف کر دی ہے اور وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزور لوگ بھی (شہادت اور ثواب کی امید سے) جہاد میں شریک ہوتے ہیں تو اگر تمہارے لشکر میں سو آدمی صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دوسو کافروں پر غالب ہونگے اور اگر تم میں ہزار صبر کرنے والے ہونگے تو دو ہزار کفار پر غالب ہونگے اور خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

۱۔ اور تم دین حق کے واسطے جنگ کرتے ہو۔ اس سبب باوجود قلت تعداد اور بے سامانی کے بھی تم ان پر غالب ہو گے۔ خدا کا وعدہ تمہارا ہے مگر انہوں نے کہ مسلمان خواب غفلت میں غماز مذلت پر پیر بھیلانے ہوئے مڑے سے سوتے ہیں اور زمانہ کتنا ہی ان کو صبر و حرکت کے لئے آمادہ کرتا ہے مگر یہ ہوں تک نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے بزرگان سلف کی پیروی نصیب فرمائے اور عبداللہ کے ہوش و حواس درست کرے تاکہ یہ اسلام کی ترقی و تنزل اور مسلمانوں کی نکتہ و فلاح کے اسباب پر نظر ڈال کر اپنی گمشدہ عزت کے حاصل کرنے کے واسطے عملی کام میں مشغول ہوں۔

۲۔ اسی سبب سے صبر کرنے والے اور اپنی جان کو خدا کے حضور بذکر کرنے والے باوجود کم تعدادی اور قلت ساز و سامان کے کفار کی کثیر تعداد پر غالب ہوتے ہیں اور دنیا میں عزت اور کفارت کا مال غنیمت حاصل کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو لونڈی غلام بناتے ہیں اور آخرت میں اگر شہید ہوئے تو حیات جاوید یعنی ہمیشہ کی زندگی حاصل کرتے ہیں اور اگر زندہ بچے تو خدا کی رضامندی کے تحت ہو کر ثواب عظیم پاتے ہیں اور خدا کے محبوب ہو جاتے ہیں جیسا کہ اس کا فرمان ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهِ مَعًا سَا تَهْوٰ بُنْيَانًا مِّنْهُمْ وَاَوْ

یعنی یقیناً وہ لوگ خدا کے محبوب ہیں اور خدا ان سے عید محبت رکھتا ہے جو اس کے راستہ میں

یعنی دین حق کی ترقی کے لئے اس طرح مستعدی اور ثابت قدمی جہاد کرتے ہیں جو یاد دہانی دیا رہیں۔

جس کو دشمنوں کے صدمہ پہنچانے سے جنبش تک نہیں ہوتی یہ ان کے صبر اور ثابت قدمی کی تعریف ہے

اور درحقیقت ایسی ہی مستعدی سے کام بھی چلتا ہے۔

**پانچ خاص عطیے** ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے حضرت امام باقر ابو جعفر بن علی زین العابدین بن سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو رعب کے ساتھ مدد دی گئی ہے اور تمام زمین میرے لئے مسجد اور پاکی بنائی گئی ہے اور مجھ کو جوامع علم عنایت ہوئے ہیں اور مال غنیمت میرے واسطے حلال کیا گیا ہے اور شفاعت کا مرتبہ مجھ کو دیا گیا ہے۔ یہ پانچ باتیں ایسی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عنایت نہیں ہوئیں۔

**قیدیوں کے بارے میں آیات** پھر اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیدیوں سے فدیہ لینے کے بارے میں نالا ضگی ظاہر فرماتا ہے اور پھر اس کی اجازت دیتا ہے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يُلْوَكَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُبْخِشَ فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي دُونَ عَرَصَةِ الدُّنْيَا  
وَاللَّهُ يَرْيئُهُ الْآخِرَةَ ۖ ط

کسی نبی کو یہ بات لائق نہیں کہ اُس کے پاس قیدی ہوں اور وہ اُن کو فدیہ لے کہ زندہ چھوڑ دے یہاں تک کہ زمین میں خوب مشرکین کو قتل نہ کرے۔ تم اے مسلمانو! اسباب دنیا کا ادا کر کے ہواؤ اللہ آخرت کا ادا کرتا ہے۔

كُلُّكُمْ كَيْتَابٌ مِنَ اللَّهِ لِمَسْكُومٍ فِيمَا أَخَذَ ثُمَّ عَذَابٌ عَظِيمٌ فَكُلُّوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ  
حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اگر کتاب الہی سبقت نہ کرتی (یعنی خدا تم کو اس کے جواز کا حکم دینے والا نہ ہوتا تو) یہ جو تم نے فدیہ وغیرہ لیا ہے ضرور تم کو عذاب عظیم چھو لیتا۔ اب تم بلاؤ اس اُس مال کو خوب حلال اور طیب سمجھ کر کھاؤ جو کفار سے تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے اور خدا سے ہر وقت ڈرتے رہو بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتا ہے :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنَّ يَلْعَلَهُ اللَّهُ فَتًى  
فَكُلُوا مِنْهُ حَيْثُ يَأْتِيكُمْ حَيْثُ أَخَذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ  
غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اے نبی اُن قیدیوں سے کہہ دو جو تمہارے قبضہ میں ہیں کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں بخلائی کو جانے گا (یعنی اگر تم اسلام قبول کرو گے) تو جو فدیہ تم سے لیا گیا ہے اُس سے بہتر تم کو عنایت کرے گا اور

تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

پھر اس کے بعد خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو باہم الفت و محبت پر رغبت دلائی ہے اور مہاجرین اور انصار کو دین میں اپنی دوستی کا اہل کیا ہے اور دونوں کے تعلق باہم وابستہ کر دیئے ہیں اور کفایت میں سے ایک کو دوسرے کا دوست فرمایا ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ اے مومنو! اگر تم باہم محبت کو قائم نہ رکھو گے اور مسلمانوں کے بدلے کافروں سے محبت کرو گے تو زمین میں بہت بڑا فتنہ اور فساد پیدا ہوگا۔ اس لئے لازم ہے کہ اگر کافر قریبی رشتہ دار بھی ہو تب بھی اُس سے محبت نہ کرے اور اپنے دینی بھائیوں کو اُس پر مقدم سمجھے۔

پھر فرماتا ہے :-

**میراث کا حکم** | وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ وَأُولَٰئِكَ رُحَاةُ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلَيْكُمْ ۖ (۸ : ۷۵)

یعنی اے مسلمانو! جو لوگ تمہارے بعد ایمان لائے اور تمہارے ساتھ انہوں نے ہجرت اور جہاد کیا وہ بھی تم میں سے ہیں اور کتاب الہی یعنی میراث کے مقدمہ میں جو مسلمان رشتہ دار قریب کے ہیں وہ دور کے رشتہ داروں سے مقدم ہیں۔ بیشک خدا ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔



## باب

## شُرکائے بدر

(مہاجرین)

**بنی مطلب** ابن اسحاق کہتے ہیں بنی ہاشم بن عبد مناف اور بنی مطلب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہیں یہ لوگ اس مبارک جہاد یعنی بدر کی جنگ میں شریک تھے :-

- ۱ - سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم -
- ۲ - شیر خدا و شیر رسول حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا -
- ۳ - حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم، حضور کے چچا زاد بھائی -
- ۴ - زید بن حارثہ بن شریحہ بن کعب بن عبد العزیٰ بن امرئ القیس الکلبی - جن پر خدا و رسول نے انعام کیا -

ابن ہشام کہتے ہیں زید بن حارثہ بن شریحہ بن کعب بن عبد العزیٰ بن امرئ القیس بن عامر بن نعمان بن عامر بن عبد ود بن عوف بن عذرہ بن زید اللہ بن زبیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ -

۵ - ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداد غلام انسہ

۶ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداد غلام ابوبکبشہ -

ابن ہشام کہتے ہیں ابوبکبشہ فارسی تھے اور انسہ حبشی تھے -

۷ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو مرثد کنانہ بن حصن بن یربوع بن عمرو بن یربوع بن قرشی بن سعد بن طریف بن جلال بن غنم بن غنی بن یعمر بن سعد بن قیس بن عیلان -

ابن ہشام کہتے ہیں کنانہ بن حصین ہے -

۸ - ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کا بیٹا مرثد بن ابی مرثد حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کا حلیف یہ بھی شریک تھے -

۹۔ عبیدہ بن حرث بن مطلب

۱۰۔ طفیل بن حرث

۱۱۔ اور حصین بن حرث - یہ تینوں بھائی تھے۔

۱۲۔ مسطح جن کا نام عوف بن اثاثہ بن عباد بن مطلب ہے۔

اس قبیلے کے یہ بارہ آدمی تھے۔

بنی عبد شمس | بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے یہ حضرات تھے :-

۱۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس اپنی زوجہ حضرت بی بی رقیہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی) کی علالت کے سبب سے مدینہ میں رہ گئے تھے مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالی غنیمت میں اُن کا حصہ لگایا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور میرا ثواب؟ فرمایا تم کو جہاد کا ثواب بھی ملے گا۔

۲۔ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس

۳۔ ابو حذیفہ کے آزاد غلام سالم

ابن ہشام کہتے ہیں ابو حذیفہ کا نام مہشم ہے اور سالم کو ان کی ماں ثبیثہ بنت یعار بن زید بن عبید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس نے بت کے نام پر چھوڑ دیا تھا۔ پھر ابو حذیفہ نے ان کو متبنی کر لیا اور بعض لوگوں کا قول ہے ثبیثہ بنت یعار ابو حذیفہ بن عتبہ کی بیوی تھی اور اُس نے سالم کو بت کے نام پر آزاد کر دیا تھا۔ اس سبب سے لوگ سالم کو ابو حذیفہ کا آزاد غلام کہنے لگے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں لوگوں کا بیان ہے کہ ابو العاص بن اُمیہ کے آزاد غلام صبیح نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں حاضر ہونے کی تیاری کی تھی۔ مگر یکایک بیمار ہونے سے مجبور ہو گئے تب انہوں نے اپنے اُونٹ پر ابو سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو سوار کر دیا اور صبیح اس کے بعد تمام واقعات میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے۔

بنی اسد بن خزیمہ | بنی عبد شمس کی شاخ بنی اسد بن خزیمہ کے حلفاء میں سے یہ لوگ اس جنگ میں شریک تھے :-

۱۔ عبداللہ بن حبش بن رباب بن یحییٰ بن صبرہ بن مُرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

۲۔ عکاشہ بن محسن بن حرثان بن قیس بن مُرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

۳۔ شجاع بن وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد اور  
۴۔ ان کے بھائی عقبہ بن وہب۔

۵۔ یزید بن قیش بن دثاب بن یحییٰ بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

۶۔ ابوسنان بن محسن بن حرثان بن قیس (عکاشہ بن محسن کے بھائی) اور

۷۔ ان کے بیٹے سنان بن ابی سنان

۸۔ محرز بن نضلہ بن عبداللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد

۹۔ ربیعہ بن اکثم بن سنجہ بن عمرو بن لکیزہ بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد۔

بنی کبیر بن غنم | اور بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد کے حلفاء میں سے یہ حضرات تھے :-  
۱۔ ثقیف بن عمرو۔

۲۔ مالک بن عمرو اور

۳۔ مدلج بن عمرو۔

ابن ہشام کہتے ہیں مدلاج بن عمرو ہے۔ یہ تینوں بھائی تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ لوگ بنی حجر آل بنی سلیم میں سے ہیں اور ابو مخشی ان کے حلیف ہیں۔ یہ سب  
سولہ آدمی تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو مخشی طائی ہیں ان کا نام سوید بن مخشی ہے۔

بنی نوفل | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی نوفل بن عبد مناف سے یہ حضرات شریک تھے :-  
۱۔ عتبہ بن غزوہ بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن حرث بن مازن بن

منصور بن عکرمہ بن خصمہ بن قیس بن عیلان۔

۲۔ اور عتبہ بن غزوہ بن عکرمہ بن خصمہ بن قیس بن عیلان۔

بنی اسد | اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے :-  
۱۔ زبیر بن عوام بن خولید بن اسد

۲۔ حاطب بن ابی بلتعہ اور

۳۔ حاطب کے آٹا دغلام سعد۔ یہ سب تین آدمی تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو بلتعہ کا نام عمرو بنی ہے اور سعد کلبی تھے۔

بنی عبدالدار | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبدالدار بن قحطانی میں سے یہ حضرات تھے :-



- ۱۔ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی -
- ۲۔ سویت بن سعد بن حرمیلہ بن مالک بن عیلہ بن سباق بن عبد الدار بن قصی۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی زہرہ بنی زہرہ بن کلاب میں سے :-

۱۔ عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زہرہ۔

۲۔ سعد بن ابی وقاص - اور ابی وقاص کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھا اور

۳۔ ان کے بھائی عمیر بن ابی وقاص -

۴۔ ان کے حلفاء میں سے مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن

سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن شریذ بن ہزل بن فاس بن دریم بن القین بن امود

بن ہراء بن عمرو بن الحاف بن قضاہ۔

ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے کہ ہزل بن فاس بن ذرہے اور ذہیر بن ثور ہے۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبد اللہ بن مسعود بن شمیخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حرث بن

تیمم بن سعد بن ہزیریل۔

۶۔ مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبد العزیٰ بن حمالہ بن غالب بن محلم بن عائذہ بن سیلع بن ہون

بن خزیمہ۔

ابن ہشام کہتے ہیں ان کا لقب قارہ تھا۔ کیونکہ یہ لوگ بے مثال تیر انداز تھے۔

۷۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ذوالشمالین بن عبد عمرو بن فضلہ غیشان بن سلیم بن ملک بن انصہ بن

حارثہ بن عمرو بن عامر کی اولاد سے اور یہ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ذوالشمالین کا نام عمیر تھا۔

۸۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور خباب بن ارت۔ یہ سب لوگ اٹھ اشخاص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں خباب بن ارت بنی تیمم میں سے تھے اور ان کی اولاد کوفہ میں ہے اور

بعض کہتے ہیں خزاعہ سے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی تیمم بن مرہ میں سے :-

بنی تیمم بن مرہ ۱۔ حضرت ابو بکر صدیق جن کا نام عقیق بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب

بن سعد بن تیمم ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابو بکر کا نام عبد اللہ ہے اور عقیق خوب صوفی اور دوزخ

سے آندادی کے سبب ان کا لقب ہے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کے آزاد غلام بلال، جن کو اُمیہ بن خلف سے حضرت ابوبکرؓ نے خریدا تھا اور سی بلال بن رباح ہیں۔

۳۔ اور عامر بن فہیرہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں عامر بن فہیرہ کو حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ نے بنی اسد سے خریدا تھا۔ جن میں عامر کی پیدائش تھی۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور مہیب بن سنان جو قبیلہ نمر بن قاسط میں سے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں نمر بن قاسط بن نہیب بن اقصیٰ بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں اقصیٰ بن عُمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کا قول ہے مہیبؓ عبد اللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کے آزاد غلام تھے اور کہا جاتا ہے کہ یہ رومی تھے۔ جن لوگوں کا یہ بیان ہے کہ یہ نمر بن قاسط میں سے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ روم میں قید تھے وہاں سے ان کو خریدا گیا تھا اور حدیث میں وارد ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہیبؓ روم میں سے سبقت کرنے والا ہے۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور طلحہ بن عبد اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ ملک شام میں گئے ہوئے تھے اور اُس وقت وہاں سے واپس آئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کی جنگ سے فارغ ہو کر آ رہے تھے۔ آپؐ نے ان کا بھی حقہ لگایا تھا۔ انہوں نے عرض کیا اور یا رسول اللہ میرا ثواب؟ فرمایا تم کو ثواب بھی ہوگا۔ یہ پانچ شخص تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی مخزوم بن یقظ بن مرقہ میں سے :-

**بنی مخزوم** ۱۔ ابوسلمہ بن عبد اللہ اسد۔ اور ابوسلمہ کا نام عبد اللہ بن عبد اللہ اسد بن ہلال

بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔

۲۔ شماس بن عثمان بن شرید بن سوید بن ہری بن عامر بن مخزوم۔

ابن ہشام کہتے ہیں شماس کا نام عثمان ہے اور شماس ان کا اس سبب سے نام ہو گیا کہ شماس میں سے ایک شماس مکہ میں آیا۔ یہ بہت خوب صورت تھا۔ اس کی خوب صورتی کو دیکھ کر مکہ کے لوگ متعجب ہوئے۔ عتیبہ بن ربیعہ عثمان کے ماموں نے کہا۔ میں اس شماس سے زیادہ حسین ایک لڑکا تم کو دکھاتا ہوں۔ اور میرا چہرہ بھی اچھا ہے عثمان کو لا کر دکھایا۔ اس وقت سے عثمان کو لوگ شماس کہنے لگے۔ یہ ابن شہاب زہری وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ارقم بن ابی ارقم۔ ابی ارقم کا نام عبد مناف بن اسد ہے اور اسد کی

کنیت ابو جندب بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔

۴۔ عماد بن یاسر۔ ابن ہشام کہتے ہیں عماد بن یاسر عسّی قبیلہ مذحج سے ہیں۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عقیف بن کلیب بن حبشہ بن سلول بن کعب بن عمرو، ان کے حلیف بنی خزاعہ میں سے۔ یہ سب پانچ شخص ہیں۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے :-

بنی عدی بن کعب | ۱۔ عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن عبد اللہ بن قرط بن رباح بن

نذراح بن عدی۔

۲۔ اور ان کے بھائی زید بن خطاب۔

۳۔ اور مجع، عمر بن خطاب کے آذا غلام تھے اہل یمن سے تھے اور بدر کی جنگ میں سب سے پہلے مسلمانوں میں سے تیر کی ضرب سے شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجع عک بن عدنان کی اولاد سے تھے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عمرو بن سراقہ بن معتمر بن انس بن اذاعہ بن عبد اللہ بن قرط بن رباح بن نذراح بن عدی بن کعب۔

۵۔ اور ان کے بھائی عبد اللہ بن سراقہ۔

۶۔ اور واد بن عبد اللہ بن عبد مناف بن عزیر بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید بن تمیم۔ ان کے حلیف۔

۷۔ اور غولی بن ابی غولی

۸۔ اور مالک بن ابی غولی ان کے حلیف۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابو غولی بنی عجل بن لجیم بن صعّب بن علی بن بکر بن وائل میں سے تھے۔

۹۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عامر بن ربیعہ بن غز بن حائل میں سے آل خطاب کے حلیف۔

ابن ہشام کہتے ہیں عمر بن وائل بن قاسط بن ہشب بن افعیٰ بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار ہے اور بعض کہتے ہیں افعیٰ بن وعی بن جدیلہ ہے۔

۱۰۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عامر بن بکیر بن عبد یلیل بن ناشب بن فیرو بن سعد بن لیث میں سے۔

۱۱۔ اور عاقل بن بکیر

۱۲۔ اور خالد بن بکیر

۱۳۔ ایاس بن بکیر بنی عدی بن کعب کے حلیف  
 ۱۴۔ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن عبد اللہ بن قرط بن رباح بن رباح بن  
 عدی بن کعب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس آنے کے بعد شام سے آئے تھے جنہوں  
 نے ان کا مال غنیمت میں حصہ لگایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا اجر؟ فرمایا تم کو اجر بھی ملے گا۔  
 یہ سب چودہ آدمی تھے۔

**بنی جمح بن عمرو** | اور بنی جمح بن عمرو بن ہبیس بن کعب میں سے :-  
 ۱۔ عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح -  
 ۲۔ اور ان کے فرزند سائب بن عثمان اور ان کے دونوں بھائی -

۳۔ قدام بن مظعون  
 ۴۔ اور عبد اللہ بن مظعون  
 ۵۔ اور عمر بن حارث بن عمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ یہ پانچ شخص تھے۔

**بنی سہم بن عمرو** | اور بنی سہم بن عمرو بن ہبیس بن کعب میں سے :-  
 ۱۔ خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم ایک شخص -  
 اور بنی عامر بن لوئی کی شاخ بنی مالک بن حسل بن عامر میں سے :-  
**بنی مالک بن حسل** | ۱۔ ابوسیرہ بن ابی اہم بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن  
 مالک بن حسل۔

۲۔ اور عبد اللہ بن مغرم بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک -  
 ۳۔ اور عبد اللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک یہ اپنے باپ سہیل بن  
 عمرو کے ساتھ مکہ سے آئے تھے۔ جب بدر میں آکر ٹھہرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر مل گئے  
 اور آپ کے ساتھ جہاد کیا۔

۴۔ اور عمیر بن عوف (سہیل بن عمرو کے آقا غلام)  
 ۵۔ اور سعد بن خولہ ان کے حلیف یہ پانچ شخص تھے۔  
 ابن ہشام کہتے ہیں سعد بن خولہ اہل یمن سے تھے۔

**بنی حارث بن فہرہ** | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی حارث بن فہرہ میں سے :-  
 ۱۔ ابو عبیدہ یعنی عامر بن عبد اللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن

غلبہ بن حرث -

۲۔ اور عمرو بن حرث بن نہہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن ابی اُہیب بن صلتہ بن حرث -

۳۔ اور ان کے بھائی صفوان بن وہب اور یہ دونوں بیعتاء کے بیٹے تھے -

۴۔

۵۔ اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اُہیب بن غلبہ بن حرث - یہ پانچ شخص تھے -

یہ تمام مہاجرین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی جنگ میں شریک ہوئے  
تراسی شخص تھے -

ابن ہشام کہتے ہیں ابن اسحاق کے علاوہ بہت اہل علم مہاجرین میں سے بدر کی جنگ میں  
ان لوگوں کو بھی بیان کرتے ہیں - بنی عامر بن لوئی میں سے وہب بن سعد بن ابی سرح - اور عاتل  
بن عمرو اور بنی حرث بن قہر میں سے عیاض بن ابی نہہیر -





## شمر کا بے بدر (اوس)

ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ میں آنحضرت کے ساتھ انصار کے قبائل میں سے یہ لوگ تھے :-  
**بنی عبدالاشہل** قبیلہ اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں سے :-

- ۱۔ سعد بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل -
- ۲۔ اور عمرو بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل -
- ۳۔ اور حرث بن اوس بن معاذ بن نعمان -
- ۴۔ اور حرث بن انس بن رافع بن امرئ القیس -
- ۵۔ اور بنی عبید بن کعب بن عبدالاشہل سے سعد بن زید بن مالک بن عبید -
- ۶۔ اور بنی زعوڑہ بن عبدالاشہل سے سلمہ بن سلامہ بن وقش بن زعبہ بن زعوڑہ -
- ۷۔ اور عباد بن بشر بن وقش بن زعبہ بن زعوڑہ -
- ۸۔ اور سلمہ بن ثابت بن وقش -
- ۹۔ اور رافع بن یزید بن کزہ بن سکین بن زعوڑہ -
- ۱۰۔ اور حرث بن خزیمہ بن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج (بنی عوف بن خزرج میں سے ان کے حلیف)
- ۱۱۔ اور محمد بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدہ بن حارثہ بن حرث (بنی حارثہ میں سے ان کے حلیف)
- ۱۲۔ اور سلمہ بن اسلم بن حرث بن عدی بن مجدہ بن حارثہ بن حرث (ان کے حلیف) ابن ہشام کہتے ہیں اسلم

۱۔ زعوڑہ بعض نسخوں میں زاکہ زبر اور عین کے پیش اور واؤ کے سکون کے ساتھ ہے اور بعض میں زاکہ زبر اور عین کے سکون کے ساتھ ہے - ۱۲ (مترجم)



ابن حرث بن عدی ہے۔

۱۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو الہشیم بن تیمان۔

۱۴۔ اور عبید بن تیمان۔ ابن ہشام کہتے ہیں عثیک بن تیمان بھی کہا جاتا ہے۔

۱۵۔ ابن ہشام کا قول ہے کہ عبداللہ بن ہبل بھی تھے جو بنی زعفر سے ہیں اور بعض کہتے ہیں قبیلہ غسان سے ہیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں یہ سب پندرہ آدمی تھے۔

**بنی سواد بن کعب** | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی ظفر کی شاخ بنی سواد بن کعب میں سے اور کعب ہی کو ظفر بھی کہتے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں ظفر بن خزرج بن مالک بن اوس ہے۔

۱۔ قتادہ بن نعمان بن زید بن عامر بن سواد۔

۲۔ اور عبیدہ بن اوس بن مالک بن سواد یہ دو شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبید بن اوس وہ شخص ہے جس کو مقرر کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے چار کافروں کو بدر کی جنگ میں قید کیا تھا جن میں حضرت علیؑ کے بھائی عقیل بن ابی طالب بھی تھے۔

**بنی عبد بن ذراح** | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبد ذراح بن کعب میں سے :-  
۱۔ نصر بن حرث بن عبد۔

۲۔ اور معتب بن عبید۔

۳۔ اور ایک شخص اُن کے حلفاء میں سے عبداللہ بن طارق۔ یہ گل تین آدمی تھے۔

**بنی حارثہ** | اور بنی حارثہ بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں سے :-  
۱۔ مسعود بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ۔

ابن ہشام کہتے ہیں مسعود بن عبد سعد بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو عبس بن جبیر بن عمرو بن زید بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ۔

۳۔ اور ان کے حلفاء میں سے ابو بردہ بن دینار جن کا نام ہانی بن دینار بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن حان بن قضاہ ہے۔ یہ تین شخص تھے۔

**بنی ضبیعہ** | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے :-

۱۔ عامر بن ثابت بن قیس اور قیس ہی ابو الفلح بن عصمہ بن مالک بن اُمیہ بن ضبیعہ ہے۔

۲۔ اور معتب بن قشیر بن ملیح بن زید بن عطف بن ضبیعہ۔

- ۳۔ اور ابو طیل بن ازعر بن زید بن عطات بن ضبیعہ -  
 ۴۔ اور عمرو بن معبد بن ازعر بن زید بن عطات بن ضبیعہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں عمیر بن معبد ہے۔  
 ۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور اسمیل بن حنیف بن واہب بن حکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن حرث بن عمرو طور یہ  
 وہی شخص ہیں جن کو بخرج بن خنث بن عوف بن عمرو بن عوف کہا جاتا ہے۔ یہ پانچ شخص تھے۔

اور بنی اُمیہ بن زید بن مالک میں سے :-  
بنی اُمیہ بن زید | ۱۔ بلشمر بن عبد المنذر بن زید بن اُمیہ۔

- ۲۔ اور رفاعہ بن عبد المنذر بن زید۔  
 ۳۔ اور سعد بن عبید بن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن اُمیہ۔  
 ۴۔ اور عویم بن ساعدہ۔  
 ۵۔ اور رافع بن عجدہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں عجدہ ان کی ماں تھی۔  
 ۶۔ اور عبید بن ابی عبیدہ  
 ۷۔ اور ثعلبہ بن حاطب۔  
 ۸۔ ابولبابہ بن عبد المنذر۔  
 ۹۔ حرث بن حاطب۔

لوگوں کا بیان ہے کہ ابولبابہ بن عبد المنذر اور حرث بن حاطب دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ پسپے چلے تھے مگر آنحضرتؐ نے ان کو واپس مدینہ بھیج دیا اور ابولبابہ کو مدینہ کا حاکم بنایا اور مال غنیمت میں ان دونوں کا حصہ لگایا تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں مقام روعاء میں پہنچ کر آپؐ نے ان کو واپس کیا تھا اور حاطب بن عمرو بن عبید بن اُمیہ ہے اور ابولبابہ کا نام بشیر ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے :-  
بنی عبید بن زید | ۱۔ انیس بن قتادہ بن لویعہ بن خالد بن حرث بن عبید۔

- ۲۔ اور ان کے حلفاء میں سے جو قبیلہ بلی سے تھے معن بن عدی بن جد بن عجلان بن ضبیعہ۔  
 ۳۔ اور ثابت بن اقرم بن ثعلبہ بن عدی بن عجلان۔  
 ۴۔ اور عبد اللہ بن سلمہ بن مالک بن حرث بن عدی بن عجلان۔  
 ۵۔ اور زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی بن عجلان۔  
 ۶۔ اور البی بن رافعہ بن زید بن حارثہ بن جد بن عجلان۔

۷۔ اور عامر بن عدی بن جد بن عملان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے مگر آنحضرتؐ نے ان کو واپس فرما دیا تھا۔ پھر مالِ غنیمت میں ان کا حقد لگایا۔ یہ سب سات آدمی تھے۔

**بنی ثعلبہ بن عمرو** | اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے :-  
۱۔ عبد اللہ بن جُبیر بن نعمان بن اُمیہ بن برک۔ برک کا نام امرئ القیس بن ثعلبہ ہے۔  
۲۔ اور عامر بن قیس۔ ابن ہشام کہتے ہیں عامر بن قیس بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ ہے۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو ضیاح بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ۔  
۴۔ اور ابو جہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ ابو ضیاح کا بھائی ہے اور ابو جہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور امرئ القیس کو برک بن ثعلبہ بھی کہتے ہیں۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور سالم بن عمیر بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ۔  
ابن ہشام کہتے ہیں ثابت بن عمرو بن ثعلبہ بھی کہا جاتا ہے۔

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور حرث بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ۔  
۷۔ اور فوات بن جُبیر بن نعمان، ان کا حقد بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں لگایا تھا۔ یہ سب سات افراد تھے۔

**بنی جحججی** | اور بنی جحججی بن کلفہ بن عمرو بن عوف میں سے :-  
۱۔ منذر بن محمد بن عقبہ بن امیہ بن حلاج بن حرث بن جحججی بن کلفہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں حرث بن جحججی بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کے حلفاء میں سے جو بنی اُنیف سے تھے۔ ابو عقیل بن عبد اللہ بن ثعلبہ بن تیہان بن عامر بن مالک بن عامر بن اُنیف بن جشم بن عبد اللہ بن تیم بن ار اس بن عامر بن عمیلہ بن قسمل بن فران بن عمرو بن لحاف بن قضاہ یہ دو شخص تھے۔  
ابن ہشام کہتے ہیں تیم بن ار اسہ اور قسمل بن فران بھی کہا جاتا ہے۔

**بنی غنم بن سلم** | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی غنم بن سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس بن غنم بن سلم میں سے :-

۱۔ سعد بن غنیمہ بن حرث بن مالک بن کعب بن سخط بن کعب بن حارث بن غنم  
۲۔ اور منذر بن قدامہ بن عرفجہ۔

۳۔ مالک بن قدامہ بن عرفجہ -

ابن ہشام کہتے ہیں عرفجہ بن کعب بن سخاط بن کعب بن حارثہ بن غنم ہے -

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور حرث بن عرفجہ بن کعب بن سخاط بن کعب بن حارثہ بن غنم -

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور تمیم (بنی غنم کے آئاد غلام) یہ کل پانچ آدمی تھے - ابن ہشام کہتے ہیں تمیم سعد بن خثیمہ کے آزاد غلام تھے -

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن بنی معاویہ بن مالک | عوف میں سے :-

۱۔ جبیر بن عتیک بن حرث بن قیس بن عیشہ بن حرث بن امیہ بن معاویہ -

۲۔ اور مالک بن نمیلہ ان کے حلیف بنی مزینہ میں سے -

۳۔ اور نعمان بن عمر قبیلہ بلی میں سے ان کے حلیف - یہ سب تین شخص تھے -

غرضیکہ قبیلہ اوس کے کل اکسٹھ آدمی تھے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے اور جن کا مال غنیمت میں حصہ لگایا گیا -



## شترکائے بدر (خزرج)

بنی خزرج میں سے یہ لوگ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدر کے جہاد میں شریک تھے۔

**بنی امرئ القیس** | بنی خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ۔ بنی خزرج۔ پھر ان کی شاخ بنی امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج میں سے :-

- ۱۔ خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس۔
  - ۲۔ سعد بن ربیعہ بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس۔
  - ۳۔ اور عبد اللہ بن رواحہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس۔
  - ۴۔ اور خلاد بن سُوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس۔ یہ سب چارہ شخص تھے۔
- بنی زید** | اور بنی زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج میں سے :-

- ۱۔ بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاص بن زید۔ ابن ہشام کہتے ہیں جلاس بھی کہا جاتا ہے مگر یہ ہمارے نزدیک غلط ہے۔
- ۲۔ اور ان کا بھائی سماک بن سعد۔ یہ دو شخص تھے۔

**بنی عدی** | اور بنی عدی بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج میں سے :-

- ۱۔ سیب بن قیس بن عشیہ بن اُمیہ بن مالک بن عامر بن عدی۔
- ۲۔ اور عباد بن قیس بن عشیہ ان کے بھائی۔ ابن ہشام کہتے ہیں قیس بن عبسہ بن اُمیہ بھی کہا جاتا ہے۔
- ۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبد اللہ بن عبس۔ یہ تین شخص تھے۔

**بنی احمر** | اور بنی احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج میں سے :-



۱۔ یزید بن حرث بن قیس بن مالک بن احمر۔ اور یہی وہ شخص ہیں جن کو ابن فہم کہا جاتا ہے۔  
اس قبیلہ کے یہی ایک شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں فہم ان کی ماں کا نام ہے اور یہ بنی قیس  
بن جہر میں سے ایک عورت تھی۔

بنی جہم۔ بنی زید | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی جہم بن حرث بن خزرج اور بنی زید بن حرث  
بن خزرج میں سے :-

۱۔ غلب بن اساف بن عقیہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جہم۔

۲۔ اور عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدابد بن زید۔

۳۔ اور ابن کابھائی حرث بن زید بن ثعلبہ

۴۔ اور سفیان بن بشر۔ یہ چار شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں سفیان بن نسر بن عمرو بن حرث بن کعب بن زید ہے۔

بنی جدارہ | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی جدارہ بن عوف بن حرث بن خزرج میں سے :-  
۱۔ تمیم بن یعاد بن قیس بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ۔

۲۔ اور عبداللہ بن عمیر بنی حارثہ میں سے۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے عبداللہ بن عمیر  
بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور زید بن مزین بن قیس بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ۔ ابن ہشام کہتے  
ہیں زید بن مری ہے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن عرفطہ بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ۔ یہ سب چار شخص تھے۔  
بنی ابجر | اور بنی ابجر میں سے جو بنی خدرہ بن عوف بن خزرج ہیں :-

۱۔ عبداللہ بن ریح بن قیس بن عمرو بن عباد بن ابجر ایک شخص تھے۔

بنی جہلی | اور بنی عوف بن خزرج میں سے یعنی ان کی شاخ بنی عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن  
عوف بن خزرج سے اور یہی لوگ بنی جہلی کہلاتے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں جہلی سالم بن

غنم بن عوف کی عرفیت ہے چونکہ اس کا پیٹ بہت بڑا تھا اس سبب سے لوگ جہلی کہتے تھے۔

۱۔ اس قبیلہ میں سے عبداللہ بن عبد اللہ بن اُتبی بن مالک بن حرث بن عبید۔ اور سلول اُتبی  
کی ماں کا نام ہے۔

۲۔ اور اس بن خولی بن عبداللہ بن حرث بن عبید۔ یہ دو شخص تھے۔



بنی جزم بن عدی بن مالک بن سالم بن غنم میں سے :-  
 ۱۔ زید بن ودیعہ بن عمرو بن قیس بن جزم -

۲۔ اور عقبہ بن وہب بن کلاہ (بنی عبد اللہ بن غطفان سے ان کے حلیف)

۳۔ اور رفاعہ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم -

۴۔ اور عامر بن سلمہ بن عامر ان کے حلیف اہل یمن سے -

ابن ہشام کہتے ہیں عمرو بن سلمہ بھی کہا جاتا ہے اور یہ بنی بلی قضاۃ کی شاخ میں سے تھے -

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو عقیصہ معبد بن عباد بن قشیر بن مقدم بن سالم بن غنم - ابن ہشام کہتے ہیں معبد بن عبادہ بن قشعر بن خدم ہے اور کہا جاتا ہے کہ عبادہ بن قیس بن خدم ہے -

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور علربن بکر ان کے حلیف بھی تھے یہ قبیلہ بنی ہشام کہتے ہیں عامر بن علی اور بعض عامر بھی کہتے ہیں -

بنی سالم | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن خزرج کی شاخ بنی عجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے نوفل بن عبد اللہ بن نضدہ بن مالک بن عجلان - یہ ایک شخص تھے -

بنی احرم | اور بنی احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف - ابن ہشام کہتے ہیں یہ غنم بن عوف بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج کے بھائی ہیں اور غنم سالم وہی ہیں جو ابن اسحاق کے قول میں پہلے گزر چکے ہیں -

۱۔ عبادہ بن صامت بن قیس بن احرم

۲۔ اور ان کے بھائی اوس بن صامت یہ دو شخص تھے -

اور بنی وعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم میں سے :-

بنی وعد | ۱۔ نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن وعد - اور نعمان وہ شخص ہیں جن کو قتل کہتے ہیں - یہ ایک شخص تھے -

بنی قریوس | اور بنی قریوس بن غنم بن أمیہ بن لوزان بن سالم میں سے ابن ہشام کہتے ہیں قریوس بن غنم بھی کہا جاتا ہے

۱۔ ثابت بن ہزال بن عمرو بن قریوس - یہی ایک شخص تھے -

بنی مرضنہ | اور بنی مرضنہ بن غنم بن سالم میں سے :-

۱۔ مالک بن دشتم بن مرضنہ ایک ہی شخص تھے - ابن ہشام کہتے ہیں - مالک بن دشتم بن مالک بن دشتم بن مرضنہ بھی کہا جاتا ہے -

**بنی لوزان** ابن اسحاق کہتے ہیں بنی لوزان بن غنم بن سالم میں سے :-  
۱۔ ربیع بن ایاس بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوزان -

۲۔ اودان کے بھائی ورقہ بن ایاس -

۳۔ اور عمرو بن ایاس (اہل یمن میں سے ان کے حلیف) یہ تین شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں -  
کہا جاتا ہے کہ عمرو بن ایاس ورقہ اور ربیع کے بھائی تھے -

**بنی غصینہ** ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کے خلفاء میں سے جو قبیلہ بلبی کی شاخ بنی غصینہ سے  
تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں غصینہ ان کی ماں تھی اور باپ ان کا عمرو بن عمارہ تھا -

۱۔ مجذہ بن زیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمر بن عامرہ بن مالک بن غصینہ بن عمرو بن ہیشہ بن مشنہ  
بن قس بن تیم بن الاش بن عامر بن عمیلہ بن قسمل بن فران بن بلبی بن عمرو بن الحاف بن قضاہ -  
ابن ہشام کہتے ہیں قس بن تیم بن الاشہ اور قسمل بن فران بھی کہا جاتا ہے اور مجذہ کا  
نام عبد اللہ ہے -

۲۔ ابن ہشام کہتے ہیں اور عباد بن خشیش بن عمرو بن زمزمہ -

۳۔ اور نجاب بن ثعلبہ بن خزیمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ - ابن ہشام کہتے ہیں نجات بن ثعلبہ بھی  
کہا جاتا ہے -

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبد اللہ بن ثعلبہ بن خزیمہ بن اصرم -

۵۔ لوگوں کا بیان ہے کہ بنی ہرا میں سے ان کا حلیف عقبہ بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ بھی بدر  
میں شریک تھا۔ یہ پانچ شخص بدر میں شریک تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں عقبہ بن ہزنی سلیم میں سے ہے -

**بنی ساعدہ** ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج کی شاخ بنی ثعلبہ بن خزرج  
بن ساعدہ میں سے :-

۱۔ ابو وجانہ سماک بن خرشہ - ابن ہشام کہتے ہیں ابو وجانہ سماک بن اوس بن خرشہ بن لوزان بن  
عبد وڈ بن زید بن ثعلبہ ہے -

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوزان بن عبد وڈ بن زید بن ثعلبہ  
یہ دو شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں منذر بن عمرو بن لوزان بن خنیس ہے -

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی ہدی میں سے :-

**بنی ہدی** ۱۔ عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ ابو اسید مالک

ربیعہ بن بدی -

۲۔ اور مالک بن مسعود - یہ دو شخص تھے -

اور بنی طرف بن خزرج بن ساعدہ میں سے :-

**بنی طریف**

۱۔ عبد ربہ بن حق بن اوس بن وقش بن ثعلبہ بن طریف ایک شخص تھے -

اور ان کے حلفاء میں سے جو قبیلہ جہینہ سے تھے :-

**قبیلہ جہینہ**

۱۔ کعب بن حماد بن ثعلبہ - ابن ہشام کہتے ہیں کعب بن حماد قبیلہ غشیان سے تھا -

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ضمرو

۳۔ اور زیاد

۴۔ اور عمرو کے بیٹے بسبس بھی شریک تھے - ابن ہشام کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ ضمرو اور زیاد بشر کے بیٹے تھے -

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن عامر قبیلہ بلی سے - یہ سب پانچ آدمی تھے -

**بنی جشم** اور بنی جشم بن خزرج کی شاخ بنی سلمہ بن سعید بن علی بن اسد بن سارہ بن تریبد بن جشم بن خزرج پھر ان کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے :-

۱۔ غراش بن صمہ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام -

۲۔ اور حباب بن منذر بن جموح بن زید بن حرام

۳۔ اور عمیر بن حام بن جموح بن زید بن حرام

۴۔ غراش بن صمہ کے آندا غلام تمیم

۵۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام

۶۔ اور معاذ بن عمرو بن جموح

۷۔ اور محوذ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام

۸۔ اور غلاد بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام

۹۔ اور عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام

۱۰۔ اور حلیب بن اسود ان کے آندا غلام

۱۱۔ اور ثابت بن ثعلبہ بن زید بن حرث بن حرام - اور ثعلبہ وہی شخص ہیں جن کو جزع بھی کہا جاتا ہے -

۱۲۔ اور عمیر بن حرث بن ثعلبہ بن حرث بن حرام - یہ سب باآدہ آدمی تھے - ابن ہشام کہتے ہیں :-

جموح جن کا یہاں ذکر ہوا۔ جموح بن زید حرام ہیں اور وہ جموح بنو صمہ کے دادا ہیں وہ جموح بن حرام ہیں اور بعض کہتے ہیں صمہ بن عمرو بن جموح بن حرام اور عیمر بن حرث بن لہبہ بن ثعلبہ ہیں۔  
**بنی عبید** | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی غنسا بن منان بن عبید میں سے :-

۱۔ بشر بن براء بن معرور بن صخر بن خنساء۔

۲۔ طفیل بن مالک بن خنساء

۳۔ اور طفیل بن نعمان بن خنساء

۴۔ اور سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء

۵۔ اور عبد اللہ بن جعد بن قیس بن صخر بن خنساء

۶۔ عقبہ بن عبد اللہ بن صخر بن خنساء

۷۔ جبار بن صخر بن اُمیہ بن خنساء

۸۔ خارجہ بن حمیر

۹۔ اور عبد اللہ بن حمیر (بنی دہمان کی شاخ بنی اشجع سے ان کے حلیف) یہ سب نو شخص تھے۔  
 ابن ہشام کہتے ہیں جبار بن صخر بن اُمیہ بن خنساں بھی کہا جاتا ہے۔

**بنی خنساں** | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی خنساں بن سنان بن عبید سے :-  
 ۱۔ یزید بن منذر بن مروح بن خنساں

۲۔ معقل بن المنذر بن مروح بن خنساں

۳۔ اور عبد اللہ بن نعمان بن بلدہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابن بلدہ بھی کہا جاتا ہے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی۔

۵۔ سواد بن ذریق بن ثعلبہ بن عبید بن عدی۔ ابن ہشام کہتے ہیں سواد بن رزن بن زید بن ثعلبہ بھی کہا جاتا ہے۔

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور معبد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ اور بعض کہتے ہیں معبد بن قیس بن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ۔ یہ قول ابن ہشام کا ہے۔

۷۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبد اللہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم۔ یہ سب سات شخص تھے۔

بنی نعمان بن سنان بن عبید سے :-  
**بنی نعمان** ۱۔ عبد اللہ بن عبد مناف بن نعمان -

۲۔ جابر بن عبد اللہ بن رباب بن نعمان

۳۔ خلید بن قیس بن نعمان

۴۔ اور ان کے آزاد غلام نعمان بن سنان - یہ چار شخص تھے -

اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی حدیدہ بن عمر بن غنم بن  
**بنی سواد بن غنم** اسود سے - ابن ہشام کہتے ہیں سواد کا کوئی بیٹا غنم نام نہیں تھا -

۱۔ ابو منذر یعنی یزید بن عامر بن حدیدہ

۲۔ اور سلیم بن عمرو بن حدیدہ

۳۔ قطیبہ بن عامر بن حدیدہ

۴۔ اور عنترہ بن سلیم بن عمرو کا آزاد غلام - یہ چار شخص تھے - ابن ہشام کہتے ہیں عنترہ بنی سلیم بن منصور کی شاخ بنی ذکوان سے تھے -

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم سے :-  
**بنی عدی بن نابی** ۱۔ عیس بن عامر بن عدی -

۲۔ ثعلبہ بن غنمہ بن عدی -

۳۔ ابوالبیر یعنی کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم بن سواد

۴۔ سہل بن قیس بن ابی کعب بن قیس بن سواد

۵۔ عمرو بن طلق بن زید بن اُمیہ بن سنان بن کعب بن غنم

۶۔ معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عدی بن اؤن بن سعد بن علی بن

اسد بن سارہ بن تزید بن ہشام بن خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر - یہ سب چھ

اشخاص تھے - ابن ہشام کہتے ہیں اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن

سعد - اور ابن اسحاق نے جو معاذ بن جبل کا نسب بنی سواد کے ساتھ بیان کیا ہے حالانکہ یہ اُن

میں سے نہیں ہیں - اس واسطے کہ یہ اُن میں رہتے تھے -

ابن اسحاق کہتے ہیں جن لوگوں نے بنی سلمہ کے بُت توڑے تھے وہ بنی سواد بن غنم ہی میں سے یہ

لوگ ہیں معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن اُنیس اور ثعلبہ بن غنمہ -



**بنی زریق** اور بنی زریق عامر بن زریق بن عبد حادہ بن مالک بن غضب بن حشم بن خورج کی شاخ بنی مخلد بن عامر بن زریق سے۔ ابن ہشام کہتے ہیں عامر بن زریق بھی کہا جاتا ہے۔

۱۔ قیس بن محسن بن خالد بن مخلد۔ ابن ہشام کہتے ہیں قیس بن محسن بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں ابو خالد مرث بن قیس بن خالد بن مخلد ہے۔

۳۔ جحیر بن ایاس بن خالد بن مخلد۔

۴۔ ابو عبادہ یعنی سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد

۵۔ ان کے بھائی عقیقہ بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔

۶۔ اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد

۷۔ اور مسعود بن خلدہ بن عامر بن مخلد۔ یہ سات شخص تھے۔

**بنی خالد** اور بنی خالد بن عامر بن زریق سے۔  
۱۔ عباد بن قیس بن عامر بن خالد ایک شخص تھے۔

**بنی خلدہ** بنی خلدہ بن عامر بن زریق سے۔

۱۔ سعد بن یزید بن فاکہ بن زید بن خلدہ

۲۔ اور فاکہ بن بشر بن فاکہ بن زید بن خلدہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں بسر بن فاکہ ہے۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور محاذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ

۴۔ ان کے بھائی عائد بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔

۵۔ مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ۔ یہ پانچ شخص تھے۔

**بنی عجلان** بنی عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق سے۔

۱۔ رفاعہ بن رافع بن مالک بن عجلان۔

۲۔ ان کے بھائی علاء بن رافع بن مالک بن عجلان

۳۔ عبید بن زید بن عامر بن عجلان۔ یہ تین شخص تھے۔

**بنی بیاضہ** بنی بیاضہ بن عامر بن زریق سے۔

۱۔ زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ۔

۲۔ فردہ بن عمرو بن ذوفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں ذوفہ بھی کہا جاتا ہے۔



- ۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور خالد بن قیس بن مالک بن عجلان بن عامر بن بیاضہ۔  
 ۴۔ اور حیلہ بن ثعلبہ بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں زبیلہ بھی کہا جاتا ہے۔  
 ۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عطیہ بن نوبرہ بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ۔  
 ۶۔ اور خلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن قیس بن بیاضہ۔ یہ سب چھ شخص تھے۔  
 ابن ہشام کہتے ہیں علیہ بھی کہا جاتا ہے۔

**بنی حبیب** | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن حشتم بن خزرج سے :-

- ۱۔ رافع بن معلیٰ بن لوزان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن زید منات بن حبیب۔ یہ ایک ہی شخص تھے۔

**بنی ثعلبہ** | اور بنی نجار یعنی تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج کی شاخ بنی غنم بن مالک بن نجار۔ پھر ان کی شاخ بنی ثعلبہ بن عبد بن عوف بن غنم سے :-  
 ۱۔ ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ۔ یہ ایک شخص تھے۔

**بنی عسیرہ** | بنی عسیرہ بن عبد بن عوف بن غنم سے :-  
 ۱۔ ثابت بن خالد بن نعمان بن خنساء بن عسیرہ ایک شخص۔ ابن ہشام کہتے ہیں عسیرہ بھی کہا جاتا ہے۔

**بنی عمرو** | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عمرو بن عبد عوف بن عوف بن غنم سے :-  
 ۱۔ عمارہ بن حزم بن زید بن لوزان بن عمرو۔  
 ۲۔ ہراقہ بن کعب بن عبد العزیز بن غزیرہ بن عمرو۔ یہ دو شخص تھے۔

**بنی عبید** | بنی عبید بن ثعلبہ بن غنم سے :-  
 ۱۔ حارثہ بن نعمان بن زید بن عبید۔

- ۲۔ سلیم بن قیس بن قہد اور قہد کا نام خالد بن قیس بن عبید ہے۔ یہ دو شخص تھے۔  
 ابن ہشام کہتے ہیں حارثہ بن نعمان بن نفع بن زید ہے۔

**بنی عائذ** | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عائذ بن ثعلبہ بن غنم سے :-  
 ۱۔ سہیل بن رافع بن ابی عمرو بن عائذ۔

- ۲۔ عدی بن زغباء (قبیلہ جہلیہ سے ان کے حلیف) یہ دو شخص تھے۔

بنی زید بن ثعلبہ | بنی زید بن ثعلبہ بن غنم سے :-  
۱۔ مسعود بن اوس بن زید -

۲۔ ابو خزیمہ بن اوس بن زید بن اصرم بن زید -

۳۔ رافع بن حرث بن سواد بن زید - تین شخص تھے -

بنی سواد بن مالک | بنی سواد بن مالک بن غنم سے :-  
۱۔ عوف -

۲۔ معوذ -

۳۔ معاذ -

حرث بن رفاعہ بن سواد کے تینوں بیٹے اور ہی عفرہ کے بیٹے ہیں۔ عفرہ ان کی ماں تھیں۔  
ابن ہشام کہتے ہیں عفرہ بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار۔ ابن ہشام کہتے  
ہیں رفاعہ بن حرث بن سواد بھی کہا جاتا ہے۔

۴۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور نعمان بن عمرو بن رفاعہ بن سواد۔ ابن ہشام کہتے ہیں نعمان بھی کہا جاتا ہے۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عامر بن مخلد بن حرث بن سواد -

۶۔ عبد اللہ بن قیس بن خالد بن غلہ بن حرث بن سواد -

۷۔ عصیمہ قبیلہ اشجع سے ان کے حلیف -

۸۔ ودیعہ بن عمرو قبیلہ جہنیہ سے ان کے حلیف

۹۔ ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد -

۱۰۔ لوگوں کا بیان ہے کہ حرث بن عفرہ کے آزاد غلام ابوالحمرہ بھی بدر میں شریک ہوئے تھے۔ لہذا  
یہ سب دس افراد تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوالحمرہ حرث بن رفاعہ کے آزاد غلام تھے۔

بنی عتیک بن عمرو | بنی عامر بن مالک بن نجار کی شاخ بنی عتیک بن عمرو بن مبدول سے :-  
۱۔ ثعلبہ بن عمرو بن محسن بن عمرو بن عتیک -

۲۔ سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک -

۳۔ حرث بن صمہ بن عمرو بن عتیک مقام روماء میں ان کے چوٹ لگ گئی تھی مگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ان کا حقہ لگایا تھا۔ یہ تین شخص تھے۔

بنی قیس بن عبید | بنی مالک بن نجار بن کوئنی حذیلہ کہتے ہیں ان کی شاخ بنی قیس بن عبید بن زید

بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن بخار سے۔ ابن ہشام کہتے ہیں حدلیہ بنت مالک بن زید اللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج سے اور یہ معاویہ بن عمرو بن مالک بن بخار کی ماں تھی۔ اس سبب سے بنی معاویہ اس کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔

۱۔ ابی بن کعب بن قیس

۲۔ انس بن معاذ بن انس بن قیس۔ یہ دو شخص تھے۔

بنی عدی بن عمرو | بنی عدی بن عمرو بن مالک بن بخار سے۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہی لوگ بنی مغالہ بنت جعوف بن عبد مناة بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ کہلاتے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ مغالہ بنی ذریق میں سے تھی اور یہ عدی بن عمرو بن مالک بن بخار کی ماں ہے اس سبب سے بنی عدی اس کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں۔ اس قبیلہ میں سے :-

۱۔ اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی۔

۲۔ ابو شیخ ابی بن ثابت۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابو شیخ بن ثابت حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔

۳۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو طلحہ یعنی زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناة عدی۔ یہ تین شخص تھے۔

بنی عدی بن عامر | اور بنی عدی بن بخار کی شاخ بنی عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن بخار سے :-

۱۔ حادثہ بن مسراقہ بن حرث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر۔

۲۔ عمرو بن ثعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر اور یہی ابو حکیم کہلاتے ہیں۔

۳۔ سلیط بن قیس بن عمرو بن عتیک بن مالک بن عدی بن عامر۔

۴۔ ابو سلیط یہی اسیرہ بن عمرو ہیں۔ اور عمرو کی کنیت ابو خاریجہ بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر ہے۔

۵۔ ثابت بن خنساء بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر۔

۶۔ عامر بن اُمیہ بن زید بن حساس بن مالک بن عدی بن عامر۔

۷۔ محرز بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر

۸۔ سواد بن غزیہ بن اُہیب (قبیلہ بلی سے اُن کے حلیف) یہ سب آٹھ آدمی تھے ابن ہشام کہتے ہیں سواد بھی کہا جاتا ہے۔

بنی حرام بن جندب | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن بخار سے :-

- ۱۔ ابو زید قیس بن سکن بن قیس بن زعور بن حرام۔
  - ۲۔ ابوالاعور بن حرث بن ظالم بن علس بر حرام۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوالاعور حرث بن ظالم ہے۔
  - ۳۔ ابن احماق کہتے ہیں اور سلیم بن لمعان
  - ۴۔ حرام بن لمعان اور لمعان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام ہے۔ یہ چارہ شخص تھے۔
- بنی عوف بن مبذول** | اور بنی مازن بن بخار کی شاخ بنی عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن بخار سے :-

- ۱۔ قیس بن ابی صعصعہ اور ابی صعصعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف ہے۔
  - ۲۔ عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف۔
  - ۳۔ عصبہ (بنتی اسد بن خزیمہ سے ان کے حلیف) یہ سب تین شخص تھے۔
- بنی خنساء بن مبذول** | ابوداؤد وغیرہ بن عامر بن مالک بن خنساء بن مازن سے :-
- ۲۔ سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء یہ دو شخص تھے۔
- بنی ثعلبہ** | بنی ثعلبہ بن مازن بن بخار سے :-
- ۱۔ قیس بن مخلد بن ثعلبہ بن مخر بن حبیب بن حرث بن ثعلبہ۔ یہ ایک ہی شخص تھے۔

**بنی دینار** | بنی دینار بن بخار کی شاخ بنی مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن بخار میں سے :-

- ۱۔ نعمان بن عبد عمرو بن مسعود
- ۲۔ ضحاک بن عبد عمرو بن مسعود۔
- ۳۔ سلیم بن حرث بن ثعلبہ بن کعب بن حارثہ بن دینار۔ یہ ضحاک اور نعمان کے شریک بھائی ہیں۔
- ۴۔ جابر بن خالد بن عبدالاشہل بن حارثہ۔
- ۵۔ سعد بن سہیل بن عبدالاشہل۔ یہ پانچ اشخاص تھے۔

**بنی قیس بن مالک** | بنی قیس بن مالک بن کعب بن حارثہ بن دینار بن بخار سے :-

- ۱۔ کعب بن زید بن قیس
- ۲۔ اور بنجر بن ابی بنجر ان کے حلیف یہ دو شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجیز قبیلہ بنی جلس بن بغیعہ بن ریش بن غطفان کی شاخ بنی جذیمہ بن رواحہ میں سے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ میں قبیلہ خزرج سے یہ سب ایک نوستر آدمی شریک تھے۔  
**دیگر اصحاب** | ابن ہشام کہتے ہیں بعض اہل علم بدر میں ان لوگوں کو بھی شامل کرتے ہیں۔ قبیلہ خزرج بنی عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج سے :-

۱۔ عتبہ بن مالک بن عمرو بن عجلان -

۲۔ طیل بن وبرہ بن خالد بن عجلان -

۳۔ عصمہ بن حصین بن وبرہ بن خالد بن عجلان -

اور بنی حبیب بن عبدحادثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج سے :-

۴۔ ہلال بن علی بن لؤذان بن حادثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک بن زید بنہ بن حبیب -

**اصحاب بدر کی کل تعداد** | ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ میں ساجرین میں سے ترائی آدمی شریک تھے اور اس میں سے اکٹھے آدمی تھے اور خزرج میں سے

ایک نوستر آدمی تھے۔ چنانچہ یہ سب تین سو پچھوہ آدمی تھے جو بدر میں شریک ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں ان کا حصہ لگایا۔





# مسلمان شہداء اور قریش کے مقتولین اور اسیر

- شہداء بدو | قبیلہ قریش کی شاخ بنی مطلب بن عبد مناف سے :-
- ۱۔ عبیدہ بن حرث بن مطلب شہید ہوئے۔ ان کو عقبہ بن ربیعہ نے شہید کیا تھا جس کی تلوار کے وار سے ان کا ایک پیر کٹ گیا اور مقام صفراء میں انہوں نے انتقال فرمایا۔ اس قبیلہ کے یہی ایک شخص ہیں۔
  - ۲۔ اور بنی زہرہ بن کلاب سے عُمیر بن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ۔ یہ حد بن ابی وقاص کے بھائی تھے۔
  - ۳۔ ذوالشمالین بن عبد بن عمرو بن نضله۔ ان کے حلیف بنی خزاعہ کی شاخ بنی غبشان سے یہ دو شخص شہید ہوئے۔
  - ۴۔ بنی عدی بن کعب بن لؤئی سے عاتل بن بکیر ان کے حلیف بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ سے۔
  - ۵۔ حضرت عمر بن خطاب کے آزاد غلام مہج۔ یہ دو شخص شہید ہوئے۔
  - ۶۔ بنی حرث بن فہد سے صفوان بن بیضاء ایک شخص۔ مہاجرین میں سے یہ چھ آدمی شہید ہوئے۔
  - ۷۔ انصار میں سے بنی عمرو بن عوف سے سعد بن عقیلم۔
  - ۸۔ مبشر بن عبد اللہ بن زبیر یہ دو شخص شہید ہوئے
  - ۹۔ بنی حرث بن خزرج سے یزید بن حرث جن کو ابن سحکم کہا جاتا ہے یہی ایک شہید ہوئے۔
  - ۱۰۔ بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ سے عمیر بن حمام۔ ایک شخص شہید ہوئے۔
  - ۱۱۔ بنی حبیب بن عبد الحارث بن مالک بن غنم بن حشم سے رافع بن معالی ایک شخص شہید ہوئے اور
  - ۱۲۔ بنی نجار سے حارث بن سراقہ بن حرث ایک ہی شخص شہید ہوئے۔
  - ۱۳۔ بنی غنم بن مالک بن نجار سے حرث بن رفاعہ بن سواد کے دونوں بیٹے عوف



۱۴۔ اور معوذ۔ اور سی دونوں عفر کے بیٹے ہیں۔ انصار میں سے یہ آٹھ آدمی شہید ہوئے اور تمام مہاجرین اور انصار میں چودہ آدمی شہید ہوئے۔

**مقتولین قریش بنی عبد شمس** | قریش کی شاخ بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے یہ لوگ قتل ہوئے: ۱۔ حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس اس کو حضور کے آزاد غلام زید بن حارثہ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے قتل میں حضرت حمزہ اور حضرت علیؑ اور زید بن حارثہ شریک تھے۔

۲۔ حرث بن حضرمی اور

۳۔ عامر بن حضرمی (قریش کے حلیف) عامر کو عمار بن یاسر نے قتل کیا اور حرث کو نعمان بن عمر نے جو اس کے حلیف تھے قتل کیا۔

۴۔ ان کا آزاد کردہ غلام عمیر بن ابی عمیر

۵۔ اور اس کا بیٹا عمر بن ابی عمیر جس کو ابن ہشام کے بقول ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم نے قتل کیا۔

۶۔ ابن اسحاق نے کہا۔ عبیدہ بن سعید بن العاص بن اُمیہ بن عبد شمس کو زبیر ابن العوام نے قتل کیا۔

۷۔ عاص بن سعید بن عاص بن اُمیہ کو حضرت علیؑ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۸۔ عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن اُمیہ کو عامر بن ثابت بن الفلج نے جو بنی عمرو بن عوف سے تھے قتل کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے کہ اس کو سبھی حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا۔

۹۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عقبہ بن شیبہ بن ربیعہ کو عبیدہ بن حرث بن مطلب نے قتل کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس کے قتل کرنے میں حضرت حمزہ اور حضرت علیؑ بھی شریک تھے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا۔

۱۰۔ ابن اسحاق کہتے ہیں شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو حضرت حمزہ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

۱۱۔ ولید بن عقبہ بن ربیعہ کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

۱۲۔ ان کے حلیف عامر بن عبد اللہ کو جو بنی انمار میں سے تھا حضرت علیؑ ہی نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ بارہ شخص قتل ہوئے۔

**بنی نوفل بن عبد مناف** | بنی نوفل بن عبد مناف سے :-

۱۔ حرث بن عامر بن نوفل کو ثقیف بن اساف نے قتل کیا۔

۲۔ طعیمہ بن عدی بن نوفل کو حضرت علیؑ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

**بنی اسد** | بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قسّی سے :-  
 ۱۔ زمرہ بن اسود بن مطلب بن اسد قتل ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس کو ثابت بن جذع نے قتل کیا تھا جو بنی حزام میں سے تھے اور بعض کہتے ہیں اس کے قتل میں حضرت حمزہؓ اور علیؓ اور ثابتؓ شریک تھے۔

۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور حرث بن زمرہ کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔  
 ۳۔ عقیل بن اسود بن مطلب کو حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ دونوں نے قتل کیا۔  
 ۴۔ ابوالنختری عاص بن ہشام بن حرث بن اسد کو مجذد بن زیاد بلوی نے قتل کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوالنختری عاص بن ہاشم ہے۔

۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور نوفل بن خولید بن اسد یعنی ابن عدویہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور یہ نوفل شخص ہے جس نے حضرت صدیقؓ اور طلحہؓ بن عبید اللہ کو جب یہ دونوں اسلام لائے تو ایک رسی میں باندھ دیا تھا یہ شخص شایطین قریش میں سے تھا۔ اس قبیلہ کے یہ پانچ شخص قتل ہوئے۔  
 بنی عبدالدار بن قسّی میں سے :-

**بنی عبدالدار** | ۱۔ نضر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار کو حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مقام صفاء میں قتل کیا جبکہ یہ قید تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے نضر بن حرث بن کلاہ بن عبد مناف بن عبدالدار۔  
 ۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور زید بن ملیح کو حضرت ابوبکرؓ کے آذا غلام بلالؓ بن رباح نے قتل کیا تھا اور یہ زید بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم میں سے بنی عبدالدار کا حلیف تھا۔ اور بعض کہتے ہیں زید کو مقداد بن عمرو نے قتل کیا ہے۔

**بنی تمیم بن مرہ** | ابن اسحاق کہتے ہیں اور نبی تمیم بن مرہ سے :-  
 ۱۔ عمیر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم قتل ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس کو حضرت علیؓ نے قتل فرمایا تھا اور بعض کہتے ہیں عبدالرحمن بن عوف نے قتل کیا۔  
 ۲۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عثمان بن مالک بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

**بنی مخزوم** | بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ سے :-  
 ۱۔ ابو جہل بن ہشام اُس کا نام عمرو بن ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

اس پر معاذ بن جموح نے ایک ضرب تلوار کی ماری جس سے اس کا ایک پیر کٹ گیا۔ پھر ابو جہل کے بیٹے مکرہ نے معاذ پر ایک وار کیا جس سے معاذ کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ پھر معوذ بن عصفراء نے ابو جہل کا کام تمام کیا اور زندگی کی کچھ رتی اس میں باقی چھوڑ کر معوذ چلے گئے۔ ان کے بعد عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر جدا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔

۲۔ عامر بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن مغیرہ بن عمر بن مخزوم کو حضرت عمرؓ نے قتل کیا۔  
۳۔ یزید بن عبداللہ جو بنی تمیم میں سلطان کا حلیف تھا اور بہت بہادر شخص تھا اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

۴۔ ابو مافع اشعری کو ابو دجانہ ساعدی نے قتل کیا۔

۵۔ اور حرطہ بن عمرو کو خادجہ بن زید بن ابی ذہیر نے قتل کیا۔ خارجہ بنی مخزوم میں سے تھے اور بعض کہتے ہیں حرطہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں حرطہ بن اسد ہے۔

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور مسعود بن ابی اُمیہ بن مغیرہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۷۔ ابوقیس بن ولید بن مغیرہ کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۸۔ ابوقیس بن فاکہ بن مغیرہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

۹۔ رفاعہ بن ابی رفاعہ بن عائد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو سعد بن ابی وقاصؓ نے قتل کیا۔

۱۰۔ منذر بن ابی رفاعہ کو معن بن عدی بن ہدیل بن عجلان نے قتل کیا اور معن بنی حبیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔

۱۱۔ عبداللہ بن منذر بن ابی رفاعہ بن عائد کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

۱۲۔ سائب بن ابی سائب بن عائد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو نہیر بن عوام نے قتل کیا۔

۱۳۔ اسود بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا۔

۱۴۔ حاجب بن سائب بن عویر بن عمرو بن عائد بن عبد بن عمران بن مخزوم کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عائد بن عمران بن مخزوم ہے اور بعض عاجز بن سائب بھی کہتے ہیں۔

۱۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عویر بن سائب بن عویر کو نعمان بن مالک قوفی نے قتل کیا۔

۱۶۔ عمر بن سفیان اور

۱۷۔ جابر بن سفیان (قبیلہ طے سے ان کے حلیف) عمر کو زید بن ارقیش نے قتل کیا اور جابر کو ابو بردہ بن نبار

نے قتل کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اس قبیلہ کے یہ سب مشرک آدمی تھے۔

بنی سہم | بنی سہم بن عمرو بن حصیص بن کعب بن لوئی سے :-  
 ۱۔ منبہ بن ججاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم کو ابوالیسر نے قتل کیا۔

۲۔ اس کے بیٹے عاص بن منبہ بن ججاج کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

۳۔ بنیہ بن ججاج بن عامر کو حضرت عمرؓ اور سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔

۴۔ ابوالعاص بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ نعمان بن مالک قوی نے اور بعض کہتے ہیں ابودجائد نے قتل کیا۔

۵۔ عاصم بن ابی عوف بن صبیہ بن سعید بن سہم کو ابوالیسر نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ پانچ شخص قتل ہوئے۔

بنی جمح بن عمرو بن حصیص بن کعب بن لوئی سے :-  
 بنی جمح | ۱۔ امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح کو بنی مازن کے ایک انصاری نے قتل کیا اور

بعض کہتے ہیں اس کو معاذ بن عفر اور خازم بن زید اور حبیب بن اساف نے مل کر قتل کیا۔

۲۔ اس کے بیٹے علی بن امیہ بن خلف کو عمائد بن یامر نے قتل کیا۔

۳۔ اوس بن معیر بن لوزان بن سعد بن جمح کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں اس کو حصین بن حصہ بن مطلب اور عثمان بن ملحون نے مل کر قتل کیا ہے۔ اس قبیلہ کے یہ تین شخص تھے۔

بنی عامر بن لوئی سے :-  
 بنی عامر بن لوئی | ۱۔ معاویہ بن عامر (ان کے حلیف بنی عبد القیس سے) اس کو حضرت علیؑ نے

قتل کیا اور کہا جاتا ہے کہ عکاشہ بن معصن نے اس کو قتل کیا۔

۲۔ معبد بن وہب (بنی کلب بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث سے ان کا حلیف) اس کو بکیر کے دونوں بیٹوں خالد اور یاس نے قتل کیا اور کہا جاتا ہے کہ ابودجائد نے قتل کیا۔

مقتولین کی تعداد | ابن اسحاق کہتے ہیں بدر میں گھڑے کے کل مقتولوں کی تعداد ہم کو پچاس معلوم ہوئی ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے ابو عبیدہ نے ابی عمرو سے روایت کیا ہے

کہ بدر میں ستر کا قتل ہوئے۔ اور یہی قول ابن عباسؓ اور سعید بن مسیبؓ کا ہے اور کتاب اللہ کی اس آیت کا بھی یہی مطلب ہے مَا أَهْلًا بَكْرًا مِنْ مَّصِيبَةٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بِثَلَاثَةِ مِائَةٍ (۱۶۵: ۳) یعنی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُحد کی جنگ میں جو تم کو مصیبت پہنچی ہے یعنی ستر مسلمان شہید ہوئے تو تم اس سے دگنا فائدہ حاصل کر چکے ہو یعنی بدر میں تم نے ستر مشرک قتل کئے اور ستر کو قید کیا۔ ابن ہشام کہتے ہیں ان ستر میں سے وہ



لوگ یہ ہیں جن کو ابن اسحاق نے ذکر نہیں کیا ہے ۔

دیگر مقتولین | بنی عبد شمس بن عبد مناف سے :-

۱۔ وہب بن حرث جو بنی انمار میں سے ان کا حلیف تھا ۔

۲۔ عامر بن زید (اہل یمن سے ان کا حلیف) یہ دو شخص قتل ہوئے ۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے :-

۳۔ عقبہ بن زید (ان کا حلیف اہل یمن سے)

۴۔ اور عمیران کا آزاد غلام ۔ یہ دو شخص قتل ہوئے ۔

بنی عبد الدار بنی قصی میں سے :-

۵۔ قبیلہ بن زید بن ملیح

۶۔ عبید بن سلیط (بنی قیس سے ان کا حلیف) یہ دو شخص قتل ہوئے ۔

بنی تیم بن مرہ سے :-

۷۔ مالک بن عبید اللہ بن عثمان (طلحہ بن عبید اللہ کا بھائی) یہ قید کیا گیا تھا ۔ پھر قید ہی میں مر گیا ۔ اور

مقتولوں میں شمار کیا گیا ۔

۸۔ کہا جاتا ہے کہ عمرو بن عبید اللہ بن جرعان بھی قتل ہوا ۔ یہ دو شخص قتل ہوئے ۔ اور بنی مخزوم بن یقیطہ سے :-

۹۔ حذیفہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا ۔

۱۰۔ ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو صہیب بن سنان نے قتل کیا ۔

۱۱۔ زہیر بن ابی رفاعہ کو ابواسید مالک بن ربیعہ نے قتل کیا ۔

۱۲۔ سائب بن ابی رفاعہ کو عبد الرحمن بن عوف نے قتل کیا ۔

۱۳۔ عائد بن سائب بن عویر قید کیا گیا تھا جب فدیہ دیکر چھوڑ گیا تو مکہ جاتے ہوئے راستہ میں زخم کے

سبب جو حضرت حمزہؓ نے اس کے لگایا تھا مر گیا ۔

۱۴۔ عمیر قبیلہ بنی طے سے ان کا حلیف تھا ۔

۱۵۔ خیال قبیلہ بنی قارہ سے ان کا حلیف تھا یہ سب سات شخص تھے ۔

۱۶۔ بنی جمح بن عمرو سے سیرہ بن مالک ان کا حلیف ہی ایک شخص تھا اور بنی سهم بن عمرو سے

۱۷۔ حرث بن منبہ بن حجاج کو صہیب بن سنان اور

۱۸۔ عامر بن ابی عوف بن ضیرہ (عامر بن ضیرہ کے بھائی) کو عبد اللہ بن سلمہ عجلانی نے قتل کیا ۔ اور

بعض کہتے ہیں ابو وجانہ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص تھے۔  
 قریش کی شاخ بنی ہاشم بن عبد مناف سے یہ لوگ قید کئے گئے۔  
**اسیران بنی ہاشم** | ۱۔ حضرت علیؓ کے بھائی عقیل بن ابی طالب۔

۲۔ نوفل بن حرث بن عبد المطلب

**بنی مطلب** | بنی مطلب بن عبد مناف سے :-

۱۔ سائب بن غید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب۔  
 ۲۔ نعمان بن عمرو بن علقمہ بن مطلب۔ یہ دو ہی شخص قید ہوئے۔

**بنی عبد شمس** | بنی عبد شمس بن عبد مناف سے :-  
 ۱۔ عمرو بن ابی حنیان بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس۔

۲۔ حرث بن ابی وجرہ بن ابی عمرو بن اُمیہ بن عبد شمس۔

۳۔ ابو العاص بن نوفل بن عبد شمس۔

۴۔ ابو العاص بن ربیعہ بن عبد العزیٰ بن عبد شمس اور ان کے حلفاء میں سے۔

۵۔ ابو ریشہ بن ابی عمرو

**بنی عبد مناف**

۶۔ عقبہ بن عبد المطلب بن حزمی۔ یہ سات شخص قید ہوئے۔

**بنی نوفل** | بنی نوفل بن عبد مناف سے :-  
 ۱۔ عدی بن خیار بن عدی بن نوفل۔

۲۔ غزوٰ بن جابر کا بھتیجا عثمان بن عبد شمس۔ بنی مازن بن منصور میں سے :-

۳۔ ابو ثورہ ان کا حلیف یہ تین شخص تھے۔

**بنی عبد الدار** | اور بنی عبد الدار بن قحطی میں سے :-  
 ۱۔ ابو عزیٰ بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔

۲۔ اسود بن عامر ان کا حلیف یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اسود بن عامر بن حرث بن سباق کی اولاد ہیں۔

**بنی اسد** | بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قحطی میں سے :-  
 ۱۔ سائب بن ابی جہیش بن مطلب بن اسد۔

۲۔ حویرث بن عباد بن عثمان بن اسد۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ حرث بن عائذ بن عثمان بن اسد ہے۔



۲۱۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کا حلیف سالم بن شماغ - یہ تین شخص قید ہوئے تھے۔

**بنی مخزوم** | اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مڑہ سے :-  
۱۔ خالد بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔

۲۔ امیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ

۳۔ ولید بن ولید بن مغیرہ

۴۔ عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم

۵۔ صیق بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم

۶۔ ابو المنذر بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم

۷۔ ابو عطاء عبداللہ بن ابی سائب بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم

۸۔ مطلب بن مطلب بن حرث بن عبید بن عمر بن مخزوم

۹۔ اور ان کا حلیف خالد بن اعلم اور سہمی وہ شخص ہے جو قریش کے لشکر میں سب سے پہلے بھاگا تھا۔

یہ سب نو آدمی تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں اور خالد بن اعلم بن خزاعہ سے اور بعض کہتے ہیں

بنی عقیل سے تھا۔

**بنی سہم بن عمرو** | ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی سہم بن عمرو بن ہبیس بن کعب بن لوی سے :-  
۱۔ ابو وداعہ بن صبرہ بن سعید بن سعد بن سہم۔ اس قیدی کا سب سے پہلے قیدی آیا

تھا اور اس کے بیٹے مطلب بن ابی وداعہ نے اس کو چھڑایا تھا۔

۲۔ فردہ بن قیس بن عدی بن حذافہ بن سعید بن سہم

۳۔ حنظلہ بن قیس بن حذافہ بن سعید بن سہم

۴۔ جراح بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔ یہ چار شخص تھے۔

**بنی جمح** | بنی جمح بن عمرو بن ہبیس بن کعب سے :-  
۱۔ عبداللہ بن ابی بن غلف بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

۲۔ ابو عترہ عمرو بن عبداللہ بن عثمان بن اہیب بن حذافہ بن جمح۔

۳۔ امیہ بن غلف کا آزاد غلام فاکہ جس کا رباح بن مغفوف نے دعویٰ کیا تھا اور وہ کہتا تھا کہ یہ بنی

شماخ بن محارب بن فہر سے ہے اور کہا جاتا ہے کہ فاکہ بن جردل بن حذیم بن عوف بن غطف بن

شماخ بن محارب بن فہر ہے۔

- ۴ - وہب بن عمیر بن وہب بن خلف بن وہب بن حذافہ بن ححج -  
 ۵ - ربیعہ بن دراج بن علبس بن اُہبان بن وہب حذافہ بن ححج - اس قبیلہ کے پانچ شخص قید ہوئے -

**بنی عامر بن لوئی** | بنی عامر بن لوئی سے :-  
 ۱ - سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود - بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر -  
 اس کو مالک بن وشم انصاری نے قید کیا تھا -

- ۲ - عبد بن زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود - بن نصر بن مالک -  
 ۳ - عبد الرحمن بن مشنوء بن وقدان بن قیس بن عبد شمس - یہ تین شخص قید ہوئے -

**بنی حرث بن فہر** | بنی حرث بن فہر سے :-  
 ۱ - طفیل بن ابی قلیح

- ۲ - عقیب بن عمرو بن جحدم - یہ دو ہی شخص گرفتار کئے گئے - ابن اسحاق کہتے ہیں یہ سب قیدی ہیں  
 کے نام ہم کو معلوم ہوئے ہیں تین تالیس شخص ہیں - ابن ہشام کہتے ہیں ان میں ایک ایسا شخص بھی  
 مذکور ہوا ہے جس کا نام میں نے بیان نہیں کیا اور وہ قیدی بن کو ابن اسحاق نے بیان نہیں کیا - یہ ہیں :-

**دیگر اسیران قریش** | بنی ہاشم بن عبد مناف سے :-  
 ۱ - عقیب بنی فہر سے ان کا حلیف ہی ایک شخص ہے - اور بنی مطلب  
 بن عبد مناف سے :-

- ۲ - عقیل بن عمرو ان کا حلیف اور  
 ۳ - اس کا بھائی تیم بن عمرو اور  
 ۴ - اس کا بیٹا یہ تین شخص ہیں - اور بنی عبد شمس بن عبد مناف سے -  
 ۵ - خالد بن اسید بن ابی العصین  
 ۶ - عاص بن امیہ کا آزاد غلام ابوالفریض لیار - یہ دو شخص قید ہوئے - بنی نوفل بن عبد مناف  
 میں سے ایک شخص

- ۷ - بنہان ان کا آزاد کردہ غلام -  
 ۸ - اور بنی اسد بن عبد العزیٰ سے عبد اللہ بن حمید بن نہیر بن حرث - ایک ہی شخص قید ہوا -  
 ۹ - بنی عبد الدار بن قسبی سے عقیل ان کا حلیف جو بن کار ہنے والا تھا ایک ہی شخص ہے -  
 ۱۰ - اور بنی تیم بن مرہ سے مسافع بن عیاض بن مخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم -

- ۱۱۔ اور جابر بن زبیر ان کے حلیف قید ہوئے۔
- ۱۲۔ بنی مخزوم بن یقظہ بن مرثہ سے قیس بن سائب ایک شخص قید ہوا۔ اور بنی محجب بن عمرو میں سے۔
- ۱۳۔ عمرو بن ابی غلف
- ۱۴۔ ابواہم بن عبداللہ ان کا حلیف
- ۱۵۔ ایک اور ان کا حلیف تھا اس کا نام مجھ کو یاد نہیں رہا اور امیہ بن غلف کے دو آزاد غلام تھے۔
- ۱۶۔ ایک نسطاس اور
- ۱۷۔ دوسرا ابو رافع۔ یہ سب چھ شخص قید ہوئے۔
- ۱۸۔ بنی سہم بن عمرو سے اسلم نبیہ بن حجاج کا آزاد غلام ایک شخص قید ہوا۔ بنی عامر بن لوئی سے :-
- ۱۹۔ حبیب بن جابر اور
- ۲۰۔ سائب بن مالک دو شخص قید ہوئے۔ اور بنی حرث بن نمر سے
- ۲۱۔ شافع اور
- ۲۲۔ شفیع (ان کے دونوں حلیف اہل یمن سے) قید ہوئے۔

❦

اس کتاب کا مترجم سید یسین علی نظامی حسنی خواہر زادہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء و محبوب الہی دہلوی  
حضرات ناظرین کی خدمت میں عرض پر واز ہے کہ مصنف نے اس مقام پر چند قصائد اور اشعار جو واقعہ  
بدر کے متعلق کہے گئے نقل کئے ہیں۔ میں ان میں سے صرف ایک حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن  
ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے قصیدہ کے نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں جو میرے خیال میں تمام قصائد کا خلاصہ  
اور اسلامی جوش و خروش اور دینی غیرت و حمیت سے معمور ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علی بن  
ابی طالب نے جنگ بدر کے متعلق فرمایا

اَللّٰهُمَّ اِنَّا اَبْلٰغُ رَسُوْلُكَ بَلَدًا عَزِيْزًا ذِيْ اَقِيْدَةٍ اِلٰہِ ذِيْ فَتْحٍ

ترجمہ :- کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اپنے رسول کی آزمائش کی۔ آزمائش غالب قدرت والے اور فضل والے کی  
یَمَّا اَنْتَلَّ الْغَلَا مَ ذَا سَ مَدَّ لَیْہِ فَذَوَّاهَا نَا مِنْ اَسَا سِہَا وَ مِنْ قَتْلِ  
:- اس واقعہ کے کفار کو دولت و غمراہی نصیب کی۔ چنانچہ قید و قتل کی مصیبت میں وہ گرفتار ہوئے۔

فَاَمْسٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ قَدْ عَثَرَ نَحْمُہَا وَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اُسْمٰیِلَ بِالْعَدْلِ

اور رسول اللہ غالب اور فخر مند ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدل کے ساتھ بھیجے گئے ہیں۔

فَجَاءَ بِفُرْقَانٍ مِنَ اللَّهِ مُنْذِلٍ مُبَيِّنَةٍ آيَاتِهِ لِيُذَوِيَ الْعَقْلُ  
ترجمہ :- پھر وہ خدا کے پاس سے فرقان نازل شدہ لائے جس کی آیتیں اہل عقل کے واسطے روشن اور  
ظاہر ہیں۔

فَأَمَّنَ أَقْوَامٌ بِذَلِكَ وَآيَقَنُوا فَأَمْسَوْا بِحَمْدِ اللَّهِ مُجْتَمِعِينَ الشَّمْلِ  
ترجمہ :- بہت سے لوگ اُس پر ایمان لائے اور یقین کیا تو خدا کے شکر سے اُن کی پریشانی دور ہو کر  
وہ مجتمع ہو گئے۔

وَأَنكَمُ أَقْوَامٌ فَزَاغَتْ قُلُوبُهُمْ فَرَادَ هَمُّهُمُ وَالْعَرَشُ شِيْخًا عَلَى خَبَلٍ  
ترجمہ :- اور جن لوگوں نے انکار کیا اُن کے دل گمراہ ہو گئے پھر خدا نے انکی دیرانگی اور گمراہی کو اور زیادہ کر دیا۔  
وَأَمَلَنَ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدَسٍ تَرْسُولُهُ وَتَوَّعَا عَدَا بَابِ فَعَلَهُمْ أَحْسَنَ الْفَعْلِ  
ترجمہ :- اور اپنے رسول کو بدر کے روز اُن پر غالب کیا اور اُن لوگوں کو جو جنگجو رسول کے ساتھ تھے جن  
کے کام نہایت پسندیدہ ہیں۔

بَابِ يَوْمٍ بَدَسٍ عَقُوا بِهَا وَقَدْ حَادَ ثَوَاهَا بِالْجَلَاءِ وَالْبَقْلِ  
ترجمہ :- اور اُن کے ہاتھوں میں ہلکی ہلکی تلواریں تھیں جن کو انہوں نے مضبوط پکڑ رکھا تھا اور خوب عمدہ  
ہوا اور مشتمل اُن پر کر دہی تھی۔

فَلَمَّا تَرَكُوا مِنْ تَأْشِئَةٍ ذِي حَمِيَّةٍ صَرِيحًا وَمِنْ ذِي تَجَلٍّ مَنَّهُمْ كَهْلٍ  
ترجمہ :- پس ان میں سے بہت سے حیت والے حملہ آوروں اور جوان بہادروں کو انہوں نے مار کر ڈال دیا۔

تَبَيَّنَتْ عُيُونُ النَّاسِ عَلَى عَيْنِهِمْ تَجَوَّدَ بِأَسْبَالِ التَّشَائِشِ وَبِالْوَبْلِ  
ترجمہ :- جن پر رونے والیوں کی آنکھیں سینہ کی چٹری کی طرح سے آنسو برساتی ہیں۔  
تَوَارَعَتْ تَنْجِي عُنْبَتَهُ الْغَنَى وَابْنُهُ وَشَيْبَةُ تَنْعَاةٍ وَتَنْعَى أَبَا جَهْلٍ  
ترجمہ :- رونے والیاں عتبہ نامراد اور اُس کے بیٹے کو روتی ہیں اور شیبہ کو روتی ہیں اور ابو جہل  
کو روتی ہیں۔

تَوَيَّ مِنْهُمْ تَمَافٍ بِئِدْبَارِ عَمَابَةٍ ذُوِي تَجَدَّاتٍ فِي الْحَرْبِ وَفِي الْحُلِّ  
ترجمہ :- بدر کے گڑھے میں تو ان میں سے ایک جماعت کو دیکھے گا جو جنگ کے موقعوں میں بڑے بہادر تھے۔



## غزوات اور سرایا

**غزوہ بنی سلیم** | ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کے غزوہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر رمضان یا شوال میں فارغ ہوئے اور اُس کے بعد صرف سات شب مدینہ میں قیام کیا۔ پھر بنی سلیم سے جنگ کرنے کے ارادہ سے تشریف لے چلے۔ ابن ہشام کہتے ہیں اس دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کا عامل سباع بن عرفطہ غفاری اور ابن ام مکتوم کو بنایا تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں جب آپ اس قوم کے ایک کوئٹ پر پہنچے جس کا نام کدر تھا۔ تین شب وہاں قیام کر کے مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ اس سفر میں کوئی جنگ درپیش نہیں ہوئی اور شوال کے باقی میلہ اور ذی قعد کے سارے مہینے مدینہ ہی میں قیام فرمایا اور ان تہذیبوں کو سنا کیا جو بدر سے آئے تھے۔

**غزوہ سوریق** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب ابوسفیان بدر سے بھاگ کر مکہ پہنچا تو اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک محمدؐ سے جنگ نہ کر کے اپنے بدلے نہ لے گا۔ غرث بن قیس نے اسے لے لیا۔ نہ غسل نہ نہایت کرے گا۔ پھر آخر یہ اپنی قسم پوری کرنے کی خاطر قریش کے حوٹلوں سے مل کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور مقام حد قناتہ میں جو ایک پہاڑ کے قریب ہے جس کو نبیب کہتے ہیں جاکر اترا۔ یہ مقام مدینہ سے ایک منزل کے قریب فاصلہ پر ہے اور رات کو ابوسفیان مدینہ کے اندر بنی نضیر کے محلہ میں حنی بن اعطب کے مکان پر آیا اور دشک دی۔ مگر حنی بن اعطب نے دروازہ نہ کھولا۔ تب ابوسفیان سلام بن مشکم کے پاس گیا۔ یہ اُس وقت بنی نضیر کا سردار تھا اور اس کی قوم کا خزانہ بھی اُس کے پاس رہتا تھا۔ اس نے ابوسفیان کی دعوت کی اور خوب کھلایا پلایا۔

**ابوسفیان کا ظلم** | اس کے بعد ابوسفیان اسی رات میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور اُن میں سے چند لوگوں کو مدینہ کی طرف بھیجا۔ یہ لوگ مدینہ کے ایک کنارہ کی طرف آئے جس کا نام غریق ہے۔ یہاں ایک انصاری کی کھیتی اور کھجوروں کے چند درخت تھے۔ اُن میں ان شیطانوں نے آگ لگا دی اور ان انصاری کو ان کے ساتھی سمیت سوتے ہوئے شہید کیا اور پھر

وہاں سے بھاگ گئے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی آپ نے فدا بشیر بن عبدالمنذر کو مدینہ میں نائب مقرر کر کے ابوسفیان کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ مقام قرقرۃ الکد تک تلاش کرتے ہوئے آئے مگر ابوسفیان ایسا بھاگا تھا کہ اس کا کہیں پتہ نہ چلا اور راستہ میں ابوسفیان کے ساتھی بھاگنے کی بے تابی میں اپنے ڈھیر سارے ستو پھینک گئے تھے وہ سب مسلمانوں نے اپنے قبضہ میں لے لئے اسی سبب سے اس غزوہ کا نام غزوۃ سولق ہوا۔ جب واپس ہوئے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ بھی ہمارے لئے غزوہ ہے یعنی اس کا بھی ہم کو ثواب ہوگا۔ حضور نے فرمایا۔ ہاں۔

**غزوۃ ذی امر** | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۃ سولق سے واپس آئے تو ذوالحجہ کا باقی مہینہ آپ نے مدینہ میں گزارا۔ پھر نجد کی طرف بنی غطفان پر جہاد کرنے کے ارادہ سے تشریف لے چلے اور عثمان بن عفان کو مدینہ میں نائب مقرر کیا اور نجد میں صفر کے تمام مہینہ قیام کر کے مدینہ واپس تشریف لائے۔ اس سفر میں بھی کوئی جنگ درپیش نہیں ہوئی اور ربیع الاول کا مہینہ مدینہ میں گزرا۔

**غزوۃ بخران** | پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کی جنگ کے ارادہ سے مدینہ سے کوچ فرمایا اور ابن مکتوم کو مدینہ میں نائب مقرر کیا۔ یہاں تک کہ آپ مقام بخران میں جو حجاز کے اندر فرع کے کنارہ پر واقع ہے پہنچے یہاں آپ نے ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ پورے دو مہینہ قیام فرمایا اور پھر مدینہ میں واپس تشریف لائے۔ اس سفر میں بھی جنگ نہیں ہوئی۔

**غزوۃ بنی قینقاع** | اس واقعہ کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ پہلے سوق بنی قینقاع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قوم سے جو یہودی تھی فرمایا کہ اے معشر یہود اللہ سے ڈرو کہیں تم پر بھی وہ عذاب نازل نہ ہو جو قریش پر بدر کی جنگ میں نازل ہوا۔ تم اسلام قبول کر لو کیونکہ تم نے مجھ کو ان علامات کے مطابق پہچان لیا ہے جو تمہاری کتاب تورات میں مذکور ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم سے مجھ پر ایمان لانے کی بابت عہد لے لیا ہے۔ ان یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا کہ اے محمد تم قریش کو قتل کر کے کسی دھوکے میں نہ رہنا۔ وہ لوگ لڑائی کے فنون سے بالکل واقف اور جاہل تھے ان پر تم نے غلبہ پالیا۔ واللہ! تم نے اگر ہم سے جنگ کی تو تم کو ہماری کیفیت معلوم ہوگی کہ ہم کیسے ہیں۔

**واقعہ سے متعلق آیات** | ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیات اسی کے



قُلْ لِلَّهِ الدِّينُ كُلُّهُ وَاسْتَغْلِبُونَ وَتَحْشُرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ قَدْ كَانَ  
لَكُمْ آيَةٌ فِي الْخَبْتَيْنِ إِذْ كُنْتُمْ تَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَخْرَجَ كَافِرًا تَرَكَهُمُ  
مِّثْلَيْهِمْ سَرَّاحًا الْعَيْنُ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصَرِهِ مَن يَشَاءُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ  
لَعِبْرَةً لِّذِي الْأَبْصَارِ

دو کافروں سے کہہ دو کہ غفرتیب تم مغلوب ہو گے اور جہنم اور بُرے ٹھکانے کی طرف جمع کئے جاؤ گے  
تمہارے لئے اُن دو گروہوں میں ایک نشانی ہے جو باہم جنگ کر رہے تھے۔ ایک راہِ خلا میں لڑ رہا تھا  
اور دوسرا کافر تھا جو مسلمانوں کو اپنی آنکھ سے اپنے سے دُگنا دیکھ رہا تھا اور اللہ اپنی مدد کے ساتھ  
جس کی چاہتا ہے تائید فرماتا ہے۔ بیشک اسی میں اہلِ نظر کے لئے عبرت ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قینقاع کے یہود نے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو عہد  
کیا تھا اُسے توڑ کر جنگ کرنے پر آمادہ ہوئے اور یہ جنگ بدر اور اُحد کے واقعوں کے درمیان ہوئی ہے۔  
یہود کی شرارتیں | ابن ہشام کہتے ہیں اس جنگ کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ عرب کی ایک عورت بازار  
بنی قینقاع میں کوئی چیز لے کر آئی اور اُس کو فروخت کر کے ایک سناہ کی دکان  
پر بیٹھ گئی۔ یہود نے عورت کا چہرہ بے نقاب کرنا چاہا۔ عورت نے انکار کیا۔ سناہ نے عورت کے  
ساتھ بند میں چپکے سے ایک گرہ لگا دی۔ جب وہ عورت کھڑی ہوئی تو اُس کا ستر کھل گیا۔ یہودی ہنسنے  
لگے اور اُس عورت کی خوب ہنسی اُڑائی۔ عورت نے شور مچایا۔ ایک مسلمان نے اُس کو اُس سناہ کو  
جو یہودی تھا قتل کر دیا۔ یہودیوں نے، ہجوم کر کے اُس مسلمان کو شہید کیا۔ اس مسلمان کے اقرباء نے فریاد کی۔  
تو بہت سے مسلمان یہودیوں کے مقابلہ پر اکٹھے ہو گئے اور جنگ کا باننا گرم ہوا۔

عبداللہ بن ابی کی گستاخی | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان یہودیوں کا مجھ  
فرمایا۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ کی اطاعت قبول کی۔ اُس وقت  
عبداللہ بن ابی بن سلول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کرنے لگا اے محمد میرے  
موالی کے ساتھ احسان کیجئے اور یہ سب بنی خزرج کے حلفاء تھے۔ آنحضرت نے اس کو کچھ جواب نہ دیا۔  
اس نے پھر عرض کیا۔ رسول اللہ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اس نے آپ کی زرہ کا دامن پکڑ لیا۔ اس  
زرہ کا نام ذات الفضول تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا چھوڑ دے اور آپ کا چہرہ مبارک غصہ کے مارے  
سُرنے ہو گیا۔ اور فرمایا خرابی ہو تجھ کو میرا دامن چھوڑ دے۔ اس نے عرض کیا میں ہرگز نہ چھوڑوں گا جب



ہیں۔ قریب ہے کہ خدا اپنے رسول کو نفع عنایت کرے یا یہود کے قتل کرنے کا حکم دے تب یہ لوگ یہود کی محبت پر جس کو انہوں نے اپنے دلوں میں چھپا رکھا ہے تادم ہوں گے اور مسلمان آپس میں کہیں گے کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو بڑے زور کی قسمیں کھاتے تھے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں؟

**سریہ زید بن حارثہ** | ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ کے بعد سے قریش نے ملک شام کے سفر کے لئے مدینہ کا راستہ چھوڑ دیا تھا اور عراق کا راستہ اختیار کیا تھا چنانچہ اس دفعہ قریش کے بہت سے سوداگر جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا بہت سا مال تجارت جس میں بہت سی چاندی بھی تھی لے کر جا رہے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قافلہ کی خبر پہنچی۔ آپ نے زید بن حارثہ کو اس قافلہ کے لئے روانہ فرمایا اور نجد کے مقام قروہ میں زید بن حارثہ کی اس قافلہ سے ٹکریٹ ہوئی۔ اس قافلہ والوں نے فرات بن حیان نامی ایک شخص کو راستہ بتانے کے لئے اپنے ساتھ لے لیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں فرات بن حیان بنی عجل میں سے بنی سہم کا حلیف تھا۔ زید بن حارثہ نے اس قافلہ کا مقابلہ کیا۔ قافلہ والے سب بھاگ گئے۔ کوئی اُن میں سے گمراہ قاتل یا قتل نہیں ہوا۔ زید بن حارثہ نے وہ سب مال مدینہ میں لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔



## کعب بن اشرف یہودی کا قتل

کعب کی اسلام دشمنی | ابن اسحاق کہتے ہیں جب بدر میں مسلمانوں کی فتح اور کفار کی شکست ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ میں فتح کی خوشخبری پہنچانے کے لئے روانہ فرمایا اور ان لوگوں نے مدینہ میں آکر سارا واقعہ بیان کیا تو کعب بن اشرف کو جب خبر ہوئی کہ لگا کہ کیا یہ دونوں شخص جو بیان کرتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ محمدؐ نے فلاں فلاں لوگوں کو قتل کر دیا۔ یہ لوگ اشراف عرب اور سرداران اہل مکہ تھے ان کا محمدؐ کے ہاتھ سے قتل ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر یہ بات سچ ہے کہ یہ لوگ محمدؐ کے ہاتھ سے قتل ہو گئے تو زمین کا پیٹ جس میں یہ لوگ سمائے ہیں زمین کی پیٹھ سے بہتر ہے اور پھر جب اس دشمن خدا یعنی کعب بن اشرف کو اس واقعہ کا پورا یقین ہو گیا تب یہ مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر مطلب بن حجاج بن صبیہ و سہمی کے پاس ٹھہرا۔

مطلب کی بیوی عاتکہ بنت ابی العیص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف نے اس کی بہت خاطر کی اور اس نے وہاں بدر کے مقتولوں پر رونا اور قریش کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر ابھارنا اور اسی قسم کے اشعار اُن کو سنانے شروع کئے۔

مسلمانوں کی دل آزاری | بعد ازاں یہ مدینہ چلا آیا اور چونکہ نہایت خبیث اور بد طبیعت شخص تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شکایات پہنچیں۔ آپؐ نے صحابہؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کون ہے جو ابن اشرف کو قتل کر سکے۔ محمدؐ بن مسلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں اُس کو قتل کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا بس تم ہی اس کام کو انجام دو اگر تم سے ہو سکے۔

محمدؐ بن مسلمہ کی منصوبہ بندی | محمدؐ بن مسلمہ اپنے گھر آئے اور تین روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ یہ خبر محمدؐ بن مسلمہ کی منصوبہ بندی | نبی کریم کو پہنچی تو آپؐ نے اُن کو بلا کر نہ کھانے کا سبب دریافت



فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ سے ایسی بات کا اقرار کیا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ میں اس کو پورا بھی کر سکوں گا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے ذمہ صرف کوشش ہے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اس معاملہ میں مشورہ کرنا ضروری ہے۔ آنحضرت نے فرمایا تم جو چاہو مشورہ کرو تم کو اس کی اجازت ہے۔ پھر محمد بن مسلمہ نے مشورہ کر کے چار اور آدمی اس کام میں اپنے ساتھ شریک کئے۔ ایک ابوناثلہ سلکان بن سلامہ بن وقش اُشہلی یہ کعب بن اشرف کے دودھ شریک بھائی بھی تھے اور دوسرے عبدالبن بشر بن وقش اُشہلی اور تیسرے حرث بن اوس بن معاذ اُشہلی اور چوتھے ابو عبس بن جبیر بن حارثہ۔

**ابوناثلہ کی کعب کے ملاقات اور گفتگو** | پھر ان چاروں نے پہلے ابوناثلہ کو کعب بن اشرف کے پاس بھیجا۔ ابوناثلہ نے اس کے پاس جا کر پہلے تو ادھر ادھر کی کچھ باتیں کیں اور کچھ اشعار بھی سنائے کیونکہ ابوناثلہ شاعر بھی تھے۔ پھر اس سے کہا اے کعب بن اشرف میں تو تیرے پاس ایک ضروری کام کے لئے آیا تھا۔ تو پہلے اس کو سن لے۔ کعب نے کہا کہو کیا کام ہے؟ ابوناثلہ نے کہا بات یہ ہے کہ جب سے شیخ محمد ہمارے ہاں آئے ہیں طرح طرح کی مصیبتیں اور بلائیں ہم پر نازل ہو رہی ہیں۔ تمام عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور ہمارے راستے انہوں نے بند کر دیئے ہیں یہاں تک کہ ہم لوگ تو مجھ کے مر گئے اور فاقوں کے مارے ہم میں دم نہیں ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا۔ اے ابوناثلہ میں تجھ سے پہلے کہنا نہ کرتا تھا کہ ایسا ہو گا سو وہی ہوا۔ ابوناثلہ نے کہا اب میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تم کچھ کھانے پینے کو ہمیں دو اور اس کے بدلہ ہماری چیزیں رہن رکھ لو۔

**کعب کی بد فطرتی** | کعب بن اشرف نے کہا کیا تم اپنی اولاد میرے پاس رہن رکھو گے۔ ابوناثلہ نے کہا اس بات سے ہماری رسوائی ہوگی اور میرے ساتھ اور بھی لوگ ہیں جو قرض لینا چاہتے ہیں اور میں اُن کو تمہارے پاس لانے والا ہوں تاکہ اُن کو بھی تم دو اور احسان کرو۔ کعب بن اشرف نے کہا اگر تم اولاد کو رہن نہیں رکھتے ہو تو اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو۔ ابوناثلہ نے کہا ہم تمہارے پاس اپنی عورتوں کو کیسے رہن رکھ سکتے ہیں۔ تم ایک نہایت نوجوان آدمی ہو۔ ہاں ہم تمہارے پاس ہتھیار رہن رکھتے ہیں اور اُن ہتھیاروں کی قیمت تمہاری رہن کی رقم کے لئے کافی ہوگی۔ کعب بن اشرف نے کہا اگر ایسا ہے تو کچھ معائنہ نہیں اور ابوناثلہ نے ہتھیاروں کا ذکر اس واسطے کیا تھا تاکہ کعب بن اشرف اُن لوگوں کو مسلح دیکھ کر خوف زدہ نہ ہو۔

چاروں افراد کی روانگی | غرضیکہ ابوناٹلہ یہ باتیں کر کے اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور کعب بن اشرف سے جو باتیں ہوئی تھیں اُن سے بیان کیں۔ پھر یہ سب لوگ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جمع ہوئے اور آپ ان کو لے کر قیقع غرقہ میں تشریف لائے۔ پھر ان لوگوں سے فرمایا کہ خدا کا نام لے کر تم لوگ جاؤ اور دعا کی کہ اے خدا ان کی مدد فرما اور انحضرت ان کو رخصت کر کے اپنے دولت خانہ میں تشریف لے آئے۔ یہ لوگ کعب بن اشرف کے مکان پر پہنچے اور ابوناٹلہ نے اُس کو آواز دی۔ اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اپنے لحاف کو اوڑھے ہوئے یہ باہر آنے لگا۔ اس کی بیوی مانے ہوئی اور کہنے لگی تو ایک جنگ جو آدمی ہے اور جو لوگ جنگ جو ہوتے ہیں وہ اس وقت باہر نہیں جاتے ہیں۔ اُس نے کہا مجھ کو ابوناٹلہ نے آواز دی ہے اگر اُس کو یہ خبر ہوتی کہ میں توڑ ہا ہوں تو مجھ کو نہ جگاتا۔ اب مجھ کو جانا ضروری ہے۔ عورت نے کہا مجھ کو اس کی آواز سے بدی معلوم ہوتی ہے مگر کعب نے عورت کی بات کی کچھ پرواہ نہ کی اور سیدھا مکان سے نکل کر چلا آیا اور تھوڑی دیر ان لوگوں سے باتیں کرتا رہا۔

ابوناٹلہ نے کہا اے کعب چلو ہم تم خدا اس چاندنی رات میں فلاں مقام پر بیٹھ کر کچھ باتیں کریں تو بڑا سطف حاصل ہو گا۔ کیونکہ اس وقت عجیب کیفیت ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا تمہاری مرضی چلو کیا مضائقہ ہے۔

کعب کا قتل | پھر یہ لوگ آہستہ آہستہ اُس طرف کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں ابوناٹلہ نے کعب بن اشرف کے بالوں پر ہاتھ پھیر کر سونگھا اور کہا کیا اچھی خوشبو ہے۔ ایسی خوشبو تو میں نے کبھی نہیں سونگھی اور پھر اسی طرح سے کئی بار کیا۔ پھر تھوڑی دور جا کر اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور گردن پکڑ کر زمین پر دے مارا اور ساتھیوں سے کہا کہ دشمن خدا کو خوب مارو۔ انہوں نے تلواریں مائدنا شروع کیں۔ مگر لحاف کے سبب سے تلواروں نے اُس پر اثر نہ کیا اور دشمن خدا نے ایسا شور مچایا کہ تمام محلہ کے گھروں میں اُس کی آواز پہنچی۔

محمد بن مسلمہ کہتے ہیں جب میں نے دیکھا کہ ہماری تلواریں اس پر کام نہیں کرتیں تب میں نے اپنی تلوار اُس کے پیٹ پر رکھ کر ایسا زور مارا کہ وہ پشت سے نکل گئی اور دشمن خدا ہلاک ہوا اور ہماری تلواروں ہی میں سے ایک تلوار سے حرث بن اوس بن معاذ کے سر میں یا پیر میں زخم لگ گیا۔ ہم لوگ تو وہاں سے بھاگ آئے اور بنی امیہ بن زید اور بنی قریظہ کے محلوں سے گزر کر حرۃ العریض میں آکر ہم نے دم لیا اور حرث بن اوس کی لہ دیکھتے رہے۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد وہ بھی ہم سے آٹے۔



رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضری | ہم اُن کو اپنے اوپر لاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آخر رات کا وقت تھا اور

آپ اُس وقت نماز پڑھ رہے تھے ہم نے سلام کیا۔ آنحضرت باہر تشریف لائے۔ ہم نے دشمن خدا کے قتل کرنے کی خبر آپ سے بیان کی۔ آپ بہت خوش ہوئے اور ہمارے ساتھی کے زخم پہ اپنا لعاب مبارک لگا دیا۔ اس کے بعد ہم لوگ اپنے اپنے گھروں میں چلے آئے۔ پھر اُس دن سے کعب بن اشرف کا حال دیکھ کر تمام یہودی مسلمانوں سے کانپنے لگے۔

محبیصہ اور حویصہ | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جو یہودی تمہارے قابو چڑھ جائے بے تامل اس کو قتل کر دو۔ چنانچہ محبیصہ بن مسعود نے جو مسلمان

ہو گئے تھے قابو پا کر ابن سینہ یہودی کو قتل کیا۔ ان کے بھائی حویصہ نے جو عمر میں اُن سے بڑے تھے اور ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان سے کہا کہ اے محبیصہ تو نے ایسے شخص کو کیوں قتل کر دیا۔ جس کا مال قرض کا کھا کہ تیرے پیٹ میں بہت سی چربی جمع ہو گئی۔ محبیصہ نے کہا مجھ کو اُس کے قتل کرنے کا ایسے شخص نے حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ مجھ کو تیرے قتل کرنے کا حکم دیں تو فوراً مجھ کو قتل کر دوں۔ حویصہ نے حیران ہو کر کہا کہ کیا تو مجھ کو بھی قتل کر دے گا۔ محبیصہ نے کہا ہاں بے تامل قتل کروں۔ حویصہ نے کہا واقعی اس دین کے اختیار کرنے سے تیرا یہ حال ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہ دین عجب لذت اور لطف رکھتا ہے جس کے آگے کسی چیز کی محبت باقی نہیں رہتی۔ پھر حویصہ بھی مسلمان ہوئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو محبیصہ کے مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ہیں۔

بنی قریظہ کا واقعہ | ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو حویصہ کے اسلام لانے کی روایت اس طرح پہنچی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ پر فتح یاب ہوئے تو چار سو

کے قریب یہودی اُن میں سے آپ نے گرفتار کئے۔ یہ لوگ اوس کے حلیف تھے اور اُن کے ساتھ ہو کر خزرج سے لڑا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان سب کی گردنیں مارو۔ چنانچہ خزرج کے لوگوں نے اُن کو بہت خوشی خوشی قتل کرنا شروع کیا اور ان کے چہروں سے خوشی کے آثار نمایاں تھے بخلاف اوس کے لوگوں کے کہ اُن میں خوشی نہ پائی جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیال فرمایا کہ چونکہ یہ لوگ اوس کے حلیف ہیں اس سبب سے ان میں خوشی نہیں پائی جاتی ہے اور اُس وقت اُن یہودیوں میں سے صرف باڈہ آدمی باقی رہ گئے تھے۔ وہ آنحضرت

نے اوس کے چوبیس آدمیوں کے حوالہ کئے اور فرمایا ان کی گردنیں تم مارو۔

ان یہودیوں میں کعب بن یہودا بنی قریظہ کا سردار بھی تھا۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محیصہ بن مسعود اور ابو بردہ بن نیار کے حوالے کیا اور فرمایا محیصہ اس کی گردن مارے اور ابو بردہ اس کو بالکل ہلاک کرے۔ چنانچہ محیصہ نے اُس کی گردن مار دی اور ابو بردہ نے اس کو ہلاک کیا۔ حویصہ نے جو اس وقت تک کافر تھا اپنے بھائی محیصہ سے کہا کہ کیا تُو نے کعب بن یہودا کو قتل کر دیا۔ محیصہ نے کہا ہاں۔ حویصہ نے کہا واللہ تیرے پیٹ میں اُس کا مال قرض کھا کھا کر کس قدر چربی پیدا ہوئی ہے پھر بھی تُو نے اُس کا کچھ خیال نہ کیا۔

محیصہ نے کہا مجھ کو اُس کے قتل کرنے کا ایسے شخص نے حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ تیرے قتل کرنے کا حکم فرمائیں تو واللہ بے قائل تجھ کو قتل کر دوں۔ حویصہ محیصہ کی اس بات سے بہت متعجب ہوا اور ذات پھر اسی فکر میں جاگتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوئی تو کہنے لگا۔ واللہ بے شک و شبہ یہ دین سچا ہے۔ پھر صبح کو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔



## غزوہ اُحد (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بھران سے واپس آکر جمادی الآخر اور رجب اور شعبان اور رمضان چار مہینے مدینے میں قیام فرمایا۔ اس کے بعد شوال ۳ھ میں غزوہ اُحد کا واقعہ پیش آیا۔ قریش کا صلاح مشورہ جب مشرکین کو بدر کی جنگ میں نہریت فاش نصیب ہوئی اور سواطین قریش مقتول ہوئے۔ باقی مفرورین مثلاً عکرمہ بن ابی جہل و ابوسفیان بن حرب و صفوان بن اُمیہ وغیرہ نے جن کے اقرباء اس جنگ میں قتل ہوئے تھے صلاح کی اور ابوسفیان بن حرب سے کہا کہ جس قدر مال تجارت تم اپنے قافلہ کے ساتھ لائے ہو ہم چاہتے ہیں کہ تم اس کو محمدؐ کی جنگ میں صرف کرو۔ تاکہ ہم اس دفعہ بڑے پیمانہ پر جنگ کا سامان کر کے محمدؐ سے اپنا بدلہ لیں اور اپنے غم زدہ دلوں کو راحت پہنچائیں۔ ابوسفیان اور تمام سوداگروں نے جن کا مال تھا اس بات کو قبول کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہی لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے :

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيَفْضَحُونَهَا ثُمَّ يَكُونُونَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُخْشَرُونَ - (۳۶:۸)

”بے شک کفار اپنا مال اس واسطے خرچ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اسلام سے روکیں پس قریب ہے کہ تمام مال خرچ کر دیں گے۔ پھر پچھتائیں گے اور حسرت کریں گے کیونکہ اُس سے کچھ فائدہ نہ نکلے گا۔ پھر عاجز و مغلوب ہو جائیں گے اور کفار جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔“

جب ابوسفیان نے یہ سب اسباب تجارت جنگ میں خرچ کرنا قبول کیا۔ تب سارے قریش اور اہل تمامہ اور بنی کنانہ وغیرہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

ادوی کہتا ہے ابو عذرہ عمرو بن عبد اللہ جمحیؓ وہ شخص جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کا بدلہ احسان فرمایا اور قید سے رہائی دی۔ جس کا ذکر اوپر مفصل ہو چکا ہے کہ اُس نے آپؐ سے عرض کیا تھا یا رسول اللہ میں عیالدار اور مفلس شخص ہوں مجھ پر کرم کیجئے اور بغیر فدیہ کے رہا

فرمائیے تو آپ نے اُس کو رہا کر دیا تھا اور عہد لے لیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کا ساتھ نہ دینا۔ اب اس وقت مکہ میں صفوان بن امیہ نے اس سے کہا کہ اے ابو عذرہ تم ایک شاعر شخص ہو۔ تم ہمارے ساتھ اس جنگ میں ضرور شریک ہو۔ اس نے کہا محمدؐ نے مجھ پر احسان کیا۔ میں ان کے خلاف کارروائی کرنا نہیں چاہتا۔ صفوان نے کہا اچھا تم اوروں کو آمادہ نہ کرو۔ تم خود ہی ہمارے ساتھ چلو۔ اگر وہاں سے تم صحیح و سلامت واپس آئے تو میں تم کو غنی کر دوں گا۔ اور اگر تم مارے گئے تو میں تمہاری اولاد کو اپنی اولاد کے ساتھ پرورش کروں گا۔ یہ میں تم سے عہد کرتا ہوں۔ ابو عذرہ صفوان کے ساتھ ہو لیا اور تہامہ میں جا کر وہاں کے لوگوں کو قریش کی امداد پر اُس نے خوب اُبھارا اور جوشیلے اشعار سنائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اسی طرح سے مسافع بن عبد مناف بن وہب بن حذافہ بن صحیح بن مالک بن کنانہ میں پہنچا اور اُن کو قریش کی امداد اور آنحضرتؐ سے جنگ پر آمادہ کیا اور جبیر بن مطعم نے اپنے ایک حبشی غلام سے جس کا نام وحشی تھا بلا کر کہا کہ تو بھی اس لشکر کے ساتھ جا اور اگر تُو نے (حضرت) حمزہؓ کو شہید کیا تو میں تجھ کو آزاد کر دوں گا۔ کیونکہ حمزہؓ نے میرے چچا طلحہ بن عدی کو قتل کیا ہے۔ راوی کہتا ہے اس حبشی غلام یعنی وحشی کے پاس حبش کا ایک حربہ تھا جو بہت کم خطا کرتا تھا اور جس کے لگ جاتا تھا اُس کو زندہ نہ چھوڑتا تھا۔

**قریشی عورتیں** راوی کہتا ہے قریش اپنا سب ساز و سامان درست کر کے اور تمام قبائل کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور باہم عہد کر لیا کہ اس دفعہ مقابلہ سے ہرگز نہ بھاگیں گے۔ اور ابوسفیان نے اپنی بیوی ہندہ بنت عتبہ کو ساتھ لیا۔ اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل نے اُم حکیم بنت حرث بن ہشام کو ساتھ لیا اور حرث بن ہشام نے فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ اپنی بیوی کو ساتھ لیا اور صفوان بن امیہ نے برزہ بنت مسعود کو جو عبد اللہ بن صفوان کی ماں تھی۔ اور طلحہ بن ابی طلحہ نے اپنی بیوی سلفہ بنت سعد بن شہید انصاریہ کو ساتھ لیا۔ یہ مسافع اور جلاس اور کلاب طلحہ کے بیٹوں کی ماں تھی اور یہ سب بدر میں قتل ہو چکے تھے اور خنساء بنت مالک بن معضرب اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ ہوئی۔ یہی عورت مصعب بن عمیر کی ماں ہے اور عروہ بنت علقمہ جو قبیلہ بنی حرث سے تھی یہ بھی لشکر کے ساتھ ہوئی۔

ہندہ بنت عتبہ جب وحشی کے پاس آتی یا وحشی اُس کے پاس آتا۔ یہ اُس سے کہتی کہ اے ابو وحمہ (یہ وحشی کی کنیت ہے) ایسا کام کیجئے جو میں سے ہمارے دلوں کو آرام پہنچے۔ یہاں تک کہ یہ لشکر اسی گروہ سے مدینہ کے مقابل بطنِ نخجہ میں ایک وادی کے کنارہ پر فروکش ہوا۔

رسول اللہ کا خواب | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اس لشکر کے ورود کی خبر پہنچی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے خدا اُس کی تعبیر بہتر

کرے۔ میں نے دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار کی دھاڑ ٹوٹ گئی اور میں نے یہ دیکھا کہ گویا میں نے اپنا ہاتھ مضبوط اور تحکم نہ رکھ کے اندر داخل کیا ہے اس کی تعبیر میں نے مدینہ لی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے۔ گائے سے مراد مسلمانوں کا شہید ہونا ہے اور اپنی تلوار میں جو میں نے شکستگی دیکھی وہ ایک شخص ہے جو میرے خاندان میں سے ہے اور وہ شہید ہوگا۔

جنگ کے متعلق مشورہ | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تمہاری رائے ہو تو مدینہ ہی میں رہ کر لڑو۔ اگر وہ وہیں پڑے

رہے تو بُری جگہ میں پڑے رہیں گے اور اگر ہم پر انہوں نے حملہ کیا تو ہم اُن سے جنگ کریں گے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول کی رائے بھی آنحضرتؐ کی رائے سے موافق تھی اور یہی چاہتا تھا کہ مسلمان باہر نکل کر نہ لڑیں۔ مسلمانوں میں سے وہ لوگ جن کو شہادت سے فائدہ ہونا تھا اور وہ لوگ بددلی جگہ میں شریک نہ تھے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم کو ساتھ لے کر آپ دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں۔ اگر ہم اُن کے مقابل نہ جائیں گے تو وہ سمجھیں گے کہ ہم اُن سے ڈر گئے اور ہم کمزور ہیں۔

عبداللہ بن ابی کی رائے | عبداللہ بن ابی بن سلول نے عرض کیا یا رسول اللہ میری رائے یہی ہے کہ آپ مدینہ ہی میں قیام فرمائیں باہر جا کر مقابلہ نہ کریں کیونکہ

ہم لوگوں نے جب شہر سے باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کیا ہے کامیاب نہیں ہوئے ہیں اور جب شہر کے اندر ہم دشمن سے لڑے ہیں ہماری فتح ہوئی ہے تو یا رسول اللہ باہر تشریف نہ لے جائیے۔ اگر وہ لشکر وہیں پڑا رہا تو بُری حالت میں پڑا رہے گا اور اگر ہم پر حملہ آور ہوا اور شہر میں گھس آیا ہم لوگ مقابل ہو کر ان کو قتل کریں گے اور ہمارے بچے اور عورتیں ان پر پتھر ماریں گی۔ پھر اُن کو سوا اس کے کہ ذلت کے ساتھ بھاگ جائیں اور کچھ چاہہ نہ ہوگا۔

مسلمانوں کا جذبہ شہادت | مگر وہ لوگ جن کو جہاد اور شہادت کا شوق غالب تھا اسی بات پر آنحضورؐ سے مہر ہوئے کہ باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے یہاں تک



کہ رسول پاکؐ نے سلاخ جنگ اپنے جسم پر آراستہ فرمائی۔ یہ دن جمعہ کا تھا اور نماز کے بعد یہ مشورہ قرار پایا تھا اور اسی روز انصار میں سے ایک شخص مالک بن عمرو کا انتقال ہوا تھا۔ حضورؐ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں میں ہتھیار لگا کر تشریف لائے اور اب لوگوں کی رائے پلٹ گئی تھی اور یہ کہہ رہے تھے کہ ناحق ہم نے زبردستی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر نکلنے پر آمادہ کیا ہم کو ایسا نہ چاہیے تھا۔ کہ اتنے میں آنحضرت تشریف لائے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ناحق معصروں کو ہونے حالانکہ ہم کو ایسا نہ چاہیے تھا۔ لہذا آپؐ شہر ہی میں تشریف رکھیں۔ آپؐ نے فرمایا نبی کے واسطے یہ بات لائق نہیں کہ سلاخ جنگ سے آراستہ ہو کر پھر ان کو بغیر جنگ کے اُتار دے۔ پھر رسول اکرمؐ ایک ہزار صحابہ کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ سے باہر تشریف لائے اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو نماز پڑھانے کے واسطے ثابت مقرر کیا۔

**منافقوں کی واپسی** | راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ایک ہزار مسلمانوں کے لشکر کو لے کر مقام شوط میں جو مدینہ اور احد کے درمیان میں ہے پہنچے تو عبداللہ بن ابی ان میں سے ایک تہائی لوگوں کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف واپس ہوا۔ یہ سب لوگ منافقین اور اہل شک تھے۔ عبداللہ نے ان سے کہا کہ ہم لوگ خواہ مخواہ اپنے آپ کو قتل کرائیں۔ اس سے ہم کو کیا فائدہ۔

عبداللہ بن عمرو بن حرام نے ان لوگوں سے کہا کہ اے قوم کیا تم خدا کو بھول گئے جو اُس کے نبی اور اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کرتے ہو۔ ایسے وقت پر جبکہ دشمن سامنے موجود ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ تم جنگ کرنے نکلے ہو۔ اگر ہم کو یہ خبر ہوتی تو ہرگز ہم تمہارے ساتھ نہ آتے۔ عبداللہ بن عمرو نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نہیں مانتے اور واپس ہی جا رہے ہیں۔ کہا اے دشمنانِ خدا! اللہ تم کو دُور کرے عنقریب خدا تعالیٰ اپنے نبی کو تم سے بے پرواہ کر دے گا۔

ابن ہشام کہتے ہیں انصار نے احد کی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو ہم اپنے حلفاء یہود سے مدد طلب کریں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھ کو اُن کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

**آنکھ اور دل کا اندھا** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب آنحضرتؐ مع لشکر کے مقام حترہ بنی حارثہ میں پہنچے تو گھوڑے نے اپنی دُم جو ہلائی تو اُس سے تلوار کا تسمہ کھل گیا اور تلوار نکل پڑی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیک فال لینا سپند اور شہ گونی کو ناپسند فرماتے تھے۔

آپ نے اس شخص سے فرمایا جس کی وہ تلوار تھی کہ اپنی تلوار کو نیام میں کر لو مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ آج ضرور تلوار کھینچے گی۔ پھر رسول اقدس نے اپنے اصحاب سے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو قریب کے راستے سے ہم کو لے چلے۔ ابو خثیمہ نے کہا۔ یا رسول اللہ میں لے چلتا ہوں۔ ابو خثیمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی حارثہ کی آبادی کے اندر سے لے کر نکلا۔ یہاں مزین بن قیظی نامی ایک شخص کا باغ تھا۔ یہ شخص اندھا اور نہایت بدذات منافق تھا۔ جب اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی تو یہ مسلمانوں پر خاک اڑانے لگا اور کہنے لگا اے محمد اگر تم رسول ہو۔ تو میں تمہارے واسطے یہ بات جائز نہیں کہتے کہ تم میرے باغ میں سے گزرو اور پھر ایک برتن میں خاک بھر کر اس نے کہا اگر میں جانتا کہ یہ خاک محمد کے سوا اور کسی پر نہ پڑے گی تو محمد پر پھینک دوں۔ مسلمان اس کے قتل کرنے کے لئے دوڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا جیسا کہ یہ شخص آنکھوں کا اندھا ہے ایسا ہی دل کا بھی اندھا ہے۔ مگر سعد بن زید اشہلی نے آپ کے منع کرنے سے پہلے اپنی کمان سے اس کا سر چھوڑ دیا۔

**اُحد کی گھاٹی میں پڑاؤ** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے گزرا کہ اُحد پہاڑ کی ایک گھاٹی میں جا کر ٹھہرے اور اپنے لشکر کی پشت اُحد کی طرف کر کے فرمایا کہ جب تک میں حکم نہ کروں تم جنگ نہ کرنا۔ قریش نے انصار کے کھیتوں میں اپنے جانور چرنے چھوڑ دیئے تھے۔ انصار میں سے ایک شخص نے ان جانوروں کو چرتے ہوئے دیکھ کر کہا افسوس ہے بنی قیلہ کی کھیتی چر رہے ہیں اور ہم نے ابھی تک مدافعت نہیں کی۔

**تیر اندازوں کو ہدایت** | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنگ کا ارادہ کیا تو تیر اندازوں پر عبد اللہ بن جُبیر کو سردار بنایا۔ ان کے کپڑے اس روز بالکل سپید تھے۔ اور تیر انداز نکل پچاس آدمی تھے۔ ان کو حکم دیا کہ تم سواروں کو تیروں کی ضرب ہمارے قریب نہ آنے دینا۔ اور تم لوگ پیٹھے نہ ہو اور تیر اندازی کرتے نہ ہو۔ جاؤ ایسا نہ ہو کہ کفار ہمارے پشت کی طرف سے آجائیں۔ خود رسول کریم نے اس روز دوڑا ہوا زہیب بدن فرمائیں اور اپنے لشکر کا نشان مصعب بن عمیر کے حوالے کیا۔

**کم عمر مجاہد** | ابن ہشام کہتے ہیں سمر بن جندب اور رافع بن خدیج کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دی۔ حالانکہ پہلے آپ نے ان کو واپس کر دیا تھا۔ جب عرض کیا گیا کہ رافع بڑا تیر انداز ہے تب آپ نے رافع کو اجازت دی۔ پھر عرض کیا گیا کہ سمر رافع کو تیر لڑا کر دیا کر لگتا تب آپ نے اسکو بھی اجازت دی۔ ان دونوں کی عمر اس وقت پندرہ پندرہ سال کی تھی۔

اسامہ بن زید اور عبداللہ بن عمر بن خطاب اور زید بن ثابت بخاری اور براء بن عازب عارفی اور عمرو بن حزم بخاری اور اسید بن ظہیر حادثی ان سب کو بسبب صغیر سنی کے واپس کمر دیا اور جنگ خندق میں شرکت کی اجازت دی تھی جو اس جنگ کے بعد ہوئی ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قریش نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ ان کے ساتھ تین ہزار فوج تھی جس میں دو سو سوار تھے۔ لشکر کے مہینہ پر انہوں نے خالد بن ولید کو مقرر کیا اور میرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو۔

**حضرت ابودجانبہ** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ تلوار مجھ سے اس کے حق کے ساتھ کون لیتا ہے؟ بہت سے لوگ اس کے لینے کو کھڑے ہوئے مگر آنحضرت نے ان کو نہ دی۔ پھر ایک شخص ابودجانبہ کھڑے ہوئے۔ یہ بنی ساعدہ میں سے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس تلوار کا حق کیا ہے؟ فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس تلوار سے دشمن کو اس قدر قتل کرو کہ یہ تلوار ٹیڑھی ہو جائے۔ ابودجانبہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کا حق ادا کروں گا۔ ابودجانبہ بڑے بہادر اور فنون حرب سے واقف تھے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب یہ جنگ کے لئے نکلے تو سرخ عمامہ سر پر باندھتے تھے جس کو دیکھ کر لوگ جان لیتے کہ اب ابودجانبہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ وہی سرخ عمامہ اس وقت انہوں نے باندھا اور دونوں صفوں کے درمیان نہایت شوق و شان کے ساتھ پھرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس تکبر سے چلنے کو دیکھ کر فرمایا کہ اس چال سے خدا ناراض ہوتا ہے سو ایسے موقع کے یعنی جنگ میں کفار کے سامنے اس طرح چلنا جائز ہے۔

**ابو عمرو فاسق** | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی ضبیعہ میں سے ایک شخص ابو عامر عبد عمرو بن صیفی بن مالک بن نعمان مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلا گیا تھا اور اس کے چچا غلام اور اس کے قبیلہ کے پندرہ آدمی اس کے ساتھ تھے۔ یہ قریش سے کہا کرتا تھا کہ جب میں اپنی قوم سے جا کر ملوں گا۔ تو ساری قوم میرے ساتھ ہو جائے گی۔ چنانچہ اب جس وقت اس جنگ کا موقع ہوا اور دونوں لشکر مقابل ہوئے تو ابو عامر نے اپنی قوم اوس کو آواز دی کہ اے گروہ اوس! میں ابو عامر ہوں۔ اوس کے لوگوں نے جو مسلمان ہو گئے تھے کہا ہاں اے فاسق خدا تجھ سے کسی آنکھ کو ٹھنڈا نہ کرے۔

راوی کہتا ہے جاہلیت کے زمانہ میں لوگ ابو عامر کو راہب کہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فاسق رکھا تھا جب اس نے اپنی قوم کا یہ سخت جواب سنا تو کہنے لگا کہ میرے پیچھے میری قوم پر قمر نازل ہوا کہ یہ سب میرے کہنے سے باہر ہو گئے۔ پھر اس نے مسلمانوں سے سخت جنگ کی

اور میراں پر پتھر برسانے لگا۔

علمبرداروں کو ابوسفیان کی تنبیہ

ابن اسحاق کہتے ہیں ابوسفیان نے اپنے لشکر کے علمبرداروں سے کہا اور اُن کو جنگ کی ترغیب دلائی کہ اے بنی عبدالدار! بدر کی جنگ میں تم نے ہمارے جھنڈے کو گرا دیا جس سے ہم کو وہ مصیبت پہنچی۔ یہ یاد رکھو کہ لشکر کی فتح و شکست جھنڈے پر موقوف ہے جب تک جھنڈا قائم رہتا ہے لشکر بھی قائم رہتا ہے اور جب جھنڈا گر جاتا ہے لشکر کے بھی پیر اکھڑ جاتے ہیں۔ لہذا یا تو تم ثابت قدمی کے ساتھ جھنڈے کو اٹھاؤ اور یا ہمارا جھنڈا ہمارے حوالے کر دو۔ انہوں نے کہا اے ابوسفیان مقابلہ کے وقت دیکھ لینا کہ ہم کس طرح جھنڈے کو قائم رکھتے ہیں۔ ابوسفیان کا بھی یہی مطلب تھا وہ ان کے اس جواب کو سن کر بہت خوش ہوا۔ پھر جس وقت لشکروں میں جنگ شروع ہوئی ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی سب عورتوں کو اپنے ساتھ لے کر دُف بجاکر گانے لگی اور مردوں کو جنگ پر ابھارتی تھی۔ چنانچہ ہندہ یہ کہتی تھی

وَيُمَا بَخْتُ عَبْدَ الدَّارِ      صَرَّ يَا بِحُلِّ تَبَّارِ

ترجمہ :- ہاں اے بنی عبدالدار۔ اپنے دشمنوں کو خوب مار مار کر ہلاک کر دو۔

مسلمانوں کی شجاعت

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اس جنگ میں یہ کہتے تھے اُمّتِ امتِ محمدیہ کی کچھ خبر نہ ہی۔ ہر شخص اپنے جوش و خروش میں بھرا ہوا تھا۔ کوئی عشقِ الہی میں جامِ شہادت کا طالب تھا اور کوئی اپنے قومی جوش اور نام آوری کی خاطر جان کھونے کی کوشش کر رہا تھا۔ ابودجّانہ نے اسی شجاعت اور جوانمردی دکھائی کہ کفار کے چھکے چھڑا دیئے اور کشتوں کے پُشتے لگا دیئے۔ جدھر رخ کرتے تھے صفیں الٹ دیتے تھے۔

رسول اللہ کی تلوار کا حق

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ نبیؐ میں عوام کہتے تھے جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تلوار مانگی اور آپ نے مجھ کو نہ دی اور ابودجّانہ کو عنایت کی تو میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا۔ اور میں نے کہا کہ باوجود اس کے کہ میں آنحضرتؐ کی چھوٹی صفیہ کا فرزند ہوں اور قریش سے ہوں۔ پھر آپ نے مجھ کو تلوار کیوں نہ دی ابودجّانہ میں ایسی کیا صفت ہے کہ اس کو عنایت کی میں بھی دیکھوں گا کہ ابودجّانہ اس تلوار کا کیا حق اد کرتے ہیں۔ پھر میں اُٹھ کر دجّانہ کے پیچھے ہو لیا اور میں نے دیکھا کہ ابودجّانہ نے اپنا سرخ حمام نکال کر باندھا۔ اس کو دیکھ کر انصار کہنے لگے کہ اب ابودجّانہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور موت کا عمامہ انہوں نے

لکال لیا اور ان کی جنگ کی یہی علامت تھی اور یہ شعر اُس وقت کہہ رہے تھے۔

أَنَا الَّذِي عَاهَدَ فِي خَيْلِي وَنَحْنُ بِالسَّيْفِ لَدَى الذَّخِيلِ

ترجمہ :- میں وہ شخص ہوں کہ مجھ سے میرے دوست نے عہد لیا ہے اور ہم وہ لوگ ہیں کہ خون بہانا ہماری مرثیت میں پڑا ہوا ہے۔

أَنْ لَا أَقُومَ الدَّهْرَ فِي الْكَبُولِ أَضْرِبُ بِسَيْفِ اللَّهِ وَالتَّوَلُّ

ترجمہ :- یہ کہ میں کبھی لشکر کی پھل صفوں میں نہ کھڑا ہوں۔ اور خدا و رسول کی تلوار کے ساتھ کھانا کو قتل کروں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر جس وقت ابو دُجانہ نے مشرکین پر حملہ کیا جو سامنے آیا اُسی کو قتل کیا۔ زبیر بن عوام کہتے ہیں مشرکین میں ایک شخص ایسا شیر تھا کہ جس مسلمان کو زخمی دیکھتا اُس کو شہید کر دیتا۔ اتفاق سے ابو دُجانہ کا اور اُس کا سامنا ہوا۔ زبیر کہتے ہیں میں دُعا کر رہا تھا کہ ان دونوں کا مقابلہ ہو جائے۔ چنانچہ اُس نے ابو دُجانہ پر تلوار کا وار کیا۔ ابو دُجانہ نے اُس کی تلوار کو اپنی ڈھال پر روکا۔ پھر ابو دُجانہ نے اپنی شمشیر کا ایسا وار کیا کہ اُس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

زبیر کہتے ہیں اُس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ بے شک خدا و رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ واقعی ابو دُجانہ ہی اس تلوار کا حق ادا کرنے کے قابل تھے۔ ابو دُجانہ کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو لوگوں کو نہایت تیزی سے جنگ پر ابھار رہا ہے۔ میں اُس کی طرف متوجہ ہوا اور جب میں نے اُس پر تلوار اٹھائی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی شان کا خیال کیا کہ اس تلوار سے عورت کو قتل کرنا اس کی کسر شان ہے۔





## غزوہ اُحد (۲)

**حضرت حمزہؓ کی شہادت** | حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی بہت سے کفارِ جہنم واصل کئے چنانچہ اداۃ بن عبد شمر جیل بن عبد مناف بن عبد الدار جو مشرکین کے علم برداروں میں سے تھا آپ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ پھر سباع بن عبد العزیٰ غیشانی جس کی کنیت ابونیار تھی حضرت حمزہؓ کے سامنے سے گزرا۔ آپ نے اُس سے فرمایا اے ابنِ مقطوع میرے سامنے اِس کی ماں اُم انمار شریق بن عمرو بن وہب ثقفی کی آنا دلو نڈی تھی اور مکہ میں عورتوں کے ختنہ کیا کرتی تھی۔ ابونیار حضرت حمزہؓ کے سامنے آیا۔ آپ نے فوراً اس کو قتل کیا۔ جبیر بن مطعم کا غلام وحشی کہتا ہے حضرت حمزہؓ نے میرے سامنے ابونیار کو قتل کیا اور برابر اپنی تلوار سے لوگوں کو قتل و زخمی کر رہے تھے۔ میں نے اپنے حربہ کو گردش دی اور جب مجھ کو اُس کا پورا اطمینان ہو گیا حضرت حمزہؓ کی طرف میں نے اُس کو پھینک مارا۔ وہ سیدھا جا کر اُن کے زیرِ ناف لگا اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے نکل کر گر پڑا۔ حضرت حمزہؓ میری طرف متوجہ ہوئے۔ مگر فوراً گر پڑے۔ میں ٹھہرا رہا۔ آخر جب وہ جہاں بحق ہو گئے تو میں نے اپنا حربہ ان کے پاس جا کر اٹھا لیا۔ اور غم میں آکر بیٹھ گیا۔ کیونکہ میری اور کچھ ضرورت نہ تھی۔

**ضمیری کی روایت** | ابن اسحاق کہتے ہیں جعفر بن عمرو بن امیہ ضمیری سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں اور عبید اللہ بن عدی بن خیال حضرت معاویہؓ کے زمانہ حکومت میں شام کے شہر حمص میں گئے۔ جبیر بن مطعم کا آندہ غلام وحشی بھی ہیں رہتا تھا۔ جب ہم اس شہر میں آئے تو عبید اللہ بن عدی نے مجھ سے کہا کہ چلو وحشی سے حضرت حمزہؓ کے قتل کا واقعہ دریافت کریں۔ میں نے کہا اچھا چلو۔ ہم دونوں وحشی سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اور لوگوں سے ہم نے اُس کا پتہ پوچھنا شروع کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ وحشی شراب بہت پیتا ہے اور وہ اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوگا۔ اگر تم اُس کو دیکھو کہ ہوش میں ہے تب تم اُس سے جو کچھ بات کرنی ہو کرنا۔ اور اگر دیکھو کہ نشہ میں ہے

تو اٹھ چلے آنا ہرگز کچھ بات نہ کرنا۔

**وحشی سے گفتگو** | یہ دونوں شخص کہتے ہیں کہ ہم وحشی کے مکان پر پہنچے اور ہم نے دیکھا کہ ایک بُڈھا

بعثت کی طرح غالیچہ پر بیٹھا ہے اور ہوشیار ہے اور نشہ میں نہیں ہے۔ ہم نے جا کر سلام کیا اُس نے جواب دیا اور عبید اللہ بن عدی سے کہا کہ تُو عدی بن خیبار کا بیٹا ہے۔ عبید اللہ نے کہا ہاں۔ وحشی نے کہا ایک دفعہ جبکہ تُو اپنی ماں کا دودھ پیتا تھا تب میں نے تجھ کو تیری ماں سعدیہ کے ساتھ اونٹ پر سوار کر لیا تھا اور تیرے پیر اُس وقت میں نے غور سے دیکھے تھے۔ اُنھی کو دیکھ کر اب میں نے تجھ کو پہچان لیا۔ عبید اللہ کہتے ہیں ہم وحشی کے پاس بیٹھے تھے اور ہم نے کہا ہم تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ تم سے حضرت حمزہؓ کے قتل کا واقعہ سنیں کہ تم نے اُن کو کیوں کر شہید کیا۔ وحشی نے کہا ہاں یہ واقعہ میں تم سے اُسی طرح بیان کروں گا جس طرح کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا ہے۔ اور پھر وحشی نے وہی واقعہ جو اوپر مذکور ہوا ان دونوں کے سامنے بیان کیا۔ پھر کہنے لگا حضرت حمزہؓ کو شہید کر کے میں مکہ میں آیا اور میرے آقا جبریل بن مطعم نے شرط کے مطابق مجھ کو آزاد کر دیا۔ میں مکہ ہی میں رہتا تھا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ بھی فتح کر لیا میں طائف بھاگ گیا۔ پھر جب آنحضرتؐ نے طائف بھی فتح کیا اور وہاں کے سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ میں پریشان ہوا کہ اب میں کیا کروں کبھی خیال کرتا تھا کہ ملک شام کی طرف بھاگ جاؤں۔ کبھی مین کی طرف جانے کا خیال کرتا تھا۔ آخر اسی فکر میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔ قسم ہے خدا کی جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے رسول کریمؐ اُس سے کچھ نہیں فرماتے۔

**رسول اللہ کی خدمت میں حاضری** | میں اُس شخص سے یہ سن کر حضورؐ کی خدمت میں مدینہ میں پڑھنے لگا۔ آپؐ نے جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا کیا وحشی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا بیٹھ جا اور بیان کر کہ تُو نے حمزہؓ کو کیوں قتل کیا؟ میں نے اُسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا جیسا کہ تم دونوں کے سامنے بیان کیا ہے۔ پھر جب میں بیان کر چکا تو آپؐ نے فرمایا تجھ پر خرابی ہو اپنا چہرہ میرے سامنے سے ہٹا لے میں تیرا چہرہ پھر نہیں دیکھوں گا۔ پس جب میں آنحضرتؐ

کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو آپ کی پشت کی طرف بیٹھ جاتا تھا۔ تاکہ حضور مجھ کو نہ دیکھیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔

اس کے بعد مسلمانوں نے مسیلہ کذاب پر فوج کشی کی۔ میں بھی اُس فوج کے ساتھ ہوا۔ یہاں تک کہ جب دونوں لشکروں میں جنگ شروع ہوئی۔ تو میں نے دیکھا کہ مسیلہ کذاب ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے کھڑا ہے۔ میں نے اپنا وہی حربہ جس سے حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تھے مسیلہ کے سامنے گردش دینا شروع کیا اور جب وہ پوری گردش کھا چکا تو اُس وقت اُس کو میں نے مسیلہ کی طرف پھینک مارا۔ اور سرے میں نے یہ حربہ اُس کی طرف چھوڑا اور دوسری طرف سے ایک انصاری نے دوڑ کر مسیلہ کے تلوار ماری۔ اب خدا کو علم ہے کہ ہم دونوں کے ہتھیاروں میں سے کس کے حربہ نے اُس کو قتل کیا۔ اگر میرے حربہ نے اُس کو قتل کیا تو یہ میرے حضرت حمزہؓ کو قتل کرنے کا کفارہ ہو گیا۔ کیونکہ جیسے میں نے رسول اللہ کے بعد خیر الناس حضرت حمزہؓ کو شہید کیا ایسے ہی شر الناس مسیلہ کذاب کو قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور آپ یمامہ کی جنگ میں شریک تھے، فرماتے ہیں۔ میں نے سنا کہ ایک شخص پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ مسیلہ کو حبشی غلام نے قتل کیا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ وحشی پر شراب کی حدیں اس قدر جاری ہوئیں کہ آخر کاد دیوان سے بھی اس کا نام خارج کیا گیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قاتل حمزہؓ پر یہ خدا کی طرف سے ایک عذاب ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ یہ چین سے بیٹھے۔



## غزوہ احد (۳)

مصعب بن عمیر کی شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں احد کی جنگ میں مصعب بن عمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے۔ ابن قمریہ لیبی نے ان کو شہید کیا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ میں نے رسول اللہ کو شہید کر دیا ہے۔ اسی خیال میں اس نے قریش سے آکر کہا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا ہے مصعب بن عمیر کے شہید ہونے کے بعد رسول اللہ نے اپنا نشان حضرت علیؓ کو عنایت کیا اور حضرت علیؓ نے نہایت سرگرمی سے جہاد کرنا شروع کیا، بہت سے مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب بازاء قتل و قتل گرم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور حضرت علیؓ کو حکم بھیجا کہ نشان کو آگے بڑھاؤ۔ حضرت علیؓ فوراً حسب اشارہ نشان کو لے کر آگے بڑھے اور فرمایا میں ابوالقسیم ہوں۔ مشرکوں کے علمبردار ابوسعد بن ابی طلحہ نے آپ کو آواز دی کہ اے ابوالقسیم میدان میں آتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں آتا ہوں۔ اور اسی وقت آپ میدان میں تشریف لائے۔ ابوسعد نے ایک ضرب آپ پر لگائی۔ آپ نے اس کا حملہ روکر کئی سی تلوار ماری کہ صاف دو ٹکڑے کر دیئے۔ بعض لوگ اس واقعہ کو اس طرح روایت کرتے ہیں کہ ابوسعد نے میدان میں آکر آواز دی کہ کوئی ہے جو میرے مقابل آئے۔ اسی طرح کئی بار آواز دی۔ جب مسلمانوں میں سے کوئی اس کے مقابلہ میں نہ آیا تب اس نے کہا کہ اے اصحاب محمد تم کہتے ہو کہ ہم میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ جنت میں جاتا ہے اور ہمارے مخالفوں میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ دوزخ میں جاتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم میں سے کوئی میرے مقابل نہیں آتا۔ معلوم ہوا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ اگر سچے ہوتے تو ضرور میرے مقابل آتے۔ یہ بات سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابل آئے اور اس کے حملہ کو روک کر کے ایک وار میں ہی اس کا کام تمام کر دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں ابوسعد کو حضرت سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا ہے۔

بلہ توڑ کر رکھ دینے والا (مرتّب)

**حضرت بن ثابت** | عاصم بن ثابت بن ابی الفتح نے مسافع بن طلحہ اور اُس کے بھائی جلاس بن طلحہ کو تیر سے قتل کیا۔ جس وقت یہ میدان میں تڑپ رہا تھا اس کی ماں سلافہ نے آکر اُس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور اس سے پوچھا کہ اے لختِ جگر تیرے کس شخص نے تیرا مارا؟ اُس نے کہا اے ماں جس وقت یہ تیر میرے لگا تو ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس تیر کو لے اور بنی ابی الفتح ہوں۔ اُس کی ماں سلافہ نے یہ سن کر قسم کھائی کہ اگر عاصم کی کوٹری اُس کے ہاتھ لگے گی تو وہ اس میں غلہ پٹے گی اور عاصم نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ کبھی مشرک کو ہاتھ نہ لگائے گا اور نہ مشرک سے اپنے بدن کو ہاتھ لگوائے گا۔ راوی کہتا ہے کہ اُس وقت مشرکوں کا علمبردار عثمان بن ابی طلحہ تھا۔ اس کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

**حنظلہ غیل الملائکہ** | حنظلہ بن ابی عامر نے ابوسفیان کو دیکھ کر اس کی طرف حملہ کیا۔ مگر پیچھے سے غفلت میں شاد بن اوس نے ان کو شہید کر دیا۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ جاؤ ان کی بیوی سے دریافت کرو کہ یکس حالت میں تھے۔ صحابہ نے دریافت کیا۔ تو ان کی بیوی نے کہا کہ ان کو نہانے کی ضرورت تھی۔ مگر جہاد کی آواز سنتے ہی فوراً گھر سے بغیر غسل کئے چلے گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سب سے بہتر اور افضل وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام راہِ خدا یعنی جہاد میں تھامے رہتا ہے جس وقت اُس کو مسلمانوں کے جہاد پر جانے کی آواز سنائی دیتی ہے فوراً اُٹھ جاتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت رسول کریم کو حنظلہ بن ابی عامر کی اس حالت کی خبر ہوئی۔ فرمایا اسی سبب فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت اور فتح و ظفر مسلمانوں پر نازل فرمائی۔ چنانچہ مسلمانوں نے کفار اور مشرکین کو مارتے مارتے بھگانا شروع کیا اور ان کے لشکر کے ٹکڑے ہو گئے اور ایسی ہزیمت ہوئی جس میں کچھ شک و شبہ نہیں۔

**ہزیمت کے اسباب** | ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا ہندہ بنت عتبہ اور اس کے ساتھ کی سب عورتیں بے تماشا بھاگی جاتی ہیں اور کسی چیز کی طرف مڑ کر نہ دیکھتی تھیں۔ اس شکست کو دیکھ کر وہ تیر انداز جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کے درہ میں بٹھایا تھا۔ وہاں سے اُٹھ کر لشکر کی طرف مالِ غنیمت کے ٹوٹنے کے



لاپٹ سے چلے آئے اور اُسی وقت شیطان نے آواز دی کہ محمد قتل ہو گئے۔ پس اس آواز کو سن کر مشرکین اُسی درہ میں سے جواب خالی ہو گیا تھا مسلمانوں پر پلٹ پڑے۔

**قریش کا جھنڈا** | ابن اسحاق کہتے ہیں مشرکین کا نشان گرا ہوا پڑا تھا کہ اتنے میں ایک عورت عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نامی نے آکر اُس جھنڈے کو اٹھایا اور پھر اس عورت سے یہ جھنڈا ایک حبشی غلام صواب نامی نے لے لیا۔ اس غلام کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ تب اس نے بیٹھ کر اپنی ٹانگوں میں اُس کو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ یہ قتل ہوا اور مرتے وقت کہہ رہا تھا اے اللہ! میں نے اپنی کوشش میں کچھ کسر نہیں کی اور یہ غلام قریش کا آخری علمبردار تھا۔

**چہرہ اقدس پر زخم** | ابن اسحاق کہتے ہیں مشرکین کے اس حملہ سے مسلمانوں کے لشکر ظفر پیکر میں پوری آزمائش کا تھا جن کو خدا نے چاہا وہ لوگ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ یہاں تک کہ دشمن کی فوج کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکدر گزر ہوا۔ اور عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر مارا جس سے آپ کے لگے چاروں دانت شہید ہوئے اور ہونٹ زخمی ہوا اور سر مبارک میں بھی چوٹ آئی۔ اور خون تمام چہرہ پر جاری ہوا۔

**بد نصیب لوگ** | اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ کیسے فلاح پاسکتے ہیں جو اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلودہ کریں حالانکہ اُن کا نبی اُن کو اُن کے رب کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی :-

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ

فَالِئْمُونُ ۝ (۱۴ : ۱۲۸)

ابن ہشام کہتے ہیں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ عتبہ بن ربیعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارا تھا جس سے آپ کے دائیں طرف کے نیچے کے دندان مبارک شہید ہوئے اور نیچے کے ہونٹ میں بھی چوٹ آئی اور آپ کی پیشانی بھی زخمی ہوئی اور ابن قمرہ ملعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار کو زخمی کیا اور آپ کے خود کے حلقوں میں سے دو حلقے آپ کے رخساروں کے اندر بیہوش ہو گئے۔ مشرکین نے چند گڑھے پوشیدہ کھودے تھے تاکہ مسلمان غفلت کی حالت میں ان کے اندر گر پڑیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنہی گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں گر پڑے۔ اور یہ کارروائی ابو عامر کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑا

اور طلحہ بن عبید اللہ نے آپ کو سہارا دیا۔ تب آپ گڑھے سے نکل کر سیدھے کھڑے ہوئے۔ ابو سعید خدری کے والد مالک بن سنان نے آپ کے زخم سے خون چوس کر کلیاں کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرا خون چوسا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ اور طلحہ بن عبید اللہ کی شان میں فرمایا جو شخص شہید کو زمین پر پھرتا ہوا دیکھنا چاہے وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے۔

**ابو عبیدہ بن الجراح** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ ابو عبیدہ بن جراح نے جب خود کا ایک حلقہ جو آنحضرت کے رخسار میں پیوست ہو گیا تھا نکالا۔ اُس سے آپ کے دو دانت نکل گئے اور جب دوسرا حلقہ نکالا اُس سے دوسرے دو دانت بھی باہر آ گئے۔ چنانچہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں دانت شہید ہو گئے۔

**فریاد بن سکن کی جانثاری** ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجوم کیا تو آپ نے فرمایا۔ کون شخص ہے جو ہمارے لئے اپنی جان کو فروخت کر کے جنت کو خرید لے۔ یہ سن کر زیاد بن مسکن پانچ انصاری کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ایک ایک کر کے سب لڑے اور شہید ہوئے۔ پھر مسلمانوں کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا اور اُس نے مشرکین کو مار مار کر وہاں سے ہٹا دیا۔ آپ نے فرمایا زیاد کو جو مجروح پڑے ہوئے تھے میرے قریب کر دو۔ مسلمانوں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کر دیا۔ آنحضرت نے اپنے پیر پر ان کا سر رکھ لیا اور آپ کے پیر ہی پر سر رکھے ہوئے وہ جاں بحق ہو گئے۔

**ام عمارہ کی جاں نثاری** ابن ہشام کہتے ہیں ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازنیہ بھی احد کی جنگ میں مردانہ و دلیرانہ خوب لڑائی لڑی۔ چنانچہ ام سعد بنت سعد بن ربیع کہتی ہیں۔ میں ام عمارہ کے پاس گئی اور میں نے کہا اے خالہ مجھ کو بتائیے کہ احد میں آپ نے کیونکر جنگ کی تھی اور کیا واقعہ پیش آیا تھا۔ ام عمارہ نے بیان کیا کہ میں صبح کے وقت یہ دیکھنے چلی کہ اب لوگ کیا کر رہے ہیں؟ اور میرے پاس ایک مشک پانی سے بھری ہوئی تھی۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی اور اس وقت مسلمانوں کا غلبہ تھا اور ان کی فتح ہو چکی تھی۔ پھر جب مسلمانوں کی شکست ہوئی میں آنحضرت کے پاس کھڑی ہوئی تو اور تیرے جنگ کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں زخمی ہو گئی۔ ام سعد نے کہا کہ میں نے ام عمارہ کے ایک شانہ پر ایک گرا زخم دیکھا۔ پوچھا۔ یہ زخم آپ کو

کس نے پہنچایا؟ ام عمارہ نے جواب دیا ابن قمرہ نے! خدا اُسے خراب کرے۔

پھر جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے متفرق ہو گئے تو ابن قمرہ یہ کہتا ہوا آیا کہ مجھ کو بتلاؤ محمد کہاں ہے؟ اگر انہوں نے سجات پائی تو میں ہرگز سجات نہ پاؤں گا۔ ام عمارہ کہتی ہیں میں اور مصعب بن عمیر اور چند لوگ جو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اُس کی طرف بڑے۔ اُس نے مجھ پر حملہ کیا مگر وہ حملہ مجھ پر نہ پڑا۔ میں نے اُس پر تلوار کے چند وار کئے مگر دشمن خدا دُو ذراہیں پہنے ہوئے تھا۔ میری تلوار اُس پر کاہ نہ ہوئی۔

**ابودجانبہ اور سعد بن ابی وقاص** | ابن اسحاق کہتے ہیں ابودجانبہ نے اپنے جسم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈھال بنا دیا تھا اور اُن کی پشت پر برابر تیر لگ رہے تھے اور یہ آنحضرتؐ پر چمکے ہوئے تھے۔ سعد بن ابی وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کفار کو تیر مار رہے تھے۔ سعد کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ آپؐ نے مجھ کو ایسا تیر اٹھا کر دیا جس میں پھل بھی نہ تھا اور فرمایا اس کو مار۔

**قتادہ کی مضروب آنکھ** | ابن اسحاق کہتے ہیں اس روز خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چنانچہ انہی کے پاس رہی اور قتادہ کی آنکھ کو ایسی ضرب پہنچی جس سے اُن کی آنکھ نکل کر رُشاہ پر آ پڑی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس آنکھ کو اپنے دست مبارک سے پھر حلقہ میں رکھ دیا۔ اسی وقت وہ آنکھ پہلے سے زیادہ صحیح و سالم اور تیز نظر ہو گئی۔

**انس بن نصر** | ابن اسحاق کہتے ہیں انس بن مالک کے چچا انس بن نصر کا گزر طلحہ بن عبید اللہ اور عمر بن خطاب وغیرہ مہاجرین اور انصار کے چند لوگوں کے پاس ہوا۔ یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے انس رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا تم لوگ کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا رسول خدا تو قتل ہو گئے اب ہم کیا کریں؟ انس نے کہا پھر تم رسول اللہ کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ جس طرح اُن کا انتقال ہوا تم بھی اُسی طرح مرجاؤ۔ پھر انس کفار کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر لڑے کہ آخر شہید ہوئے۔ انہی کے نام پر انس کا نام رکھا گیا ہے۔

انس بن مالک کہتے ہیں اُس روز جو دیکھا گیا تو میرے چچا انس بن نصر کے جسم میں ستر زخموں کے نشان تھے اور مقتولوں میں اُن کی لاش کوئی پہچان نہ سکا۔ فقط اُن کی بہن نے اُن کی

انگلیوں سے اُن کو پہچانا۔

عبدالرحمن بن عوف | ابن ہشام کہتے ہیں عبدالرحمن بن عوف کے چہرے پر سخت زخم آیا۔ اور بین سے زائد زخم ان کے بدن پر لگے جن میں زیادہ زخم اُن کی ٹانگ میں تھے اور اُن کے سب سے اُن کی ٹانگ میں لنگ ہو گیا تھا۔

مسلمانوں خوش خبری | ابن اسحاق کہتے ہیں مسلمانوں کی شکست اور لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر مشہور ہونے کے بعد جس شخص نے پہلے آپ کو دیکھ کر پہچانا وہ کعب بن مالک تھے۔ یہ کہتے ہیں میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھیں چمکتی ہوئی دیکھ کر آنحضرت کو پہچانا اور پکار کر آواز دی کہ اے مسلمانوں کے گمراہ خوش ہو جاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو۔



## غزوہ اُحد (۴)

**ابی بن خلف کی بد سختی** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو سب آپ کی طرف آئے شروع ہوئے اور آپ ان کو لیکر گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب اور حضرت شیر خدا علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن عوام اور حرث بن صمہ وغیرہ بہادران صحابہ حاضر تھے جس وقت آپ گھاٹی کے قریب پہنچے۔ اُبی بن خلف آپ کو آواز دیتا ہوا آیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ایک شخص اُس کے مقابلے کو کافی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو میرے سامنے آنے دو۔ چنانچہ جب وہ آپ کے قریب آیا تو آپ نے حرث بن صمہ سے ہتھیار لیکر اُس کو اس طرح ہلایا کہ ہم سب لوگ آپ کے پاس سے اس طرح ہٹ گئے جیسے اونٹ کی پشت پر سے مکھیاں اڑ جاتی ہیں۔ اور آپ نے اُس کو اُبی بن خلف کی گردن پر مارا۔ اُبی اُس کے صدر سے لڑ گیا اور گھوڑے سے لڑھکنے لگا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اُبی بن خلف جب مکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تو کہتا تھا کہ اے محمد! میں ایک گھوڑا سونا کھلا کھلا کر پرورش کر رہا ہوں اُس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں ہی انشاء اللہ تعالیٰ تجھ کو قتل کروں گا۔ اب یہ غیبت آنحضرت کے ہاتھ سے اپنی گردن میں زخم لگا کر اُسی گھوڑے پر گرتا پڑتا بھاگا سیدھا قریش کے پاس پہنچا اور کہنے لگا۔ خدا کی قسم محمدؐ نے مجھ کو قتل کر دیا۔ قریش نے کہا تو نے ہمت ہار دی ہے زخم تو کچھ زیادہ تیرے لگا نہیں رہے۔ کہنے لگا مکہ میں محمدؐ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ پس واللہ اگر محمدؐ مجھ پر تھوک بھی دیتے۔ تو میں ضرور قتل ہو جاتا اور اب تو انہوں نے مجھ کو زخمی کر دیا۔ اب میں ہرگز جانبر نہیں ہو سکتا۔ پھر جب قریش مکہ واپس ہوئے تو دشمن ابی بن خلف کا نام مروت میں جہنم رسید ہوا۔



**غضبِ الہی** | پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی گھاٹی پر تشریف لائے۔ حضرت علیؓ نے پانی بھر کر حاضر کیا تاکہ آنحضرتؐ پیشیں مگر بدبو کے سبب سے آپؐ نے نہ پیا۔ اور اپنے چہرے اور سر سے خون کو دھویا اور فرمایا اُس شخص پر سخت غضبِ الہی نازل ہوگا جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلودہ کیا۔

سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں مجھ کو جیسی اپنے بھائی عتبہ کے قتل کرنے کی خواہش اور حرص تھی ایسی کسی کے قتل کرنے کی نہ تھی کیونکہ اُسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کیا تھا۔ مگر جب میں نے آپؐ سے یہ کلمہ سنا کہ خدا کا سخت غضب اُس پر نازل ہوگا جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کیا۔ تو میں نے اس غضبِ الہی ہی کو اُس کے لئے کافی سمجھا۔

**مشرکین کا حملہ** | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے تھے کہ کفار کے ایک گروہ نے گھاٹی پر حملہ کیا اور ان کفار میں خالد بن ولید بھی تھے۔ آنحضرتؐ نے اُس وقت دعا کی کہ اے اللہ! یہ لوگ ہمارے پاس نہ پہنچ سکیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے چند مہاجرین کے ساتھ ان مشرکین کا مقابلہ کیا اور مارتے مارتے اُن کو بھگا دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونچے پتھر پر چڑھنا چاہا مگر چونکہ دوزر ہوں کے پہننے سے آپؐ کا بدن بھاری ہو گیا تھا۔ اس سبب سے آپؐ اُس پر چڑھ نہ سکے۔ پس طلحہ اُس کے نیچے بیٹھ گئے اور آپؐ طلحہ کی پشت پر کھڑے ہو کر اُس پتھر پر چڑھے اور فرمایا طلحہ نے جنت واجب کر لی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی خدمت انجام دی۔

**نمازِ ظہر** | ابن ہشام کہتے ہیں اُحد کی جنگ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز زخموں کے سبب سے بیٹھ کر ادا کی۔ اور مسلمانوں نے بھی بیٹھ کر آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض مسلمان بھاگ کر مدینہ سے ایک منزل دور منقی پہاڑ کے پاس جا پہنچے تھے۔

**یمان اور دقش** | ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی جنگ کے لئے تشریف لے چلے۔ حسیل بن جابر بن کا نام یمان تھا اور یہ حذیفہ بن یمان کے باپ تھے یہ اور ثابت بن دقش اپنے بچوں اور عورتوں کو لے کر مدینہ کے باہر چلے

گئے تھے۔ وہاں ان دونوں نے مشورہ کیا کہ ہم دونوں بوڑھے آدمی ہیں۔ اگر آج نہ مرے تو کل ضرور مریں گے پھر چلیں ہم بھی کفار کو قتل کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہ جا ملیں۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم کو شہادت نصیب فرمائے۔

پھر یہ دونوں تلواریں پکڑ کر کفار پر جا پڑے اور لوگوں میں رل مل گئے۔ ثابت بن وقش کو تو کفار نے شہید کر دیا اور ابو حذیفہ کے باپ حُسیل بن حابر کو ناواقفیت میں مسلمانوں نے شہید کر دیا۔ حذیفہ نے کہا خدا کی قسم! یہ تو میرے باپ ہیں۔ مسلمانوں نے کہا واللہ ہم نے ان کو نہیں پہچانا اور واقعی انہوں نے سچ کہا۔ حذیفہ نے کہا اللہ تم کو معاف کرے وہ ارحم الراحمین ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ کو ان کے باپ کا خون بہا دینا چاہا۔ مگر حذیفہ نے نہ لیا اور مسلمانوں کو معاف کر دیا۔ اس سے حذیفہ کی قدر و منزلت خدا، رسول اور مسلمانوں کے نزدیک بہت زیادہ ہوئی۔

**یزید بن حاطب اور اس کا باپ** | ابن اسحاق کہتے ہیں مسلمانوں میں ایک شخص حاطب بن یزید بن حاطب اور اس کا باپ

زخمی ہوا۔ اس کا نام یزید بن حاطب تھا اس کو اس کے گھر پہنچا دیا گیا۔ سب گھر کے لوگ اس کے پاس جمع تھے اور اس کی نزع کی حالت تھی۔ مسلمان اس سے کہہ رہے تھے اے حاطب کے بیٹے تجھ کو جنت کی بشارت ہو اور اس لڑکے کا باپ حاطب ایک بوڑھا منافق تھا۔ اسی روز اس کا نفاق ظاہر ہوا۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس نے جواب دیا کہ اس کو کس چیز کی تم خوشخبری دے رہے ہو۔ کیا ایسی جنت کا فریب دے رہے ہو جس میں محل لٹے کے درخت ہیں۔

**قرمان منافق** | ابن اسحاق کہتے ہیں انصار میں ایک شخص مسافر آیا ہوا تھا اور یہ معلوم نہ تھا کہ کس قوم سے ہے اور لوگ اس کو قرمان کہتے تھے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو آنحضرت فرماتے یہ شخص دوزخی ہے۔ جب احد کی جنگ ہوئی تو اس شخص نے تین تنہا آٹھ یا سات مشرکین کو قتل کیا اور پھر یہ سخت زخمی ہوا۔ چنانچہ لوگ اس کو اٹھا کر بنی ظفر کے محلہ میں لائے اور مسلمان اس سے کہنے لگے کہ اے قرمان آج تیری خوب آزمائش

لے محل اسپند یعنی سیاہ دانہ کو کہتے ہیں جو اکثر جنگلوں اور ویرانوں میں پیدا ہوتا ہے اور اس کے درخت میں نہایت بدبو ہوتی ہے اس منافق کا مقصد اس بات سے جنت کی تحقیر کرنا تھا۔ ۱۲ مترجم

ہوئی۔ پس اب توجہ کی بشارت حاصل کر۔ اُس نے کہا مجھ کو کچھ بشارت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں صرف اپنی قوم کی حمایت کے لئے لڑا ہوں۔ اگر مجھ کو یہ خیال نہ ہوتا تو میں ہرگز جنگ نہ کرتا۔ پھر جب اس شخص کے زخموں کی تکلیف اس کو زیادہ معلوم ہوئی تو اُس نے ترکش سے تیر نکال کر خودکشی کر لی۔

**مخیر یق** | ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کے مقتولوں میں سے ایک مخیر یق ہے۔ یہ بنی ثعلبہ بن فیلون میں سے تھے جب اُحد کی جنگ شروع ہوئی انہوں نے یہودیوں سے کہا کہ اے گروہ یہود تم جانتے ہو کہ محمد کی مدد کرنا تم پر فرض ہے۔ یہودیوں نے کہا آج ہفتہ کا روز ہے۔ مخیر یق نے کہا ایسے وقت پر ہفتہ کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ پھر مخیر یق نے تلوار لے کر کفار سے مقابلہ کیا اور اپنی قوم یہود سے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر میں قتل ہو گیا تو میرا کل مال محمد کا ہے اُن کو اختیار ہے جو چاہیں کریں۔ مخیر یق نے کفار کو قتل کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ خود بھی شہید ہوئے۔ رسول اقدس نے فرمایا مخیر یق یہود میں سب سے بہتر تھا۔

**حرث بن سويد** | ابن اسحاق کہتے ہیں یہ شخص منافق تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ اُحد کی جنگ میں شریک ہوا اور موقع پا کر غفلت میں مجذربن زیاد بلوی اور قیس بن زید ضبعی کو شہید کر کے مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ اگر تم کو حرث بن سويد مل جائے تو اس کو قتل کر دینا۔ مگر حضرت عمرؓ کو یہ نہیں ملا اور مکہ میں قریش سے جا ملا۔ پھر اس نے اپنے بھائی سويد بن جلاس کے ہاتھ اپنی توبہ کا پیغام حضور کو بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس کے حق میں نازل فرمائی۔

كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ اللَّهَ رَسُولٌ حَقٌّ  
جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ (۸۶: ۳)

”خدا ایسے گروہ کو گمراہ نہ کرے اور کس طرح ان کی توبہ قبول فرمائے جو ایمان لانے اور رسول کے حق ہو نہی گواہی دینے اور بنیاد کے اُن کے پاس آجئے کے بعد بھی کافر ہو گئے۔ اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا“

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ حرث بن سويد نے فقط مجذربن زیاد کو شہید کیا۔ قیس بن زید کو شہید نہیں کیا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن اسحاق نے قیس بن زید کو اُحد کے مقتولوں میں شمار نہیں کیا ہے اور مجذربن کو حرث نے اس عداوت کی وجہ سے قتل کیا کہ مجذربن نے اس کے باپ سويد کو کسی جنگ میں جو اسلام سے پہلے اوس اور خزرج میں ہوئی تھی قتل کیا تھا۔ یہ ذکر پہلے بھی اس کتاب میں گزر چکا ہے۔ پھر ایک روز رسول اللہ اپنے چند اصحاب کے ساتھ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے کہ سويد بن

حرث ایک چار دیواری سے باہر نکلا اور دو کپڑوں میں اُس نے اپنے آپ کو پوشیدہ کر رکھا تھا۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کو اس کی گردن مارنے کا حکم فرمایا اور انہوں نے اس کو قتل کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں سوید بن ثابتؓ کو معاذ بن عفران نے تیر کی ضرب سے بے گت کی جنگ سے پہلے قتل کیا تھا۔

**اصییرم کی شہادت** ابن اسحاق کہتے ہیں ابو ہریرہؓ نے ایک روز لوگوں سے کہا کہ کوئی ایسا شخص بتلا جس نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور حجت میں داخل ہوا جب لوگ حیران ہوئے اور اُن کے خیال میں کوئی ایسا شخص نہ آیا تو ابو ہریرہؓ سے انہوں نے پوچھا کہ آپ ہی بتلائیے وہ کون شخص ہے؟ ابو ہریرہؓ نے کہا وہ اصییرم بن عبد شہل عمرو بن ثابت بن وقش ہے۔ حصین راوی کہتے ہیں میں نے محمود بن اسد سے کہا۔ اصییرم کا واقعہ کیونکر ہوا ہے؟ انہوں نے کہا اصییرم نے اسلام لانے سے انکار کیا تھا۔ پھر جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی جنگ کے واسطے مدینہ سے تشریف لائے اصییرم کو اسلام کا خیال آیا اور اپنی تلوار لے کر مشرکین پر جا پڑا اور بہت آدمی قتل کر کے خود بھی زخمی ہوا اور آخر مقتولوں میں گر پڑا۔ پھر بنی عبد لاشہل کے چند لوگ اپنے مقتولوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے کہ اُن کا گزرا اصییرم کے پاس ہوا۔ انہوں نے کہا واللہ یہ تو اصییرم ہے۔ پھر اصییرم سے لوگوں نے پوچھا کہ کیونکر آئے؟ اسلام کی رغبت سے یا قوم کی حمایت کے لئے؟ اصییرم نے کہا میں فقط اسلام کی رغبت کے سبب سے آیا ہوں اور میں خدا و رسول پر ایمان لے آیا ہوں اور اسلام کو میں نے قبول کر لیا۔ پھر اپنی تلوار لے کر مشرکین پر جا پڑا اور اُن کو اس قدر قتل کیا کہ آخر میری یہ حالت ہوئی جس میں تم مجھ کو دیکھ رہے ہو۔ پھر اُس وقت اصییرم کی دُوح غلدریں کی طرف پرواز کر گئی۔ صحابہ نے اس کا ذکر آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا اصییرم جنتی ہے۔

**عمرو بن جموح کا جہاد اور شہادت** ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن جموح کی ٹانگ میں لنگ تھا اور اُن کے چار بیٹے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر شہروں کی طرح جہاد کیا کرتے تھے۔ جب اُحد کی جنگ کا موقع آیا تو اُن کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ آپ گھر میں رہیں ہم جہاد میں جاتے ہیں۔ ان کو شہادت کا شوق غالب تھا۔ یہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے بیٹے مجھ کو جہاد سے روکتے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ جہاد کر کے شہید ہوں اور جنت میں اس لنگ کے ساتھ پھروں۔ آپؐ نے فرمایا اے عمرو بن جموح تم کو خدا نے معذور رکھا ہے تم کو اب تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اُن کے بیٹوں سے فرمایا کہ جب تمہارے باپ کی یہی خوشی ہے۔ تب پھر ان کو تم کیوں منع کرتے ہو۔ چنانچہ عمرو بن جموح نے جہاد کیا اور

شہادت کے منصب پر سرفراز ہوئے۔

**حضرت حمزہؓ اور ہندہ** | ابن اسحاق کہتے ہیں ہندہ بنت عتبہ اور عورتوں کو ساتھ لے کر صحابہ کرام کی لاشوں کے پاس آئی اور اُن کے ناک کان کاٹنے شروع کئے۔ یہاں

تک کہ ہندہ نے اُن کے ہار بنا کر اپنے گلے میں پہنے اور اپنا سارا زیور اُتار کر جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو حضرت حمزہؓ کے شہید کرنے کے انعام میں دیا اور حضرت حمزہؓ کے جگر مبارک کو نکل کر اُس نے اپنے منہ میں لے کر چبایا۔ مگر اُس کو نگل نہ سکی تب اُس کو اُگل دیا۔ اور پھر ایک اُونچے پتھر پر چڑھی اور پکا کر چند اشعار مسلمانوں کی ہجو میں پڑھے۔ مسلمانوں میں سے بھی ایک عورت ہندہ بنت اُمّیہ نے اس کو دندان شکن جواب دیا اور مشرکین کی ہجو اشعار میں بیان کی۔

**حضرت عمرؓ اور حضرت حسان بن ثابت** | ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمرؓ بن خطاب نے اُس وقت حسان بن ثابت سے فرمایا اے ابن فریجہ تم سن رہے

ہو کہ ہندہ پتھر پر چڑھی ہوئی کیا کیا، ہجو کر رہی ہے اور حضرت حمزہؓ کی لاش کے ساتھ جو گستاخیاں اُس نے کی ہیں اُن کے گیت بنا کر گا رہی ہے تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ حسان نے کہا ہاں میں اُس وقت ایک ٹیلہ پر سے دیکھ رہا تھا۔ جب حضرت حمزہؓ کی طرف وحشی نے اپنا حربہ پھینکا تھا اور میں کہہ رہا تھا کہ یہ کوئی نیا حربہ ہے۔ عرب کے ہتھیاروں میں سے تو یہ نہیں ہے۔ اے عمر تم مجھ سے بیان کرو کہ یہ عورت کیا کہہ رہی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسان کو ہندہ کے اشعار سنائے۔ پھر حسان نے اس کے جواب میں بہت سے اشعار کہے جن میں مشرکین کو نہایت ذلیل و خوار اور شرمندہ کیا ہے۔

ترجمہ سیرت ابن ہشام کی جلد اولیٰ یہاں پر عزم کی ہے چنانچہ تحریر کرتے ہیں۔ (مرتب)

للہ الحمد کہ آج بتاریخ پندرہ ماہ ذی قعد مبارک ۱۳۲۸ھ ہجری بنوی کتاب سیرت ابن ہشام کی پہلی جلد کے ترجمہ سے فراغت پائی۔

سید لیسین علی حسنی نظامی دہلوی خواہر زادہ محقق  
خواجہ نظام الدین اولیاء سلطان المشائخ محبوب الہی قدس سرہ



## غزوہ اُحد (۵)

ابوسفیان کی ہرزہ سمرائی | ابن اسحاق کہتے ہیں جلیس بن زبان بنی حمرث بن عبدمنہ میں سے ایک شخص تھا اور اس جنگ میں اُن مختلف قبائل کی فوج کا سردار تھا جو قریش کی مدد کو آئے تھے یہ ابوسفیان کے پاس سے گزرا اور اس نے دیکھا کہ ابوسفیان حضرت حمزہؓ کی نعش کے جڑے میں اپنا نیرہ مار رہا ہے اور کہہ رہا ہے تو نے مزہ چکھا۔ جلیس نے پکار کر کہا اے بنی کنانہ دیکھو یہ قریش کا سردار ابوسفیان اپنے چچا کے بیٹے حمزہ کے ساتھ کیا حرکت کر رہا ہے؟ ابوسفیان نے جلیس سے کہا تیرا بڑا ہومیری بات کو ظاہر نہ کر۔ یہ مجھ سے ایک غلطی ہو گئی ہے۔ پھر جب ابوسفیان واپس ہوا تو اُس نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر باواز بلند کہا کہ یہ کام بہت اچھے ہیں۔ لڑائی ہمارے تھارے درمیان میں ڈول کی طرح ہے۔ کبھی تمہارے ہاتھ میں اور کبھی ہمارے ہاتھ میں۔ یہ جنگ بدر کی جنگ کے بدلہ میں ہوئی ہے۔ پھر کہا اے ہبل اپنے دین کو غالب کر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کو جواب دو اور کہو خدا عز و جل غالب اور اعلیٰ ہے۔ ہمارے اور تمہارے مقتول برابر نہیں ہو سکتے۔ تمہارے مقتول دوزخی ہیں۔ اور ہمارے جنتی ہیں۔

جب حضرت عمرؓ نے ابوسفیان کو یہ جواب دیا تو ابوسفیان نے کہا اے عمرؓ ذرا میرے پاس آؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ دیکھو یہ کیا کہتا ہے۔ جب عمرؓ اُس کے پاس گئے تو اُس نے کہا اے عمرؓ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ سچ بتاؤ کہ محمدؐ اس جنگ میں ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئے یا نہیں؟ حضرت عمرؓ نے کہا انہیں وہ تو شریف رکھتے ہیں اور تیری باتیں سب سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا اے عمرؓ! میں تمہاری بات کو ابن تمہ کی بات سے زیادہ معتبر جانتا ہوں۔ وہ کہتا

تھا کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا۔ ابن قثمؒ کا نام عبد اللہ تھا۔

## اگلی جنگ

پھر ابوسفیانؓ نے پکار کر مسلمانوں سے کہا کہ تمہارے مقتولین کا مسئلہ کرنے سے انہیں خوش ہونا نہ ناراض ہونا۔ نہ میں نے ان کے قتل سے منع کیا۔ پھر اس کے بعد ابوسفیانؓ نے آواز دی کہ اب ہماری تمہاری جنگ آئندہ سال بدر میں پھر ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو جواب دو۔ بہت اچھا۔ یہ ہمارے اور تمہارے درمیان نختہ وعدہ ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم جا کر دیکھو کہ یہ مشرکین اب کس طرف کا قصد کرتے ہیں۔ آیا مکہ کو واپس جاتے ہیں یا مدینہ پر حملہ کرتے ہیں۔ واللہ! اگر انہوں نے مدینہ پر حملہ کیا تو پھر میں بھی ان کے مقابلہ کو نکلوں گا اور ان سے بڑھ کر ضرور جنگ کروں گا۔

## مشرکین کا تعاقب

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مشرکین کو دیکھنے گیا اور میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو آگے لے کر مکہ کا راستہ لیا۔ مشرکین کے دفع ہونے کے بعد لوگ اپنے اپنے مقتول تلاش کرنے لگے۔

## سعد بن ربیع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو سعد بن ربیع کی مجھ کو خبر لا دے کہ وہ زندہ ہیں یا مردہ۔ انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ سعد کہاں ہیں؟ پھر یہ انصاری سعد کو مقتولوں میں تلاش کرتے ہوئے آئے دیکھا تو سعد زخمی ہوئے پڑے تھے اور جان کی رفق باقی تھی۔

انصاری کہتے ہیں میں نے کہا اے سعد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہاری تلاش کے واسطے بھیجا ہے کہ میں تم کو دیکھوں کہ تم زندہ ہو یا مردہ؟ سعد نے کہا میں مردوں میں ہوں تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع عرض کرتا ہے کہ خدا آپ کو ہماری طرف سے ایسی جزلے خیر دے جو کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے نہ دی ہو اور پھر اپنی قوم کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع تم سے کہتا ہے کہ اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہے گا اور رسول خدا کو دشمن کی طرف سے کوئی صدمہ پہنچے گا تو تمہارا عذر خدا کے ہاں مقبول نہ ہوگا۔ یعنی اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو تو اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرنی چاہیئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہ پہنچنے دینا چاہیئے۔ انصاری کہتے ہیں۔ پھر اسی وقت سعد بن ربیع نے انتقال کیا اور میں نے

اگر حضور سے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔  
ابن ہشام کہتے ہیں ایک روز ایک شخص حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور دیکھا کہ ایک لڑکی کمسن  
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینہ پر بیٹھی ہے اور ابوبکرؓ اس کو پیار کر رہے ہیں۔ اُس شخص نے  
پوچھا یہ کس کی لڑکی ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا یہ لڑکی مجھ سے بہتر شخص سعد بن ربیع کی ہے۔  
جن کو عقبہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیب بنایا تھا اور بدر کی جنگ میں شریک  
تھے۔ پھر اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے۔

**رسول اللہ کا رنج و ملال** | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ کی  
لاش ڈھونڈنے تشریف لائے اور میدان کے بیچ میں دیکھا  
کہ اُن کا پیٹ چاک کیا ہوا اور حُجْرہ باہر نکلا پڑا ہے اور ناک کان کاٹے ہوئے ہیں۔ رسول مقبولؐ  
نے اس حالت کو ملاحظہ کر کے فرمایا کہ اگر ہفیہ کو رنج نہ ہوتا اور نیز میرے بعد لوگ اس کو دُکھ  
نہ بنا لیتے تو میں اُن کی لاش کو یونہی چھوڑ دیتا تا کہ درندے اور جانور کھا لیتے۔ اگر خدا نے کسی جنگ  
میں مجھ کو قریش پر غالب کیا تو میں اس کے عوض اُن میں سے تیس آدمیوں کا مسئلہ کروں گا۔ جب  
مسلمانوں نے حضرت حمزہ کی حالت پر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر رنج و ملال دیکھا  
تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو خدا نے کسی وقت قریش پر غالب کیا تو ہم اُن کا ایسا مسئلہ کریں گے کہ عرب میں  
سے کسی نے ایسا مسئلہ نہ کیا ہو گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے انتقال کا سارنج  
مجھ کو کبھی نہ پہنچے گا۔ میں کبھی ایسی جگہ کھرا نہیں ہوا۔ جہاں اس جگہ سے زیادہ مجھ کو غیض و غضب  
ہوا ہو۔ پھر فرمایا کہ جبرائیل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ حمزہ ساتوں آسمانوں کے لوگوں میں لکھے گئے  
ہیں۔ حمزہ بن عبدالمطلب خدا و رسول کے شیر ہیں۔

داوی کہتا ہے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ اور ابوسلمہ بن عبد اللہ اسد آپس میں  
رضاعی بھائی تھے۔ ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے ان تینوں کو دودھ پلایا تھا۔

**آیات قرآن مجید** | ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے اس غصہ اور کافروں کے انتقام لینے کے بارے میں یہ آیت

نازل فرمائی :-

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوْ

تَحْيَا لِلْقَابِلِينَ ط وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ط وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ  
فِي ضَلَالٍ مِمَّنْ لَا يَمْلِكُ شَيْئًا ط (۱۶: ۱۷۴-۱۷۵)

یعنی اگر تم بدلہ لو تو اسی قدر بدلہ لو جس قدر تمہارے ساتھ ظلم کیا گیا ہے اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے واسطے بہتر ہے۔ اور اسے رسول! تم صبری اختیار کرو اور تمہارا صبر نہیں ہے مگر خدا کے ساتھ اور تم ان پر بخیرہ نہ ہو اور نہ ان کے مکر سے تنگی میں رہو؟

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف کر دیا اور صبر فرمایا اور مسئلہ کرنے سے منع کیا۔  
سمر بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ وعظ فرمایا وہاں ضرور ہم کو صدقہ دینے کا حکم فرمایا اور مسئلہ سے منع فرمایا۔

**شہداء کی نماز جنازہ** | ان عباس کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کو ایک چادر اوڑھانے کا حکم کیا پھر ان پر نماز پڑھی اور سات تکبیریں کہیں۔ پھر دوسرے شہید لانا کہ حضرت حمزہؓ کے پاس رکھے گئے ان پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ اسی طرح سے حضرت حمزہؓ پر بہتر نمازیں پڑھیں۔ پھر حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن صفیہؓ آئیں تاکہ اپنے بھائی کی صورت دیکھیں۔ آنحضرتؐ نے ان کے بیٹے زبیرؓ سے کہا کہ تم اپنی ماں کو واپس لے جاؤ تاکہ وہ حمزہؓ کی یہ حالت نہ دیکھیں۔

زبیرؓ نے جا کر اپنی ماں صفیہؓ سے کہا کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں تم واپس چلی جاؤ۔ صفیہؓ نے کہا یہ کیوں؟ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ میرے بھائی کا مسئلہ کیا گیا ہے۔ یہ خدا کی راہ میں ہوا ہے میں اس پر صبر کروں گی۔ زبیرؓ نے آکر رسول مقبولؐ سے عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا اچھا صفیہؓ کو آنے دو۔ چنانچہ صفیہؓ آئیں۔ اور حمزہؓ کو دیکھ کر ان پر نماز پڑھی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کہ کے چلی گئیں۔ پھر حضورؐ نے حکم دیا اور حضرت حمزہؓ دفن کئے گئے۔

**عبداللہ بن جحش** | عبداللہ بن جحش کے گھر کے لوگوں کا بیان ہے کہ عبداللہ بن جحش کا بھی مسئلہ کیا تھا مگر قبر میں دفن کیا۔ یہ روایت میں نے انہی لوگوں سے سنی ہے اور کسی سے نہیں سنی۔ اور عبداللہ بن جحش امیر بنت عبدالمطلب کے بیٹے اور حضرت حمزہؓ کے بھانجے تھے۔

بہت سے لوگ اپنے شہداء کو مدینہ میں لے آئے تھے اور وہیں دفن کیا تھا مگر پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا کہ شہیدوں کو وہیں دفن کرو جہاں وہ شہید ہوئے ہیں۔

**شہداء کا اعزاز** | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے شہیدوں کے پاس تشریف لائے تو فرمایا میں ان لوگوں پر گواہ ہوں جو شخص خدا کی راہ میں زخمی ہو گیا قیامت کے روز اُس کے زخم سے خون بہتا ہو گا۔ رنگِ خون کا ہو گا اور خوشبو مشک کی ہو گی۔ دیکھو ان لوگوں میں جو شخص زیادہ قرآن شریف کا قاری ہو اُس کو دفن میں مقدم کرو۔ پھر دو دو اور تین تین کو ایک ایک قبر میں دفن کیا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص راہِ خدا میں زخمی ہو گا۔ خدا قیامت کے روز اُس کو اٹھائے گا اور اُس کے زخم سے خون بہتا ہو گا۔ رنگِ خون کا ہو گا اور خوشبو مشک کی ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت مقتولوں کے دفن کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا کہ عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو دیکھ کر ایک قبر میں دفن کرو۔ کیونکہ یہ دونوں دنیا میں بھی دوست تھے۔

**حمنہ کا رنج و اندوہ** | پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو حمنہ بنت جحش کو لوگوں سے اپنے بھائی عبداللہ بن جحش کی شہادت کی خبر پہنچی۔ حمنہ نے انا اللہ اور استغفار پڑھی اور دُعا اُٹھائے مغفرت کی۔ پھر ان کے ماموں حضرت حمزہؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تب بھی انہوں نے انا اللہ اور استغفار پڑھی۔ پھر ان کے خاوند مصعب بن عمیر کی شہادت کی ان کو خبر پہنچی تب یہ بے چین ہو گئیں اور رونا شروع کیا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا عورت کو اپنے خاوند کا ایک خاص رنج ہوتا ہے۔ کیونکہ حمنہ کو دیکھا کہ بھائی اور ماموں کی خبر سے اس قدر بے چین نہیں ہوئیں جیسی کہ خاوند کی خبر سے بے چین ہوئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبدالاشل وغیرہ انصار کے قبیلوں کے گھروں پر سے گزرے اور نوحہ و گریہ کی آواز آپ کے کان میں آئی تو آپ کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہو گئے اور فرمایا حمزہؓ پر کوئی رونے والی نہیں ہے؟ یہ سن کر سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر جب بنی عبدالاشل کے گھروں میں پہنچے تو ان کی عورتوں کو حضرت حمزہؓ پر نوحہ کرنے کے لئے بھیجا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان عورتوں کے رونے کی آواز سنی تو رسول اللہ نے فرمایا۔

”انصار پر خدا رحم کرے۔ یہ لوگ بڑے ہمدرد ہیں۔ ان عورتوں کو چاہیئے کہ واپس چلی جائیں۔“



**رسول اللہ کی محبت و عقیدت** | روایت ہے کہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے اور لوگوں نے اُس عورت کو اُس کے بھائی اور باپ اور خاوند کے شہید ہونے کی خبر سنا لی۔ عورت نے کہا اور رسول اللہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے اشارہ کر کے بتلایا کہ بخیر و عافیت وہ جا رہے ہیں۔ چنانچہ جب اُس عورت نے آپ کو دیکھ لیا تو کہا کہ آپ کے بعد ہر ایک مصیبت چھوٹی ہے۔ یعنی سب سے زیادہ ہم کو رسول اللہ کی صحت و سلامتی مطلوب ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر جب رسول اللہ اپنے گھر والوں میں پہنچ گئے تو اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو اپنی تلوار عنایت کی اور فرمایا اس پر سے خون دھو ڈالو۔ کیونکہ اس نے آج مجھ کو اپنا جوہر خوب دکھایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلوار کا نام ذوالفقار تھا۔ پھر جب حضرت علیؓ نے بھی اپنی تلوار حضرت فاطمہؓ کو دی اور کہا کہ اس کو بھی دھو ڈالو کہ اس نے آج اپنا جوہر خوب دکھایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے آج جنگ میں ثابت قدمی دکھائی ہے تو ابودجائنہ اور سہل بن حنیف بھی تمہارے ساتھ ثابت قدم رہے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ احد کی جنگ کے روز کسی نے یہ نیرادی تھی ۵

لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ وَلَا تَقَاتِلْ إِلَّا عَلَيَّ ۝

یعنی تلوار تو صرف ذوالفقار ہے اور کوئی جھان علیؓ جیسا نہیں “  
اور پھر رسول اکرمؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ مشرکین اب ہم کو ایسی مصیبت نہیں پہنچا سکتے۔  
یہاں تک کہ خدا ہم کو فتح نصیب فرمائے گا۔



## غزوہ اُحد (۶)

**مشرکین کا تعاقب** | ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کی جنگ ہفتہ کے روز ہوئی تھی۔ جب اتوار کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور یہ دسویں تاریخ ماہ شوال کا ذکر ہے کہ سب لوگوں کو دشمن پر حملہ اور اُن کا تعاقب کرنے کے لئے جمع کیا جائے اور حکم دیا کہ جو لوگ کل کی جنگ میں ہمارے ساتھ شریک تھے وہی آج بھی حاضر ہوں۔ کوئی نیا شخص نہ آئے۔ شاہر بن عبد اللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کل کی جنگ میں میرے والد نے مجھ کو میری سات بہنوں کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ اے فرزند! مجھ کو اور تجھ کو یہ نہ چاہیئے کہ جہاد کو ترک کریں اور نہ میں تجھ کو رسول اللہ کے ساتھ جہاد کرنے سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ مگر تو اپنی بہنوں کے پاس ٹھہر جا کہ اُن کے پاس کوئی مرد نہیں ہے۔ اس مجبوری سے حاضر نہ ہو سکا۔ آج مجھ کو اجازت دیجئے۔ نبی کریم نے ان کو اجازت دے دی۔ اور یہ حضور کے ساتھ ہوئے اور اس مرتبہ انحضرت اس واسطے نکلے تھے تاکہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہم نے مسلمانوں کو شکست دیدی اور اب مسلمان ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

**جذبہ جہاد** | بنی عبد اللہ شہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں کہ ہمیں اور میرا ایک بھائی ہم دونوں اُحد کی جنگ میں زخمی ہو گئے تھے۔ جب ہم نے رسول اللہ کے منادی کی آواز سنی کہ لوگوں کو دشمن کی طرف جانے کے لئے بلارہا ہے تو میں نے اپنے بھائی سے کہا یا اُس نے مجھ سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں ہمارا شریک نہ رہ جائے گی اور ہم سخت زخمی ہیں اور کوئی سواری بھی پاس نہیں ہے جس پر سوار ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ پھر اُس نے ہم دونوں ہمت کر کے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے اور میرا زخم میرے بھائی کے زخم سے ہلکا تھا جب اُس سے چلا نہ جاتا تو میں اُس کو سہارا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی طرح ہم اُس جگہ تک پہنچے جہاں تک سب مسلمان گئے تھے۔

**تعاقب کی جنگی تدبیر** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کا یہ تعاقب مدینہ سے اُٹھیں

مقام حمراء الاسد تک کیا تھا اور مدینہ میں ابن مکتوم کو چھوڑ گئے تھے اور پیر، منگل، بدھ تین روز تک یہاں مقام کیا۔ پھر مدینہ واپس چلے آئے اور جس وقت آپ مقام حمراء الاسد ہی میں تھے معبد بن ابی معبد غزاعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ اور یہ اُس وقت تک مشرک ہی تھا کہنے لگا اے محمدؐ! تمہارے اصحاب کے شہید ہونے سے ہم کو رنج ہوا۔ اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ خداتم کو بعافیت ان میں قائم رکھے۔

پھر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر ابوسفیان سے جا کر ملا۔ وہ اُس وقت مقام روجاء میں مقیم تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس آنے کا ارادہ رکھتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہم نے محمدؐ کے بڑے بڑے اصحاب کو مار ڈالا۔ اب جو تھوڑے بہت باقی ہیں ان کو بھی مار کر اس جھگڑے ہی کو پاک کر دیں کہ اتنے میں ابوسفیان نے معبد کو دیکھا۔ پوچھا اے معبد کیا خبر لائے؟ معبد نے کہا محمدؐ اپنے اصحاب کو لے کر تمہاری تلاش میں نکلے ہیں اور اس قدر لشکر ہزار ساتھ ہے کہ ایسا میں نے نہیں دیکھا۔ اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اُحد میں ساتھ نہ تھے اور وہ اُحد کی غیر حاضری پر بہت کھچتا رہے ہیں اور شرمندہ ہیں اور تم پر نہایت غضب ناک ہو رہے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا اے معبد یہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ معبد نے کہا میں سچ کہتا ہوں۔ اگر تجھ کو یقین نہیں ہے تو خود سوار ہو کر جا اور دیکھ لے۔ ابوسفیان نے کہا ہم تو خود یہ ارادہ کر رہے تھے کہ روجاء اُن پر حملہ کر کے بالکل اُن کا استیصال کر دیں گے۔ معبد نے کہا میں تو تجھ کو یہ دے نہیں دیتا کہ تو حملہ کرے۔

پھر ابوسفیان کے پاس سے بنی عبد القیس کے چند سوار گزرے انہوں نے

### ابوسفیان کا پیغام

اُن سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم مدینہ جا رہے ہیں ابوسفیان نے کہا کس لئے؟ انہوں نے کہا کچھ غلہ خریدنا ہے؟ اس نے کہا تم میرا ایک پیغام بھی محمدؐ تک پہنچا دو گے۔ اگر تم نے اس کو پہنچا دیا۔ تو میں اُس کے معاوضہ میں سوق عکاظ کے اندر تم کو کئی اونٹ کشمش کے بھروں گا۔ اُن لوگوں نے کہا ہاں ہم پہنچا دیں گے۔ ابوسفیان نے کہا تم محمدؐ کو یہ خبر دیدینا کہ ہم بہت ساز و سامان متیا کر کے اُن کے استیصال کے واسطے آ رہے ہیں۔ عبد القیس کا یہ قافلہ حمراء الاسد میں حضورؐ کے پاس آیا اور ابوسفیان کا پیغام بیان کیا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنَعُوْا لَکَیْسٌ ط یعنی کافی ہے ہم کو اللہ جو اچھا کارساز ہے۔

پھر جب ابوسفیان نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اپنے گمان میں اصحاب رسولؐ خدا کا

استیصال کرے تو صفوان بن اُمیہ نے اس کو منع کیا اور کہا ابھی لوگ ایک جنگ کر چکے ہیں ایسا نہ ہو کہ دوسری جنگ کا نتیجہ برعکس نکلے۔ اس لئے واپس چلنا بہتر ہے۔ چنانچہ یہ سب لوگ مکہ کو ہی واپس چلے گئے۔

راوی کہتا ہے جس وقت حمراء الاسد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کے واپس مدینہ پر حملہ کرنے کی خبر پہنچی تو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا میں نے ان کے لئے پتھروں پر نشانی کر دی ہے کہ جب یہ ان کے پاس سے گزریں گے مثل روزِ گذشتہ کے نیست و نابود ہو جائیں گے۔

**معاویہ بن مغیرہ کا قتل** | ابو عبیدہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف واپس آنے سے پہلے معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس کو گرفتار کر رکھا تھا اور معاویہ عبد الملک بن مروان کا نانا یعنی مروان اس کی بیٹی عائشہ کا بیٹا تھا۔ رسول اللہ نے اس کو بدر میں قید کیا تھا اور پھر احسان فرما کر بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا تھا۔ اب پھر اس نے آپ سے چھوڑ دینے کے لئے عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ اب ایسا نہ ہو گا کہ مکہ کے لوگ تجھ کو دیکھ کر خوش ہوں اور تو کہتا پھرے کہ میں نے محمد کو دو مرتبہ فریب دیا اے نہ میرا اس کی گردن مار دو۔ نہ بیڑے فوراً اس کی گردن مار دو۔

ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا یعنی ایک دفعہ دھوکہ کھا کر دوبارہ نہیں کھاتا۔ پھر عام سے فرمایا کہ اس کی گردن مار دو اور چنانچہ عام نے اُس کو قتل کیا۔

اور ایک روایت اس طرح ہے کہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے معاویہ کو حمراء الاسد سے واپس ہو کر قتل کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ معاویہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پناہ میں چلا گیا تھا اور عثمان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے واسطے پناہ مانگی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ تین روز کے اندر یہاں سے چلا جائے۔ اگر تین روز کے بعد دیکھا گیا تو قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ تین روز میں نہیں گیا اور پھر گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو اس کا پتہ بتا کر بھیجا تھا کہ فلاں جگہ چھپا ہوا ہے۔ تم اُس کو قتل کرو۔ چنانچہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے اس کو قتل کیا۔

## عبداللہ بن ابی کی ذلت

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو عبداللہ بن ابی بن ابی بن سلول نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ کہ جمعہ کے روز جب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ چکے یہ کھڑے ہو کر بیان کرتا کہ اے لوگو! یہ رسول اللہ تمہارے اندر موجود ہیں تم کو خدا نے ان کے ساتھ بزرگی اور عزت عنایت کی ہے تم کو لازم ہے کہ ان کی امداد اور اعانت کرو۔ ہر جمعہ کو یہ اسی طرح کرتا تھا۔ اس دفعہ جو اُس نے ایسا کیا اور کھڑا ہوا تو مسلمانوں نے چاروں طرف سے اُس کے دامن پکڑ کر کہا۔ اے دشمن خدا بیٹھ جا۔ تو اس بات کا اہل نہیں ہے اور جیسے کام ٹوٹنے کئے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ پھر عبداللہ بن ابی ذیل ہو کر وہاں سے لوگوں کو الگ لگتا پھلانگتا باہر نکلا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ میں تو انہی کے کام کی سختی چاہتا تھا۔ میرا اور کیا مطلب تھا۔

انصار میں سے ایک شخص مسجد کے دروازہ پر اس کو ملے اور انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگا میں تو کھڑے ہو کر انہی کے کام کے پختہ ہونے کے لئے تقریر بیان کیا کرتا تھا۔ مگر انہی کے چند صحابیوں نے میری کپڑے کھینچ کر مجھ کو روک دیا۔ اُن انصاری نے کہا میرے ساتھ چل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرے لئے دعائے مغفرت کراؤں گا۔ اس نے کہا مجھ کو اُن کی دعا کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

## مسلمانوں کی آزمائش

ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کی جگہ کار و فرمایا مسلمانوں کے لئے آزمائش

اور بلا اور مصیبت کا دن تھا۔ اہل ایمان کو اُس روز اللہ تعالیٰ نے شہادت اور کرامت و عنایت کے ساتھ معزز و ممتاز و سرفراز فرمایا۔ اور اہل نفاق کا نفاق ظاہر فرما کر اُن کو ذلیل و رسوا کر دیا۔





# غزوہ اُحد اور آیاتِ قرآنی

سورہ آل عمران | ابن اسحاق کہتے ہیں۔ سورہ آل عمران میں ساٹھ آیتیں اللہ تعالیٰ نے اُحد کی جنگ کے متعلق نازل فرمائیں ہیں جن میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے :-

وَإِذْ غَدَاَتَا مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ - (۱۳۱ : ۳)

و اور جب اے رسول صبح کے وقت تم اپنے گھر سے نکلے مسلمانوں کے لئے لڑائی کی جگہیں مقرر اور درست کرتے تھے اور خدا سننے والا علم والا ہے :-

إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝

یعنی جب قصد کیا تم میں سے دو گروہوں نے کہ بزدل ہو کر تمہاری مدد چھوڑ دیں مگر یہ دونوں گروہ بنو سلمہ بن جشم بن خزرج اور بنی حارثہ بن نبیث اوس میں سے تھے اور اللہ ان دونوں کا کارساز تھا (کیونکہ ان کی بزدلی محض ضعف جسمانی سے تھی۔ ضعف ایمانی یا نفاق سے نہ تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے وہ ضعف ان کا دور کر کے ان کو قوی دل بنادیا اور اپنے رسول کے ساتھ یہ جنگ میں شریک ہوئے) اور لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی پر کمزور اور ضعیف مومن بھروسہ کر کے اُس سے مدد کے خواستگار ہوں (تاکہ اللہ اُن کے ضعف کو دور کر کے اُن کو قوی بنا دے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُشْكُرُونَ ۝

اور بیشک خدا نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی حالانکہ اُس وقت تم تعداد اور قوت میں مقبوطے اور ضعیف تھے۔ اس لئے تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بنو (یعنی تقویٰ کرنا ہی شکرِ نعمت ادا کرنا ہے۔

اِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ اَلَنْ يَكْفِيَكُمْ اَنْ يُبْعَثَ كَوْمٌ مِّنْكُمْ يَشَاقِقُوا ثَمُودَ اِذْ يَدْعُوهمَ اِلَىٰ عِبَادَتِهِمْ هَٰذَا يُعْبُدُوهُ كَوْمٌ مِّنْكُمْ يَخْمَلُونَ الْاَوَّلَ مِنَ الْمَلِكَةِ مَسْوِيَّةً ۝

اے رسول جب تم مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تم کو کافی نہیں ہے یہ بات کہ تمہارا پروردگار آسمان سے اترنے والے تین ہزار فرشتوں کیساتھ تمہاری امداد کرے گا جن کے گھوڑے نشان دار ہوں گے۔

حسن بھری کہتے ہیں فرشتوں کے گھوڑوں کی دہیں اور گردن کے بال سفید تھے اور ابن اسحاق کہتے ہیں ان فرشتوں کے علمے سفید تھے۔

وَمَا جَعَلَهُ اللهُ اِلَّا بُشْرًا لِّكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝

اور اس امداد ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بشارت کیا تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور تمہارا ضعف جاتا رہے اور مدد صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آسکتی ہے جو غلبے اور حکمت والا ہے (یعنی تمام قوت اور غلبہ خدا ہی کے پاس ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔) لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاُيَكَبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝ تاکہ کفاروں میں سے ایک گروہ کو قتل یا ذلیل و خوار کر دے پھر وہ پھر جاویں ناامید اور ناکامیاب ہو کر۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتا ہے :-

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يَعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ۝ اے رسول تمہارا اس کام میں کچھ اختیار نہیں ہے یا عذاب کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب کرے۔ بے شک وہ ظالم ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا اَمْوَالَكُمُ الَّتِي بَنَيْتُمُوهَا بِالْبَاطِلِ ۚ لَكُمْ فَرْقٌ بَيْنَ الْبَاطِلِ وَالْحَقِّ وَلَكُمُ الْفَرْقُ ۚ وَلَكُمْ فَرْقٌ بَيْنَ الْبَاطِلِ وَالْحَقِّ وَلَكُمْ فَرْقٌ بَيْنَ الْبَاطِلِ وَالْحَقِّ وَلَكُمْ فَرْقٌ بَيْنَ الْبَاطِلِ وَالْحَقِّ ۚ

اے ایمان والو! دگنے پر دگن سود نہ کھاؤ اور خدا سے ڈرا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور اس آتش دوزخ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور خدا اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر

رحمت کی جائے۔

وَسَايَعُوْا اِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالدَّرُءُ اُحَدَّثَ  
لِلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَنْفَقُوْنَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ  
عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ طَوْلًا مِّنْ اِثْمِ افْعَلُوْا فَاَحْسَنُ اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ  
ذَكَرَ اللّٰهُ فَاَسْتَغْفِرْ وَالَّذِيْ تُوْبِيْهِمْ وَ مَنْ يَغْفِرِ اللّٰهُ تُوْبَتْ اِنَّ اللّٰهَ ۙ وَ لَدِيْغَةً وَّاعِلًا  
مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَاءُ هُم مَّغْفِرَةٍ مِّنْ رَبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرٰى  
مِنْ تَحْتِهَا اَنْهَارٌ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَلِنَعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِيْنَ ۝

اور اے مسلمانو! اپنے پروردگار کی مغفرت اور اُس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمان اور  
زمین کے عرض کے برابر ہے تیار کی گئی ہے متقیوں کے لئے جو تو نگری اور غلٹی دونوں حالتوں میں اللہ  
کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کی خطائیں معاف کر دیتے ہیں اور خدا احسان  
کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ جو کوئی سخت بُرائی یا اپنے حق میں ظلم کرتے ہیں رتو  
اُس کے بعد پچھتا کر خدا کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں اور سوا اللہ تعالیٰ کے  
گناہوں کا بخشنے والا کون ہے۔ جو گناہ کرتے ہیں اُس پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔ اُن کا  
بدلہ یہ ہے کہ اُن کے لئے اُن کے رب کی مغفرت ہے اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ لوگ ہمیشہ  
اُن میں رہیں گے اور اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا۔

پھر مسلمانوں کی اس بلا و مصیبت کو ذکر فرماتا ہے جس میں یہ مبتلا ہوئے اور ان کی تسکین اور تعریف  
کے لئے ارشاد کرتا ہے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكَ سُنَنٌ فَيَسِّرُوْا فِي الْاَمْرِ مِنْ قَالِظُمْ وَاَكَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ  
الْمُكْذِبِيْنَ هٰذَا بَيٰٓاَتٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ وَلَا تَهِنُوْا  
وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمْ اَرْعٰوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

اے مسلمانو تم سے پہلے بھی بہت سے واقعات ہو کر رہے ہیں۔ تو زمین پر چلو پھرو اور دیکھو  
کہ احکام الہی کو جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟ یہ بیان ہے لوگوں کے لئے اور ہدایت اور  
نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے اور تم ہمت نہ ہارو اور مرگین نہ ہو اور تم ہی غالب ہو گے  
اگر تم مومن ہو۔

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَ تِلْكَ اٰيَاتُ مَّا ذُوْلُمْهَا

بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ  
وَلِيَمَّحَصَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ۚ

اگر تم کو اس جنگ میں زخم پہنچا تو اس سے پہلے دوسری قوم کو بھی بدر میں اسی کے برابر زخم پہنچ چکا ہے۔ ان دنوں کو ہم لوگوں کے درمیان گمراہی دیتے ہیں رکھی فتنے بھی شکست ہے (اور یہ اتفاقی شکست تم کو اس واسطے ہوئی) تاکہ خدا مومنوں کو جان لے اور تم میں سے گواہ بنائے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا ہے اور تاکہ پاک کرے اللہ مومنوں کو اور کفار کو مٹا دے۔  
أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ  
الْعَاقِبِينَ ۚ

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ نہ ابھی خدا نے ان لوگوں کو جانا جو تم میں سے جہاد کرتے ہیں اور نہ ان کو جانا جو جنگ میں صبر کرنے والے ہیں۔  
وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْا فَقَدْ أَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ  
تَنْظُرُونَ ۚ

اور بے شک تم تو موت کے آنے سے پہلے خدا کی راہ میں تمنا کرتے تھے۔ بس اب تم نے اُس کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۖ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ  
أَنْفَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْفَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَكُلٌّ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَيَجْعَلِ  
اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۚ

اور محمد فقط رسول ہیں اُن سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ کیا اگر یہ مر گئے یا قتل ہو گئے تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھرے گا تو ہرگز وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دے گا یعنی یہ بات ظاہر ہے کہ رسول ایک نہ ایک روز انتقال فرمائیں گے اس لئے تم کو اُن کے بعد بھی ایسا ہی دین پر ثابت رہنا چاہیے جیسے کہ اُن کے سامنے ثابت ہو۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ كِتَابًا مُؤَجَّلًا ۚ وَمَنْ يُؤَدِّ تَوَابِ الدُّنْيَا  
نُؤْتِيهِ مِنْهَا وَمَنْ يُؤَدِّ تَوَابِ الْآخِرَةِ نُوْتِيهِ مِنْهَا وَسَيَجْزِي الشَّاكِرِينَ ۚ  
اور کسی ذی نفس کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ بغیر حکم الہی کے مرجائے۔ ہر ایک کی موت کا وقت مقرر





مِنْكُمْ مَّنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَّفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ  
وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ط

اور بے شک اللہ نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اُس کو سچا کر دیا جبکہ تم کفار کو اُس کے حکم سے قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم مالِ غنیمت کو دیکھ کر لڑائی سے بزدل ہو گئے اور کام میں جھگڑا ڈال دیا اور اپنے سردار عبداللہ بن جبیر کی تم نے مورچے میں جھے رہنے میں، نافرمانی کی بعد اُس کے کہ دکھایا اللہ نے تم کو وہ جو تم چاہتے تھے۔ بعض تم میں سے دنیا کا ارادہ رکھتے تھے اور بعض آخرت کا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو دشمنوں کی طرف سے پھیر دیا تاکہ تم کو آزما دے اور بے شک خدا نے تمہیں معاف کر دیا۔ اور خدا مومنوں پر بڑے فضل والا ہے۔

إِذْ تَصْعَدُونَ عَلَىٰ أَحَدِ الرَّسُولِ يَدْعُوكُمْ فِيْ أَخْرَاكُمْ فِيْ  
فَاتَا بَكُمْ غَمًّا بَعْدَ لَكُمْ تَخَرُّوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ  
خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ط

جب تم بھاگے چلے جا رہے تھے اور پیچھے مڑ کر کسی کو نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے سے تم کو پکارتے تھے اس لئے تم کو رنج کے بعد رنج پہنچا۔ تاکہ تم غمگین نہ ہو اُس چیز پر جو تم سے فوت ہو جائے اور نہ اُس مصیبت پر جو تم کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے اُن کاموں سے جو تم کرتے ہو۔“



## غزوہ اُحد اور قرآنی آیات (۲)

ثُمَّ أُنْزِلَ عَلَيْكَ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةٌ مِّنَّا يَفْعُلُ لِمَ أُنْفِقَتْ مِنْكَ وَمَا يُفَعَّلُ قَدْ  
 أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا  
 مِنَ اللَّهِ مَرْءٌ مِّمَّنْ شَيْءٌ قُلْ إِنَّ اللَّهَ مُرْسِلُهُ يَلْعَنُ الْيَافِقُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا يَكِيدُونَ  
 لَهُ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ اللَّهِ مَرْءٌ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا ههنا قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ  
 لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ  
 وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

پھر خدا نے تم پر ایک اطمینان کی حالت طاری کی (کہ مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ و سلامت  
 دیکھ کر خوشی کے مارے سارا رنج و غم بھول گئے) اور اُن گھنے تم میں سے ایک گروہ کو ڈھک لیا اور  
 ایک گروہ کو جو منافق تھے اپنی جانوں کی پٹری ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں ناحق جاہلیت کی  
 بدگمانیاں کرتے تھے کہتے تھے ہمارے اختیار کی کیا بات ہے۔ کہہ دو سب کام خدا ہی کے اختیار  
 میں ہیں۔ یہ منافق دلوں میں وہ باتیں پوشیدہ رکھتے ہیں جو (اے رسول) تمہارے سامنے ظاہر نہیں  
 کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اگر ہم کو کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں کیوں قتل ہوتے۔ کہہ دو کہ اگر تم اپنے  
 گھروں میں ہوتے تب بھی جن کی تقدیر میں قتل ہونا لکھا تھا وہ اپنی قتل گاہ میں ضرور آتے اور  
 تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سینوں کی باتوں کو آزمائے اور تمہارے دلوں کو پاک کر دے اور اللہ  
 سینوں کی باتوں کو جاننے والا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا إِنَّا نَحْنُ الْغَالِبُونَ إِذَا ضَرَبُوا  
 فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانَوْا عُثْرَىٰ نَوْكَانُوا عِندَهُ نَا مَا تَوَادُّوْا مَا قَاتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ  
 ذَلِكُمْ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ  
 اے ایمان والو! تم ان کافروں کی طرح نہ بنو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں جبکہ وہ زمین میں

سفر کرتے ہیں یا جہاد کرنے جاتے ہیں کہ اگر یہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے نہ قتل ہوتے۔ اللہ نے ان کے ایسے خیالات اسی واسطے کئے ہیں تاکہ ان کے دلوں میں یہی حسرت رہے اور اللہ تعالیٰ ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

وَلَكِنْ قَتَلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مِتُّمْ لَمَغْفِرَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٍ مَّعًا  
يَجْمَعُونَ ۚ وَلَكِنْ مَّتَدُّ أَوْ قَتَلْتُمْ لِوَالِي اللَّهِ تُحْشَرُونَ ۚ

اور اگر تم راہِ خدا میں قتل کئے جاؤ یا مر جاؤ تو خدا کی بخشش اور رحمت اُس مال سے بہتر ہے جو لوگ جمع کر لیتے ہیں اور اگر تم مر جاؤ یا قتل ہو جاؤ تو ضرور خدا کے حضور جمع کئے جاؤ گے۔

فِيمَا رَحِمَهُ مِّنَ اللَّهِ لَئِنْ لَّهْمُ وَلَوْ كُنْتَ فظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَأَفَضُّوا مِنْ  
حَوْلِكَ فَأَعْتَوْا عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ  
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۚ

رحمتِ الٰہی سے تم ان کو نرم دل ملے ہو اور اگر تم سخت گوشتہ والے ہوتے تو ضرور یہ لوگ (اُحد کی جنگ میں) تمہارے ارد گرد سے منتشر ہو جاتے۔ پس تم ان سے درگزر کرو اور ان کے واسطے دُعا ئے مغفرت کرو۔ اور (امرِ جنگ میں) ان سے مشورہ لو اور جب پورا قصد کرو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔ بیشک خدا بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

إِنْ يَنْصَرُوا إِلَيْكَ فَإِنَّكَ عَلَيْهِمْ مُّصْرِفٌ ۚ وَإِنْ يَنْصَرُوا إِلَيْكَ فَإِنَّكَ عَلَيْهِمْ مُّصْرِفٌ ۚ وَإِنْ يَنْصَرُوا إِلَيْكَ فَإِنَّكَ عَلَيْهِمْ مُّصْرِفٌ ۚ

اگر خدا تمہاری مدد کرے۔ پس کوئی تم پر غالب ہونے والا نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ تمہاری پادہی ترک کرے۔ پس کون ہے جو اُس کے بعد تمہاری مدد کر سکے۔ اور لازم ہے کہ مومن صرف اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔

مَا كَانَ لِشَيْءٍ أَنْ يَعْزَلَ وَمَنْ يَعْزَلْ يَأْتِ بِمَآءٍ يُّؤْمَرُ الْقِيَامَةِ ۚ لَمَّا تَوَفَّي  
كُلَّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۚ

نبی کو یہ لائق نہیں ہے کہ خیانت کرے اور جو خیانت کرے گا اپنے مالِ خیانت کو لیکر قیامت کے روز حاضر ہوگا۔ پھر ہر نفس کو جو کچھ اُس نے کمایا ہے اُس کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

أَفَمِنْ أَتْبَعَ مِنْ هَٰؤُلَاءِ اللَّهُ كَمَنْ بَاءَ لِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَا أَجَاهَهُمْ وَيَسِّرُ

مُحَمَّدًا رَجُلًا عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ ۖ

کیا جس نے رضا مندی خدا کی پیروی کی وہ اُس شخص جیسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے غصہ میں آگیا اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے سب کے خدا کے ہاں الگ الگ درجے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کے سب کاموں کو دیکھتا ہے ۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ  
آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ط وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ  
لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۖ

مؤمنوں پر خدا نے بڑا ہی فضل کیا کہ اُن میں اُن ہی میں کا ایک رسول بھیجا جو اُن کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور کتاب اور حکمت اُن کو تعلیم کرتا ہے تاکہ وہ نیک باتوں پر عمل کریں۔ اور براہوں سے محفوظ رہیں ورنہ پیغمبر کے آنے سے پہلے تو یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے ۔

أَوَلَمْ آتَاكُمْ أَنبِيَآءٌ قَدْ أَصْبَحُوا مِن تَلَكُمُ الْفُلُكُ فِي هَٰذَا أَقَلِّ هُوَ مِّنْ  
عِنْدِ أَنفُسِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۖ

کیا جب تم پر اُحد کی جنگ میں شکست کی مصیبت پہنچی ۔ حالانکہ بدر کی جنگ میں اس سے دگنی مصیبت تم مشرکوں کو پہنچی چکے تھے تم نے کہا یہ مصیبت کہاں سے آئی ؟ کہدو یہ تمہارے ہی پاس سے ہے ۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے ۔

وَمَا آصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فِئَاذِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَلِيَعْلَمَ  
الَّذِينَ قَاتَلُوا بِغَيْرِ أَمْرٍ ۖ وَقِيلَ لَهُمْ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۚ فَلَوْلَا فُتُونُ اللَّهِ  
وَلَوْلَا تَعْلَمُ قِتَالَهُ لَاتَّبَعْتُمْ هَٰؤُلَاءِ لِيُكْفِرُوا بَأْسَ اللَّهِ وَلِيُكْفِرُوا بَأْسَ اللَّهِ  
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ۖ

اور جو مصیبت تم کو اُحد کی جنگ میں دونوں لشکروں کے لڑنے کے وقت پہنچی ۔ وہ خدا کے حکم سے تھی تاکہ خدا تم میں سے مؤمنوں اور منافقوں کو جان لے جن سے کہا گیا کہ اُو خدا کی راہ میں جہاد کرو یا دشمن کو دفع کرو ۔ انہوں نے کہا اگر ہم لڑائی جانتے تو موزور تمہارے ساتھ ہو لیتے ۔ یہ لوگ اُس روز کفر سے بہ نسبت ایمان کے زیادہ قریب تھے اور اللہ اُن کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے ۔

الَّذِينَ قَاتَلُوا بِغَيْرِ أَمْرٍ ۚ فَلَوْلَا فُتُونُ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ

الْمَوْتِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

جن لوگوں نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر یہ ہمارا کہا مانتے تو قتل نہ کئے جاتے۔ اے رسول ان منافقوں سے کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے آپ سے موت کو روک دو۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے لئے فرماتا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْسِلُوْنَ  
فَرِحَيْنَ بِمَا اَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ  
مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا يَخَوْفُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

جو لوگ راہِ خدا میں قتل ہوئے ہیں اُن کو تم مُردہ نہ سمجھو۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، کھاتے پیتے خوش ہیں اُس نعمت کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے فضل سے دی ہے اور اُن لوگوں کی خوش خبری پاتے ہیں جو ابھی اُن سے نہیں ملے ہیں یہ کہ نہ اُن پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے جس قدر بھائی اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے ہیں اُن کی رُو میں اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کمر دی ہیں اور وہ جنت کی نہروں میں سے پانی پیتے اور جنت کے پھلوں کو کھاتے ہیں اور عرش کے میچے قندیلوں میں آرام کرتے ہیں اور پھر جب اپنی خوش عیسیٰ اور کھانے پینے کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کاش ہمارے بھائی مسلمان ہمارے اس عیش سے واقف ہوتے تو جہاد کی طرف رغبت کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا کہ میں تمہارے حال سے ان کو مطلع کرتا ہوں۔ اور پھر اللہ اکبر نے یہ آیت اپنے رسول پر نازل فرمائی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَمْوَاتًا

ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید لوگ جنت کے دروازے پر ایک نہر کے پاس سبز گنبد میں رہتے ہیں اور روزانہ صبح و شام جنت سے اُن کو درق ملتا ہے۔

ابن مسعودؓ سے کسی نے ان آیات کی نسبت سوال کیا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَمْوَاتًا  
ابن مسعودؓ نے کہا ہم نے بھی اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا فرمایا  
تمہارے بھائی جو اُحد میں شہید ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کمر دیا ہے۔



جنت کے میوے کھاتے ہیں اور نہروں کا پانی پیتے ہیں۔ اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن سے دریافت کیا کہ اے میرے بندو! اور کسی چیز کی تم کو ضرورت ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا۔ اے پروردگار اور کس چیز کی ہم کو ضرورت ہوگی۔ اور اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں پھل اور میوے کھاتے پیتے ہیں۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے یہی سوال کیا اور اُنہوں نے یہی جواب دیا۔ پھر تیسری مرتبہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا۔ اور اُنہوں نے یہی جواب دیا اور عرض کیا کہ خداوند! ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو ہماری رُوحوں کو ہمارے جسموں میں واپس کر دے۔ اور ہم دُنیا میں جا کر تیری راہ میں جہاد کریں اور پھر شہید ہوں۔

جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں مجھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر میں تجھ کو ایک خوشخبری سنائوں۔ میں نے عرض کیا ہاں یا نبی اللہ سنائیے۔ فرمایا۔ تمہارے باپ جو احد میں شہید ہوئے تھے خدا نے اُن کو زندگانی عطا فرمائی ہے اور فرمایا اے عبد اللہ بن عمرو تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کروں عرض کیا اے پروردگار میں یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھ کو پھر زندہ کرے اور میں تیری راہ میں جہاد کر کے شہید ہوں۔

حسن بھری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو مومن دُنیا سے جدا ہوتا ہے پھر وہ دُنیا میں واپس آنا نہیں چاہتا اگرچہ تمام دُنیا کی نعمتیں اُس کو ملیں مگر شہید یہ چاہتا ہے کہ دُنیا میں دوبارہ آکر جہاد کرے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَالْتَمَسُوا مِنْ بَعْدِ مَا آتَاهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقُوا اِنَّ جَزَاءَ عَظِيمٍ الَّذِينَ قَالُوا لَكُمْ النَّاسُ لَنْ تَكُونُوا قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاَخْشَوْهُمْ فَرَّادًا هُوَ اِيْمَانًا وَقَالُوا احْسَبْنَا اللّٰهَ وَنِعْمَ الْمَوْكِيلُ ط

جن لوگوں نے خدا و رسول کا حکم مانا اس کے بعد کہ انہیں (جہاد میں) زخم لگ چکے تھے اُن میں سے نیک اور متقی لوگوں کے لئے اجر عظیم ہے۔ جن لوگوں سے کہہ کر چند لوگوں نے کہا کہ تمہارے واسطے بہت لوگ اکٹھے ہوئے ہیں۔ پس تم اُن سے خوف کرو ان لوگوں کا اس بات کو سُن کر ایمان زیادہ ہوا اور اُنہوں نے کہا کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا کارساز ہے۔

فَاتَّقِلُوا بِنِعْمَةِ رَبِّكُمْ وَلَمْ يَمَسْسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ط

سپں واپس ہوئے مسلمان خدا کی نعمت کے ساتھ اور کوئی برائی اُن کو نہ پہنچی اور خدا کی رضامندی کی انہوں نے پیروی کی۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاءَهُ ۚ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوْنَ اِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَلَا يَخۡفَعُ تِلْكَ الَّذِيۡنَ يَسۡاۡسِرُوۡنَ فِى الْكُفۡرِ اِنَّهٗمۡ لَنۡ يَغۡفِرُوۡا وَاللّٰهُ شَدِيۡدٌۢ مُّبِيۡدٌ ۝۱۰۱

بے شک یہ خبر شیطانى تھی وہ دوستوں سے تمہیں ڈراتا ہے۔ پس تم اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ اور اے رسول تم اُن لوگوں پر غم نہ کھاؤ جو کفر کی طرف دوڑتے ہیں۔ بیشک یہ لوگ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ خدا چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ رکھے اور اُن کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰسْتَرٰوْا الْكُفۡرَ بِالَّذِيۡنَ لَنۡ يَغۡفِرُوۡا وَاللّٰهُ شَدِيۡدٌۢ مُّبِيۡدٌ ۝۱۰۲

بے شک جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر کو خرید لیا وہ خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا اِنَّمَا تُعۡمِلُوۡنَ خَيۡرًا ۚ لَّيۡسَ لَهُمۡ نَۡفۡسِہِمۡۙ اِنَّمَا تُعۡمِلُوۡنَ لَهُمۡ

اور تم یہ نہ خیال کرو کہ کفار کو جو ہم ڈھیل دیتے ہیں یہ اُن کے نفس کے لئے بہتر ہے۔ ہم ان کو بس ڈھیل دیتے ہیں تاکہ یہ زیادہ گناہ کریں اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

مَا كَانَ لِلّٰہِ لِيُتَدَبَّرَ الْمُؤْمِنِيۡنَ عَلٰی مَا اَنْتُمْ عَلَیْہِ حَتّٰی یُعِیۡدَ الْخَبِيۡثَ مِنَ الطَّیِّبِ وَ مَا كَانَ لِلّٰہِ لَیۡطِلِعَکُمۡ عَلٰی الْغَیۡبِ وَلٰکِنۡ اللّٰہُ یَجۡتَبِیۡ مِنْ تَرۡسِلِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسۡلِہٖ ۚ وَاِنۡ تَوۡمِنُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَلَکُمۡ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ۝۱۰۳

خدا مومنوں کو اس حالت میں چھوڑنے والا نہیں ہے جس پر آپ منافقوں کو بھیجاں تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے متمیز کر دے گا اور خدا تم کو غیب پر مطلع کرنے والا نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے۔ پس تم خدا و رسول پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے۔



## شہدائے اسلام اور مقتولین قریش

شہدائے اسلام مہاجرین | ۱۔ قبیہ قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے حضرت حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم شہید ہوئے۔ وحشی جعفر بن مطعم کے غلام نے آپ کو قتل کیا تھا۔

۲۔ اور بنی امیہ بن عبد شمس میں سے عبد اللہ بن جحش ان کے حلیف جو بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھے۔

۳۔ اور بنی عبدالدار بن قصی سے مصعب بن عمیر شہید ہوئے۔ ان کو ابن قیس لیشی نے قتل کیا تھا۔  
۴۔ اور بنی مخزوم بن یثلمہ میں سے شماس بن عثمان شہید ہوئے۔ یہ چارہ شخص مہاجرین میں سے تھے۔

انصار شہداء | ۱۔ بنی عبدالاشہل میں سے :-  
۵۔ عمرو بن معاذ بن نعمان۔

۶۔ اور حرث بن انس بن رافع۔

۷۔ اور عمارہ بن زیاد بن سکن۔

۸۔ اور سلمہ بن ثابت بن وقش۔

۹۔ اور عمرو بن ثابت بن وقش۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے عامر بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا ہے کہ

۱۰۔ سلمہ اور عمرو کے والد ثابت بھی اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔

۱۱۔ اور رفاعہ بن وقش۔

۱۲۔ اور ابو حذیفہ بن یمان کے باپ حسیل بن جابر۔ ان کو یمان کہتے تھے یہ بھی شہید ہوئے۔

ان کو مسلمانوں نے دھوکہ میں قتل کر دیا تھا اور ابو حذیفہ نے ان کا خون بہا مسلمانوں

کو معاف کر دیا تھا -

۱۳ - اور صیفی بن قینلی

۱۴ - اور جباب بن قینلی

۱۵ - اور عماد بن سہل

۱۶ - اور حرث بن اوس بن معاویہ - یہ سب بارہ شخص تھے -

اور اہل راجہ میں سے یہ لوگ شہید ہوئے -

۱۷ - ایاس بن اوس بن عتیک بن عمرو بن عبداللہ بن زعور بن جشم بن عبداللہ شہل

۱۸ - اور عبید بن تہمان

۱۹ - اور حبیب بن یزید بن تیم - یہ تین شخص شہید ہوئے -

۲۰ - اور بنی ظفر میں سے یزید بن حاطب بن اُمیہ بن رافع ایک شخص شہید ہوئے -

اور بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی ضبیہ بن زید سے -

۲۱ - ابوسفیان بن حرث بن قیس بن زید -

۲۲ - اور حنظلہ بن ابی عامر بن صیفی بن نعان بن مالک بن امیہ - ان کو شداد بن شحوب لیشی نے

شہید کیا تھا اور یہی غیل ملائکہ ہیں - یہ دو شخص تھے -

۲۳ - اور بنی عبید بن زید میں سے اُنیس بن قتادہ ایک شخص شہید ہوئے -

۲۴ - اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے ابو حنیہ جو سعد بن خثیمہ کے ماں شریک بھائی تھے -

ابن ہشام کہتے ہیں ابو حنیہ بن عمرو بن ثابت ہیں -

۲۵ - اور عبداللہ بن جبیر بن نعان جو تیر اندازوں کے سردار تھے یہ دو شخص شہید ہوئے -

۲۶ - اور بنی سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس میں سے خثیمہ بن خثیمہ ابو سعد ایک شخص

شہید ہوئے -

۲۷ - اور ان کے حلفاء میں سے جو بنی عجلان میں سے تھے عبداللہ بن سلمہ ایک شخص شہید ہوئے -

۲۸ - اور بنی معاویہ بن مالک میں سے سیح بن حاطب بن حرث بن قیس بن ہبشہ ایک شخص تھے -

اور بنی نجار کی شاخ بنی سواد بن مالک بن غنم سے :

۲۹ - عمرو بن قیس

۳۰ - اور ان کے بیٹے قیس بن عمرو -

- ۳۱۔ اور ثابت بن عمرو بن زید
- ۳۲۔ اور عامر بن مغلہ۔ چار شخص
- اور بنی مہذول میں سے :-
- ۳۳۔ ابو ہریرہ بن حرث بن علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مہذول۔
- ۳۴۔ اور عمرو بن مطرف بن علقمہ بن عمرو یہ دو شخص شہید ہوئے۔
- ۳۵۔ اور بنی عمرو بن مالک میں سے اوس بن ثابت بن منذر ایک شخص شہید ہوئے۔ اوس حضرت حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔
- اور بنی عدی بن بخار میں سے :-
- ۳۶۔ انس بن نصر بن ضمیم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن بخار ایک شخص شہید ہوئے۔ یہ انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس بن مالک کے چچا تھے۔
- اور بنی مازن بن بخار میں سے :-
- ۳۷۔ قیس بن مغلہ اور
- ۳۸۔ کیسان، قیس بن مغلہ کا غلام۔ یہ دو شخص تھے۔
- اور بنی دینار بن بخار میں سے :-
- ۳۹۔ سلیم بن حرث اور
- ۴۰۔ نعمان بن عبد عمرو۔ یہ دو شخص تھے۔
- اور بنی حرث بن خزرج میں سے :-
- ۴۱۔ خارجہ بن زید بن ابی نہیر
- ۴۲۔ اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی نہیر۔ یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے۔
- ۴۳۔ اور اوس بن ارقم بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب یہ تین شخص شہید ہوئے۔
- اور بنی ابجر میں سے جن کو بنی خدرہ کہتے ہیں۔
- ۴۴۔ مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن الابرہ بن ابوسعید خدری کے والد تھے اور ابوسعید خدری کا نام سنان تھا اور بعض کہتے ہیں سعد تھا۔
- ۴۵۔ اور سعید بن سوید بن قیس بن عامر بن عباد بن الابرہ۔



- ۴۶۔ اور عقبہ بن ریح بن رافع بن معاویہ بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن ابجر۔ یہ تین شخص شہید ہوئے۔  
اور بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے۔
- ۴۷۔ ثعلبہ بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ۔  
۴۸۔ اور ثقیف بن فردہ بن عدی۔ یہ دو شخص شہید ہوئے۔  
اور بنی ظریف میں سے :-
- ۴۹۔ عبد اللہ بن عمرو بن وہب بن ثعلبہ بن دقش بن ثعلبہ بن ظریف۔  
۵۰۔ اور بنی جمیعہ میں سے ان کے حلیف صمرہ۔ یہ دو شخص شہید ہوئے۔  
اور عوف بن خزرج کی شاخ بنی سالم میں سے اور پھر ان کی شاخ بنی مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے :-
- ۵۱۔ نوفل بن عبد اللہ۔
- ۵۲۔ اور عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان۔
- ۵۳۔ اور نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن فہر بن غنم بن سالم۔
- ۵۴۔ اور مجذہ بن زیاد بن ان کے حلیف قبیلہ بلی سے۔
- ۵۵۔ اور عبادہ بن حساس یہ پانچ شخص شہید ہوئے اور نعمان بن مالک اور مجذہ اور عبادہ ایک قبر میں مدفون ہوئے۔
- ۵۶۔ اور بنی جلی میں سے رفاعہ بن عمرو ایک شخص شہید ہوئے۔  
اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام سے :-
- ۵۷۔ عبد اللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام
- ۵۸۔ اور عمرو بن جموح بن زید بن حرام۔ یہ دونوں ایک قبر میں دفن ہوئے۔
- ۵۹۔ اور غلام بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام۔
- ۶۰۔ اور ابوا یمن (عمرو بن جموح کے آزاد غلام) چار شخص شہید ہوئے۔  
اور بنی سواد بن غنم سے :-
- ۶۱۔ سلیم بن عمرو بن جدیدہ۔
- ۶۲۔ اور ان کے آزاد غلام عنترہ
- ۶۳۔ اور اسہل بن قیس بن ابی بن کعب بن قیس۔ یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی رزیق بن عامر سے :-

۶۴۔ ذکوان بن عبد قیس

۶۵۔ اور عبید بن معالی بن لؤؤاں۔ یہ دو شخص شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبید بن معالی بن حبیب میں سے تھے۔

۶۵۔ ابن اسحاق کہتے ہیں چنانچہ کل مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ اُحد میں شہید ہوئے کل پینسٹھ شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ستر آدمیوں میں سے جو لوگ ابن اسحاق نے ذکر نہیں کئے وہ یہ ہیں :-

اوس کی شاخ بنی معاویہ بن مالک سے مالک بن نمیلہ (ان کے حلیف مزینہ سے)

اور بنی خطیمہ میں سے حرث بن عدی بن خرشہ بن اُمیہ بن عامر بن غطفہ شہید ہوئے اور غطفہ کا

نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن اوس ہے۔

اور بنی خزرج کی شاخ بنی سواد بن مالک سے مالک بن ایاس شہید ہوئے۔

اور بنی عمرو بن مالک بن بخارہ سے ایاس بن عدی شہید ہوئے۔

اور بنی سالم بن عوف سے عمرو بن ایاس شہید ہوئے۔

**مقتولین قریش** | ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کی جنگ میں قریش کی شاخ بنی عبدالدار سے جو مشرکین کے علمبردار تھے یہ لوگ قتل ہوئے۔

۱۔ طلحہ بن ابی طلحہ اور ابی طلحہ کا نام عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ہے۔ اس کو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۲۔ اور ابوسعید بن ابی طلحہ کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں حضرت علیؓ ہی نے اس کو بھی قتل کیا۔

۳۔ اور عثمان بن ابی طلحہ کو حضرت حمزہؓ نے قتل کیا۔

۴۔ اور سافح بن طلحہ

۵۔ اور جلاس بن طلحہ

ان دونوں کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے قتل کیا۔

۶۔ اور کلاب بن طلحہ

۷۔ اور حرث بن طلحہ کو بنی نظر کے حلیف قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں ان کو عبداللہ بن

بن عوف نے قتل کیا ہے۔

۸۔ اور اطات بن عبد شریک بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

۹۔ اور ابو یزید بن عیس بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو اور

۱۰۔ اس کے ایک جہشی غلام صواب کو قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں اس کو حضرت علیؑ نے اور بعض کہتے ہیں سعد بن ابی وقاص نے۔ اور بعض کہتے ہیں ابو ذہانہ نے قتل کیا ہے۔

۱۱۔ اور قاسط بن شریح بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو قزمان نے قتل کیا۔ یہ سب گیارہ آدمی قتل ہوئے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قسعی میں سے :-

۱۲۔ عبد اللہ بن حمید بن زبیر بن عرث بن اسد کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

اور بنی زہرہ بن کلاب سے ان کے حلیف :-

۱۳۔ ابوالحکم بن احنس بن شریح بن عمرو بن وہب ثقفی کو بھی حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

۱۴۔ اور سباع بن عبد العزیٰ۔ عبد العزیٰ کا نام عمرو بن نعلہ ہے اس کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی مخزوم بن یقطہ میں سے :-

۱۵۔ ہشام بن اُمیہ بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔

۱۶۔ اور ولید بن عامر بن ہشام بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔

۱۷۔ اور ابو اُمیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

۱۸۔ اور خالد بن اعلم ان کے حلیف کو قزمان نے قتل کیا۔ یہ چار شخص اس قبیلہ سے قتل ہوئے۔

اور بنی جمح بن عمرو میں سے

۱۹۔ عمرو بن عبد اللہ بن عیس بن وہب بن حذافہ بن جمح جس کو ابو عزرہ کہتے تھے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ گرفتاری قتل فرمایا۔

۲۰۔ اور ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے

دستِ مبارک سے قتل فرمایا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

۲۱۔ اور بنی عامر بن لوی میں سے :-

۲۱- عبیدہ بن جابر

۲۲- اور شیبہ بن مالک بن مغرب۔ ان دونوں کو قرمان نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں عبیدہ بن جابر کو عبداللہ بن مسعود نے قتل کیا۔ مشرکین میں سے یہ بائیس آدمی قتل ہوئے۔  
جنگ اُحد کے متعلق جو اشعار اور قصائد شعراء عرب نے کہے ہیں ان میں سے چند اشعار ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

### اشعار حضرت حسان بن ثابت

سَقَمْتُ كُنَّا نَنْتَدِ جَهْلَهُ مِنْ سَفَاهَتِكَ إِلَى الرَّسُولِ فَجَنَدُوا اللَّهَ تَحْنِزُ يَهَا  
ترجمہ:- اے قریش بنی کننا نہ کو تم اپنی جھالندہ بیوقوفی سے رسول خدا کے مقابلے پر لائے تو خدا کا شکر اُن کو ذلیل کرنے والا ہے۔

أَوْرَدْتُمُو هَآيِهَآ مِنَ الْمَوْتِ فَآجِيئَهُ قَالَتُمْ مَوْعِدُهُآ وَانْقَلَبْ لَوْ قِيَهَا  
موت کے گھلے ہوئے اور ظاہر مقاموں پر تم نے اُن کو لا کر کھڑا کر دیا لہذا آگ اُن کی وعدہ گاہ ہے اور قتل اُن سے ملنے والا ہے۔

جَمَعْتُمُوَاهُمْ أَهَابِشَ بِلَا حَسَبِ أَيْتَهُ الْكُفْرَ غَرَّتْكُمْ طَوَاغِيَهَا  
تم نے بے حسب اور ذلیل و عاہیش کو جمع کیا۔ کفر کے پیشواؤں میں متکبر لوگوں نے تمہیں دھوکے میں ڈال دیا۔

أَلَا أَعْتَبَرْتُمْ كَمْ تَجْعَلُ اللَّهُ إِذَا قَتَلْتُمْ أَهْلَ الْقَلِيلِ وَمَنْ أَلْقَيْنَهُ فِيهَا  
کیا تم نے خدا کے شکر سے عبرت حاصل نہیں کی جبکہ اس لشکر نے اُن لوگوں کو قتل کیا جو بدر کے گڑھے میں ڈال دیئے گئے تھے۔

كَمْ مِنْ أَسِيرٍ فَأَمْلَكْنَا كُؤُلُوبَهُ لَمَحْنِ وَجَنَ نَاحِيَةٍ كُنَّا مَوَالِيَهَا  
تمہارے بہت سے قیدی ہم نے بغیر فدیہ لئے اور پیشانی کے بال کترے چھوڑ دیئے جن کے ہم آقا اور وہ ہمارے غلام تھے

### کعب بن مالک کے اشعار

أَبْلَغُ قُرَيْشًا عَلَيَّ نَائِيهَا أَلْقَحَتْ مِنَّا بِمَالِهَا تَلِي

ترجمہ: قریش ہم سے دور ہیں مگر ان کو یہ بات پہنچا دو کہ کیا تم ہم سے اس بات میں فخر کرتے ہو جو تمہیں میسر نہیں ہوتی۔

فَخَزَّ لَهُمُ بَقْتُلَىٰ آصَابَتْهُمْ ۚ فَوَاضِلٌ مِّنْ نَّعْدِ الْمُفْضِلِ  
 تم نے ہمارے اُن لوگوں کی شہادت پر فخر کیا ہے جنہیں صاحب فضل و کرم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بہترین نعمتیں ملی ہیں۔

فَحَلَّوْا حَنَانًا وَآلَيْقُوا لَكُمْ ۖ مُسَوِّدًا تَحَارَىٰ عَيْنٍ اِلَّا شَبْلًا  
 یہ شہداء جنت میں پہنچ گئے اور تمہارے لئے ایسے شیریں کو چھوڑ گئے ہیں جو اپنے بچوں کی پوری حفاظت کر سکتے ہیں۔

تَقَاتِلْ عَنْ دِينِهَا وَسَطَهَا ۖ نَبِيٌّ عَنِ الْحَقِّ لَمْ يَنْكُلْ  
 یہ اپنے دین کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اُن کے درمیان وہ نبی موجود ہیں جو حق کے راستے میں ایک قدم پیچھے نہیں ہٹے۔“



## رجیع کا المناک واقعہ

معلم کے لئے درخواست | ابن اسحاق کہتے ہیں کہ احد کی جنگ کے بعد بنی عقیل اور بنی قارہ کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ دونوں قبیلے ہون بن خزیمہ بن مدرکہ کی شاخ ہیں۔

اس گروہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں میں اسلام کی رغبت ہو رہی ہے۔ آپ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے چند لوگ روانہ کریں تاکہ وہ ہماری قوم کو دین کی تعلیم کریں اور قرآن پڑھائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ صحابی ان لوگوں کے ساتھ بھیجے جن کے نام یہ ہیں :-

- ۱۔ مرثد بن ابی مرثد مخضومی حضرت حمزہؓ کے حلیف -
- ۲۔ اور خالد بن بکیر لیشی، بنی عدی بن کعب کے حلیف
- ۳۔ عامر بن ثابت بن ابی الفلح قبیلہ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس میں سے -
- ۴۔ اور حبیب بن عدی قبیلہ بنی حجبی بن کلفہ بن عمرو بن عوف میں سے -
- ۵۔ اور بنی بیاضہ میں سے زید بن وثنہ بن معاویہ -
- ۶۔ عبداللہ بن طارق بنی ظفر بن خزرج کے حلیف -

ان سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثد بن ابی مرثد کو سردار مقرر کیا۔

دھوکے بازی اور غداري | جب قبیلہ عقیل اور قارہ کے لوگ ان صحابہ کو لے کر مقام رجیع میں پہنچے جو قبیلہ ہذیل کے ایک چشمہ کا نام ہے اور حجاز کے کنارے

پر واقع ہے، تو ان لوگوں نے صحابہؓ کے ساتھ غداري کی اور قبیلہ ہذیل کو ان کے خلاف بھڑکادیا۔ صحابہؓ اُس وقت اپنے خیمہ ہی میں تھے کہ انہوں نے دیکھا چاروں طرف سے لوگ تلواریں لئے چلے آ رہے ہیں۔ یہ بھی مردانہ اور دلیرانہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ ان لوگوں نے کہا واللہ! ہم تم کو قتل نہیں کرتے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم کو پکڑ کر مکہ والوں کے پاس لے جائیں اور ان سے

تمہارے معاوضہ میں کچھ لے لیں۔ مرثد بن ابی مرثد اور عاصم بن ثابت اور خالد بن بکیر نے کہا۔ خدا کی قسم! ہم مشرک کے عہد میں داخل نہیں ہوتے۔ اور عاصم کی کنیت ابوسلیمان تھی۔ آخر یہ تینوں شخص اس قدر لڑے کہ شہید ہو گئے۔

**اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعش کی حفاظت** | عاصم کے شہید ہونے کے بعد ہذیل کے لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ عاصم کے سر کو مکہ میں لے جا کر

سلاطین بنت سعد کے ہاتھ فروخت کریں۔ کیونکہ جب عاصم نے اُس کے دونوں بیٹوں کو اُحد میں قتل کیا تھا تو اُس نے نذر مانی تھی کہ اگر مجھے موقع ملا تو میں عاصم کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔ جبکہ عاصم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ کوئی مشرک مجھے ہاتھ نہ لگائے اور نہ میں کسی مشرک کو ہاتھ لگاؤں۔ وہ انہیں ناپاک سمجھتے تھے۔ جب ہذیل نے ایسا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس نذر کی بادش برساتی کہ وہ لوگ ان کے سر کو نہ لے سکے۔ پھر اسی بادش کی رو میں ان کی نعش بہہ گئی۔ اور کسی کو اُس کا پتہ نہ چلا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب عاصم کا یہ واقعہ سنا تو فرمایا کہ یہ اُسی دعا کا سبب تھا جو عاصم نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے کی تھی کہ مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش کو مشرکین کے ہاتھ لگانے سے محفوظ کر دیا۔

**ابن طارق کی شہادت** | زید بن دغنے اور خبیث بن عدی اور عبد اللہ بن طارق یہ تینوں نرم ہو گئے اور انہوں نے اپنے آپ کو بنی ہذیل کے حوالہ کر دیا۔

بنی ہذیل ان کو گرفتار کر کے مکہ کی طرف لے چلے جب مقام ہرظہران میں پہنچے تو عبد اللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ بند سے نکال کر تلوار پر قبضہ کیا۔ بنی ہذیل نے اُن کے ارادہ سے آگاہ ہو کر ان کو اس قدر پتھرا دے کہ یہ شہید ہو گئے اور وہیں ان کو دفن کر دیا۔ خبیث بن عدی اور زید بن دغنے کو مکہ میں لا کر بنی ہذیل نے اپنے قیدیوں کے بدلہ میں جو مکہ میں قید تھے فروخت کر دیا۔ خبیث کو تو مجیر بن ابی وہاب تیمی بنی نوفل کے حلیف نے خرید لیا۔ عقیب بن حرث بن عامر بن قوقار کے لئے کیونکہ ابوہاب حرث بن عامر کا ماں شریک بھائی تھا۔ اور اُس کے باپ کو خبیث نے قتل کیا تھا۔ اب اس نے اپنے باپ کے عوض میں قتل کرنے کے لئے خریدا۔

**زید بن دغنے کی شہادت** | زید بن دغنے کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ امیہ کے عوض میں قتل کرنے کے لئے خریدا اور اپنے غلام نسطاس کو ان کے ساتھ کر کے حکم دیا کہ مقام تنعیم میں لے جا کر ان کو قتل کر دے۔ اس وقت تمام قریش ان کے قتل کا تماشا

دیکھنے جمع ہوئے اور حرم سے ان کو باہر لے گئے۔

ابوسفیان نے کہا اے زید تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم اپنے گھر میں خوشی کے ساتھ بیٹھے ہو اور بجائے تمہارے ہم محمد کی اس جگہ گردن ماریں۔ زید نے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میں اپنے گھر میں چین سے بیٹھا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاٹا بھی چُجھے۔ ابوسفیان نے اس جواب کو سن کر کہا کہ جیسا میں نے محمدؐ کے اصحاب کو محمدؐ کا دوست دیکھا ہے ایسا کسی کو کسی کا دوست نہیں دیکھا۔ اس کے بعد نسطاس نے حضرت زیدؓ و شہ کو شہید کر دیا۔

**حضرت خبیثؓ کی شہادت** | جمیر بن ابی اہب کی لونڈی ماویہ کہتی ہے کہ خبیثؓ میرے گھر میں قید کئے گئے تھے۔ میں نے ایک روز دیکھا کہ اُن کے ہاتھ میں اتنا بڑا انگور کا خوشہ ہے جیسے آدمی کا سر ہوتا ہے اور وہ اُس میں سے انگور کھا رہے ہیں۔ مجھ کو تعجب ہوا کہ ان دلوں میں انگور کا موسم بھی نہ تھا اور دوسرے وہ قید میں تھے۔ پھر ماویہ کہتی ہے کہ قتل کے روز خبیثؓ نے مجھ سے کہا کہ اُسترہ مجھے دید و تاکہ تین شہادت کے لئے پاک ہو جاؤں۔ ماویہ کہتی ہے۔ میں نے اپنے لڑکے کو اُسترہ دیا اور کہا کہ یہ خبیثؓ کو دیدے۔ پھر مجھ کو خوف ہوا کہ خبیثؓ کہیں اس لڑکے کو اُسترے سے قتل نہ کر دے اور اپنے خون کا بدلہ لے لے۔ میں نے اپنے آپ کو بہت ملامت کی۔ لڑکا خبیثؓ کو اُسترہ دے آیا۔ خبیثؓ نے اُس سے کہا۔ تیری ماں کو خیال ہوا ہے کہ کہیں میں تجھے قتل نہ کر دوں۔ پھر خبیثؓ نے اُس کو جانے دیا اور کچھ نہ کہا۔ پھر لوگ خبیثؓ کو لے کر مقام نعیم میں آئے تاکہ ان کو قتل کریں۔ خبیثؓ نے کہا اگر تم مناسب سمجھو تو مجھے اتنی ٹہلت دو کہ میں دو رکعت پڑھ لوں۔ مشرکین نے قبول کیا۔ خبیثؓ نے اچھی طرح سے دو رکعتیں ادا کیں اور کہا اگر تم لوگ یہ نہ کہتے کہ میں قتل میں دیر ہونے کے لئے پڑھتا ہوں تو میں بہت دیر تک نماز پڑھتا۔ پس خبیثؓ نے ہی اہل اسلام کے لئے قتل کے وقت دو رکعتوں کے پڑھنے کا طریقہ قائم کیا۔

ماویہ کہتا ہے پھر مشرکین نے خبیثؓ کو ایک لکڑی سے باندھا۔ خبیثؓ نے اُس وقت کہا اے اللہ ہم نے تیرے رسولؐ کی رسالت کی تبلیغ کر دی تو بھی اپنے رسولؐ کو ہماری اس حالت کی خبر پہنچا دے اور اے اللہ! ان سب مشرکین کو قتل کر ایک کو بھی ان میں سے باقی نہ چھوڑ۔ اس کے بعد قریش نے ان کو شہید کیا۔

ابوسفیان کے بیٹے معاویہ کہتے ہیں میں اُس وقت موجود تھا۔ جب خبیثؓ نے قریش کو یہ

بددعا دی اور میں اُس کو سنتے ہی زمین پر لیٹ گیا۔ کیونکہ میں نے لوگوں سے سنا تھا کہ اگر کوئی کسی پر بددعا کرے اور وہ لیٹ جائے تو اس بددعا کا اثر نہیں ہوتا۔

عباد کہتے ہیں میں نے عقبہ بن حرث سے سنا ہے کہ میں نے خبیث کو قتل نہیں کیا ہے کیونکہ میں چھوٹا تھا مگر ابومیسرہ نے جو بنی عبدالدار میں سے ایک شخص تھا اُس نے میرے ہاتھ میں حربہ دیا اور پھر میرے ہاتھ کو پکڑ کر اُس حربہ کے ساتھ خبیث کو قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمرؓ بن خطاب نے سعید بن عامر بن خدیم حمجی کو شام کے کسی شہر کا حاکم بنایا تھا اور ان کو یکا یک بیٹھے بیٹھے غشی ہو جایا کرتی تھی۔ اس بات کا حضرت عمرؓ نے ذکر کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے سوال کیا کہ تمہیں کیا تکلیف ہے؟ اُس نے کہا اے امیر المؤمنین مجھ کو کچھ بیماری نہیں ہے۔ میں اُس وقت موجود تھا جب خبیث کو قتل کیا گیا ہے اور اُن کی بددعا میں نے سنی تھیں۔ واللہ جس وقت وہ واقعہ مجھ کو یاد آتا ہے مجھ پر غشی ہو جاتی ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں قریش نے حرام مہینہ میں خبیث کو قید رکھا پھر اُس کے گھر رنے کے بعد اُن کو شہید کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب واقعے کے بارے میں قرآنی آیات

یہ لوگ اس طرح شہید ہوئے تو بعض منافقوں نے یہ کہا کہ یہ لوگ دیوانے تھے جو اس طرح سے ہلاک ہو گئے نہ تو اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور نہ وہاں پر جا کر اپنے رسول کی رسالت کو پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کے کلام کی تردید اور ان لوگوں کی تعریف میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهَدُ اللَّهُ عَلَى مَا فِي قُلُوبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ وَإِذَا تَوَلَّى سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَاسِقَ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِأَلٍ لَّعَنَ فَعَسَىٰ جَهَنَّمَ وَلَكِنَّ الْإِنسَانَ لِمَهَادَّةٍ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْغَاةٍ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (۲۰۰:۲)

اور (اے رسول) ایک وہ شخص ہے جس کا قول تم کو دنیا کی زندگی میں اچھا معلوم ہوتا ہے اور وہ خدا کو اپنے دل کی بات پر گواہ کرتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑا لو ہے اور جب تمہارے پاس سے جاتا ہے تو زمین میں فساد کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کرتا ہے اور



خدا فساد کو پسند نہیں کرتا ہے اور جب اُس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے نفرت کر تو اُس کو گناہ کے ساتھ عزت پکڑ لیتی ہے (یعنی گناہ سے زیادہ باذہن کو وہ اپنی بے عزتی سمجھتا ہے) پس کافی ہے اُس کو جہنم اور بُرا ٹھکانا ہے۔ اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنے نفس کو خدا کی رضا مندی میں فروخت کرتے ہیں اور خدا بندوں پر مہربان ہے۔

**خلیبث کے اشعار** | ابن اسحاق کہتے ہیں غلیب رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت کے موقع پر یہ اشعار پڑھے۔

لَقَدْ جَمَعَ الْحِزَابُ حَوْلِي وَكَانُوا قَبَائِلَهُمْ وَاسْتَجْمَعُوا كُلَّ مَجْمَعٍ  
ترجمہ: دیکھو تو ان گروہوں نے اپنے اپنے قبائل کو میرے چاروں طرف اکٹھا کر لیا اور دعوت دے دیکر مجمع فراہم کیا۔

وَكُلُّهُمْ مُبْدِي الْعَدَاوَةِ جَاهِدْ عَلَى لَاقِي وَثَاقٍ تَلْصِيعِ  
یہ سب کے سب مجھ سے اپنی عداوت بر ملا بیان کر رہے ہیں اور مجھی پر زور آزمائی کر رہے ہیں کیونکہ میں یسویوں میں بندھا ہوا اپنے مقتل میں بے بس ہوں۔

وَقَدْ جَمَعُوا ابْنَاءَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ وَقَرِيبٌ مِنْ جَذَعٍ طَوِيلٍ مَمْنَعِ  
انہوں نے اپنے بیٹوں اور اپنی عورتوں کو بلا کر اکٹھا کر لیا اور مجھے ایک تنے کے قریب کر دیا گیا ہے۔

إِلَى اللَّهِ أَشْكُو غَمِّي ثَقَلْتُ كُرْبِي وَمَا أَرَى صَدًّا لِحِزَابِي عَنْهُمْ عِي  
میں خدا کے حضور اپنی غربت اور جانکاہی کی شکایت کرتا ہوں اور اُس بند و بست کی جو شکروں نے میرے قتل کے لئے کیا۔

هَذَا الْعَرْشُ صَبَّرَنِي عَلَى مَا يَرَاؤُنِي فَقَدْ بَضَعُوا الْحِمَى وَقَدْ يَأْسُ مَطْمَعِي  
پس عرش والے ہی نے مجھ کو اُس مصیبت پر صابر بنا دیا ہے جس کا میرے ساتھ ارادہ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے کا ارادہ کیا ہے اور مجھ کو ناامیدی ہو گئی ہے۔

وَذَا لِكُ فِي ذَاتِ اللَّهِ وَإِنْ يَشَاءَ يَبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِي شَلَوْ مَمْرَعِ  
اور یہ قتل مجھ کو خاص خدا کے معاملہ میں نصیب ہوا ہے۔ اگر وہ چاہے تو جسم کے پریشان حصے کے جھڈوں پر برکت عنایت کرے۔



وَقَدْ خَيَّرُوْنِي الْكُفْرَ وَالْمَوْتَ دُونَهُ وَقَدْ هَمَلْتُ عَيْنَا لِي مِنْ غَيْرِ فَجَزَعُ  
ترجمہ:- انہوں نے مجھے کو کفر یا موت کے قبول کرنے میں اختیار دیا۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری  
ہیں مگر یہ بے مبری کے آنسو نہیں ہیں۔

وَمَا بِيْ جَذَارُ الْمَوْتِ اِنِّيْ مَيِّتٌ وَالْكَفْرُ هَذَا اِمْرٌ بِيْ جُحْدٍ نَّاسٍ مُّغْلَبٍ  
مجھ کو مرنے کا کچھ ڈر نہیں ہے بے شک میں مرنے والا ہوں۔ لیکن مجھ کو جہنم کی شعلہ زن  
آگ کا خوف ہے۔

فَلَسْتُ اَبَا بِيْ حَيِّنٍ اُقْتُلُ مُسْلِمًا عَلٰى اَنِّيْ حَيِّنٌ كَانَ فِيْ اللّٰهِ مَهْمٌ عَنِّيْ  
میں جبکہ میں اسلام کی حالت میں قتل کیا جاتا ہوں تو مجھ کو کچھ پروا نہیں ہے کہ مجھے کس پہلو  
پر پھانسی مارا جاتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قریش میں سے جن لوگوں نے خبیث بن عدی کے قتل میں کوشش کی  
وہ یہ ہیں :-

عكرمة بن ابي جهل اور سعيد بن عبد الله بن ابي قيس بن عبد ود اور اخنس بن شريق ثقفی بنی زہرہ  
کاحلیف اور عبیدہ بن حکیم بن اُمیہ بن حارثہ بن الاوقس سلمی بنی اُمیہ بن عبد شمس کاحلیف اور اُمیہ بن  
ابی عتبہ اور غزنی کے بیٹے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کا  
اشعار حسان بن ثابت

مَرْثِيَةً  
مَتٰى اِدْلٰهُ عَلَى الدِّينِ تَنَابَعُوْا يَوْمَ الرَّجِيْعِ فَكُوْمُوْا وَاَنْتَبُوْا  
ترجمہ:- خدا ان لوگوں پر رحمت نازل کرے جو یوم الرجیع کی جنگ میں یکے بعد دیگرے شہید  
ہو گئے اور ثواب کو پہنچے۔

وَابْنُ الشَّرِيَةِ مَرْثِيَةً وَاَمِيْرُهُمْ  
اور مرثد جو لشکر کے سردار اور امیر تھے اور ابن الکبیر جو لشکر کے امام تھے  
اور خبیث (رضی اللہ عنہ)

وَابْنُ الطَّارِقِ وَاَبْنُ دَثَنَةَ مِنْهُمْ وَاَقَا كَثَرَتْ جَمَاعَةُ الْمَكْتُوبِ  
اور طارق کے فرزند اور ابن دثنہ بھی انہی میں سے تھے وہیں ان کی موت ان کو پہنچی

جو ان کے لئے کمی ہوئی تھی ۔

وَالْعَامَّةُ الْمَقْتُولُ عِنْدَ رَاجِعِهِمْ      كَسْبُ الْمَعَالِي إِنَّهُ لَكَسُوبٌ  
ترجمہ :- اور عوام جو راجع کے پاس شہید ہوئے ۔ بلند مرتبوں کو انہوں نے حاصل کیا اور یہ بڑے  
حاصل کرنے والے تھے ۔

مَنْعَ السَّقَادَةِ أَنْ يَنْتَظِرُوا ظَهْرَهُ      حَتَّى يَجَالِدَ إِنَّهُ لَنَجِيبٌ  
لوگوں کو انہوں نے اپنی پشت کے قریب نہ آنے دیا ۔ یہاں تک کہ خود انہوں نے تلوار  
سے جنگ کی ۔ بے شک یہ بڑے جوانمرد تھے ۔



## بیر معونہ کا واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شوال کا باقی مہینہ اور ذی قعد اور ذی الحجہ اور محرم مدینہ میں رہے اور مشرکوں ہی نے حج کا انتظام کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے پورے چار مہینے کے بعد اپنے اصحاب کا لشکر مقام بیر معونہ کی طرف روانہ فرمایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو براء عامر بن مالک بن جعفر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلمین کی روانگی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو اسلام کی دعوت کی۔ اس نے نہ اسلام قبول کیا اور نہ انکار کیا اور یہ عرض کیا کہ آپ اپنے اصحاب میں سے چند لوگوں کو سجدہ کی طرف روانہ فرمائیں تو مجھ کو اُمید ہے کہ وہاں اسلام کی اشاعت ہوگی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہاں کے لوگ دھوکہ بازی نہ کریں۔ ابو براء نے کہا میں اس بات کا ذمہ دار ہوں۔ آپ نے اس کے کہنے سے چالیس صحابہ کو سجدہ کی طرف روانہ کر دیا جن میں یہ لوگ بھی تھے۔ منذر بن عمرو، حارث بن صمہ، حرام بن ملحان، بنی بنجارہ میں سے اور عروہ بن اسامہ بن صلت سلمی، نافع بن بدیل بن ورقاء خزاعی اور عامر بن فہیرہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا غلام اور ان کے علاوہ سب چالیس شخص تھے۔

مدینہ سے روانہ ہو کر جب یہ لوگ مقام بیر معونہ پر پہنچے یہ مقام بنی عامر عامر بن طفیل کا قریب اور بنی سلیم کے شہروں کے درمیان تھا۔ بلکہ بنی سلیم کے شہر سے زیادہ قریب تھا۔ جب صحابہ یہاں آکر ٹھہرے تو حرام بن ملحان کو انہوں نے ایچی بنا کر دشمن خدا عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ جس وقت یہ عامر کے پاس پہنچے اُس نے خط کو بھی نہ دیکھا اور فوراً حرام بن ملحان کو شہید کر دیا۔ اور پھر بنی عامر کو صحابہ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

بنی عامر نے اس کے حکم سے انکار کیا اور کہنے لگے ہم ابو براء کے عہد کو نہیں توڑتے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کے لئے ضامن ہوئے ہیں تب عامر بن طفیل نے بنی سلیم اور بنی رز

اور ذکوان کے قبیلوں کو صحابہؓ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے قبول کیا اور صحابہ کی طرف روانہ ہوئے اور چاروں طرف سے صحابہؓ کو گھیر لیا۔ صحابہ بھی تلواریں کھینچ کر اُن پر جا پڑے اور سب صحابہؓ شہید ہوئے یو اکعب بن زید کے کہ ان میں ایک رقی جان باقی تھی۔ اس حالت میں مقتولین کے درمیان سے اُنہیں لایا گیا اور پھر بالکل تندہ دست ہو کر خندق کی جنگ میں شہید ہوئے۔

عمر بن اُمیہ اور منذر کی مروانگی | راوی کہتا ہے سب صحابہ کے پیچھے عمرو بن اُمیہ ضمری اور انصار میں سے ایک شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں شخص منذر بن محمد بن عقبہ بن اصمہ بن حلاج تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ان دونوں کو صحابہ کے اس واقعہ کی خبر ایک پرندہ سے معلوم ہوئی۔ ان دونوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ لشکر کے سروں پر چکر کھا رہا ہے اُس کو دیکھ کر یہ دونوں کہنے لگے کہ واللہ! اس پرندہ کی کوئی خاص حالت ضرور معلوم ہوتی ہے۔ پھر یہ دونوں لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور دیکھا کہ صحابہ کرامؓ خون میں ڈوبے ہوئے پڑے ہیں اور ان کے گھوڑے کھڑے ہیں۔ انصار ہی شخص نے عمرو بن اُمیہ ضمری سے کہا اب تمہاری کیا رائے ہے؟ عمرو نے کہا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور اس واقعہ کی خبر کریں۔ انصار نے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں اُس جگہ سے واپس نہ جاؤں جہاں منذر بن عمرو شہید ہوا ہو۔ اور ہمارا خبر دوسرے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کر دیں گے۔

پھر انصار نے دشمنوں کو اس قدر قتل کیا کہ آخر خود بھی شہید ہوئے اور عمرو بن اُمیہ کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا۔ پھر جب دشمنوں کو یہ معلوم ہوا کہ عمرو قبیلہ مہز سے ہیں تب انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور عامر بن طفیل نے عمرو بن اُمیہ کی پیشانی کے بال کتر کے اپنی ماں کی نذر پوری کرنے کے خیال سے اُن کو آزاد کر دیا۔ کیونکہ اس کی ماں کے ذمہ میں ایک غلام آزاد کرنا تھا۔

دو عامریوں کا قتل | عمرو بن اُمیہ یہاں سے روانہ ہو کر جب مقام قرقرہ میں پہنچے تو وہاں بنی عامر میں سے دو شخص اور بھی آکر ٹھہرے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ شخص بنی کلاب میں سے تھے اور ابو عمرو مدنی کہتے ہیں کہ یہ دونوں بنی سلیم میں سے تھے اور یہ دونوں شخص عمرو بن اُمیہ کے پاس ایک درخت کے سایہ میں سو رہے۔ عمرو بن اُمیہ نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور عمرو کو یہ حال معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن سے

صلح ہوئی ہے۔ جب یہ دونوں آئے تھے۔ تو عمر نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ انہوں نے کہا ہم بنی عامر سے ہیں۔ پھر جب وہ سونگے تو عمر نے ان کو قتل کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال | پھر جب عمر بن امیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہ سارا واقعہ عرض کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ایسے لوگوں کو قتل کیا ہے جن کا خون بہا مجھ کو دینا پڑے گا۔ میں پہلے ہی ابو براء کے کہنے سے اپنے صحابیوں کے بھیجنے پر راضی نہ تھا۔ جب ابو براء کو صحابیوں کے اس طرح شہید ہونے کی خبر پہنچی تو ان کو بہت رنج ہوا۔ اور یہ واقعہ ان پر نہایت شاق گزرا۔ کیونکہ وہ صحابہ کرام کی خیریت کے ضامن ہوئے تھے۔

ان شہیدوں میں عامر بن نفیرہ بھی تھے جن کے بارے میں عامر بن طفیل کہا کرتا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جب وہ قتل ہوا تو آسمان و زمین کے درمیان معلق ہو گیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا عامر بن نفیرہ ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ابن سلمیٰ بن مالک بن جعفر جو عامر بن طفیل کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا اور پھر مسلمان ہو گیا تھا بیان کرتا ہے کہ میرے اسلام لانے کی یہ وجہ ہوئی کہ میں نے ایک شخص کے دونوں شانوں کے بیچ میں نیزہ مارا۔ اور میرا نیزہ اُس کے سینہ سے پار ہو گیا اور اُس نے کہا۔ "قوت واللہ" خدا کی قسم میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ جب کہتا ہے میں اُس کی اس بات کو سن کر حیران ہوا کہ یہ کیا کہتا ہے کیا میں نے اس کو قتل نہیں کیا ہے؟ پھر میں نے لوگوں سے اس کے اس قول کا مطلب پوچھا۔ لوگوں نے کہا اس کا مطلب شہادت پر فائز ہونا تھا جو اُس کو نصیب ہوئی۔

عامر بن طفیل پر حملہ | پھر ربیعہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل پر حملہ کیا اور اُس کے ایک نیزہ مارا۔ جو عامر کی ران میں لگا اور وہ اپنے گھوڑے پر سے

نیچے گر پڑا۔ پھر کہنے لگا۔ یہ ابو براء کی کارروائی ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرا خون میرے چچا کے لئے ہے اُس کے پیچھے نہ لگنا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو جیسی میری رائے ہوگی اُس کے موافق عمل کروں گا۔





# یہود بنی نضیر کی جلا وطنی

یہود کی ناپاک سازش | ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دونوں مقتولوں کے خون بہا کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے بنی نضیر میں تشریف لے گئے جن کو عمرو بن امیہ غمری نے قتل کیا تھا۔ کیونکہ وہ مقتول بنی عامر سے تھے اور بنی عامر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دے دی تھی اور بنی نضیر بنی عامر کے حلیف تھے اس سبب سے آپ نے ان سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا ہاں اے ابوالقاسم بہت بہتر ہے جس طرح آپ چاہتے ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر بنی نضیر کے لوگوں نے یہ پوشیدہ مشورہ کیا کہ ایسا موقعہ پھر کبھی ہاتھ نہ لگے گا محمدؐ کو زندہ نہ چھوڑو۔ اور ایک شخص عمرو بن جہاش بن کعب کو انہوں نے اس کام پر آمادہ کیا کہ جب دیوار کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے وہ دوسری طرف سے اُس کے اوپر چڑھ کر ایک بہت بڑا پتھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر گرا دے تاکہ آپ شہید ہو جائیں۔ آنحضرتؐ کو جراثیل نے اس واقعہ کی خبر کی اور اُسی وقت رسول اللہ بغیر کسی سے کہے تھے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ صحابہ آپ کو تلاش کرنے لگے۔ پھر ایک شخص کو انہوں نے مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا اور اُس نے کہا کہ میں نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔ صحابہ بھی یہ شکر مدینہ چلے آئے۔

بنی نضیر کا محاصرہ | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بنی نضیر کے اس نکر و فریب کا حال بیان کیا اور بنی نضیر سے جنگ و حرب کی تیاری کا حکم دیا۔ اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کر کے آنحضرتؐ کو روانہ ہوئے اور ربیع الاول کے مہینہ میں ان کا محاصرہ کیا اور اسی وقت شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔

جب یہ لوگ بنی نضیر قلعہ بند ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے محاصرے میں چھ شب و روز گزار گئے تب آپ نے حکم دیا کہ ان کے اغاث کاٹ دیئے جائیں اور کھیتوں میں آگ

لگا دی جائے۔ اُس وقت بنی نضیر نے شور مچایا کہ اے محمد تم تو فساد کرنے سے منع کرتے ہو اور فساد کی کو بُرا کہتے ہو۔ اب کیا وجہ ہے کہ تم ہمارے باغوں کو کٹواتے ہو اور جلواتے ہو۔

منافقین کی فتنہ پر داری | بنی عوف بن خزرج میں سے بعض منافقین نے جن میں عبداللہ بن ابی بن سلول اور ودیعہ بن مالک بن ابی قوئل اور دُاعس اور

سوید وغیرہ لوگ تھے۔ انہوں نے بنی نضیر کو کہلا بھیجا کہ اگر تم مسلمانوں سے جنگ کرو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ میں شریک ہوں گے۔ اور اگر تم یہاں سے اپنا گھر بار چھوڑ کر کہیں اور چلے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے۔ چنانچہ اس مجبورہ پر بنی نضیر کئی دن قلعہ بند رہے۔ آخر جب ان منافقوں نے اُن کی کچھ مدد نہ کی اور وہ لاچار ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہماری جان بخشی کریں اور یہ اجازت دیں کہ جس قدر مال ہم سے اُونٹوں پر لے جایا جاسکے ہم لے جائیں تو ہم یہاں سے چلے جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی اس بات کو منظور فرمایا اور وہ اپنا تمام مال و اسباب اُونٹوں پر لاد کر لے گئے۔ یہاں تک کہ اپنے مکانوں کے کواڑ اور چوکھٹ بھی لے گئے اور مکانوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ چھوڑ گئے۔ اور بعض لوگ تو اُن میں سے ملک شام میں چلے گئے اور بعض خیبر میں جا بسے۔ جو خیبر میں گئے اُن میں سردارہ یہ لوگ تھے۔ سلام بن ابی الحقیق اور کنانہ بن ریح بن ابی الحقیق اور حمی بن الخطب۔

یہود کے اموال کی تقسیم | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی نضیر اپنے مال اور اولاد اور عورتوں کو لے کر روانہ ہوئے اور اُن کی عورتیں گیت گاتی اور دف بجاتی

جاتی تھیں اور ان میں ایک عورت عروہ بن درعیسی کی بیوی نہایت صاحب جمال عورت تھی۔ کہ اپنی نظیر زمانہ میں نہ رکھتی تھی۔ بنی نضیر اپنا باقی مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھوڑ گئے۔ اور یہ مال خاص نبی کریم کا تھا جہاں آپ چاہتے اس کو خرچ کر سکتے تھے۔ اور اُن مہاجرین پر آپ نے اس مال کو تقسیم کیا جنہوں نے پہلے ہجرت کی تھی۔ انصار کو اس میں سے رسول اللہ نے کچھ نہیں دیا۔ سوا ایک سہل بن حنیف اور ابود جانہ کے کہ جب انہوں نے آپ سے اپنی تنگ دستی بیان کی تو آپ نے ان کو بھی مرحمت کیا۔ بنی نضیر میں سے صرف دو آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ ایک یابن بن عمیر بن کعب بن عمرو بن جماش نے اور دوسرے ابوسعید بن وہاب نے۔ اور رسول اکرم نے اُن کے مالوں پر اُن کو برقرار رکھا۔

یامین کی اولاد میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یامین سے کہا کہ تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے بھائی عمرو بن جحاش نے میرے ساتھ کیا ارادہ کیا تھا؟ یامین نے ایک شخص کو کچھ دے کر عمرو بن جحاش کو قتل کر دیا۔

بنی نضیر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورہ حشر نازل فرمائی ہے اور اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن پر غالب و مستط کرنے اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن کے مالوں کو تقسیم کرنے کا بیان فرمایا ہے :-

آیات قرآنی | چنانچہ فرماتا ہے :-

هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَذَلَتْ فِي قُلُوبِهِمُ التَّهَابَ يُخْشِرُونَ بَنِي إِسْرَءِيلَ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ (۲: ۵۹)

ترجمہ :- وہی خدا ہے جس نے ذلت کے ساتھ بنی نضیر کے کافروں کو جو اہل کتاب سے تھے اُن کے گھروں نکالا۔ اے مسلمانو! تم یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ نکلیں گے کیونکہ اُن کی قوت و حشمت بہت تھی اور وہ بنی نضیر خیال کرتے تھے کہ اُن کے قلعے اُن کو خدا سے بچانے والے ہیں۔ تو خدا کا عذاب اُن پر اُس جگہ سے آیا جہاں سے اُن کو گمان بھی نہ تھا اور اُن کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ اپنے گھروں کو غراب کرتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے۔ پس اے آنکھوں والو! ان کے حال سے عبرت پکڑو۔

وَلَوْ لَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَزَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ النَّاسِ

اور اگر خدا ان کے واسطے جلا وطنی نہ لکھتا تو ضرور ان کو دنیا میں عذاب کرتا اور آخرت میں ان کے لئے آگ کا عذاب ہے۔

مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْسَةٍ أَوْ نَرْتَعُوهَا قَائِمَةً عَلَى أَوْتَانِهَا فَبَادَرَنِ اللَّهُ

لِيُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الْفَاسِقِينَ

جو کھجور کے درخت تم نے قطع کئے وہ خدا کے حکم سے کئے اور جن کو تم نے اُن کی جڑوں پر پکڑا ہوا پھوڑا وہ بھی خدا کے حکم سے تاکہ فاسقوں کو ذلیل کرے۔

فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رَسُولَهُ عَلَى مَنْ  
يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ: تو اس کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔ لیکن خدا اپنے رسول کو جس پر چاہتا ہے  
مسلط کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مَا أَذَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَاللَّهِ سَوَّلٌ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ  
الْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْدُكَ يَكُونُ دُولَهُ بَيْنَ الْغَنِيَاءِ مِنْكُمْ  
وَمَا أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

جو کچھ دولت اور مال بستی والوں کا خدا نے اپنے رسول کو دیا تو وہ خدا و رسول اور اُن کے  
قربت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ مال و دولت تمہارے  
تو نگروں کے ہاتھوں میں پھرنے والی نہ ہو۔ اور جو کچھ رسول تم کو دیں اُس کو لو اور جو نہ  
دیں اُس سے باز رہو۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ  
أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَى قَوْلِهِ وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ

(۵۹ : ۱۶)

## غزوہ ذات الرقاع

ابن ہشام کہتے ہیں پھر بنی نضیر کے غزوہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی مصطلق کی مہم پر تشریف لے گئے۔ مگر میں اس کو اسی جگہ بیان کروں گا جہاں ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔

**ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ** | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے غزوہ سے فارغ ہو کر ریح الآخر اور کچھ مہینہ جمادی الاول کا مدینہ میں رہے اور پھر آپ نے نجد کی طرف بنی محارب اور بنی ثعلبہ پر جہاد کا ارادہ کیا۔ یہ دونوں قبیلے غطفان سے تھے اور مدینہ میں ابوذر غفاری اور قبول بعض حضرت عثمانؓ کو حاکم مقرر کیا۔ اور اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس سبب سے ہوا کہ اس جنگ میں کفاروں نے اپنے نشانوں پر کچھ لکھا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں اس جگہ ذات الرقاع نامی ایک درخت تھا۔

**صلوۃ خوف** | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذات الرقاع میں آکر فروکش ہوئے تو قبیلہ غطفان کے لوگ کثیر لشکر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل آئے اور ہر ایک لشکر دوسرے سے خوف زدہ ہوا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے نماز خوف پڑھائی۔

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صلوۃ الخوف پڑھائی۔ اور پھر لشکر کو لے کر واپس ہوئے۔ اور یہ نماز اس صورت میں ہوئی کہ نصف آدمی آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے اور نصف دشمن کے مقابلے میں صفت بستہ کھڑے رہے جب آپ ایک رکعت پڑھ چکے تو یہ لوگ ہوا آنحضرتؐ کے ساتھ تھے دشمن کے مقابل چلے گئے۔ اور ان لوگوں نے جو نبی کریمؐ کے ساتھ پہلی رکعت پڑھ گئے تھے واپس آکر اپنی دوسری رکعت پوری کی۔ یعنی لشکر کے دونوں حصوں نے ایک ایک رکعت حضور کے ساتھ پڑھی اور ایک ایک رکعت علیحدہ پڑھی۔



**غورث کا واقعہ** | بنی محارب میں سے ایک شخص غورث نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم کہو تو میں محمد کو قتل کر آؤں۔ قوم نے کہا اس سے بہتر کیا ہے؟ مگر تو یہ کام کیوں کر کر سکیگا اُس نے کہا دیکھو میں جاتا ہوں۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ اُس وقت تشریف فرما تھے اور تلوار آپ کے آگے رکھی تھی۔ غورث نے کہا اے محمد! میں ذرا آپ کی تلوار دیکھ لوں۔ آپ نے فرمایا دیکھ لے۔ راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار پر چاندی کا کام تھا۔ غورث نے اُس کو اٹھا لیا اور میان سے نکال کر ہلانے لگا اور کہا اے محمد تم مجھ سے ڈرتے نہیں ہو۔ میرے ہاتھ میں شمشیر برہنہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا خدا میرا محافظ ہے میں تجھ سے کچھ نہیں ڈرتا۔ اس کے بعد غورث نے تلوار کو میان میں کر کے حضور کے آگے رکھ دیا۔

**آیات قرآنی** | اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی :-  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمُ إِذْ هُمْ قَوْمٌ  
أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلَى اللَّهِ  
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ (۵: ۱۱)

یعنی اے ایمان والو! خدا کی نعمت کو یاد کرو جبکہ ایک قوم نے تمہاری طرف اپنے ہاتھ دراز کرنے کا قصد کیا۔ پس خدا نے اُن کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور خدا سے ڈرتے رہو اور لازم ہے کہ مومن خدا ہی پر بھروسہ کریں۔ بعض لوگ کہتے ہیں یہ آیت بنی نضیر کے موقع پر نازل ہوئی ہے جب کہ انہوں نے آپ کے قتل کرنے کے لئے مکر کیا تھا۔

**حضرت جابر کے اونٹ کا واقعہ** | جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ غزوہ ذات الرقاع میں گیا تھا۔ جب وہاں سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو میری سواری کا اونٹ بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا۔ اس سبب سے میں سارے لشکر سے پیچھے رہ جاتا تھا۔ رسول کریم نے مجھ سے فرمایا اے جابر! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا اونٹ نہیں چلتا۔ رسول کریم نے فرمایا اس کو بٹھا دو۔ میں نے اونٹ کو بٹھایا۔ آپ نے فرمایا ایک لکڑی مجھ کو دیدو یا کسی درخت میں سے توڑ لاؤ۔ میں نے ایک لکڑی لا کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا تم اونٹ پر سوار ہو جاؤ میں سوار ہو گیا۔ اور پھر آپ نے وہ لکڑی تین چار دفعہ اُس اونٹ کو ماری۔ اب جو چلے تو

اُونٹ آپ کے ناتے کے برابر چل رہا تھا۔ اور میں حضور سے باتیں کرتا ہوا اداوانہ ہوا۔ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا اے جابر یہ اُونٹ ہمارے ہاتھ فروخت کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو ہبہ کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں نہیں فروخت کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہی اس کی قیمت لگائیے۔ فرمایا میں نے اسے ایک درم کے عوض لے لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو بہت تھوڑی قیمت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا دو قدم لے لو۔ میں نے عرض کیا یہ بھی کم ہے۔ یہاں تک کہ رسول کریمؐ بڑھاتے بڑھاتے ایک اوقیہ پر پہنچے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک اوقیہ پر آپ راضی ہیں۔ فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ میں نے عرض کیا بس تو یہ اُونٹ آپ کا ہو چکا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا ہاں میں نے لے لیا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر! تو نے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا باکرہ عورت سے یا ثقیبہ سے۔ میں نے عرض کیا ثقیبہ سے۔ فرمایا باکرہ سے شادی کیوں نہ کی؟ وہ تم سے خوش ہوتی اور تم اس سے خوش ہوتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد اُحد کی جنگ میں شہید ہو گئے اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ میں نے یہ خیال کیا کہ اسی عورت سے شادی کروں جو ان کی دیکھ بھال کر سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے اچھا کیا انشاء اللہ برکت ہوگی۔

اور اے جابر اگر ہم کسی ٹیلہ پر پہنچے تو اونٹوں کے ذبح کئے جانے کا حکم دیں گے اور آج کا دن وہیں گزرا رہے گا۔ اے جابر تمہاری بیوی اپنے تئیں کیوں کو صاف کرے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس تکتے کہاں ہیں۔ فرمایا عنقریب ہوں گے اور تم کو اس وقت بہت مضبوطی سے عمل کرنا چاہیئے۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ہم ٹیلہ کے پاس پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اونٹ ذبح ہوئے اور دن بھر ہم سب وہیں رہے۔ پھر شام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف لے گئے۔ ہم بھی اپنے گھر گئے۔ جابرؓ کہتے ہیں صبح کو وہ اونٹ لے کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوا اور اونٹ کو مسجد کے دروازے پر باندھ کر خود مسجد کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور بیٹھ گیا۔ آنحضرتؐ مسجد کے باہر تشریف لائے اور دریافت کیا۔ یہ اونٹ کیسا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ اونٹ جابر لائے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جابر کہاں ہیں؟ میں بلا یا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے! اپنے اونٹ کو لے جاؤ۔ یہ تمہارا ہی ہے اور پھر بلالؓ کو حکم دیا کہ جابر کو لے جا کر ایک اوقیہ دے دو۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نے مجھ کو ایک اوقیہ سے کچھ زیادہ دیا۔ جابر کہتے ہیں پس وہ مال میرے پاس روز بروز بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ ترہ کی جنگ جب ہوئی تو ضائع ہو گیا۔

عبادت کا ذوق و شوق | جابر کہتے ہیں جب ہم غزوہ ذات الرقاع سے واپس ہوئے تو ایک شخص نے کسی مشرک کی عورت کو قتل کیا تھا اور اُس کا خاوند موجود نہ تھا۔ جب اُس کو خبر ہوئی تو اُس نے قسم کھائی کہ جب تک میں اصحابِ محمدؐ کا خون نہ بہا لوں گا واپس نہ ہوں گا۔

پھر یہ شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے پیچھے روانہ ہوا۔ نبی کریمؐ منزل پر پہنچ کر فروکش ہوئے اور فرمایا کون شخص ہے جو آج کی رات ہماری پاسبانی کرے گا؟ عمار بن یاسر اور عباد بن بشر نے کہا یا رسول اللہ! ہم حفاظت اور پاسبانی کریں گے۔ اُن میں ایک مہاجر اور ایک انصاری تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم میدان کے دہانے پر جا کر رات کو رہو۔

چنانچہ یہ دونوں اُس جگہ چلے گئے اور انصاری نے مہاجری سے کہا کہ تم اول شب جاگو گے یا آخر شب۔ مہاجری نے کہا میں آخر رات جاگوں گا۔ تم اول رات تک جاگ لو۔ پھر مہاجری سو رہے اور انصاری نے نماز پڑھنی شروع کی۔ ان کا بیان ہے کہ ایک شخص آیا اور اُس نے انصاری کو کھڑے ہوئے دیکھ کر سمجھا کہ یہ لشکر کا پاسبان ہے۔ تو انصاری کے ایک تیر مارا۔ انصاری نے تیر کو اپنے بدن سے نکال کر پھینک دیا اور نماز کو موقوف نہ کیا۔ اُس شخص نے ایک تیر اور مارا۔ انصاری نے جب بھی نماز موقوف نہ کی۔ اُس نے تیسرا تیر مارا۔ تب انصاری نے رکوع و مسجد سے فارغ ہو کر سلام پھیرا اور اپنے ساتھی مہاجری کو جگایا۔

جب اُس شخص نے ان دونوں کو دیکھا تو وہ بھاگ گیا۔ اور مہاجرین نے انصاری کے بدن پر خون دیکھ کر کہا کہ تم نے مجھ کو پہلے سے کیوں نہ جگایا؟  
انصاری نے کہا میں اس وقت ایسی سورت نماز میں پڑھ رہا تھا جس کا موقوف کرنا میں نے پسند نہ کیا۔

والہی پر مدینہ میں قیام | ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ ذات الرقاع کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں جمادی الاول کا باقی مہینہ اور جمادی الآخر اور جب کے آخر تک رہے۔  
پھر مکہ ہجری میں شعبان کے اندر آپ نے ابوسفیان سے وعدے کے مطابق بدر کا ارادہ کیا۔



## غزوہ بدرِ الآخرۃ اور دومتہ الجندل

**ابوسفیان کا گریز** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کا لشکر لے کر بدر میں جا پہنچے اور مدینہ میں عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول انصاری کو حاکم مقرر کیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں بدر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنحضرت و ابوسفیان کا انتظار کیا مگر ابوسفیان اہل مکہ کو لے کر جب مقام ظہران یا عسفان میں پہنچا تو اس کی رائے واپس مکہ چلے جانے کی ہوئی اور اس نے قریش سے کہا کہ اے قریش تمہارے سفر کے لئے ایسا موسم ہونا چاہیئے جس میں تم اپنے جانوروں کو چرا بھی سکو اور دودھ بھی پٹو اور یہ موسم خشکی کا ہے اس لئے میری یہ رائے ہے کہ تم واپس مکہ کو چلے جاؤ۔ چنانچہ تمام اہل مکہ واپس ہو گئے۔ اس لشکر کا نام اہل مکہ نے حبشہ بنوین رکھا تھا۔ کیونکہ انہوں نے اس سفر میں شکوہ بہت پٹے تھے۔

**مخشی بن عمرو ضمری** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں ٹھہرے ہوئے ابوسفیان کا انتظار فرما رہے تھے کہ مخشی بن عمرو ضمری کا آپ کے پاس سے گزر ہوا۔ یہ وہ شخص ہے جس سے غزوہ ودان میں آنحضرت نے بنی ضمرہ کی بابت عہد لیا تھا۔ اس نے کہا اے محمد کیا تم اس چٹھہ پر قریش سے جنگ کرنے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں اے ضمری اگر تیرا جی چاہتا ہے تو ہم تیری مدد کو تجھے واپس کر کے تجھ سے جنگ کرنے کو موجود ہیں۔ یہاں تک کہ جیسا کچھ خدا کو منظور ہو گا وہ ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کر دیگا۔ مخشی نے کہا اے محمد! واللہ ہم کو تم سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر آپ ابوسفیان کا انتظار کر کے مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔

**غزوہ دومتہ الجندل** | ابن اسحاق کہتے ہیں۔ بدر سے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہینے تک مدینہ میں رہے اور ربیع الاول ۳ھ میں آپ غزوہ دومتہ الجندل کی طرف متوجہ ہوئے اور مدینہ میں سباع بن عرفطہ غفاری کو آپ نے حاکم مقرر کیا۔ اور پھر بغیر کسی جنگ کے آپ مدینہ میں واپس چلے آئے اور باقی تمام سال مدینہ ہی میں رہے۔



## باب

## غزوہ خندق (۱)

یہود اور قریش کا گٹھ جوڑ | ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کا غزوہ سوال ششم میں درپیش ہوا اور اس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ یہودیوں کا ایک گروہ جس میں سلام بن ابی الحقیق النضری، حمی بن اخطب النضری اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق النضری، ہوزہ بن قیس وائل اور ابوعمار وائل وغیرہ لوگ بنی نضیر میں سے اور بنی وائل میں سے تھے۔ یہ لوگ مکہ میں قریش کے پاس پہنچے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر آمادہ کیا اور کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں تم محمد سے جنگ کرو۔ ہم ان کی بیخ و بنیاد کھیل کر پھینک دیں گے۔ قریش نے ان سے کہا اے گروہ یہود تم قدیم اہل کتاب ہو اور تمہارے پاس علم ہے۔ تم یہ بتلاؤ کہ ہمارا مذہب درست اور صحیح ہے یا محمد کا؟ یہودیوں نے کہا تمہارا مذہب بہت سچا ہے اور تم بہ نسبت محمد کے حق پر ہو۔ اس بات کو سن کر قریش بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :-

اَلَّذِي تَوَلَّى الْاٰذِيْنَ اَوْ تَوَلَّى اَنْصِيَابَهُمْ اَلْكِتَابُ يُؤْمِنُوْنَ بِالْحَبِيَّتِ وَالطَّاغُوتِ (۱۳۴) سے  
آخر تک اس کا مفصل بیان اور پرگز رکھا ہے۔

یہود اور غطفان | قریش فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ یہ یہودی مکہ سے ہو کر قبائل غطفان کے پاس پہنچے اور ان کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر آمادہ کیا اور قریش کے تیار ہونے کی بھی خبر دی۔ غطفان کے لوگ بھی انکے ساتھ ہو گئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اس لشکر کے قریش کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔ اور غطفان میں بنی فزarah کا سردار عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر تھا اور بنی مرہ کا سردار حرث بن عوف بن ابی حارثہ مری تھا اور بنی اشجیح کا سردار سرع بن اخیلہ بن نویرہ بن طریف بن سحہ بن عبد اللہ بن ہلال بن غلاوہ بن اشجیح بن ریش بن غطفان تھا۔



بات کو جس پر تم ہو اور جس روز وہ اُس کی حضور میں حاضر کئے جائیں گے۔ پس جو اعمال انہوں نے کئے ہیں۔ اُن سے اُن کو خبردار کر دے گا اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

**معجزات نبوی ص** | ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کے کھودنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد معجزے ظاہر ہوئے جن کے بیان کرنے اور سننے سے ایمان والوں کا ایمان اور حضور کی تصدیق زیادہ ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے ان معجزات کو بچشم خود دیکھا ہے۔

**سخت زمین کا نرم ہونا** | جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں۔ خندق کے کھودنے میں ایک جگہ نہایت سخت سخت زمین کا نرم ہونا زمین نکلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا کہ یا رسول اللہ! اس میں کدال (پھاوڑہ) کا اگر نہیں ہوتا۔ اس کو کیونکر کھودیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھوڑا پانی لاؤ۔ پانی حاضر کیا گیا۔ آپ نے اُس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور پھر اُس پانی کو اُس سخت جگہ پر چھڑک دیا۔ وہ لوگ بیان کرتے ہیں جو اُس جگہ موجود تھے کہ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے حق کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا کہ پانی کے ڈالتے ہی وہ زمین ایسی نرم ہو گئی جیسے ریت ہوتی ہے اور بہت جلد ہی اُس کو اٹھا کر پھینک دیا۔

**کھجوروں میں برکت** | نعمان بن بشیر کی بہن کہتی ہیں میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے میرے کپڑے میں تھوڑی سی کھجوریں دے کر کہا کہ بیٹی یہ اپنے باپ اور ماموں کو دے آؤ۔ اور کہنا کہ یہ تمہارا صبح کا کھانا ہے یہ لڑکی کہتی ہیں میں اُن کھجوروں کو لے کر چلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری اور اپنے باپ اور ماموں کو بیٹھونڈھ رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لڑکی یہ تیرے پاس کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کھجوریں میری ماں نے میرے باپ بشیر بن سعد اور میرے ماموں عبد اللہ بن رواحہ کے لئے بھیجی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا مجھ کو دے۔ میں نے وہ کھجوریں آپ کے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیں۔ آنحضرت نے اُن کھجوروں کو ایک کپڑے پر ڈال دیا اور پھر اُن کے اوپر ایک کپڑا ڈھک دیا اور ایک شخص سے فرمایا۔ کہ لوگوں کو کھانے کے لئے بلاؤ۔ چنانچہ تمام خندق کے کھودنے والے جمع ہو گئے اور ان کھجوروں کو کھانے لگے۔ اور وہ کھجوریں زیادہ ہوتی گئیں یہاں تک کہ جب سب لوگ کھا چکے تو کھجوریں کپڑے کے کنارہ پر سے نیچے گر رہی تھیں۔

**کھانے میں برکت** | حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کے کھودنے میں معروف تھے اور میرے پاس ایک چھوٹی سی بکری تھی۔ میں نے خیال کیا کہ اگر اس بکری کو ذبح کر کے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں تو بہتر ہے پھر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ گھر میں جس قدر جو ہوں ان کو پیس لو۔ اور بکری کا گوشت پکا لو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں گا۔

جب شام ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع تمام لوگوں کے گھروں کی طرف واپس ہوئے۔ کیونکہ یہی قاعدہ تھا کہ دن بھر خندق کھودتے تھے اور شام کو گھر چلے آتے تھے۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے ایک بکری ذبح کر کے پکائی ہے اور آپ کی دعوت کرتا ہوں۔ آپ میرے گھر تشریف لے چلیں۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں یہ چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا میرے ساتھ تشریف لے آئیں مگر آنحضرت نے میری یہ بات سننے ہی ایک شخص کو حکم دیا کہ کپاڑا آواز دے دو کہ سب لوگ جابر کے مکان پر چلے آئیں کیونکہ جابر نے دعوت کی ہے۔

جابر کہتے ہیں میں نے اس بات کو سن کر کہا اِنَّا اِلَيْهِ سَاجِدُونَ اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع لوگوں کے میرے گھر تشریف لائے۔ ہم نے کھانا نکال کر آپ کے سامنے دکھا۔ آنحضرت نے نوش فرمایا۔ اور پھر آپ کے بعد سب لوگوں نے کھانا نوش کیا۔ کھاتے جاتے تھے اور چلتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ تمام اہل خندق کھا کر فارغ ہو گئے۔

**مہاجرانہ پیش گوئیاں** | سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں خندق کے کھودنے میں معروف تھا کہ ایک عظیم الشان پتھر نکل آیا۔ ہر چند میں نے اُس کے اکھاڑنے کی کوشش کی۔ مگر اُس کو جنبش تک نہ ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اس شدت کو دیکھ کر کدال میرے ہاتھ سے لے لی اور اُس پتھر پر منب لگائی۔ میں نے دیکھا کہ اُس کدال میں سے ایک چمک نکلی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ کدال ماری جب بھی وہ چمک پیدا ہوئی۔ پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔

میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں۔ یہ چمکنے والی

چیز کیا تھی ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم نے بھی دیکھی ہے ؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں ! فرمایا پہلی مرتبہ جو چمک ظاہر ہوئی اللہ تعالیٰ نے میں کو مجھ پر فتح کیا اور دوسری بار ملک شام اور مغرب کو فتح کیا اور تیسری بار مشرق کو فتح کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ ممالک حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ہوئے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مجاہدین سے کہا کہ تے تے تھے کہ جہاں تک تمہارا جی چاہے ملکوں کو فتح کرو۔ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں ابوہریرہ کی جان ہے قیامت تک جس قدر ملک تم فتح کرو گے اُن سب کی کنجیاں پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرما دی ہیں ۔





## غزوہ خندق (۲)

کفار کی آمد | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے تیار کرنے سے فارغ ہوئے تو قریش بھی دس ہزار لشکر لے کر مقام مجتمع الایال میں ان پہنچے۔ یہ مقام زمین دومہ میں جرف اور زغالہ کے درمیان واقع ہے اور قریش کے اس لشکر میں بنی کنانہ اور اہل تہامہ وغیرہ مختلف قبائل کے لوگ تھے۔

اور قبیلہ غطفان بھی اہل نجد کو اپنے ساتھ لے کر اُحد کی ایک جانب مقام ذنب نعیمی میں آ کر رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا۔ آپ ان کو لے کر خندق کے اس طرف صفت آراء ہوئے اور خندق دونوں لشکروں کے درمیان میں تھی۔ ابن ہشام کہتے ہیں مدینہ میں اس موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن ابی عمیر کو حاکم مقرر کیا تھا۔

حی بن اخطب اور کعب بن اسد | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ بال بچے اور عورتیں گھائیوں اور ٹیلیوں پر پہنچا دی جائیں۔ راوی کہتا ہے دشمن خدا حی بن اخطب بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد قرظی کے پاس پہنچا۔ اور کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد اور صلح کر لی تھی۔ حی بن اخطب اس کے پاس آیا تو اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا اور اسے اپنے پاس نہ آنے دیا۔ حی بن اخطب نے شور مچایا کہ اے کعب مجھ کو تجھ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے تو دروازہ کھول دے۔ کعب نے کہا۔ تو ایک منخوس شخص ہے تجھ کو میں اپنے مکان میں بلانا نہیں چاہتا۔ اور اس کے علاوہ میرا محمد سے عہد ہو چکا ہے اور میں نے محمد کو با وفا اور عہد کا پورا پایا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ان کے عہد کو شکستہ کروں۔ حی بن اخطب نے کہا تیرا برا ہوا! ذرا دروازہ تو کھول۔ کعب نے کہا ہرگز نہیں کھولوں گا۔ غرضیکہ جب حی بن اخطب نے بہت اصرار کیا تب کعب نے دروازہ کھول کر اس کو

بلایا۔ اُس نے کہا اے کعب میں تیرے پاس دنیا بھر کی عزت اور خوبی کو لے کر آیا ہوں۔ تمام قریش مع اپنے مرداروں اور رئیسوں کے میرے ساتھ ہیں۔ اور تمام غطفان کے قبائل میری امداد کو آئے ہیں۔ چنانچہ یہ سب اُحد کے پاس ذنبِ نعمی میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور مجھ سے عہد اور اقرار کر لیا ہے کہ ہم محمدؐ کا استیصال کئے بغیر واپس نہ ہوں گے۔ کعب نے جواب دیا کہ اے حتی بنِ اخطب تو دنیا بھر کی ذلت و خواری لے کر میرے پاس آیا ہے۔ اے حتی بنِ اخطب تیرا بڑا ہوا مجھے میری حالت پر چھوڑ دو۔ کیونکہ میں نے محمدؐ کو نہایت بادشاہ اور عہد کا پورا اور سچا پایا ہے۔

**کعب بن اسد کی عہد شکنی** | الغرض حتی بنِ اخطب کعب کو بہکاتا رہا یہاں تک کہ اس کے لوگ محمدؐ سے مغلوب ہو کر بھاگے تو تمہارے قلعہ میں آکر پناہ گزین ہو جائیں۔ کعب نے اس بات کو منظور کر کے حتی بنِ اخطب سے اس بات پر عہد کر لیا اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کو توڑ ڈالا۔

**عہد شکنی کی تفتیش** | جب یہ خبر مسلمانوں کو پہنچی کہ کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد شکستہ کر کے حتی بنِ اخطب سے نیا عہد باندھا ہے تب آنحضرتؐ نے سعد بنِ نعان کو جو اس کے سردار تھے اور سعد بنِ عبادہ کو جو بنی ساعدہ بن کعب بنِ خزرج میں سے خزرج کے سردار تھے اور عبداللہ بن رواحہ اور نضیر بن جبیر کو کعب کے پاس بنی قریظہ میں بھیجا تاکہ یہ لوگ اس خبر کی تصدیق کریں اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا۔ کہ اگر یہ خبر سچ ہو تب تم اس کو اشارہ سے مجھ سے بیان کرنا اور اگر جھوٹ ہو تب اس کا اعلان کر دینا۔ جب یہ لوگ کعب کے پاس پہنچے اور اُس کی حالت اُس سے بھی بدتر پائی جو سنی تھی اور دیکھا کہ واقعی اس نے رسول کریمؐ کا عہد توڑ دیا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ تو نے رسولِ خدا کا عہد کس سبب سے توڑا؟ کعب نے کہا میں نہیں جانتا رسول اللہ کون ہے؟ اور محمدؐ سے میرا کوئی عہد و پیمان نہیں تھا۔

اور سعد بنِ عبادہ سے بنی قریظہ بدکلامی کرنے لگے۔ سعد نے کہا تم سے بدکلامی کرنے کی ہم کو کچھ ضرورت نہیں ہے۔ پھر سعد اور ان کے ساتھیوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے مسلمانو! اللہ بہت بڑا ہے تم خوش ہو جاؤ۔

کڑی آزمائش اور منافقین | اس وقت مسلمان نہایت نازک حالت میں تھے چاروں

طرف سے مشرکوں اور کافروں نے ان کو گھیر رکھا تھا اور منافقین اپنا نفاق طرح طرح سے ظاہر کر رہے تھے۔ چنانچہ معتب بن قشیر نے جو بنی عمرو بن عوف سے تھا کہا کہ محمد ہم سے کہتے ہیں کہ تم قیصر اور کسریٰ کے خزانے اپنے تصرف میں لاؤ گے اور اب ہمارا یہ حالت ہے کہ کوئی ہم میں سے اطمینان کے ساتھ بیت الخلا میں بھی نہیں جاسکتا۔

بعض اہل علم کا بیان ہے کہ معتب منافقین سے نہیں تھا۔ کیونکہ یہ بدر کی جنگ میں شریک ہوا تھا اور اس بن قیس نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم کو گھر جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ ہمارے گھر خالی ہیں اور شہر مدینہ سے باہر ہیں۔ غرضیکہ منافقین اسی قسم کی باتیں کرتے تھے۔ کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ کہتا تھا۔

راوی کہتا ہے مسلمان اور مشرکین اسی طرح بیس راتوں سے کچھ زائد پڑے رہے سوائے تیر اندازی کے اور جنگ نہیں ہوئی۔

سعد بن معاذ کا جذبہ ایمانی | مسلمان اس حالت میں بہت تنگ ہوئے۔ کیونکہ مشرکوں نے

علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر اور حرث بن عوف بن ابی حارثہ کی طرف کہ یہ دونوں قبیلہ غطفان کے سردار تھے پیغام بھیجا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور ایک تہائی مدینہ کی پیداوار لے لو۔ یہ دونوں اس بات پر راضی ہو گئے اور ایک عہد نامہ لکھا گیا مگر دستخطوں اور گواہیوں سے ابھی مکمل نہ ہوا تھا۔ جب حضورؐ نے اس کو مکمل کرنا چاہا تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔

ان دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اس بات کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم کیا ہے یا آپ اپنی رائے سے اس کو کرنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا نے تو مجھ کو حکم نہیں فرمایا ہے۔ مگر میں خود تم لوگوں کی تنگی اور شدت کو دیکھ کر یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ تمام عرب تمہارے دشمن ہو گئے ہیں اور اس حکمت سے تمہارے دشمنوں کی تعداد کم ہو جائیگی۔ سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ! پہلے ہم اور یہ لوگ ایک حالت پر تھے یعنی سب مشرک تھے جن کو پوچھتے تھے اور خدا کو نہ پہچانتے تھے۔ اور اس وقت یہ لوگ ہماری ایک کھجور بھی سوائے مہمانی یا

خرید کے نہ کھا سکتے تھے اب خدا نے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہدایت کی اور ہم نے اسلام قبول کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے ہم کو عزت دی ہے اب ہم ان سے دب کر کس طرح اپنا مال ان کو دیدیں۔ واللہ: ہم کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ ہم ہجر تلواریں کے اور کچھ ان کو نہ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تم کو اختیار ہے۔ پھر سعد نے اس کا غز کو لے کر ٹھادیا اور کہا جو کچھ ان سے ہو سکے وہ کر لیں۔

**چند مشرکین** | اسی طرح جب بہت روز گزر گئے کہ مشرکین چاروں طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ رکھتے ہوئے تھے اور ہجر تلواریں کے جنگ نہ ہوتی تھی تو قریش میں سے چند سوار جنگ کے لئے تیار ہوئے۔ ان سواروں میں قریش کے مشہور لوگ یہ تھے:-

۱۔ عمرو بن عبدود بن ابی قیس بن عامر بن لوئی میں سے۔ اور

۲۔ عکرمہ بن ابی جہل اور

۳۔ ہبیرہ بن ابی وہب اور

۴۔ مزاحمہ بن غطفان شاعر وغیرہ۔

یہ لوگ تیار ہو کر بنی کنانہ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے بنی کنانہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ آج تم کو معلوم ہو گا کہ کون سا سوار اور مرد میدان ہے۔ اور پھر یہ قریش کے سوار مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب خندق پر پہنچے تو اس کو دیکھ کر حیران ہوئے اور ایک نے دوسرے سے کہا یہ ہم نے نئی تدبیر دیکھی ہے ایسا طریقہ عرب میں کوئی نہیں جانتا۔

**مسلمان فارسی کا اعزاز** | ابن ہشام کہتے ہیں خندق کی ترکیب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تھی۔ خندق کے کھودنے میں انصار کہتے تھے کہ مسلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین کہتے تھے ہم میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ قصد فرمایا مسلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔

قریش کے یہ سوار خندق کے کنارے کنارے پھرتے ہوئے ایک جگہ آئے جہاں خندق تنگ یعنی زیادہ چوڑی نہ تھی اور اس جگہ خندق سے انہوں نے پار ہونا چاہا۔ حضرت علی بن ابی طالب چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر ان قریشیوں کے مقابلے کو نکلے۔ قریشیوں میں سے ایک شخص عمرو بن عبدود نامی تھا بدر کی جنگ میں یہ شخص بہت زخمی ہو گیا تھا اور اُحد میں مشرکوں کے ساتھ نہ آیا تھا پھر اس

موقع پر آیا اور مسلمانوں سے کہا کہ میرے مقابل کون آتا ہے؟ حضرت علیؓ اس کے مقابل گئے اور اس سے کہا اے عمرو کیا تو نے خدا سے عہد نہیں کیا تھا کہ جو شخص قریش میں سے تجھ کو دو خصلتوں میں سے اچھی خصلت کی طرف بلائے گا تو اس خصلت کو قبول کرے گا۔ عمرو نے کہا۔ ہاں میں نے عہد کیا تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا بس میں تجھ کو خدا اور رسول اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔

عمرو نے کہا۔ مجھ کو اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ پھر میرے مقابل آئیں تجھ کو جنگ کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا کیوں اے میرے بھتیجے میں تجھ کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا واللہ! میں تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس جواب سے عمرو بہت خفا ہوا اور اپنے گھوڑے سے اتر کر پہلے گھوڑے کی کوئیچیں کاٹ کر ہلاک کیا۔ پھر حضرت علیؓ پر تلوار مار دی حضرت علیؓ بن ابی طالب نے اس کا وار رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ صاف دو ٹکڑے کر دیا اور باقی قریشیوں کو بھی خندق سے باہر نکال کر بھاگادیا۔ عکرمہ بن ابی جہل ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ اپنا نیزہ بھی پھینک گیا۔

خندق کی جنگ میں مسلمانوں کی نشانی جس کو شعار کہتے ہیں یہ  
مسلمانوں کا شعار | معنی کہ ہر ایک مسلمان حصہ لے کر لڑے گا کہ لَا يُقْسَرُونَ کہتا تھا تاکہ اپنا  
 اور بیگانہ معلوم ہو جائے۔





## غزوہ خندق (۳)

حضرت سعد بن معاذ | غزوہ خندق میں حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بنی حارثہ کے قلعہ میں تشریف لے گئی تھیں جو تمام مدینہ کے قلعوں میں سب سے زیادہ مقبوط اور مستحکم تھا اور سعد بن معاذ کی والدہ بھی آپ کے ساتھ اسی قلعہ میں تھیں۔ اس وقت تک عورتوں کے لئے پردے کا حکم نہ ہوا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمارے قلعہ کے نیچے سے سعد بن معاذ گزرے اور میں نے اُن کی زہرہ کو دیکھا کہ بہت بوسیدہ اور پھٹی ہوئی تھی اور اُس میں سے سعد کی کلاٹیاں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے سعد کی ماں سے کہا کہ اگر سعد کی زہرہ درست ہوتی تو بہتر تھا۔ اور میں نے یہ اس خیال سے کہا کہ کہیں سعد کے تیرہ لگ جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ سعد کی اکھل رگ میں ایک تیرہ لگا۔ یہ تیرہ بنی عامر کے ایک شخص جہان بن قیس بن عرقہ نے مارا تھا اور ماتے وقت کہا تھا کہ میرا یہ تیرہ نوش کر اور میں ابن عرقہ ہوں۔ سعد نے کہا۔ خدا تیرے چہرے کو جہنم میں عرق آلود کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خدا! اگر ابھی قریش کی جنگ باقی ہے تو مجھ کو زندہ رکھنا۔ کیونکہ مجھ کو قریش سے زیادہ کسی سے جنگ کرنے کی خواہش نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے تیرے رسول کو تکلیفیں پہنچائی ہیں اور اُن کو اُن کے گھر سے نکالا ہے اور اگر تو نے قریش کی جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے تو مجھ کو اس وقت تک زندہ رکھ کہ میں اپنی آنکھ سے بنی قرینہ کی ہلاکی دیکھ لوں۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ سعد بن معاذ کو بنی مخزوم کے حلیف ابوسامہ حبشی نے تیر مارا تھا اور بعض کہتے ہیں خفاجہ بن عامر بن جہان نے تیر مارا تھا۔

حضرت صفیہؓ کی شجاعت | اس جنگ میں رسول اکرمؐ کی پھوپھی حسان بن ثابت کے قلعہ میں

اور پتھوں کی حفاظت کے لئے موجود تھیں۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے ایک یہودی کو دیکھا کہ ہمارے قلعہ کے گرد پھیر رہا ہے اور میں جانتی تھی کہ بنی قریظہ نے رسول اللہ کے عہد کو توڑ دیا ہے۔ اور ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مع مسلمانوں کے دشمنوں کے مقابل ہیں اگر ادھر سے کوئی دشمن آگیا تو سخت مشکل ہوگی۔ اس خیال سے میں نے حسان سے کہا کہ یہ یہودی ہمارے قلعہ کے گرد پھیر کر ضرور موقع محل دیکھ رہا ہے۔ یہ یہودیوں کا مخبر معلوم ہوتا ہے۔ تم اس کو جا کر قتل کر دو۔ حسان نے کہا اے صفیہ تم جانتی ہو۔ کہ میں تو اس کام کا آدمی نہیں ہوں۔ صفیہ کہتی ہیں جب حسان کا میں نے یہ جواب سنا اور سمجھی کہ ان میں ہمت نہیں ہے تو میں خود ایک لٹھ لے کر قلعہ سے باہر نکلی اور اُس یہودی کو میں نے لٹھ مار مار کر قتل کر دیا۔ پھر حسان سے آکر کہا کہ اے حسان میں اس کو قتل کر آئی ہوں تم جا کر اُس کے کپڑے اور ہتھیار لے آؤ۔ میں چونکہ عورت ہوں اس سبب سے میں نے اُس کے کپڑے نہیں اتارے۔ حسان نے کہا اے صفیہ مجھ کو اُس کے کپڑوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

نعمیم کا کارنامہ | ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمان اس شدت اور تنگی میں تھے کہ چاروں طرف سے دشمنوں نے اُن کو گھیر رکھا تھا۔ نعمیم بن مسعود بن عامر بن انیس بن ثعلبہ بن قنفذ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور میری قوم کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہیں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اکیلے آدمی ہو تم سے جو کچھ مسلمانوں کی خیر خواہی ہو سکے کرو اور چونکہ لڑائی مکر ہے لہذا ایسی ترکیب کرو جس سے دشمنوں میں پھوٹ پڑ جائے۔

نعمیم نے عرض کیا بہت بہتر ہے۔ پھر نعمیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بنی قریظہ کے پاس آئے اور پہلے یہ اُن کے بڑے دوست تھے۔ انہوں نے بنی قریظہ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا ایکسا دوست ہوں۔ بنی قریظہ نے کہا بے شک تم ہمارے بڑے سچے دوست ہو۔ نعمیم نے کہا قریش اور غطفان کے کہنے سے جو تم نے محمدؐ سے عہد شکنی کی ہے۔ یہ اچھا نہیں کیا۔ قریش اور غطفان اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ پھر محمدؐ تم پر حملہ کریں گے اُس وقت تم کیا کرو گے؟ اور تم میں

محمدؐ کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ تم قریش اور غطفان سے چند آدمی بطور  
لہجہ کے اپنے پاس مقید رکھو تاکہ اگر محمدؐ تم پر حملہ کریں تو قریش اور غطفان تمہاری مدد کو آجائیں۔ بنی قریظہ  
نے کہا اے نعیم! واقعی یہ بہت اچھی رائے تم نے بتلائی ہے ہم ایسا ہی کریں گے اور بغیر اس کے  
ہرگز قریش کا ساتھ نہ دیں گے۔

نعیم قریظہ کو یہ سبق پڑھا کہ قریش کے پاس آئے اور کہا تم لوگ مجھ کو کیسا خیال کرتے ہو؟  
قریش نے کہا ہم تم کو نہایت سچا اور نیک سمجھتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے ایک لڑکی بات کہنے  
آیا ہوں کیونکہ مجھ کو تم لوگوں سے محبت ہے۔ اس سبب سے تم پر ظاہر کرتا ہوں کہ قریظہ محمدؐ سے  
عہد توڑ کر بہت نادم ہوئے ہیں اور محمدؐ سے انہوں نے کہا کہ بھیجا ہے کہ ہم لوگ آپؐ سے بہت  
شرمندہ ہیں اور اس عہد شکنی کے بدلہ ہم چاہتے ہیں کہ قریش اور غطفان کے چند مرد اوروں کو گرفتار کر کے  
آپؐ کی خدمت میں لائیں۔ آپؐ ان کی گردنیں مار دیں اور محمدؐ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے۔  
پس اب قریظہ نے یہ مشورہ کیا ہے کہ تم سے چند آدمی بطور لہجہ کے مانگیں اور پھر ان کو محمدؐ کے  
پاس بھیج دیں اور محمدؐ ان کو قتل کر دیں۔ لہذا میں تم سے کہتا ہوں کہ تم ہرگز اپنا ایک آدمی بھی قریظہ  
کو نہ دینا ورنہ تم پچھتاؤ گے۔

پھر نعیم قریش کے پاس سے ہو کر غطفان کے پاس آئے اور کہنے لگے اے غطفان تم میری قوم  
اور قبیلہ ہو۔ اور سب سے زیادہ مجھ کو پیارے ہو۔ مجھ کو یقین ہے کہ تم مجھ کو جو جھوٹا نہ جانو گے۔  
غطفان نے کہا بے شک تم سچ کہتے ہو۔ ہم تم کو سچا ہی جانتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے  
ایک لڑکی کہتا ہوں۔ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو۔ اور پھر جو کچھ قریش سے کہا تھا وہ غطفان  
سے بھی کہا۔

مشرکین میں پھوٹ | راوی کہتا ہے ہفتہ کی رات ۳۰ میں ابوسفیان بن حرب اور غطفان  
کے مرد اوروں نے بنی قریظہ کے پاس عکرمہ بن ابی جہل کو چند آدمیوں  
کے ساتھ بھیجا اور یہ کہا کہ کل محمدؐ پر حملہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ ہم یہاں پڑے پڑے سخت  
پریشان ہو گئے ہیں۔ بنی قریظہ نے ان کو یہ جواب دیا کہ کل ہفتہ کا روز ہے ہم اس میں نہیں لڑ  
سکتے۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ جب تک تم اپنے چند آدمی ہمارے پاس لہجہ نہ رکھو گے ہم  
تمہارے ساتھ ہو کر ہرگز محمدؐ سے جنگ نہ کریں گے۔ کیونکہ ہم کو یہ خوف ہے کہ جب تم یہاں سے  
چلے جاؤ گے تو محمدؐ ہم کو زندہ نہ چھوڑیں گے اس لئے کہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ اگر

تمہارے آدمی ہمارے پاس ہوں گے تو ہم کو یقین ہو گا کہ ضرورتاً ہماری مدد کو آ جاؤ گے۔

بنی قریظہ کے اس جواب سے قریش اور غطفان کو یقین ہو گیا کہ واقعی نعیم بن مسعود سچ کہتا تھا۔ انہوں نے کہا واللہ ہم ہرگز ان کو اپنے آدمی نہ دیں گے اور بنی قریظہ سے کہا کہ ہم تمہارے اس جیل حوالہ کو نہیں سہتے۔ اگر تم کو ہمارا ساتھ دینا ہے تو ہمارے ساتھ نکل کر جنگ کرو۔ بنی قریظہ نے کہا جب تک تم اپنے آدمی ہمارے پاس رہن نہ رکھو گے ہم ہرگز محمد سے جنگ نہ کریں گے۔ قریش نے اپنے آدمیوں کے دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان میں آپس میں پھوٹ ڈال دی۔

**سخت آندھی** راوی کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ان مشرکین پر یہ قہر نازل ہوا کہ اُس سردی کے موسم میں ایسی سخت آندھی چلی کہ تمام ہندیاں اور برتن مشرکوں کے اُلٹ گئے۔ اور ان کا کھانے پینے کا سارا سامان خراب ہو گیا اور مارے سردی کے پریشان ہو گئے۔

**مشرکین کی حالت** راوی کہتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی اس خرابی کی خبر پہنچی۔ آپ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا تاکہ دیکھا ٹھیں کہ کدات کو ان کی کیا حالت گزری۔

ان اسحاق کہتے ہیں اہل کوفہ میں سے ایک شخص نے حذیفہ بن یمان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ اور ان کی صحبت میں رہے ہیں؟ حذیفہ نے کہا ہاں۔ اُس شخص نے کہا۔ آپ کس طرح کام کرتے تھے؟ حذیفہ نے کہا ہم بڑی محنت کرتے تھے۔ اُس شخص نے کہا اے حذیفہ اگر ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوتے تو آنحضرتؐ کو کبھی زمین پر نہ چلنے دیتے اپنی گردنوں پر سوار رکھتے۔

حذیفہ نے کہا اے میرے بھائی کے فرزند میں خندق کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے نماز کے بعد صحابہ سے فرمایا کہ ایسا کون شخص ہے کہ جو ہم کو مشرکین کی خبر لادے اور میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اُس شخص کو جنت میں میرا رفیق کرے۔

حذیفہ کہتے ہیں خوف اور بھوک اور سردی کی شدت سے کوئی شخص کھڑا نہ ہوا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو طلب کیا۔ میں کھڑا ہوا۔ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے حذیفہ تم جا کر دیکھو کہ مشرک کیا کر رہے ہیں؟ اور کسی سے کچھ نہ کہنا سیدھے ہمارے پاس چلے آنا۔ حذیفہ کہتے ہیں۔ میں جب مشرکوں میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آندھی نے سب کو پریشان کر رکھا ہے



نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ کھڑا ہوتا ہے۔

پھر اسی وقت ابوسفیان کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے قریش واللہ! تم ایسی جگہ اٹھ رہے ہو کہ جہاں جوتیاں تک ٹوٹ گئیں۔ بنو قریظہ نے ہم سے عہد خلافت کی اور ایسی باتیں کہیں جو ہم کو بہت ناگوار گزریں اور ہوانے ہم کو ایسا پریشان کیا ہے کہ ہم کو کسی طرح کا اطمینان نہیں ہے نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ قائم رہتا ہے۔ پس میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اب تم مکہ کو واپس چلے چلو۔ پھر ابوسفیان اپنے اونٹ کے پاس آیا۔ اُس کے رتی بندھی ہوئی تھی۔ ابوسفیان بدحواسی میں اونٹ پر سوار ہو کر اُس کو مارنے لگا۔ تب ایک اور شخص نے اُس کا بند کھول دیا اور ابوسفیان روانہ ہوا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو منع نہ فرماتے تو ضرور میں ابوسفیان کو ایک تیرما کو قتل کر دیتا۔

حذیفہؓ کہتے ہیں پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیکھا اپنے پیروں میں مجھ کو داخل کر لیا اور چادر مجھ پر ڈال دی۔ پھر رکوع اور سجدہ کر کے سلام پھیرا۔ میں نے سارا وقتہ عرض کیا۔

قریش کے واپس جانے کی خبر سننے ہی غطفان بھی واپس اپنے ملک کو چلے گئے۔





## غزوہ بنی قریظہ

یہود سے جنگ کا حکم | ابن اسحاق کہتے ہیں شہد بھری میں جبکہ مسلمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے واپس ہو کر مدینہ میں داخل ہوئے اور مسلمانوں نے اپنے ہتھیار اُتار کر رکھے۔ ظہر کے وقت جبرائیل استبرق کا سفید عمامہ سر پر باندھے خچر پر سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ جبرائیل نے کہا۔ فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں رکھے اور نہ ابھی تک وہ قریش کے تعاقب سے واپس ہوئے ہیں۔ اور آپ کو خدا نے حکم فرمایا ہے کہ ابھی بنی قریظہ کی مہم پر تشریف لے جائیے اور میں بھی انہی کی طرف جا رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی وقت ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں آواز دو کہ جو شخص سُنئے اور اطاعت کرنے والا ہے وہ عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھے اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن نام مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔

ہراول دستہ | پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب کو لشکر کا نشان عتہ کر کے آگے روانہ کیا اور بہت سے مسلمان بھی اُن کے ساتھ ہو لئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بنی قریظہ کے قلعوں کے پاس پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اُن کے گستاخانہ کلمات سُن کر آپ کی خدمت میں واپس آئے اور راستہ میں آپ سے ملاقات کی اور عرض کیا اگر آپ بذاتِ خاص ان خبیثوں کی طرف تشریف نہ لائیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ رسول مقبول نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ تم نے اُن کو مجھے بُرا بھلا کہتے سنا ہے۔ علیؓ نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اگر وہ مجھے دیکھ لیں گے تب پھر کچھ نہ کہیں گے۔ پھر جب آپ اُن کے قلعوں کے پاس پہنچے فرمایا اے بندوں کے بھائیو!

تہ نے دیکھا کہ خدا نے تم کو کس طرح ذلیل کیا اور کیسا عذاب تم پر نازل کیا۔ بنی قریظہ نے کہا۔ آپ تو ناواقف نہیں۔

جبرائیل علیہ السلام | بنی قریظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے رسول اللہ علیہ وسلم کا مع صحابہ کے چند لوگوں کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ نے اُن سے دریافت کیا کہ یہاں سے کوئی شخص گزرا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وحیہ بن خلیفہ کلبی سفید خنجر پر سوار جس کا زین پوش دیباچ کا تھا یہاں سے گزرے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا وہ جبرائیل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لئے بھیجا تاکہ بنی قریظہ کے قلعوں کی بنیادیں متزلزل کر دیں اور ان کے دلوں پر خوف اور رعب غالب کریں۔

نماز کی ادائیگی | الغرض جب رسول اللہ بنی قریظہ کے پاس پہنچے۔ اُن کے ایک کنوئیں پر جس کو زبیر انا کہتے ہیں آپ نے قیام کیا اور مسلمان آپ کی خدمت میں آکر جمع ہونے شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ عشاء کے بعد تک آئے اور عمر کی نماز ان لوگوں نے نہ پڑھی تھی۔ کیونکہ آپ نے حکم دیا تھا کہ سب بنی قریظہ میں پہنچ کر عصر پڑھیں۔ پس یہ لوگ سلمان جنگ کی تیاری کرنے میں معروف ہو گئے اور آنحضرتؐ کے پاس آنے شروع ہوئے اور یہیں آپ کے پاس عشاء کی نماز کے بعد ان لوگوں نے عمر کی نماز پڑھی۔ آپ نے ان لوگوں کو کچھ نہ کہا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اُن کی برائی بیان کی۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس راتیں بنی قریظہ کا محاصرہ لکھا یہاں تک کہ یہ سخت تنگی میں گرفتار ہوئے اور خداوند تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

راوی کہتا ہے قریش اور غطفان کے جانے کے بعد حسی بن اخطب بنی نضیر کا سردار بنی قریظہ میں کعب بن اسد کے پاس عہد کے مطابق آگیا تھا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

بنی قریظہ کا محاصرہ | جب بنی قریظہ کو یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر اُن کو مطیع کئے واپس نہ ہوں گے۔ تب کعب بن اسد نے اپنی قوم سے

مخاطب ہو کر کہا کہ اے یہودیو! جس حالت اور مصیبت میں تم مبتلا ہو اُس کو تم خود دیکھ رہے ہو۔ اب میں تم سے تین باتیں کہتا ہوں اُن میں سے جو بات تم کو پسند ہو اُس کو قبول کرو۔ یہودیوں نے کہا وہ کیا باتیں ہیں اُن کو بیان کرو۔ کعب بن اسد نے کہا پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم ان شخص کا اتباع کریں اور ان کی تصدیق بجا لائیں۔ کیونکہ اللہ یہ بات تم پر ظاہر ہو گئی ہے کہ یہ سچے نبی ہیں اور

وہی رسول ہیں جن کو تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنی جان و مال اور اولاد اور عورتوں کو محفوظ رکھو گے۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم تو لات کے مذہب کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نہ دوسرا مذہب اختیار کرتے ہیں۔

کعب نے کہا جب تم اس بات کو قبول نہیں کرتے تو اپنی تلواریں کھینچ کر محمدؐ اور ان کے اصحاب پر جا پڑو اور پہلے اپنے بچوں اور عورتوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو۔ پھر خود لڑ کر قتل ہو جاؤ۔ یا جیسا خدا فیصلہ کرے۔ اگر تم محمدؐ پر غالب ہوئے تو پھر تمہارے غلے اور بہت سی عورتیں اور اور اولاد مہیا ہو جائے گی۔ اور اگر تم قتل ہوئے تب تمہیں اپنے اہل و عیال کی طرف سے کچھ کھٹکا نہ رہے گا۔ یہودیوں نے کہا ہم اپنی اولاد اور عورتوں کو کیسے بے گناہ قتل کر دیں۔ پھر ہم کو ان کے بعد اپنی زندگی کا کیا لطف رہے گا۔ کعب بن اسد نے کہا اچھا پھر یہ کام کرو کہ آج ہفتہ کی رات ہے اور مسلمان نہماہی طرف سے بے فکر ہیں۔ تم راتوں رات ان پر شیخون مارو۔ شاید اس ترکیب سے تم کامیاب ہو جاؤ۔ یہودیوں نے کہا ہم ہفتہ کے روز کیسے جنگ کر سکتے ہیں کیونکہ اسی ہی بے اعتدالیوں سے ہمارے پہلے لوگ مر گئے۔

**ابولبابہ کی توبہ** پھر ان سب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ ابولبابہ بن منذر کو ہمارے پاس بھیج دیجئے۔ ہم ان سے مشورہ کریں گے۔ ابولبابہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھے اور بنی قریظہ ان کے حلیف تھے۔ آپؐ نے ابولبابہ کو بنی قریظہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ابولبابہ ان کے پاس پہنچے تو بنی قریظہ کے بہت سے مرد و عورت ان کے سامنے روئے اور چیخنے لگے۔ ابولبابہ کو ان کی حالت پر رحم آ گیا اور انہوں نے کہا اے ابولبابہ کیا تم یہ مشورہ دیتے ہو کہ ہم محمدؐ کے حکم پر اتر آئیں۔ ابولبابہ نے کہا ہاں اور اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ فوج ہونا ہے۔

ابولبابہ کہتے ہیں وہاں سے میں ہلنے نہ پایا تھا کہ اُسی وقت مجھ کو خیال ہوا کہ میں نے خدا و رسول کی خیانت کی۔ اُسی وقت وہاں سے واپس ہو کر میں مسجد میں آیا اور ایک ستون سے اپنے آپ کو باندھ دیا اور رونے لگا۔ اور دل میں عہد کیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ فرمائے گا۔ میں ہرگز اس ستون سے جدا نہ ہوں گا اور بنی قریظہ میں جہاں میں نے خدا و رسول کی خیانت کی ہے ہرگز کبھی نہ جاؤں گا۔

**آیت قرآنی** ابن ہشام کہتے ہیں ابولبابہ ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْذَرُوا اللَّهَ وَالتَّرْسُولَ وَتَحْذَرُوا أَمَّا نَاتِيكُمْ  
وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (۸: ۲۴)

اے مومنو! تم خدا اور رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ حالانکہ تم خیانت کی خرابی کو جاننے ہو۔

جب ابولبابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے میں دیر ہوئی اور آنحضرتؐ کو یہ سارا واقعہ معلوم ہوا۔ فرمایا اگر ابولبابہ میرے پاس حاضر ہوتا میں اُس کے لئے دُعائے مغفرت کرتا۔ اب جو خود اُس نے ایسی حرکت کی ہے میں بھی اس کو رہا نہیں کرتا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول نہ فرمائے۔

**توبہ کی قبولیت** ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُم سلمہ کے مکان میں تھے کہ سحر کے وقت ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے کا حکم آنحضرتؐ پر نازل ہوا اور آپؐ ہنس پڑے۔ اُم سلمہؓ نے عرض کیا آپؐ کس بات پر ہنستے ہیں؟ اللہ آپؐ کو ہمیشہ ہنسائے۔ فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی۔ اُم سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا میں جا کر ابولبابہ کو خوشخبری پہنچا دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔

پس اُم سلمہؓ نے اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز دی اور یہ اُس وقت کی بات ہے جب عورتوں پر پردہ عائد نہیں ہوا تھا، کہ اے ابولبابہ تم کو خوشخبری ہو کہ تمہاری توبہ اللہ نے قبول کی۔ لوگ دوڑے کہ ابولبابہ کو ستون سے کھول دیں۔ ابولبابہؓ نے لوگوں کو منہ کیا کہ کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگائے۔ جب رسول اللہؐ مجھ کو خود اپنے دست مبارک سے کھولیں گے جب میں کھلوں گا۔ چنانچہ جب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صُبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے تب آپؐ نے ابولبابہ کو کھولا۔

ابن ہشام کہتے ہیں چند اہل ابولبابہ ستون سے بندھے رہے۔ جب نماز کا وقت ہوتا ان کی بیوی ان کو کھول دیتی تھیں اور نماز کے بعد پھر ان کو باندھ دیتی تھیں اور ان کی توبہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی :-

وَأَمَّا رُؤَسَاؤُهُمْ فَهِيَ خَلْقُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرًا سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَفُوٌّ رَحِيمٌ (۹: ۱۰۱)

اور دوسرے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور اچھے اور بُرے دونوں



طرح کے اعمال کے مرتکب ہوئے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

**چند لوگوں کا قبول اسلام** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اتر آئے تب ثعلبہ بن مسعیہ اور سعید بن مسعیہ اور اسد بن

علیہ جو بنی ہدل میں سے تھے یعنی نہ قریظہ میں سے اور نہ نغیر میں سے بلکہ قریظہ کے چچا زاد بھائی تھے اسی رات اسلام لائے جس رات بنی قریظہ حضور کے حکم پر اترے۔

اسی رات کو عمرو بن سعد قرظی بنی قریظہ میں سے نکل کر آپ کے پہرہ دار محمد بن مسلمہ کے پاس گزرے۔ جب محمد بن مسلمہ نے ان کو دیکھا۔ پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا میں عمرو بن سعد ہوں۔ ادھر یہ وہ شخص تھے جنہوں نے بنی قریظہ کا اُس وقت ساتھ نہ دیا تھا جب کہ انہوں نے آنحضرتؐ کا عہد توڑا۔ اور عمرو نے اس وقت کہہ دیا تھا کہ میں محمدؐ سے کبھی عذر نہ کروں گا۔ اب اس وقت جو محمد بن مسلمہ نے اُن کو پہچانا تو اُن کو کچھ نہ کہا اور جانے دیا۔

عمرو بن سعد وہاں سے مسجد نبوی کے دروازے پر آئے اور پھر اُن کا پتہ نہ چلا کہ کہاں گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا وہ ایسا شخص تھا کہ اُس کے عہد کو پورا رکھنے کے سبب خدا نے اُسے نجات دی۔

**سعد بن معاذ کی شالشی** | پھر جب صبح کو بنی قریظہ آنحضرتؐ کے حکم سے اتر آئے۔ قبیلہ اوس نے

آپؐ کو نہیں ہیں۔ اور آپؐ نے ہمارے خزر جی بھائیوں کے حق میں کل ہی وہ فیصلہ فرمایا ہے جس کو آپؐ جانتے ہیں۔ یعنی بنی قریظہ سے پہلے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قینقاع کا محاصرہ کیا تھا اور وہ بنی خزر جی کے حلیف تھے اور رسول کریمؐ کے حکم پر اتر آئے تب آپؐ نے ان کو عبد اللہ بن ابی بن سلول کو بخش دیا تھا۔ یہی درخواست اب قبیلہ اوس نے کی۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا اسے اوس کے لوگو! کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارے ہی قبیلہ کا سردار بنی قریظہ کے متعلق فیصلہ کرے۔ اوس نے عرض کیا ہاں اس بات سے ہم راضی ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا پس تو سعد بن معاذ کو اختیار ہے وہ جو چاہے فیصلہ کریں۔

خندق کی جنگ میں سعد بن معاذ تیر کے لگنے سے زخمی ہو گئے تھے اور آپؐ نے ان کو ایک عورت رفیدہ نامی کے خیمہ میں بھیج دیا تھا۔ یہ عورت ثواب سمجھ کر نہ خیموں کا علاج اچھی طرح کیا کرتی



تھی اور بڑی تجربہ کار تھی اور حضورؐ نے سعد بن معاذ سے فرما دیا تھا کہ جب تک بنی قریظہ کی مہم سے واپس نہ آؤں تم یہیں رہو۔

جب آپؐ نے سعد بن معاذ کو اس فیصلہ کا حکم بنایا تو انصار فوراً دوڑتے ہوئے سعد بن معاذ کے پاس گئے اور ایک گدھے پر خوب نرم کپڑا ڈال کر اُن کو سوار کیا۔ راوی کہتا ہے سعد جسیم اور خلیعہ بوس شخص تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے اور راستہ میں اُن سے کہنے لگے کہ اے سعد تم اپنے موالی یعنی قریظہ پر احسان کرنا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو اسی واسطے اس فیصلے کا حکم بنایا ہے تاکہ تم احسان کرو۔ سعدؓ نے کہا: سعد ایسا شخص نہیں ہے جس کو خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا ڈر ہو۔ یہ جواب سُن کر بہت سے لوگ تو اُسی وقت سعد کے پاس سے چلے گئے اور سعدؓ کے فیصلہ کرنے سے پہلے ہی فقط اسی بات کو سُن کر بنی عبد الاشمل میں جا کر بنی قریظہ کے قتل کی خبر مشہور کر دی۔ سعد بن معاذ جس وقت رسول اکرمؐ کے سامنے پہنچے تو آپؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو۔ مہاجرین جو قریش میں تھے اُن کا تو یہ بیان ہے کہ یہ خطاب آپؐ نے انصار سے کیا اور انصار یہ کہتے ہیں کہ حضورؐ کا یہ خطاب عام طور پر سب کا تھا۔

انصار نے جب سعد بن معاذ کو دیکھا کہا اے سعد رسول خداؐ نے تم کو تمہارے موالی کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے حکم بنایا ہے۔ سعد بن معاذ نے کہا کیا تم خدا کے عہد اور میثاق پر قائم رہو گے اور جو حکم میں کرو اس کو تسلیم کرو گے۔ انصار نے کہا بیشک ہم تسلیم کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے سعد بن معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے سبب سے آپؐ کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے تھے۔ سعدؓ نے کہا تو میں یہ حکم کرتا ہوں کہ بنی قریظہ کے جوان مردوں کو قتل کیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے۔ نبی کریمؐ نے سعد کے اس فیصلہ کو سُن کر فرمایا اے سعد تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔

**یہود کا قتل** | اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ اور زبیر بن عوامؓ لشکر کے ساتھ بنی قریظہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آج یا تو میں بھی حنظلہ کی طرح شہید ہوں گا یا اُن کے قلعہ کو فتح کر کے چھوڑوں گا۔ بنی قریظہ نے کہا اے محمدؐ! ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اترتے ہیں۔ چنانچہ اُن سب کو گرفتار کر لیا گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں لا کر اُن کو بنی نجر میں سے ایک عورت بنت حارث کے مکان میں مقید کیا۔ پھر آنحضرتؐ مدینہ کے بازار میں تشریف لائے اور وہاں ایک طرف چند گڑھے کھدوائے۔ پھر یہود بنی قریظہ کو بلا کر قتل کرنا شروع کیا۔ تھوڑے

تھوڑے تھوڑے آتے تھے اور قتل کئے جاتے تھے۔ یہ سب یہودی چھ سو یا سات سو تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ آٹھ سو اور نو سو کے درمیان تھے۔

جب ان لوگوں کو لا کر قتل کیا جا رہا تھا تو انہوں نے کعب سے کہا کہ اے کعب یہ ہمارے لوگوں کو کہاں لے جا رہے ہیں۔ کعب نے کہا کیا تم کسی جگہ بھی نہیں سمجھتے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو تم میں سے جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا۔ واللہ! یہ لوگ ضرور قتل کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے قتل سے فارغ ہوئے۔

**حیی بن اخطب کا قتل** | اسی وقت دشمن خدا حیی بن اخطب بھی بندھا ہوا حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا اور آپ کو دیکھتے ہی اُس نے کہا کہ تمہاری عداوت کرنے میں میں نے اپنے نفس کو ملامت نہیں کی مگر خدا جس کو شکست دے وہ شکست ہی کھاتا ہے۔ پھر اُس نے لوگوں کی طرف منیٰ طیب ہو کر کہا کہ اے لوگو! خدا کا حکم اور اُس کی تقدیر اسی طرح سے جاری ہوئی تھی اور اس خون ریزی کو اُس نے بنی اسرائیل کے لئے لکھ دیا تھا۔ پھر اس کی بھی گردن مار دی گئی۔

**ایک عورت سے قصاص** | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت کے سوا اور کوئی عورت قتل نہیں کی گئی اور اُسے لٹے قتل کیا گیا کہ اس نے غلام بن سوید کے سر پر چکی کا پاٹ گر کر ان کو شہید کیا تھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں مجھ کو اس بات کا تعجب ہے کہ عورت بالکل اطمینان کے ساتھ منہس بول رہی تھی حالانکہ اس کو اپنے قتل کئے جانے کی خبر تھی اور قتل ہونے کے وقت تک میرے پاس ہنستی رہی کہ اتنے میں ایک شخص نے آواز دی فلاں عورت کہاں ہے؟ اُس نے جواب دیا میں یہاں ہوں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا تجھ کو خرابی ہو کیا بات ہے؟ اُس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی۔ چنانچہ لوگ اس کو لے گئے اور اُس کی گردن مار دی۔

**ذہیر بن باطا قرظی کا واقعہ** | بنی قریظہ میں ایک شخص ذہیر بن باطا قرظی نامی تھا۔ اس نے جاہلیت کے زمانہ میں ثابت بن قیس بن شماس پر احسان کیا تھا یعنی بھاٹ کی جنگ میں جبکہ ثابت گرفتار ہو گئے تھے۔ تب ذہیر بن باطا نے ان کی پیشانی کے بال کتر کر ان کو آزاد کر دیا۔ اب اس موقع پر ذہیر بن ثابت کے پاس آیا اور کہا اے ثابت مجھ کو پہچانتے ہو

ثابت نے کہا ہاں مجھ جیسا آدمی تجھ جیسے شخص کو کیوں نہ پہچانے گا۔ زبیر نے کہا اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھ کو پناہ دلو۔ ثابت نے کہا اچھی بات ہے نیک آدمی نیکی کا بدلہ دیتا ہے۔ پھر ثابتؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! زبیر کا مجھ پر احسان ہے میں چاہتا ہوں کہ اُس کے احسان کا بدلہ اُس کو دوں۔ آپؐ نے فرمایا ہم نے اُس کو تجھے بخشا۔ ثابتؓ نے زبیر سے اکر کہا کہ حضورؐ نے تجھ کو پناہ دیدی اور تیرا خون بخش دیا۔ زبیر نے کہا میں ایک بوڑھا شخص ہوں۔ جب میرے بال بچے زندہ نہ ہوں گے تب میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔

ثابتؓ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ قربان ہوں اس کی بیوی اور اولاد کو بھی مجھے عنایت فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو بھی تمہیں بخشا۔ ثابتؓ پھر اس کے پاس آئے اور کہا تیری بیوی بچوں کا خون بھی رسول کریمؐ نے بخش دیا۔ اس نے کہا جہاں میں ایسے گھر کے لوگ جن کے پاس کچھ نہ ہو کیونکہ زندہ رہیں گے۔ ثابتؓ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا مال بھی مجھ کو بخش دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا وہ بھی تم کو بخشا۔ ثابتؓ نے زبیر سے اکر کہا تیرا مال بھی نبی اکرمؐ نے بخش دیا ہے۔ زبیر نے کہا اے ثابتؓ ہماری قوم کا سردار کعب بن اسد کیا ہوا؟ ثابتؓ نے کہا وہ قتل ہو گیا۔ زبیر نے کہا اور ہر غائب و حاضر کا سردار حمی بن اخطب کیا ہوا۔ ثابتؓ نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا اور عزال بن سمال جو ہمارا پشت پناہ تھا وہ کیا ہوا؟ ثابتؓ نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا بنی کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کیا ہوئے؟ ثابتؓ نے کہا سب قتل کئے گئے۔ زبیر نے کہا اے ثابتؓ بس تو مجھ کو بھی میری قوم کے پاس پہنچا دے۔ میں اُن کے بعد زندگی کو بہتر نہیں سمجھتا اور ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ ثابتؓ نے لے جا کر اُس کی گردن مار دی۔

راوی کہتا ہے جب حضرت ابو بکرؓ نے اس کی یہ بات سنی کہ میں اپنی قوم سے ملنا چاہتا ہوں تو فرمایا واللہ! وہ دوزخ میں ہمیشہ اُن سے ملتا رہے گا۔

عظیہ اور رفاعہ | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قریظہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا جو بالغ ہو چکے تھے۔ عظیہ قرظی کہتے ہیں مجھ کو بھی دیکھا گیا مگر میرے زبیر ناف بال نہ تھے۔ چنانچہ مجھ کو بچہ خیال کر کے چھوڑ دیا۔

سلمیٰ بنت قیس منذر کی ماں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ بنی عدی بن نجار میں سے تھیں اور جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور آپؐ سے

بیعت کی تھی۔ انہوں نے آپ سے رفاعہ بن سہمال قرظی کی جان بخشی کا سوال کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ رفاعہ کو مجھے بخش دیجئے۔ وہ کہتا ہے میں نماز پڑھوں گا اور اونٹ کا گوشت کھاؤں گا۔ رسول اکرم نے اُسے اُن کو بخش دیا۔

**اموال کی تقسیم** | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کی عورتوں اور بچوں اور مالوں کو مسلمانوں پر تقسیم کیا۔ معلوم ہو کہ رسول اللہ نے اس مال میں سے خمس نکال کر دو حصے گھوڑے کے مقرر کئے اور ایک حصہ سوار کا اور ایک حصہ پیدل کا یعنی سوار کے تین حصے اور پیدل جس کے پاس گھوڑا نہ تھا اُس کے لئے ایک حصہ مقرر کیا۔ بنی قریظہ کی جنگ میں مسلمانوں کے پاس چھتیس گھوڑے تھے۔

راوی کہتا ہے مال غنیمت کی تقسیم کا یہی طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری ہوا۔ پھر آنحضرتؐ نے بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت ریحانہ بنت عمرو بن خنظلہ اپنے لئے منتخب فرمائیں اور یہ عورت رسول اللہ ہی کے پاس رہیں۔ یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہوا۔

آنحضرتؐ نے ان سے ارشاد کیا تھا کہ تم مجھ سے شادی کر لو اور پردہ میں داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ کو آپ اپنی ملکیت میں رہنے دیجئے۔ یہ میرے لئے زیادہ آسان ہے۔

آنحضرتؐ نے اُن کو اُسی حالت پر رہنے دیا۔ جب آنحضرتؐ نے ریحانہ سے اسلام کی بات کی۔ تو ریحانہ نے انکار کیا۔ آپ کو یہ انکار ناگوار گزرا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو جو تلوں کی آہٹ آئی۔ فرمایا یہ ثعلبہ بن سعید ریحانہ کے اسلام لانے کی خوشخبری لے کر آ رہے ہیں کہ اتنے میں ثعلبہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ریحانہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ حضورؐ اس بات سے بہت خوش ہوئے۔



## باب ۱۱

## ارشادات قرآن مجید

**آیات قرآنی** | ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ خندق اور بنی قریظہ کے متعلق سورہ احزاب میں یہ آیات نازل فرمائی ہیں جن میں مسلمانوں پر اپنی نعمت اور دشمنوں کو دفع کرنے اور منافقوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرْ مَا نِعَمَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ مِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا (۹: ۳۳)

ترجمہ :- اے ایمان والو! خدا کی نعمت کو یاد کرو جو اُس نے تم پر کی جس وقت کہ تم پر چاروں طرف سے لشکر آئے۔ پس ہم نے اُن پر آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جن کو تم نہ دیکھتے تھے (یعنی فرشتوں کو بھیجا) اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا ہے “

إِذْ جَاءُوكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَلَظَنُّونَ بِاللَّهِ الظَّنُّونَ

جبکہ انہوں نے تم پر اوپر کی جانب اور نیچے کی جانب سے حملہ کیا اور جبکہ تمہاری آنکھیں حیرت سے پھر گئیں اور تمہارے دل تمہارے حلق کو آگئے تھے اور تم خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرتے تھے “

هَٰذَا لَيْتَ ابْنِي الْمُؤْمِنُونَ وَهُمْ لَوِ اسْرُؤُا لِّزَالِ الشَّيْطَانِ ۚ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ تَمَازَعَدْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ لَا غَرْبَ وَهُمْ لَا يَتَذَكَّرُونَ (۱۳: ۳۳)

وہاں مسلمانوں کی خوب آزمائش کی گئی اور دل کے خوف سے خوب ہلائے اور لرزش دیئے گئے اور جبکہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ اللہ اور اُس کے رسول نے محض فریب دینے کے لئے ہم سے وعدہ کر رکھا تھا۔

وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا وَيَسْتَأْذِنُ



فَرِيقٌ مِنْهُمْ النَّبِيُّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِذْ  
يُرِيدُونَ إِلَّا فِتْنَةَ اسْرَٰءِ ۙ

ترجمہ :- اور جب انہی میں سے ایک گروہ نے کہا اے اہل مدینہ اس لشکر میں تمہارا ٹھکانا نہیں ہے اس لئے  
تم واپس چلے جاؤ۔ اور ایک فریق منافقوں میں سے نبی سے اجازت لیتا تھا کہتے تھے ہمارے

گھر خالی ہیں حالانکہ وہ خالی نہ تھے۔ یہ منافق صرف لڑائی سے بھاگنا چاہتے تھے “  
وَلَوْ دَخَلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ آفَاطٍ هَآئِلَةٌ سَأَلُوكَ الْفِتْنَةَ لَا تَوْهَآ وَمَا تَلَبَّثُوا فِيهَا  
إِلَّا لَيْسَٰرًا ۚ وَلَقَدْ كَانُوا عَاكِهًا عَنِ النَّبِيِّ ۖ قَبْلُ لَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا ذَبَابًا وَكَانَ  
عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُورًا ۙ

اور اگر منافقوں پر چاروں طرف سے مدینہ کے دشمن گھس آئیں اور ان سے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے  
کو کہیں تو یہ فوراً انہیں اور دیر نہ کریں مگر تھوڑی سی۔ اور بے شک پہلے انہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ  
پشت نہ پھیریں گے جہاں سے اور خدا کے عہد کی بابت ضرور سوال کیا جائے گا۔

قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْفِتْرَٰءُ ۚ إِنَّ قُرْءَانُكُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذْ أَتَاكُمْ تَعْمُونَ إِلَّا  
قَلِيلًا ۙ قُلْ مَنْ قَالَ لِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَرَادَ بِكُمُ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمُ رَحْمَةً  
وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا لَصِيْرًا ۙ

کہدو اے منافقو! تم کو موت یا قتل سے بھاگنا نفع نہ دے گا اور اُس وقت تم فائدہ نہ دینے  
جاؤ گے مگر تھوڑا سا۔ کہدو کون شخص ہے جو تم کو خدا سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اگر وہ تمہارے  
ساتھ بُرائی یا بھلائی کا ارادہ کرے اور وہ خدا کے سوا اپنے لئے مددگار اور حمایتی نہ  
پائیں گے “

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّظِينَ مِنْكُمْ وَالتَّقَاتِلِينَ وَخَوَٰنَهُمْ لَا يَأْتُونَ الْبَآسَ  
إِلَّا قَلِيلًا ۙ (۲۳-۱۸)

بے شک خدا جانتا ہے اُن لوگوں کو تم میں سے جو لوگوں کو جہاد میں جانے سے روکتے ہیں اور ان  
بھائیوں کو بھگاتے ہیں اور خود جنگ میں نہیں جاتے مگر تھوڑا سا (یعنی کبھی کبھی)

أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ سَرَّأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلدَّوْسِ آعِيْنُهُمْ  
كَالَّذِي لَغِيْثًا عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ لَقَوْا كَرِهَ الْبَآسَةَ  
هِيَ إِشِحَّةٌ عَلَى الْخَيْرِ ۙ

ترجمہ :- اور تمہارے حق میں بخیلی کرتے ہیں۔ اُن کی آنکھیں اس طرح پھرتی ہیں۔  
 جیسے موت کی غشی والے کی آنکھیں پھرتی ہیں۔ پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تب تم سے  
 تیز زبانی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں مال غنیمت میں بخیلی کرنے والے۔  
 وَإِنْ يَأْتِ الْخَزَائِبَ يُودُّوْا لَوْ أَتَاهُمْ بِأَدْوَنَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْكُوْنَ عَنْ أَنْبَاءِ كُوفٍ  
 وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيْلًا ۝

اور اگر پھر لشکر موجود ہوں تو یہ منافق یہی چاہیں کہ کاش یہ دیہات میں کہیں نکل جائیں اور  
 تمہاری خبر میں دریافت کرتے رہیں اور اگر تمہارے ساتھ جنگ میں شریک بھی ہوں تو نہ لڑیں گے  
 یہ لوگ مگر تھوڑے سا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ  
 وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۝ (۲۱: ۳۳)

بے شک تمہارے واسطے اے مسلمانو (یعنی) اُن لوگوں کے لئے جو خدا اور روزِ آخرت کے  
 عذاب سے ڈرتے اور کثرت سے یادِ الٰہی کیا کرتے تھے (پیروی کرنے کو) رسول اللہ کا عمدہ  
 نمونہ موجود ہے۔

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ  
 وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۝ وَمَا زَادَ هَٰذَا إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝  
 اور جب سچے مسلمانوں نے (دشمنوں کے) گروہوں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو وہی موقع ہے  
 جس کا خدا اور رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اُس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس  
 موقع کے پیش آنے سے ان کا ایمان اور فرمانبرداری کا شیوہ زیادہ ہوا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ  
 نَحْبَهُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ ۚ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۚ لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ  
 بِمِثْلِ قِيَمَتِهِمْ ۚ وَيُعَذِّبَ الْكَاذِبِينَ ۚ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ  
 كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

مومنوں میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ خدا کے ساتھ جنہوں نے (جہاں نثاری) کا عہد کیا تھا اُس میں  
 سچے اترے سوا بعض تو اُن میں سے اپنی منبت پوری کر گئے (یعنی شہید ہوئے) اور بعض اُن  
 میں سے (شہادت) کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنی (بات میں) کچھ دُوبدل نہیں کیا (یہ جنگ

اسی لئے پیش آئی، کہ خدا سچے مسلمانوں کو اُن کے سچ کا عوض دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا (چاہے) توبہ کی توفیق دے کر اُن کی توبہ قبول فرمائے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے“

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَيْطِهِمْ لَمَّا بَيْنَا لَهُ اَحْيَا وَكُفِيَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ  
الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ط وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوا هُمْ وَقَاهُمْ مِنْ اَهِلِّ  
الْكِيْلَابِ مِنْ صِيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الْمُرَّ عَبْرَ فَرِيْقًا يَقْتُلُوْنَ وَ  
ثَاوِيَةً فَرِيْقًا ط وَأَوَسَّكُمُ اُدْهُهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَامْوَاطِئَهُمْ وَاَرْضَا لَمْ  
يَلْبُثُوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ط

ترجمہ :- اور خدا نے کافروں کو مدینے سے، ہٹا دیا (اور وہ) اپنے غصہ میں (بھرے ہوئے ہٹ گئے)،  
اُن کو (اس مہم سے) کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا اور خدا نے (اپنی مدد سے) مسلمانوں کو لوٹنے کی  
نوبت نہ آنے دی اور اللہ زبردست اور غالب ہے۔ اور اہل کتاب میں سے جو لوگ (یعنی  
بنی قریظہ کے یہودی) مشرکین کے مددگار ہوتے تھے خدا اُن کو اُن کے قلعوں سے نیچے اتار دیا  
اور اُن کے دلوں میں (تم مسلمانوں کا ایسا) رعب بٹھا دیا کہ تم بے دھڑک (بعض کو اُن میں سے  
قتل اور بعض کو قید کرنے لگے اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُن کے مالوں کا اور (غیر  
اُس زمین (غیر) کا جس میں تم نے قدم تک نہ رکھا تھا تم ہی) کو مالک بنا دیا۔



## غزوہ قریظہ کے بعد کے واقعات

حضرت سعد بن معاذ کی شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی قریظہ کی مہم سے فراغت ہو گئی تو حضرت سعد بن معاذ کا زخم بننے لگا اور اسی کے سبب سے وہ شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت سعد بن معاذ کا انتقال ہوا ہے تو رات کا وقت تھا۔ اسی وقت جبرائیل استبرق کا عمامہ باندھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ ایسا کون بزرگ شخص فوت ہوا ہے جس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں اور عرش ہل گیا ہے۔ رسول کریم اسی وقت اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے سعد کے پاس آئے اور دیکھا تو اُن کا انتقال ہو گیا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب مکہ سے واپس آ رہی تھیں تو اسید بن حضیر ان کے ساتھ تھے۔ فرماتی ہیں راستہ میں ایک عورت کے مرنے کی خبر پہنچی۔ اسید رضی اللہ عنہ اس سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے اسید تم ایک عورت کے مرنے پر اس قدر رنج کرتے ہو حالانکہ تمہارے چچا زاد بھائی کا بھی انتقال ہوا ہے جن کی وفات سے عرش ہل گیا۔

حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ ایک جیم آدمی تھے۔ جب لوگوں نے ان کا جنازہ اٹھایا تو اُس کو بہت ہلکا پایا۔ مسلمان کہنے لگا واللہ! ایسے جیم شخص کا جنازہ اور اس قدر ہلکا کہ ایسا ہلکا جنازہ ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کی گفتگو سنی تو فرمایا اس جنازہ کے اٹھانے والے تمہارے علاوہ اور لوگ (یعنی فرشتے) بھی ہیں اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ملائکہ سعد کی روح سے بشارت حاصل کر رہے ہیں اور عرش ہل گیا ہے۔

جائزہ کہتے ہیں جس وقت سعد کو دفن کیا گیا ہے تو ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود

تھے۔ تو آپ نے تسبیح پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ تسبیح پڑھی۔ اس کے بعد تکبیر کہی۔ ہم نے بھی تکبیر کہی۔ پھر صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! تسبیح اور تکبیر آپ نے کس لئے پڑھی ہے؟ فرمایا اس نیک بندے کی قبر تنگ ہو رہی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو کشادہ کر دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر شخص پر تنگ ہوتی ہے۔ اگر اس سے کوئی نجات پانے والا تھا تو سعد بن معاذ تھا۔ انصار میں سے ایک شخص نے سعد بن معاذ کی وفات پر یہ شعر کہا ۵

وَمَا اهْتَزَّ عَرْشُ اللَّهِ مِنْ مَوْتِ هَالِكٍ سَمِعْنَا بِهِ إِلَّا الْوَعْدَ سَعْدِ ابْنِ عَمْرٍو  
ترجمہ :- کسی مرنے والے کی موت سے ہم نے اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلنے نہیں سنا سوا سعد بن معاذ ابی عمرو کے۔

غزوہ خندق میں شہداء اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں خندق کی جنگ میں مسلمانوں سے چھ آدمی شہید ہوئے :-

- ۱۔ بنی عبداللہ میں سے سعد بن معاذ اور
  - ۲۔ انس بن عوف بن عتیک بن عمرو
  - ۳۔ عبداللہ بن سہل - تین شخص
  - ۴۔ خزیج کی شاخ بنی سلمہ میں سے فضیل بن نعان
  - ۵۔ ثعلبہ بن غنم - دو شخص
  - ۶۔ اور بنی بنجار کی شاخ بنی دینار میں سے کعب بن زید ایک تیر کی ضرب سے شہید ہوئے جس کا ماہ نے والا معلوم نہ ہوا کہ کون شخص تھا۔
- کفار کے مقتولین | اور مشرکین میں سے اس جنگ میں تین شخص قتل ہوئے۔ بنی عبدالدار بن اقصیٰ میں سے منبہ بن عثمان بن عبید بن سباق بن عبدالدار ایک تیر سے زخمی ہوا اور مکہ میں جا کر مر گیا۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ قتل ہوا اس نے خندق پر حملہ کیا تھا اور وہیں قتل ہوا۔ مسلمانوں نے اس کی لاش اپنے قبضہ میں کر لی۔ مشرکوں نے کہا اس کی لاش ہمارے ہاتھ فروخت کر دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کو اس کی لاش کی یا اُس کی قیمت کی کچھ



ضرورت نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لاشیں مشرکین کو واپس کر دی۔ اور زہری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین اس لاش کے معاوضہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دس ہزار درہم دینا چاہتے تھے۔

معتبر روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے اس جنگ میں عمرو بن عبدودؓ اور اس کے بیٹے حمل بن عمر کو قتل کیا۔

**غزوہ قرینہ کے شہید** | بنی قرینہ کی جنگ میں مسلمانوں میں سے بنی حوث بن خزرج سے خلا بن سؤید بن ثعلبہ شہید ہوئے۔ ان پر ایک یہودی عورت نے چچی کا پاٹ گرا دیا تھا۔ اُس کی ضرب سے ان کا سر پھٹ گیا اور یہ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ نے فرمایا ان کے لئے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔

اور بنی قرینہ کے محاصرہ کے وقت ابوسنان بن مجہسن نے انتقال کیا اور بنی قرینہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ اسی مقبرے میں اب بھی اُن کے مردے دفن کئے جاتے ہیں۔

جب صحابہ خندق کی جنگ سے واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آج سے قریش تم پر چڑھ کر نہ آئیں گے بلکہ اب تم ان پر چڑھ کر جاؤ گے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ ہی نے لشکر کشی کی اور مکہ فتح ہوا۔

**سلام بن ابی الحقیق کا قتل** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب خندق اور بنی قرینہ کی مہم سے فراغت ہوئی تو بنی خزرج نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام بن ابی الحقیق کے قتل کرنے کی اجازت لی۔ کیونکہ اس سے پہلے کعب بن اشرف کو قتل کر چکے تھے۔

اب خزرج نے چاہا کہ ہم سلام بن ابی الحقیق کو قتل کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت اور ثواب کے مستحق ہوں۔ یہ سلام بن ابی الحقیق ابورافع وہ شخص ہے جو قبائل عرب کو آنحضرتؐ کی عداوت اور لڑائی پر آمادہ کیا کرتا تھا اور خود خیبر میں رہتا تھا۔ آنحضرتؐ نے بنی خزرج کو اس کے قتل کی اجازت دیدی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خداوند کریم کی اپنے رسول پر عنایت اور نوازش کی ایک بات یہ تھی کہ انصار کے دونوں قبیلے اس کوشش میں رہتے تھے کہ ہم دوسرے سے نیک کام میں جیتے نہ رہیں۔ جب اُس کوئی کام کرتے تو خزرج بھی چاہتے کہ ہم بھی کوئی ایسا کام کریں اور جب خزرج کوئی کام کرتے تو اوس کا یہی حال ہوتا۔

جب اوس نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ خزر ج نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اوس سے پیچھے رہ جائیں اور یہ ہم پر فضیلت لے جائیں۔ تب انہوں نے مشورہ کیا کہ اب ایسا کون شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت عداوت رکھتا ہو جیسے کہ ابن اشرف تھا۔ تو یہ بات طے ہوئی تھی کہ ابن ابی الحقیق کو جو خیبر میں رہتا ہے قتل کرو۔ پھر انہوں نے آکر حضور سے اجازت چاہی۔ آپ نے ان کو اجازت دی۔ پس خزر ج کے قبیلہ بنی سلمہ میں سے پانچ آدمی اس کام پر مستعد ہوئے۔ عبد اللہ بن عتیک، مسعود بن سنان، عبد اللہ بن انیس، ابوقحافہ حرث بن ربیع اور خزاعی بن اسودان کے حلیف جو بنی اسلم سے تھے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عتیک کو سردار مقرر کیا اور اس بات سے منع کر دیا کہ کسی بچے یا عورت کو قتل نہ کرنا۔

**خیبر میں ورود** یہ پانچوں شخص خیبر میں آئے اور رات کے وقت ابن ابی الحقیق کے مکان میں پہنچے اور اس مکان میں جس قدر گھر تھے سب کے دروازوں کی کڑیاں لگا گئیں تاکہ ان میں سے کوئی شخص باہر نہ نکلے پائے۔ پھر سلام بن ابی الحقیق کے گھر میں پہنچے اور اُس کو آواز دی اُس کی عورت نے کہا تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا ہم عرب ہیں اور میثروہ کی تلاش میں یہاں آئے ہیں۔ عورت نے کہا یہاں آؤ جن کو تم پوچھتے ہو وہ یہ ہیں:

انصار کا بیان ہے کہ ہم اندر آ گئے اور اندر سے اُس کو ٹھٹھری کی بھی گٹھلی لگا دی تاکہ او کوئی اندر آ کر اُس کے قتل میں مانع نہ ہو۔ مگر اس کی بیوی یہ دیکھ کر شور مچانے لگی اور ہم لوگ ابن ابی الحقیق کی طرف دوڑے وہ اپنے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا اور رات کے اندھیرے میں اُس کے جسم کی سفیدی سے ہم نے اُس کو پہچان کر اپنی تلواروں پر لکھ لیا۔ جب اُس عورت نے شور مچایا تو ہم میں سے ایک شخص نے اپنی تلوار اُس پر بلند کی۔ مگر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کا خیال کر کے ہاتھ روک لیا۔ ورنہ ایک ہاتھ میں اُسی وقت اُس کا فیصلہ ہو جاتا۔

کہتے ہیں جب ہم نے اُس پر تلواریں ماریں تو عبد اللہ بن انیس نے اپنی تلوار اُس کے پیٹ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ تلوار پیٹ کے پار ہو گئی۔ اور وہ کہنے لگا بس مجھ کو یہ کافی ہے انصار کہتے ہیں اُس کو قتل کر کے ہم واپس ہوئے اور جب اوپر کے درجہ سے نیچے اترنے لگے تو عبد اللہ بن عتیک بسبب ضعف بعادت کے میٹھی پر سے گر پڑے اور اُن کا ہاتھ اور

بقول بعض پیر اتر گیا۔ ہم اُن کو اٹھا کر خیبر کے ایک چشمہ پر آئے اور وہاں دم لیا۔ یہودیوں نے چراغ روشن کر کے ہم کو چاروں طرف ڈھونڈنا شروع کیا۔ جب کہیں ہم کو نہ پایا تو واپس چلے گئے۔ اور ہم نے یہ خیال کیا کہ ہم کو کوئی نہ معلوم ہو کہ واقعی دشمنین خدا قتل ہو گیا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے ہم میں سے ایک آدمی تیار ہوا۔ اُس نے کہائیں جاتا ہوں اور معلوم کر کے تمہیں بتاتا ہوں۔ وہ گیا اور لوگوں میں گھس گیا اور اُس نے دیکھا کہ سلام بن ابی الحقیق کی بیوی ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے اُس کے منہ کو دیکھ رہی ہے اور لوگوں سے اس قصبہ کو بیان کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ واللہ میں نے ابن عتیک کی آواز سنی تھی۔ پھر میں نے خیال کیا کہ یہاں اس وقت ابن عتیک کہاں۔ پھر اُس نے چراغ سے ابن ابی الحقیق کا چہرہ دیکھا اور کہا قسم ہے یہود کے معبود کی اس کا انتقال ہو گیا۔

انصاری کہتے ہیں اُس کی اس بات سے میں بہت خوش ہوا۔ اور پھر میں نے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچائی اور اپنے ساتھی کو اپنی پٹی پر لاد کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دشمن خدا کے قتل ہونے کی خبر بیان کی۔ پھر آپ کے سامنے ہی ہم نے اس بات میں اختلاف کیا کہ کس کی تلوار نے اُس کو قتل کیا ہے؟ ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے قتل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب اپنی اپنی تلواں مجھ کو دکھاؤ۔ ہم نے آپ کو تلواںیں دکھائیں۔ آنحضرتؐ نے عبداللہ بن انیس کی تلوار دیکھ کر فرمایا کہ اس تلوار سے وہ قتل ہوا ہے۔ کیونکہ اس پر میں نے کھانے کا نشان دیکھا ہے۔



ابن حباب عبداللہ بن انیس نے اُس کے پیٹ میں تلوار اتار دی تھی تو اُس پر پیٹ کی کچھ آلائشیں لگی

## سرکردہ افراد کا قبول اسلام

عمر بن العاص اور خالد بن ولید کا قبول اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں خود عمرو بن عاص کی جنگ سے مع لشکر کے مکہ واپس گیا، تو میں نے قریش کے چند لوگوں کو جمع کیا جو اکثر میری رائے سے متفق ہوا کرتے تھے اور میری بات سنا کرتے تھے۔ پھر میں نے ان لوگوں سے کہا بخدا میں ایسا دیکھتا ہوں کہ روز بروز محمدؐ کا کام بلند ہوتا جائے گا اور اُنہی کو غلبہ اور فتح ہوگی۔ میں نے اس میں ایک رائے نکالی ہے تم بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اُن لوگوں نے کہا پہلے تم بیان کرو کہ تمہاری رائے کیا ہے۔

بخاشی کے دربار میں | میں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم کچھ تحفہ اور ہدیہ لے کر بخاشی بادشاہ حبش کے پاس چلیں اور وہیں رہنا اختیار کریں، کیونکہ اُس کے ماتحت ہو کر رہنا میرے نزدیک محمدؐ کے تابع دار ہو کر رہنے سے بہتر ہے۔ پھر اگر یہاں ہماری قوم محمدؐ پر غالب ہوئی تب تو ہمارے لئے بہت ہی بہتر ہوگا اور اگر محمدؐ غالب ہوئے تب بھی ہمارا کچھ حرج نہ ہوگا عمرو بن عاص کہتے ہیں میرے دوستوں نے اس بات کو پسند کیا اور عمدہ عمدہ چمڑے جو ہمارے ہاں کا تحفہ تھا جمع کر کے ہم بخاشی کے پاس حبش کو روانہ ہوئے۔ پھر ہم اُس کے پاس پہنچے ہی تھے کہ ہم نے دیکھا عمرو بن أمیہ عمری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر اور اُن کے ساتھیوں کے لئے بھیجا تھا۔ جس وقت ہم بخاشی کے پاس جا رہے تھے اُس وقت عمرو بن أمیہ بخاشی کے پاس سے آ رہے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو عمرو بن أمیہ جا رہا ہے۔ میں بخاشی سے اس کو مانگ لوں گا اور قتل کروں گا۔ پھر قریش اگر محمدؐ کو قتل کریں گے تو میں اُن کے برابر ہو جاؤں گا۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میں بخاشی کے سامنے گیا اور میں نے اس کو سجدہ کیا جیسی کہ عادت تھی۔ بخاشی نے کہا۔ اؤ میرے دوست اؤ خوب آئے۔ کیا میرے لئے کوئی تحفہ بھی اپنے شہر سے

لائے ہو۔ میں نے عرض کیا اے بادشاہ میں بہت سی کھالیں اور چمڑہ آپ کے نذرانہ کے لئے لایا ہوں۔ پھر وہ ہدیہ بخاشی کے سامنے میں نے پیش کیا۔ بخاشی بہت خوش ہوا اور اُس کو قبول کیا۔ پھر میں نے کہا اے بادشاہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آپ کے پاس سے ابھی نکل کر گیا ہے اور وہ ہمارے دشمن کا بھیجا ہوا آپ کے ہاں آیا ہے۔ اس کو آپ مجھے دے دیجئے۔ تاکہ میں اس کو قتل کر دوں۔

**بخاشی کی ناراضگی** | عمرو بن عاص کہتے ہیں بخاشی میری اس بات کو سن کر سخت خفا ہوا۔ اور اس زور سے اپنا ہاتھ اپنی ناک پر مارا کہ مجھ کو یقین ہو گیا کہ ناک ضرور ٹوٹ گئی ہوگی۔

عمرو بن عاص کہتے ہیں اس بات کو کہہ کر میں اس قدر شرمندہ ہوا کہ کاش اس وقت زمین پھٹ جاتی اور میں اس میں سما جاتا۔ اور میں نے کہا اے بادشاہ اگر میں سمجھتا کہ آپ خفا ہوں گے تو میں ہرگز ایسی بات نہ کہتا۔

بخاشی نے کہا اے عمرو کیا تو مجھ سے ایسے شخص کو مانگ رہا ہے جو اُس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس کے پاس وہ فرشتہ آتا ہے جو موسیٰ کے پاس آتا تھا تاکہ تو اس کو قتل کر دے۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا یہ بات ہے۔ بخاشی نے کہا اے عمرو تجھ کو خرابی ہو اور میری اطاعت کر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کر لے۔ بے شک وہ حق پر ہیں اور عنقریب وہ اپنے تمام مخالفین پر غالب ہو جائیں گے جیسے کہ موسیٰ فرعون اور اُس کے لشکر پر غالب ہوئے تھے۔ میں نے کہا اے بادشاہ! کیا آپ مجھ سے اسلام پر بیعت لیتے ہیں۔ بخاشی نے کہا ہاں! میں بیعت لیتا ہوں۔

**قبول اسلام** | عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نے بخاشی سے بیعت کی اور اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ مگر اُن سے اپنے اسلام کا حال بیان نہ کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لانے کی خاطر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں مجھ کو خالد بن ولید ملے سے آتے ہوئے ملے اور یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ میں نے کہا اے ابوسلمان کہاں جاتے ہو؟

خالد نے کہا اب کہاں تک ہم مخالفت کریں گے۔ واللہ بے شک وہ سچے نبی ہیں۔ میں تو اسلام قبول کرنے اُن کے پاس جا رہا ہوں۔ میں نے کہا۔ میں بھی اسلام لانے



جا رہا ہوں۔

پھر ہم مدینہ میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خالد بن ولید نے اُٹھ کر بڑھ کر آنحضرت کی بیعت کی اور مسلمان ہوئے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ میرے سب گناہ معاف ہو جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمرو بیعت کرو اسلام اپنے سے پہلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت بھی سب گناہوں کو دور کرتی ہے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

عثمان بن طلحہ کا قبول اسلام | ابن اسحاق کہتے ہیں بعض معتبر لوگوں کا بیان ہے کہ عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے بھی ان دونوں کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قرینہ کی جنگ ماہ ذی الحجہ میں ہوئی۔ اور یہ حج بھی مشرکوں ہی کے قبضہ میں رہا۔



## دیگر غزوات

**غزوہ بنی لحيان** | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی قریظہ کی جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ذی الحجہ، محرم، صفر، ربیع الاول اور ربیع الثانی پانچ مہینے رہے۔ پھر چھ مہینے میں بنی لحيان کی جنگ کے لئے تشریف لے چلے اور اصحاب ربیع یعنی خبیب بن عدی اور اس کے ساتھیوں کے بدلے کے لئے جنگ کا ارادہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر یہ کیا کہ ملک شام جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ یکبارگی دشمنوں پر جا پڑیں اور مدینہ میں آپ نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔

**منازل سفر** | پھر مدینہ سے باہر نکل کر جبل غراب پر سے گزرے۔ یہ پہاڑ مدینہ کے ایک طرف شام کے راستے پر ہے۔ پھر اس پہاڑ پر سے آپ مقام بشراء پر آئے اور وہاں سے صفق ذات الیہا میں آئے۔ پھر یہاں سے پتھر بیلے میدان سے گزر کر سید سے راستہ پر آ گئے اور یہاں سے آپ نے تیز رفتاری اختیار کی۔ یہاں تک کہ مقام غران میں جہاں بنی لحيان رہتے تھے پہنچے۔ غران ایک جنگل ہے آج اور عسفان کے درمیان میں اور اس کے قریب شہر ساہج ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی بنی لحيان پہاڑیوں کی چوٹیوں اور قلعوں کے اندر بھاگ گئے تھے۔ آنحضرت کو جب یہ حال معلوم ہوا تب آپ نے فرمایا۔ اگر ہم عسفان کی طرف اتر جائیں تو مکہ کے لوگ یہ خیال کریں گے کہ ہم مکہ کی طرف آ رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ سواروں کو لے کر عسفان کی طرف اتر گئے۔ اور پھر دو سواروں کو آپ نے کراع النعیم کی طرف روانہ کیا اور پھر خود مدینہ کی طرف واپس ہوئے۔

جابر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا جس وقت آپ مدینہ کی طرف واپس ہوئے فرماتے تھے :-

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ وَعَثَاءِ السَّفَرِ وَكَابِتَةِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ

فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ -

ترجمہ: میں سفر کی مشقت بڑے انجام، واپسی کے اندر وہ غم اور مال و اسباب کی بد حالی دیکھنے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

**اُونٹوں پر چھاپہ** | بنی لحیان کے غزوہ سے آکر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو تین ہی رات رہے تھے کہ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری غطفان کے چند سواروں کو لے کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اُونٹوں پر آپڑا اور اُن کو لوٹ کر لے گیا ایک چرواہے کو جو بنی غفار میں سے تھا قتل کر گیا اور اُس کی عورت کو گرفتار کر کے لے گیا۔

**غزوہ ذی قرد** | ابن اسحاق کہتے ہیں پہلے جس شخص نے عیینہ کو اُونٹ لے جاتے ہوئے دیکھا وہ سلمہ بن عمرو بن اکوع اسلمی تھے۔ صبح کے وقت یہ اپنی تیر کمان لگائے ہوئے کسی ضرورت کو جا رہے تھے اور طلحہ بن عبید اللہ کا غلام ایک گھوڑے کو ہنکاتا ہوا ان کے ساتھ جا رہا تھا۔ جب یہ دونوں ثنیۃ الوداع کے اوپر پہنچے۔ وہاں سے انہوں نے دشمنوں کے گھوڑے دیکھے اور چیخ کر آواز دی کہ دشمن کو دیکھ لیا ہے آ جاؤ۔ اور پھر سلمہ بن اکوع شیر کی طرح دشمنوں پر جا پڑے اور تیروں سے اُن کے دُخ پھیرنے شروع کر دیئے۔ اور جب تیر مارتے تھے کہتے تھے: خُذْ هَذَا نَا بَنِي الْأَكُوْعِ وَالْيَوْمَ يَوْمَ الْفَتْحِ۔

ترجمہ: اس تیر کو لو۔ میں اکوع کا بیٹا ہوں آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔ اور سلمہ یہ کہتے کہ جب دشمن اُن کی طرف کو دوڑتے تو یہ پیچھے بھاگ آتے اور پھر اُن کے تیر مارنے شروع کرتے۔

**مسلمان شہسوار** | ادوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع کی پکار سنی تو تمام مدینہ میں اعلان کرادیا کہ دشمن کے مقابل چلو۔ فوراً سواراً حضرت کی خدمت میں آئے شروع ہوئے۔ سب سے پہلے جو سوار آئے وہ مقداد بن عمرو تھے۔ انہی کو مقداد بن اسود بھی کہتے ہیں۔ پھر مقداد کے بعد عباد بن بشر بن قش بن زعینہ بن زغوراء بنی عبد اللہ شہل میں سے اور سعد بن زید بنی کعب بن عبد اللہ شہل میں سے اور اسید بن ظہیر بنی حارثہ میں سے اور حکاشہ بن حصن بنی اسد بن خزیمہ میں سے اور ابو قتادہ ثمری بن ربیع بن سلمہ میں سے اور ابو عیاش عیینہ بن زید بن حامت بنی نذیق میں سے آکر آپ کی خدمت میں جمع ہوئے۔ آپ نے سعد بن زید کو ان کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ لٹیروں کی تلاش میں جاؤ۔ میں بھی تم سے آملتا ہوں۔

**رسول اللہ کی نصیحت** | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عیاش سے فرمایا۔ اگر تم اپنا گھوڑا کسی اچھے سوار کو دے دو تو بہتر ہے وہ تم سے پہلے لیٹروں سے جا ملے گا۔

ابو عیاش کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی اچھا سوار ہوں۔ پھر میں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ بندہ اپنی پس قدم بھی میرا گھوڑا نہ چلا کہ اُس نے مجھ کو پھینک دیا۔ تب مجھ کو اپنے قول پر تعجب ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنے گھوڑے کو کسی اچھے سوار کو دے دو اور میں یہ کہتا ہوں کہ میں اچھا سوار ہوں۔ بنی زریق میں سے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابو عیاش کا گھوڑا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ بن معص بن قیس بن غلہ کو عنایت کیا تھا۔

سلمہ بن اکوع پیدل ہی لیٹروں کے عقب میں گئے تھے پھر ان کے بعد یہ سوار جا پہنچے۔

**محرم کی سبقت اور شہادت** | ابن اسحاق کہتے ہیں پہلا جو سوار لیٹروں کے پاس پہنچا یہ محرم بن نضله تھے جس کو افرم بھی کہتے ہیں اور بعض قہمیر کہتے ہیں۔ جب مدینہ سے سواہ ہو کر روانہ ہونے لگے تو محمود بن مسلمہ کے باغ میں ایک گھوڑا دستی سے بندھا ہوا تھا وہ گھوڑا دوسرے گھوڑوں کی آواز سن کر ہنہانے اور جولا فی کرنے لگا۔ بنی عبد الاشمل کی بعض عورتوں نے اُس گھوڑے کو باغ میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر قہمیر سے کہا کہ اے قہمیر تم اس گھوڑے پر سواہ ہو جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملو قہمیر نے کہا بہت اچھا اور پھر اُس پر سواہ ہو کر بہت جلدی قوم سے جا ملے اور اُن کو قتل کرنا شروع کیا اور اُن سے کہا کہ اے بد معاشو! ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ چاروں طرف سے مہاجرین اور انصار تمہاری سرکوبی کو آجائیں۔

لیٹروں میں سے ایک شخص نے قہمیر پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا اور ان کا گھوڑا بھاگ کر اپنے مقام پر آگیا اور کسی دشمن کے ہاتھ نہ آیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں میں سے سوا قہمیر کے کوئی شہید نہیں ہوا۔

ابن ہشام کہتے ہیں قہمیر کے ساتھ وقاص بن مجرم مدلی بھی شہید ہوئے۔

**مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام** | ابن اسحاق کہتے ہیں محمود کے گھوڑے کا نام ”ذولحجہ“ تھا سعد بن زید کے گھوڑے کا نام ”لاحق“ تھا۔ بقداہ کے

گھوڑے کا نام ”بعرجہ“ تھا اور بعض کہتے ہیں ”سبحہ“ تھا۔ عکاشہ بن محسن کے گھوڑے کا نام ”ذولہ“ تھا۔ اور ابوقتاہ کے گھوڑے کا نام ”خروہ“ تھا۔ عباد بن بشر کے گھوڑے کا نام ”لماع“ تھا۔ اسید بن ظہیر کے گھوڑے کا نام ”منون“ تھا۔ ابو عیاش کے گھوڑے کا نام ”جلوہ“ تھا۔ عبد اللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ محرز عکاشہ بن محسن کے گھوڑے پر سوار تھے اور اس گھوڑے کا نام جنح تھا۔ پس محرز کو شہید کر کے لیٹے ان کے گھوڑے جنح کو لے گئے۔

**لیٹیروں کے مقتول** | ابوقتاہ نے حبیب بن عیینہ بن حصن کو قتل کر کے جو لیٹیروں میں سے تھا اپنی چادر اُس پر اوڑھا دی اور پھر لیٹیروں کے مقابلے پر چلے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم بنا کر مسلمانوں کے ساتھ معرکہ میں تشریف لائے۔ مسلمانوں نے حبیب کو ابوقتاہ کی چادر اوڑھے ہوئے پڑا دیکھ کر اتالیق پڑھی اور سمجھے کہ ابوقتاہ شہید ہو گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابوقتاہ نہیں ہے بلکہ ابوقتاہ کا قتل کیا ہوا آدمی ہے۔ ابوقتاہ نے اس لئے اپنی چادر اُس کو اوڑھا دی ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ابوقتاہ کا قتل ہے۔

اور عکاشہ بن محسن نے ادبار اور اُس کے بیٹے عمرو بن ادبار کو ایک اونٹ پر بیٹھے دیکھ کر ایک نیزہ ایسا مارا کہ دونوں کے پاؤں ہو گیا اور دونوں قتل ہو گئے اور مسلمانوں نے کچھ اونٹ لیٹیروں سے چھڑا لئے پھر رسول اکرمؐ مسلمانوں کے ساتھ مقام ذی قرون جا کر اترے اور ایک دن رات وہاں قیام کیا۔

اسی مقام پر سلمہ بن اکوع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر تُو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ روانہ فرمائیں تو باقی اونٹ بھی میں لیٹیروں سے چھڑا کر لاؤں اور لیٹیروں کو بھی گرفتار کر کے حاضر کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ لیٹے قبیلہ غطفان میں آج شام کو جا پہنچیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے اندر تُو تُو آدمیوں میں ایک ایک اونٹ تقسیم فرمایا اور مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔



غفاری کی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کے اُونٹوں میں سے ایک اُونٹنی پر سوار ہو کر آپ کے پاس آئی اور سارا واقعہ ابتداء سے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ پھر کہنے لگی یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی۔ کہ اگر خدا مجھ کو اس اُونٹنی پر بجات دے گا تو میں اس کی قربانی کروں گی۔ عورت کی اس بات سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور فرمائیے گئے۔ تُو نے اس اُونٹنی کے لئے بُرا بدلہ تجویز کیا۔ ایک تو خدا تجھ کو اس پر بجات دے۔ پھر تُو اس کی قربانی کرے۔ یہ گناہ کی بات ہے اور گناہ میں نذر نہیں ہوتی۔ اور نہ اُس چیز میں نذر ہوتی ہے جس کی تُو مالک نہ ہو۔ یہ اُونٹنی تو میرے اُونٹوں میں سے ہے۔ تیری ملکیت نہیں ہے اس لئے تُو خدا کی برکت کے ساتھ اپنے گھر جا۔



# غزوہ بنی مصطلق

**غزوہ بنی مصطلق** | غزوہ ذی قرد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جہادی لائحہ عمل اور رجب کا مہینہ گزار کر شعبان ۶ھ ہجری میں غزاعہ کی شاخ بنی مصطلق پر جہاد کی تیاری کی اور مدینہ میں ابوذر غفاری اور بقول بعض نمیلہ بن عبد اللہ لیشی کو حاکم مقرر فرمایا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ بنی مصطلق آپ سے جنگ کے لئے تیاری کر رہے ہیں اور ان کا سردار حارث بن ابی ضراد ہے جو آنحضرت کی زوہرہ محترمہ المومنین حضرت جویریہ کا باپ تھا۔

آنحضرتؐ اس خبر کے سنتے ہی صحابہ کا لشکر لے کر ان کی طرف روانہ ہوئے اور مقام مرسیع میں جو ان کے ایک چشمہ کا نام تھا دونوں لشکروں کی ملاقات ہوئی۔ یہ مقام ساحل سمندر کے قریب قدید کے کنارہ پر ہے۔

دونوں لشکروں میں خوب جنگ ہوئی اور قتل و قتل کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب کیا۔ بہت سے مشرکین قتل ہوئے اور مسلمانوں نے ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔

راوی کہتا ہے بنی کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر میں سے ایک مسلمان ہشام بن صباہ کو انصار میں سے عبادہ بن صامت کے گروہ کے ایک شخص نے دشمن سمجھ کر انجان میں قتل کر دیا۔

**عبداللہ بن ابی کی فتنہ پر داندی** | راوی کا بیان ہے کہ چشمہ پر پانی پلانے کچھ لوگ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پناہ دیا ہوا بنی غفار میں سے ایک شخص جبہاء بن مسعود تھا۔ یہ بھی اپنے گھوڑے کو پانی پلانے لایا اور سنان بن دہرج بنی عوف بن خزرج کا حلیف بھی چشمہ پر آیا۔ اور ان دونوں یعنی سنان اور جبہاء میں لڑائی ہو گئی

پھر ان دونوں نے اپنی اپنی حمایت کے لئے لوگوں کو پکارا۔ جبہا نے مہاجرین کو آواز دی اور سنان نے انصار کو آواز دی۔ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کو غصہ آیا۔ اُس نے انصار کو حضورؐ اور مہاجرین کے خلاف اُجھالنے کے لئے کہا کہ تم لوگوں نے ان مہاجرین کو اپنے شہر میں اور اپنے گھروں میں جگہ دی اور ان کو پرویش کیا۔ واللہ اب جو ہم مدینہ میں واپس جائیں گے تو ضرور عزت والا ذلت والے کو مدینہ سے نکال دے گا۔ پھر انصار سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ سارا تمہارا قصور ہے۔ تم نے اپنے مالوں میں سے ان کو حصہ دیا اور اپنے گھروں میں رکھا۔ اگر تم اپنے ہاتھ ان لوگوں سے روک لیتے تو یہ کیوں اور چلے جاتے۔

**رسول اللہ کو خبر** | جس وقت عبداللہ بن ابی یہ گفتگو کر رہا تھا ایک نو عمر شخص زید بن ارقم نام کا وہاں کھڑا ہوا یہ گفتگو سن رہے تھے جب عبداللہ بن ابی کہہ چکا۔ زید بن ارقم نے ساری خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر بیان کی۔ یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب رسول اللہؐ دشمن کی مہم سے فارغ ہو چکے تھے اور عمر بن خطاب بھی حضورؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ عمر بن خطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! عباد بن بشر کو حکم فرمائیں تاکہ وہ فوراً جا کر عبداللہ بن ابی کو قتل کر دیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! لوگ یہ کہیں گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔ مگر میں اس وقت یہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ پھر حضورؐ نے اُسی وقت لشکر کے وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ وہ وقت آپؐ کے کوچ کرنے کا نہ تھا۔ آنحضرتؐ کے حکم فرماتے ہی لشکر نے کوچ کیا۔ عبداللہ بن ابی کو خبر پہنچی کہ حضورؐ کو میری گفتگو کی خبر ہو گئی ہے اور زید بن ارقم نے حضورؐ سے کہہ دیا ہے وہ اُسی وقت دوڑا ہوا آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور قسم کھائی کہ میں نے ایک حرف نہیں کہا ہے۔ انصار میں سے جو لوگ اُس وقت آنحضرتؐ کی خدمت میں موجود تھے انہوں نے عبداللہ بن ابی کی طرف سے فوج الوقتی کے لئے آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ زید بن ارقم بچہ ہے ضرور اس سے بیان کرنے میں غلطی ہو گئی ہوگی۔

**اسید بن حصیر سے** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو | ابن اسحاق کہتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے روانہ ہوئے تو اسید بن حصیر نے حاضر ہو کر آپؐ کو سلام کیا اور عرض کیا یا نبی اللہ آپؐ نے آج ایسے وقت میں کوچ فرمایا ہے کہ اس وقت آپؐ بھی روانہ نہ ہوتے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم نے اپنے ساتھی کی بات

نہیں سنی کہ اُس نے کیا کہا ہے؟ اُسید نے عرض کیا یا رسول اللہ کس ساعتی کی؟ فرمایا عبداللہ بن ابی کی۔ اُسید نے عرض کیا وہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا اُس نے کہا ہے کہ جب وہ مدینہ میں پہنچے گا تو عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا۔ اُسید نے کہا یا رسول اللہ! بس تو آپ ہی اُس کو مدینہ سے نکالیں گے۔ اگر آپ چاہیں گے۔ خدا کی قسم! آپ ہی عزت والے ہیں اور وہ ذلیل ہے۔ پھر اُسید نے عرض کیا یا رسول اللہ عبداللہ بن ابی کے لئے لوگوں نے تاج بنایا تھا کہ اس کو بادشاہ بنائیں گے۔ مگر آپ کے تشریف لانے سے وہ بات ختم ہو گئی۔ اس سبب سے وہ خیال کرتا ہے کہ آپ نے اُس کی بادشاہت چھین لی۔ آپ اُس کی بات پر توجہ نہ فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت کوچ فرمانے کا سبب یہی تھا کہ لوگ اس گفتگو سے دُک جائیں۔ پھر رسول اللہ اُس دن بھر چلے اور رات بھر چلے جب صبح ہوئی تو دھوپ نے لوگوں کو ستایا۔ آخر نبی کریم ایک جگہ اترے اور سب لوگ سو گئے۔ پھر آپ حجاز کے راستہ پر تشریف لائے اور ایک چشمہ پر جس کو بقاء کہتے تھے فروکش ہوئے۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے روانہ ہوئے

### رفاعہ بن زید کی ہلاکت

تو ایک ایسے زور کی آندھی چلی جس سے لوگ بہت پریشان ہوئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم لوگ پریشان نہ ہو یہ آندھی ایک بڑے کافر کی موت کی وجہ سے چلی ہے۔ چنانچہ جب مدینہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید بن تابوت مر گیا تھا یہ منافقوں کا سردار اُن کا سرگروہ تھا۔

راوی کہتا ہے پھر قرآن شریف میں عبداللہ بن ابی کے

### ابن ابی کے بارے میں آیات قرآنی

متعلق آیات نازل ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ارقم کا کان پکڑ کر فرمایا کہ اس نے اپنے کان سے سن کر اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب سے مجھ سے بیان کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن عبداللہ بن ابی نے بھی اپنے باپ کے اس قول کو سنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ عبداللہ بن ابی کو قتل کرانا چاہتے ہیں اُس بات کی وجہ سے جو آپ نے اُس کی سنی ہے۔ اگر آپ ضرور ہی اس کام کو کرنا چاہتے ہیں تو مجھ کو حکم دیجئے کہ میں اُس کا سر آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ واللہ غرض اس بات کو جانتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص اپنے باپ کے ساتھ

نیکی کرنے والا نہیں ہے۔ اور مجھ کو یہ خوف ہے کہ اگر میرے سوا کسی اور شخص کو آپ نے اُس کے قتل کا حکم دیا اور اُس نے قتل کیا تو مجھ کو ہرگز گوارہ نہ ہوگا کہ میں اُس کو زندہ زمین پر چھوڑ دوں۔ پھر میں اُس مومن کو کافر کے بدلہ میں قتل کرنے سے دوزخ میں جاؤں گا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ میں خود ہی اُس کو قتل کر دوں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا نہیں ہم اُس کو قتل نہیں کرتے بلکہ اس کی محبت کو اپنے ساتھ اچھا رکھنا چاہتے ہیں۔

پھر اس کے بعد عبداللہ بن ابی جب کوئی ایسی فتنہ انگیزی کرتا تو اُسی کی قوم اُس کو سخت و سست کہتی تھی۔ اس وقت آنحضرتؐ نے عمر بن خطاب سے فرمایا کہ اے عمر جس دن تم نے مجھ سے اس کے قتل کرانے کے لئے کہا تھا۔ اگر میں اس کو قتل کر دیتا تو لوگ مجھ سے بدظن ہو جاتے اور اب اگر انہیں لوگوں کو میں اس کے قتل کا حکم کروں تو وہ خود اس کو قتل کر دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں واللہ میں نے جان لیا کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے میری رائے سے افضل و بہتر ہے۔

**مقیس کی جیلہ جوئی** | ابن اسحاق کہتے ہیں مقیس بن صبابہ مکہ سے بظاہر مسلمان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں مسلمان ہو کر آیا ہوں اور اپنے بھائی کا خون بہا چاہتا ہوں یعنی ہشام بن صبابہ کا جو کہ مسلمانوں نے خطا سے قتل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خون بہا دے دیا۔ یہ چند روز تو مسلمان رہا پھر اپنے بھائی کے قاتل کو غفلت میں موقع پا کر قتل کر کے مکہ روانہ ہو گیا اور اسلام سے بھی پھر گیا۔

**مقتولین بنی مصطلق** | ابن ہشام کہتے ہیں بنی مصطلق کی جنگ میں مسلمانوں کا یہ شعار تھا یا منصور امیت امیت۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی مصطلق میں سے اس جنگ میں چند لوگ قتل ہوئے۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے مالک اور اُس کے بیٹے کو قتل کیا اور عبدالرحمن بن عوف نے ایک شہ سوار کو جس کا نام احمر یا یحیم تھا قتل کیا۔

اس جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ بہت سے قیدی آئے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں تقسیم کیا۔ ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ابی ضرارہ بھی انہی قیدیوں میں سے تھیں۔



اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو جویریہ بنت حارث ثابت بن قیس بن شماس کے حصّہ میں آئیں یا اُس کے چچا زاد بھائی کے حصّے میں آئی تھی۔ غرضیکہ جویریہ نے کتابت کر لی اور جویریہ نہایت خوب صورت ملاحمت والی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جویریہ کو میں نے اپنے حجرہ کے دروازے پر آتے ہوئے دیکھا اور اُن کا آنا مجھے ناگوار گزرا۔ کیونکہ مجھے خیال ہوا کہ جو شُخْش اُن کا میں نے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیکھیں گے۔ پھر جویریہ آنحضرت کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں حارث کی بیٹی جویریہ ہوں جو اپنی قوم کا سردار تھا۔ اور جو مصیبت مجھ کو پہنچی ہے وہ آپ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ میں ثابت بن قیس یا اُس کے چچا زاد بھائی کے حصّہ میں آئی تھی۔ میں نے اُس سے کتابت کر لی ہے اور اب میں آپ کی خدمت میں اس لئے آئی ہوں کہ آپ میرے مال کتابت کے ادا کرنے میں امداد فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جویریہ کیا اس سے بہتر بات کی بھی تمہیں ضرورت ہے؟ جویریہ نے عرض کیا وہ کیا بات ہے؟ فرمایا وہ بات یہ ہے کہ میں تمہارا مال کتابت ادا کر دیتا ہوں تم مجھ سے شادی کر لو۔ جویریہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے قبول ہے۔

جب یہ خبر لوگوں میں پھیل گئی کہ آنحضرت نے جویریہ بنت حارث سے شادی فرمائی ہے تو لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس رشتہ کے سبب سے بنی مصطلق کے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اور آپ کے شادی فرمانے سے اُسی روز ایک سو قیدی، قید سے آزاد ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے نزدیک جویریہ سے بڑھ کر کوئی عورت اپنی قوم کے لئے بابرکت نہیں تھی۔

حادث کا قصہ | ابن ہشام کہتے ہیں ایک روایت یہ ہے کہ جب رسول اللہ غزوہ بنی مصطلق سے واپس تشریف لا رہے تھے اور ساتھ جویریہ بنت حارث بھی تھیں۔ آپ لشکر کے انتظام میں بھی معروف تھے تو آپ نے جویریہ کو بطور ودیعت ایک انصاری کے ہاں رہنے دیا۔ اور انہیں حفاظت سے رکھنے کا حکم دیا۔ پھر جب آپ مدینہ تشریف لے آئے تو حارث بن ابوصراہ اپنی بیٹی کا فدیہ لے کر آیا۔ جب وہ عقیق کے مقام پر پہنچا تو اُس نے اپنے

لے آتا کی رضامندی سے کینز یا غلام طے شدہ رقم ادا کر کے رہائی حاصل کر لیتا ہے جسے کتابت کہتے ہیں۔ (ترتب)

ان اونٹوں پر ایک نظر ڈالی جو فدیے کے لئے لایا تھا ان میں سے دو اونٹوں کا اُسے لالچ آیا۔ اُس نے انہیں عقیق کی ایک گھاٹی میں چھپا دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے محمد! تم میری بیٹی کو لے آئے ہو۔ یہ اُس کا فدیہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

”وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے عقیق کی فلاں گھاٹی میں چھپا دیا ہے“  
 حادثہ یہ سن کر بولا - اَللّٰهُمَّ اِنَّ نَالَہُ اِنَّہُ وَاَنْتَ مُحَقِّقٌ تَرَسُوْلُ اللّٰہِ ؕ  
 ”میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ محمد اللہ کے رسول ہیں“

واللہ اس معاملے سے اللہ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ حادثہ اُس کے دو بیٹوں اور اُس کی قوم کے چند افراد نے اسلام قبول کر لیا۔

وہ دونوں اونٹ آدمی بھیج کر منگوائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ ان کی بیٹی جو یرثیہ انہیں واپس کر دی گئیں۔ یہ بھی اسلام لے آئیں اور اس پر نچتہ ہو گئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے والد کو نکاح کا پیغام دیا۔ انہوں نے نکاح کر دیا اور چار سو درہم مہر مقرر ہو گیا۔

**زکوٰۃ کی وصولی اور بنی مصطلق** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ جب ولید ان کے پاس پہنچا تو ان لوگوں کو خبر ہوئی اور یہ استقبال کے لئے سوار ہوئے۔ ولید ان کی جماعت کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ لوگ میرے قتل کو آئے ہیں اور بغیر تحقیق کئے بھاگ کر آنحضرت کی خدمت میں چلا آیا اور یہ بیان کیا کہ یا رسول اللہ! وہ لوگ میرے قتل پر آمادہ ہو گئے اور زکوٰۃ نہیں دی۔

مسلمانوں کو اس بیان سے بہت غصہ آیا اور اُن پر جہاد کا ارادہ کیا۔ یہاں تک کہ آنحضرت نے بھی جہاد کا قصد فرمایا۔ مسلمان اسی ارادہ میں تھے کہ بنی مصطلق کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چلا آیا اور بیان کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے سنا ہے کہ جب آپ کا پیغامبر ہمارے پاس آیا تو ہم اُس کے استقبال کے لئے نکلے اور ہم اُسے زکوٰۃ بھی دینا چاہتے تھے۔ مگر وہ خود بخود بھاگ آیا اور اُس نے آپ سے کہا کہ ہم اُس کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ واللہ! ہم

اس لئے نہیں نکلے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ مِّنْكُمْ فَصَدِّكُوا عَنْهُ وَلَا تَصْبِرُوا عَلَىٰ

قَوْمٍ بِعَهْمَالِهِ فَتُضْحِكُوا عَلَيْهِ مَا فَعَلْتُمْ كَادَ مِّنْكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ

فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ حَرِي

ترجمہ :- اے مسلمانو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اچھی طرح اس کی تحقیق کر لو۔

ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم پر جا بڑھو۔ پھر اپنے کٹھ سے پشیمان ہو۔ اور جان لو کہ تم

میں رسول خدا موجود ہیں۔ اگر وہ بہت سے معاملات میں تمہارا کہا مانیں تو تم مشکل میں

پڑ جاؤ گے۔“

اور حضورؐ اس سفر سے واپس چلے آئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے

قریب پہنچے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی آپؐ کے ساتھ تھیں اور اسی سفر میں

انک کا واقعہ ہوا۔



# واقعہ افک

**حضرت عائشہؓ کی روایت** حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنی اذواج مطہرات کو ساتھ

لے جانے کے معاملے میں قرعہ ڈالتے تھے۔ جس کا قرعہ نکل آتا اُس کے ساتھ سفر کرتے۔ جب بنی مصطلق کا غزوہ ہوا تب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرعہ ڈالا اور حضرت عائشہؓ کا قرعہ نکلا۔ فرماتی ہیں آپ مجھ کو لے کر تشریف لے گئے۔ فرماتی ہیں اور عورتیں بدن کی بھاری تھیں اور میں ہلکی تھی۔ میں ہودج میں بیٹھ جاتی تھی اور لوگ میرے ہودج کو اٹھا کر کس دیتے تھے۔ پھر اونٹ لے کر چلے جاتے تھے۔ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک منزل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا۔ اور رات کا کچھ حصہ وہیں گزارا۔ پھر رات ہی میں کوچ کا حکم دیا اور لوگ روانہ ہونے لگے میں دفع ضرورت کے لئے گئی ہوئی تھی۔ وہاں میری گردن سے ایک ہار گھل پڑا۔ میں اُس کو ڈھونڈنے لگی مگر وہ مجھ کو نہ ملا۔ پھر جو میں اپنے مقام پر آئی تو میں نے دیکھا کہ لوگ کوچ کر رہے تھے۔ میں پھر اس ہار کو ڈھونڈنے چلی آئی اور وہ مجھ کو مل گیا۔ پھر جب میں واپس آئی تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگ چلے گئے تھے اور مجھ کو ہودج میں بیٹھا ہوا سمجھ کر میرا ہودج اونٹ پر کس کر لے گئے تھے۔

**صفوان بن معطل** پھر میں نے لشکر کے لوگوں کو تلاش کیا۔ وہاں ایک بھی آدمی نہ تھا۔ مجھ کو نہایت قلق اور بے چینی ہوئی اور میں اسی جگہ لیٹ رہی تاکہ جو

کوئی مجھ کو ڈھونڈنے آئے وہیں دیکھ لے۔ پھر صفوان بن معطل سلمیٰ میرے پاس سے گزرے۔ اور میں لیٹی ہوئی تھی صفوان لشکر سے کسی ضرورت کے سبب سے پیچھے رہ گئے تھے۔ صفوان نے میری سیاہی دیکھی اور میرے قریب آئے اور صفوان نے پردہ کا حکم ہونے سے پہلے مجھے

دیکھا تھا۔ اب جوانوں نے مجھ کو دیکھا کہنے لگے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور میں اپنے کپڑے لپیٹے ہوئے تھی۔ صفوان نے مجھ سے کہا کیا حال ہے خدا آپ پر رحم کرے۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے صفوان کو جواب نہ دیا۔ پھر صفوان نے اپنا اونٹ میرے قریب کیا اور خود پیچھے ہٹ گئے۔ میں اُس پر سوار ہوئی اور صفوان اُس کی نیکیل پکڑ کر اُگے ہوئے اور لشکر کی تلاش میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب صبح ہو گئی اور لشکر ٹھہرا تو صفوان مجھ کو لے کر پہنچے اور تہمت لگانے والوں کو جو کچھ کہنا تھا انہوں نے کہا مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی۔

**تہمت کے اثرات** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش زد ہوئی اور میرے والدین کو بھی پہنچی۔ مگر کسی نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا۔ صرف اتنی بات ہوئی کہ اس سے پہلے جب ہیں بیمار ہوتی تھی تو آنحضرت میری دلجوئی ادا فرمایا کرتے تھے۔ اس مرتبہ میں نے آپ کی وہ توجہ اپنے حال پر نہ دیکھی۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آتے تو میری والدہ ام رومان سے جو بیماری میں میرے پاس تھیں فقط اتنا فرماتے کہ اب کیسی ہیں۔ پس اس سے زیادہ اور کچھ نہ فرماتے۔

**حضرت عائشہ کو اصل واقعہ کا علم** | حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب میں نے یہ حالت دیکھی تو حضرت عائشہؓ کو اصل واقعہ کا علم | تو عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو میں اپنے ماں باپ کے ہاں اس بیماری کے دنوں میں رہ آؤں۔ حضورؐ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ پس اپنے والدین کے پاس گئی اور اس وقت تک مجھ کو اس تہمت کی کچھ خبر نہ تھی اور رد کی تکلیف سے میں بہت کمزور اور ناتواں ہو گئی تھی۔ اور ہم لوگوں کے گھروں میں اس طرح کے بیت الخلاء نہ تھے جیسے عجم کے لوگوں میں رسم ہے کہ گھر میں بیت الخلاء بناتے ہیں۔ ہم لوگ جنگل میں شہر کے باہر قضا حاجت کو جایا کرتے تھے اور عورتیں رات کو حاقی تھیں۔ فرماتی ہیں کچھ اُوپر ہیں راتوں کے بعد میں قضا حاجت کو اُمّ سلمہ بنت ابی رہم بن مطلب بن عبد مناف کے ساتھ چلی۔ اُمّ سلمہ کی ماں صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم کی بیٹی ابوبکر بنی قریظہ کی مالہ تھیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اُمّ سلمہ نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ مسطح کو خدا غراب کرے (مسطح کا نام عوف تھا) عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے کہا تم ایسے شخص کو اس طرح کہتی ہو جس نے ہجرت کی ہے اور بدر میں شریک ہوا ہے۔ اُمّ سلمہ نے کہا اے ابوبکر کی بیٹی کیا تجھ کو خبر نہیں ہے کہ مسطح نے کیسی بات کہی ہے؟ میں نے کہا مجھے کچھ خبر نہیں ہے۔ اُمّ سلمہ نے تہمت کا سارا واقعہ مجھ سے بیان کیا۔



حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس خبر کو سن کر میں ایسی بد حال ہوئی کہ قضاء حاجت سے پوری طرح فراغت بھی حاصل نہ کر سکی۔ پھر واپس گھر آگئی اور اس قدر روئی کہ رونے کے صدمہ سے قریب تھا کہ میرا جگر پھٹ جائے اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ لوگ میرے بارے میں کیا کیا باتیں کہہ رہے ہیں اور تم نے مجھ سے ایک بات نہ کہی۔ میری والدہ نے کہا اے بیٹی! تم کچھ رنج نہ کرو۔ خدا کی قسم جس شخص کے پاس خوب صورت بیوی ہوتی ہے اور وہ اس کو چاہتا ہے اور سوکنیں بھی ہوتی ہیں تو اس پر ضرور لوگ تہمت لگاتے ہیں۔

**رسول اللہ کا رنج و ملال** حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی کہ آپؐ کیا بیان فرمائیں گے۔ تو آپؐ نے خدا کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر فرمایا اے لوگو! کیا بات ہے کہ بعض آدمی میرے گھر کے لوگوں کے بارے میں مجھ کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور حق کے خلاف کہتے ہیں۔ واللہ میں نے اپنے گھر کے لوگوں میں بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور ایسے شخص کے بارے میں کہتے ہیں جس کو میں بہت نیک جانتا ہوں اور میرے گھروں میں سے کسی گھر میں صرف میرے ساتھ ہی داخل ہوتا ہے۔

**تہمت لگانے والے** حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس تہمت کا بانی عبداللہ بن ابی بن سلول تھا اور خزر ج کے چند لوگ جن میں مسطح اور حنہ بنت جحش بھی تھے اس کے ساتھ شریک تھے اور حنہ کے شریک ہونے کا یہ سبب تھا کہ حنہ کی بہن زینبؓ رسول اللہ کی زوجہ تھیں اور آپؐ کو جو التفات میری جانب تھا وہ الزواج میں سے کسی اور سے نہ تھا۔ زینبؓ کو تو خدا نے اُن کی دینداری کے سبب رشک و حسد سے محفوظ رکھا۔ مگر حنہ بہن کی خاطر مجھ سے خیر رکھتی تھی اور اسی سبب اس تہمت میں شریک ہوئی۔ جب رسول اللہ نے صحابہ میں یہ تقریر کی تو اُسید بن حضیر نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر یہ تہمت اٹھانے والے لوگ اوس میں سے ہیں تو میں اُن کی سزا دہی کے لئے کافی ہوں۔ اور اگر وہ ہمارے بھائی خزر جیوں میں سے ہیں تو آپؐ مجھ کو حکم فرمائیں۔ واللہ وہ اس لائق ہیں کہ اُن کی گردنیں ماری جائیں۔

**کشیدگی** عائشہؓ فرماتی ہیں اُسید کا یہ کلام سن کر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور کہا واللہ تو جھوٹا ہے۔ تو نے یہ بات اس سبب سے کہی ہے کہ تو جانتا ہے کہ وہ لوگ خزر ج میں سے ہیں اگر وہ تیری قوم میں سے ہوتے تو ہرگز تو یہ بات نہ کہتا۔ تو ہرگز ان کی گردنیں نہیں مار سکتا۔ اُسید نے کہا خدا کی قسم! تو جھوٹا ہے اور تو منافق ہے جو منافقوں کی حمایت کرتا ہے اور

یہاں تک کہ ان دونوں میں بدد بانی ہوئی۔ قریب تھا کہ اوس اور خزرج میں جنگ ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت منبر پر سے اتر کر گھر میں تشریف لے آئے اور علی بن ابی طالب اور اُسٹہ بن زید کو بلا کر مشورہ کیا۔ اُسٹہ نے تو میرے حق میں اچھی باتیں کیں اور کہا یا رسول اللہ! یہ خبر بالکل جھوٹ ہے میں آپ کے اہل کی نسبت بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتا۔ اور علی نے عرض کیا یا رسول اللہ عورتوں کی کچھ کمی نہیں ہے۔ آپ بہت سی شادیاں کر سکتے ہیں۔ آپ اس لڑکی سے دریافت فرمائیں۔ یقین ہے وہ آپ سے سچ سچ کہہ دے گی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو دریافت کرنے کے لئے بلایا۔ اور علیؑ نے بریرہ کو خوب مارا اور کہا رسول اللہ سے سچ سچ بیان کرنا۔ بریرہ نے کہا میں نے کچھ بُرائی نہیں دیکھی اور میں عائشہؓ میں کوئی عیب نہیں پاتی۔ میں اٹھا گوندھ کر رکھتی ہوں اور عائشہؓ سے کہتی ہوں اس کو دیکھتی رہنا۔ مگر وہ سو جاتی ہے اور اٹھا بکری کھا لیتی ہے (اس کے سوا اور کچھ عیب نہیں)۔

**حضرت عائشہؓ کا رنج و ملال** | عائشہؓ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے۔ میرے ماں باپ اور انصار کی ایک عورت میرے پاس بیٹھتے تھے میں بھی رو رہی تھی اور وہ عورت بھی رو رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آکر بیٹھے اور خدا کی حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا اے عائشہ! جو خیر لوگوں میں تمہاری نسبت مشہور ہو رہی ہے تم نے بھی سنی ہے۔ اگر وہ سچ ہے تب تم خدا سے توبہ کر لو۔ خدا بندے کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے میری آنکھوں میں آنسوؤں پڑے۔ اور میں نے انتظار کیا کہ میرے ماں باپ آپ کو کچھ جواب دیں گے مگر وہ چپ بیٹھے رہے اور میں اپنے آپ کو اس مرتبہ کا سمجھتی نہ تھی کہ میری بریت خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں نازل فرمائے گا جو مسجودوں میں اور نماز میں پڑھی جائے گی۔ ہاں یہ خیال کرتی تھی کہ شاید اللہ تعالیٰ کوئی خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح کا دکھا دے جس میں میری بریت آپ کو معلوم ہو جائے یا خدا خبر دیدے۔

فرماتی ہیں میں نے اپنے والدین سے کہا تم آنحضرتؐ کو میری طرف سے جواب کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے کہا ہم کیا جواب دیں کوئی جواب ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

**صبر جمیل** | فرماتی ہیں میں نہیں جانتی کہ کسی گھر پر ایسی آفت نازل ہوئی ہوگی جو ان دنوں میں ابوبکرؓ کے گھر پر نازل ہو رہی تھی۔ فرماتی ہیں جب میرے ماں باپ نے کچھ جواب

نہ دیا تو میں زیادہ رونے لگی اور میں نے کہا میں خدا سے کس بات کی توبہ کروں۔ اگر میں انکار کرتی ہوں تو کسی کو یقین نہ آئے گا اور اگر اقرار کرتی ہوں تو خواہ مخواہ کی بُرائی اور بدنامی جس سے میں بالکل بری ہوں اپنے ذمے لے لوں۔

پھر میں نے حضرت یعقوب کا نام یاد کیا تو ان کا نام مجھے یاد نہ آیا تب میں نے کہا یوسف کے باپ کی طرح میں کستی ہوں :

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُوْنَ ۝

”پس صبر و شکر بہتر ہے اور خدا ہی مددگار ہے اُس بات کے آشکارا کرنے پر جو تم بیان کرتے ہو“  
فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی وہیں بیٹھے ہی

**نزول وحی اور برأت کی خوشخبری** | تھے کہ وحی کی آمد ہوئی اور آپ کے سر کے نیچے چڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا اور چادر اوڑھادی گئی۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں کچھ نہ گھبرائی کیونکہ میں جانتی تھی کہ میں پاک و صاف ہوں خدا مجھ پر ظلم نہ کرے گا بلکہ ضرور میری بریت ظاہر فرمائے گا۔ مگر میرے والدین کو ایسا صدمہ تھا کہ قریب تھا اُن کی رُوح پرواز کر جائے۔ اس خوف سے کہ کہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کی تہمت کے مطابق آیت نازل نہ فرمائے۔ پھر جب وحی تمام ہو چکی حضورؐ بیٹھ کر پیشانی پر سے پسینہ صاف کرنے لگے اور فرمایا اے عائشہ! خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے تمہاری بریت نازل فرمائی۔ میں نے کہا الحمد للہ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور جو آیات نازل ہوئی تھیں اُن کو لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا۔ پھر سبط بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور عذہ بنت جحش کو حد قذف لگانے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ یہی لوگ اس تہمت کی اشاعت کا باعث تھے۔ پس حد اُن پر لگائی گئی یعنی ہر ایک کو اتنی اتنی کوڑے لگے۔

**ابو ایوبؓ اور اُن کی اہلیہ** | ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ابو ایوبؓ خالد بن زید انصاری کی بیوی اُم ایوب نے ان سے کہا۔ ابو ایوب تم سلتے ہو کہ لوگ

عائشہؓ کے حق میں کیا کہہ رہے ہیں؟ ابو ایوبؓ نے کہا ہاں میں سنتا ہوں۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ اے اُم ایوب کیا تم ایسا فعل کر سکتی ہو؟ اُم ایوب نے کہا خدا کی قسم میں ایسے فعل کی مرتکب نہیں ہو سکتی جس کی تہمت لوگ عائشہؓ پر لگا رہے ہیں۔ ابو ایوبؓ نے کہا پھر عائشہؓ جو تم سے افضل و بہتر ہیں وہ کب ایسے فعل کی مرتکب ہو سکتی ہیں۔

**آیات قرآنی** | اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اہل انک کا اس طرح ذکر فرمایا ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِإِلَافٍ عَصِيَّةٍ مِنْكُمْ لَا تُحْسِبُوهُمْ شَيْئًا اَللَّهُ جَلُّ هُوَ خَيْرٌ  
لَّكُمْ لِكُلِّ اِمْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اَلْتَسِبَ مِنْ اَدِثِهِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ  
مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ط

ترجمہ:- بے شک جن لوگوں نے یہ طوفان اٹھایا ہے وہ تم ہی میں کا ایک گروہ ہے اس کو تم اپنے  
حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے ان بہتان والوں میں سے ہر شخص نے جتنا گناہ  
سمیٹا ہے اُس کی سزا پائے گا اور جس نے اس بہتان کا بڑا حصہ ان لوگوں میں سے لیا ہے  
اُس کے لئے بڑا (سخت) عذاب ہے -

لَوْ اِذْ سَخِمْتُمْوْهُ لَقُلَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ يَا نَفْسِهِنَّ خَيْرًا ط  
مسلمانو! جب تم نے ایسی بات سنی تو مومن مردوں اور عورتوں نے اپنے مومن بھائی بہنوں کے  
حق میں نیک گمان کیوں نہ کیا -

اِذْ تَلَقَوْْهُ بِاللَّيْلِ لَقُلَّ الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللَّيْلِ لَقُلَّ بِاللَّيْلِ لَقُلَّ بِاللَّيْلِ ط  
وَتَحْسِبُوْهُ هَيْئًا وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ط

جبکہ تم اُس بات کی اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرنے لگے اور اپنے مُنہ سے ایسی بات  
کہتے تھے جس کا تم کو علم نہ تھا اور تم نے اُس کو ایسی ہلکی بات سمجھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک  
یہ بات بہت بڑی ہے “

عفو و درگزر کا حکم | جب حضرت عائشہؓ کی بریت ان آیات سے ظاہر ہو گئی تب حضرت  
ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ میں اب مسلح کے ساتھ کوئی سلوک نہ کروں گا اور  
نہ کچھ اُس کو نفع پہنچاؤں گا۔ اور حضرت ابوبکرؓ مسلح کے ساتھ بسبب قرابت اور اس کے غریب  
ہونے کے بہت سلوک کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:  
وَلَا يَأْتِلُ اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُؤْتُوْا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ  
وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِيَعْفُوْا وَلِيَصْفَحُوْا اَنْ يَّحْبُوْنَ اَنْ يَّعْفِرَ اللّٰهُ  
لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ط

ترجمہ:- تم میں سے فضل اور کثافت والوں کو قرابت داروں اور مسکینوں اور راہِ خدا میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ  
سلوک نہ کرنے پر قسم نہ کھانی چاہیے بلکہ اُن کو معاف اور درگزر کرنا چاہیے۔ اے مسلمانو! کیا تم یہ بات  
میں چاہتے ہو کہ خدا تمہاری بخشش فرمائے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے “



حضرت ابوبکرؓ نے جس وقت یہ آیت سنی فرمایا بے شک میں چاہتا ہوں کہ اللہ میری بخشش فرمائے اور میں ہرگز مسلح کو جو کچھ دیتا تھا اُس کو منقطع نہ کروں گا۔

**صفوان اور حسان** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب صفوان بن معطل کو اس بات کی خبر ہوئی جو حسان نے اُن کی نسبت تممت کی تھی اور اُن کی ہجو میں شعر بھی کہے تو صفوان

تلوار لے کر حسان کے سامنے آئے اور ایک ضرب حسان کے لگائی۔ ثابت بن قیس نے کہا اس نے حسان کے ایسی تلوار ماری ہے کہ میرے خیال میں اُس کو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن رواحہ نے کہا اس واقعہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خبر ہے یا نہیں؟ صفوان نے کہا آنحضرتؐ کو خبر نہیں ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے صفوان کو رہا کر دیا۔ اور پھر سب آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ رسول اللہؐ نے حسان کو بھی طلب فرمایا۔ صفوان نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اس نے میری ہجو میں شعر کہے ہیں۔ مجھ کو غصہ آگیا میں نے اس کے تلوار مار دی۔ آنحضرتؐ نے حسان سے فرمایا اے حسان تم کو ایسی باتیں نہ کرنی چاہئیں۔ کیا تم کو یہ بات ناگوار گزری کہ صفوان کی قوم کو خداؐ نے اسلام کی ہدایت فرمائی۔ پھر فرمایا۔ اے حسان یہ زخم جو تجھ کو لگے ہے یہ معاف کر دے۔ حسان نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کو اختیار ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اس زخم کے بدلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان کو بیرحاء جو بنی حدلیہ کا اہل مدینہ میں محل ہے عنایت کیا۔ اور یہ ابی طلحہ بن سہل نے آپؐ کی نذر کیا تھا اور ایک قبیلہ لونڈی سیر بن بھی عنایت کی جس سے حسان کا بیٹا عبدالرحمن پیدا ہوا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ صفوان پاک دامن اور پارسا تھے اور آخر کسی جنگ میں شہید ہوئے۔





## حدیبیہ کا واقعہ

عمرؓ کے ارادے سے روانگی | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رمضان اور شوال کے مہینے رہے پھر ذیقعد میں آپؐ عمرؓ کرنے کے ارادہ سے تشریف لے چلے۔ جنگ کا ارادہ بالکل نہ تھا اور مدینہ میں آپؐ نے میلہ بن عبد اللہ لہثی کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں چاروں طرف سے عرب کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارادہ کو سن کر عمرؓ کی شرکت کے لئے آنے شروع ہوئے اور آپؐ کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں قریش آپؐ سے جنگ پر آمادہ نہ ہو جائیں اور خانہ کعبہ میں جانے سے نہ روک دیں۔ الغرض آپؐ مہاجرین و انصار اور گرد و نواح کے عربوں کے ساتھ احرام باندھ کر ہدیٰ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ آپؐ کا جنگ کا ارادہ ہے۔ بلکہ یہ جانیں کہ آنحضرتؐ صرف زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔

مسلمانوں کی تعداد | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستر اونٹ بھری یعنی قربانی کے لئے لے گئے تھے اور ہر اونٹ دس آدمیوں کی طرف

تھا۔ جا بٹہ کہتے ہیں حدیبیہ کے سفر میں ہم چودہ سو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب آپؐ مقام عسفان میں پہنچے تو بشر بن سفیان کبھی آپؐ سے آکر ملا اور اس نے کہا رسول اللہ! قریش آپؐ کی روانگی کی خبر سن کر درندوں کی کھالیں پہن کر بڑی تیاری سے آپؐ کے مقابلے کو آئے ہیں اور مقام ذی طویٰ میں ٹھہرے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے انہوں نے عہد کیا ہے کہ آپؐ کو آنے

نہ دیں گے۔ آنحضرتؐ کی گفتگو | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کو سن کر فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے ان

یہ خبر پائی ہو لڑائی ان کو کھا گئی ہے پھر بھی یہ باز نہیں آتے۔ اگر یہ مجھ کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دیں اور خود الگ ہو جائیں تو بہتر ہے۔ اگر مجھ کو خدا نے عرب پر غالب کیا تب یہ بھی اسلام اختیار کر لیں یا جنگ کریں۔ اور اگر میں عرب سے مغلوب ہو گیا تب ان کا مطلب مفت حاصل ہو گا۔ پھر قریش کیا خیال کرتے ہیں۔ واللہ! میں اُس دین کی اشاعت کے لئے ہمیشہ جہاد کروں گا۔ جس کے لئے خدا نے مجھ کو بھیجا ہے یہاں تک کہ خدا اس دین کو غالب کر دے۔

پھر فرمایا ایسا کوئی شخص ہے جو ہم کو ایسا راستہ بتائے جو قریش کے راستہ سے جدا گانہ ہو۔ بنی اسلم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا راستہ میں جانتا ہوں۔ چنانچہ شخص سارے قافلے کو لے کر پہاڑیوں کی گھاٹیوں میں سے گزرتا ہوا ایک نرم زمین کی طرف آیا اور مسلمانوں پر یہ راستہ بہت شاق گزرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانو! کو کہ ہم خدا سے مغفرت مانگتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ لفظ کہے۔ آپ نے فرمایا یہ تمہارا کتنا ایسا ہے کہ جیسے بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ لفظ حطّہ کو مگر انہوں نے نہیں کہا تھا۔

**حدیبیہ میں ورود** | پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ دائیں طرف سے مقام حعن کی پشت پر ہو کر ٹینٹہ المراء کے راستہ سے مکہ کے نیچے کی طرف حدیبیہ میں اتر چلو۔ چنانچہ تمام لشکر اسی راستہ سے مقام حدیبیہ میں آ گیا۔ قریش کے سواروں نے جب رسول اللہ کے لشکر کو اس طرف سے آتے ہوئے دیکھا تو فوراً انہوں نے قریش کو خبر کی اور آپ اس وقت ٹینٹہ المراء میں جا رہے تھے۔ یہاں پہنچتے ہی آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے اونٹنی تھک گئی۔ آنحضرت نے فرمایا یہ تھکی نہیں ہے اور نہ اس طرح بیٹھ جانا اس کی عادت ہے۔ بلکہ اس کو اُس نے روکا ہے جس نے اصحابِ فیل کو روکا تھا۔ آج قریش صلہ رحمی کے جو حقوق مجھ سے طلب کریں گے میں اُن کو دوں گا۔

پھر لوگوں سے فرمایا کہ اسی جگہ اتر پڑو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس جگہ میں پانی نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر ناجیہ بن جندب بن عمیر بن یعمر بن دارم بن عمرو بن وائلہ بن سہم بن ناذر بن سلمان بن اسلم بن افعی بن ابی حارثہ کو عنایت کیا۔ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آؤٹ ہنکا یا کرتا تھا اور فرمایا ان گڑھوں میں سے ایک گڑھ میں اس تیر کو گاڑ دے۔ تیر کا گاڑنا تھا کہ پانی کا فوارہ بڑے زور کے ساتھ وہاں سے جاری ہوا۔ یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے مشکیں بھر لیں۔ بعض اہل علم کا بیان ہے کہ براء بن عازب

کہتے ہیں۔ میں نے نبی اکرمؐ کا تیر گڑھے میں گاڑا تھا۔

**بَدِیل اور خزاعہ** | ٹھہرے تو بَدِیل بن ورقاء خزاعی بنی خزاعہ کے چند لوگوں کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپؐ کس کام کے لئے تشریف لائے ہیں؟ حضورؐ نے بیان کیا کہ ہم صرف کعبہ کی زیارت کو آئے ہیں جنگ و حرب کو نہیں آئے۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سن کر قریش کے پاس گئے اور کہا اے گرو و قریش تم ناحق محمدؐ کے لئے جنگ کی تیاری میں جلدی کر رہے ہو حالانکہ محمدؐ جنگ کے لئے نہیں آئے وہ تو صرف زیارت کے لئے آئے ہیں۔ قریش نے ان لوگوں کی بات کا یقین نہ کیا اور کہا ایسا کبھی نہ ہو گا کہ محمدؐ زیارت کا دعوہ کر دے کہ ہمارے شہر کو فتح کر لیں اور پھر تمام عرب میں ہماری اس بے وقوفی اور دھوکے میں آجانے کا چرچا پھیلے۔

**مکرزہ اور حلیس** | راوی کہتا ہے بنی خزاعہ کے مسلمان اور مشرک سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیر خواہ تھے مگر نہ کوئی بات آپؐ سے پوشیدہ نہ رکھتے تھے۔ پھر مشرکوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں مکرزہ بن حصص بن اخیف عامری کو بھیجا۔ جس وقت آپؐ نے اس کو آتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا یہ شخص غدار کرنے والا ہے۔ جب یہ آپؐ کے پاس پہنچا تو اس سے آنحضرتؐ نے یہی فرمایا کہ ہم زیارت کو آئے ہیں جیسا کہ بدیل سے فرمایا تھا۔ اس نے قریش سے اکر یہی بیان کیا۔ قریش نے پھر حلیس بن علقمیا ابن زبان کو جو مختلف قبیلوں کی فوج کا سردار تھا آپؐ کے پاس بھیجا۔ یہ شخص بنی حرث بن عبدمناة کے قبیلہ سے تھا۔ جب اس کو آنحضرتؐ نے آتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا یہ اُن لوگوں میں سے ہے جو خدا کے ماننے والے ہیں۔ اس کو قربانی کے اونٹ دکھا دو تاکہ اس کو ہمدی بات کا زیادہ اعتبار ہو۔ جب اس نے قربانی کے اونٹ دیکھے تو وہیں سے قریش کے پاس اُلٹ چلا گیا آپؐ کی خدمت میں بھی نہیں آیا اور قریش سے جا کر سارا قصہ بیان کیا۔ قریش نے اس سے کہا تو ایک دیہاتی آدمی ہے تجھ کو ان باتوں کی کیا خبر جا تو اپنی جگہ پر بیٹھ جا۔

راوی کہتا ہے حلیس اس بات کو قریش سے سن کر بہت خفا ہوا اور کہا اے قریش واللہ! اس بات پر ہم نے تم سے عہد نہیں کیا ہے اور نہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے ہم اُس کو روک دیں۔ قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے یا تو تم محمدؐ کو زیارت کرنے دو ورنہ میں اپنے تمام لشکر کو لے کر الگ ہوتا ہوں۔ قریش نے معلومت وقت کو خیال کر کے کہا۔ اے حلیس ذرا ٹھہرو ہم لوگ کوئی بات طے کر لیں۔

**عروہ بن مسعود** | راوی کہتا ہے پھر قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عروہ بن مسعود ثقفی کو روانہ کیا۔ عروہ نے کہا اے قریش میں ان لوگوں کو دیکھ چکا ہوں جن کو تم نے محمد کے پاس بھیجا اور پھر ان کے ساتھ سخت کلامی کی اور تم جانتے ہو کہ تم میرے والی کی بجا ہو اور میں تمہارے بیٹے کی طرح ہوں۔ عروہ سبیعہ بنت عبد شمس کے بیٹے تھے۔ پھر عروہ نے کہا میں نے اس ضرورت کو سن لیا ہے جو اس وقت تم کو لاحق ہے اور میں نے اپنی قوم میں سے ان لوگوں کو جمع کر لیا ہے جو میری رائے سے متفق ہیں اور پھر میں خود تمہاری رفاقت کے لئے آیا ہوں۔ قریش نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو اور تم ہمارے نزدیک معتبر آدمی ہو۔

**جاں نثار صحابہ** | پھر عروہ بن مسعود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سامنے بیٹھ کر عرض کیا کہ اے محمد! آپ نے مختلف اقسام کے لوگوں کو جمع کر لیا ہے۔ اور پھر آپ اپنے قبیلے کی طرف آئے ہیں تاکہ اُسے شکست دیں۔ یہ قریش لوگ ہیں انہوں نے بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں اور دندوں کی کھالیں پہنی ہیں اور عہد کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ اور واللہ وہ آپ سے بہت نزدیک ہیں۔ کل آپ کے مقابل آجائیں گے اور آپ کو بھگا دیں گے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس پشت بیٹھے تھے۔ انہوں نے بتوں کو برا بھلا کہتے ہوئے فرمایا کیا ہم لوگ آنحضرت کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

عروہ نے عرض کیا اے محمد یہ کون شخص ہے؟ فرمایا یہ ابن ابی قحافہ ہیں۔ عروہ نے کہا کہ اگر آپ کا لحاظ مجھ کو نہ ہوتا تو میں اس کو بتا دیتا۔ پھر عروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلش مبارک کو ہاتھ لگانے لگا اور آپ سے بات کرتا جاتا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ آپ کے سر پر ہتھیار لگائے ہوئے کھڑے تھے۔ انہوں نے اُس کے ہاتھ پر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھتا مارنا شروع کیا۔ عروہ نے کہا یہ کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا یہ تیرا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے۔ عروہ نے مغیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے احسان فراموش ابھی کل کا ذکر ہے کہ میں نے تیری بُرائی کو کس طرح مٹایا تھا

راوی کہتا ہے مغیرہ نے اسلام لانے سے پہلے ثقیف میں سے تیرہ آدمیوں کو قتل کر دیا تھا اور ثقیف اس بات پر بہت برہم ہوئے۔ تب عروہ نے مغیرہ کی طرف سے ان تیرہ آدمیوں کا خون بہا دے کر اس قہقہہ کو طے کیا۔



راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ سے بھی وہی گفتگو کی جو اور لوگوں سے کی تھی۔ اور عروہ نے دیکھا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے ہیں تو صحابہؓ آپ کے وضو کے پانی کی ایک بوند زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ تبرکاً سب ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں۔ ایسے ہی آپ کا تھوک بھی تبرک سمجھتے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھ کر عروہ حیران ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر کہا اے قریش! میں نے کسریٰ اور قیس اور سجاشی وغیرہ بادشاہوں کو دیکھا ہے۔ مگر ایسی سلطنت کسی کی نہیں دیکھی جیسی محمد کی دیکھی ہے۔ پس اب جو تمہاری رائے ہو اُس کو قائم کرو۔

**خراش بن امیہ** | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خراش بن امیہ خزاعی کو اونٹ پر سوار کر کے جس کا نام ثعلب تھا قریش کے پاس قاصد بنا کر بھیجا قریش نے اُس کے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور اُس کو قتل کر دینا چاہا مگر اور لوگوں کے منع کرنے سے اُس کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔

**قریش کے آدمی** | راوی کہتا ہے قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کی طرف روانہ کئے کہ اگر آپ کے صحابیوں میں سے کوئی شخص اُن کے ہاتھ لگ جائے تو اُس کو پکڑ کر لے آئیں۔ مگر ان احمقوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر پر تیر اور پتھر پھینکنے شروع کئے۔ صحابہ کرامؓ نے ان کو گرفتار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرتؐ نے معاف فرمایا اور اُن کو چھوڑ دیا۔

**حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روانگی** | پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بن خطابؓ کو بلایا تاکہ اُن کو مکہ میں اشرف قریش کی طرف روانہ فرمائیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیارت کر لینے دیں۔ عمرؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ کو قریش سے اپنی جان کا خوف ہے۔ کیونکہ وہ میری اُن سے عداوت کے حال سے واقف ہیں کہ میں جس قدر اُن پر سختی کرتا ہوں اور میری قوم بنی عدی بن کعب میں سے بھی کوئی تم میں نہیں ہے جو مجھ کو بچالے گا۔ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جو قریش کے نزدیک مجھ سے زیادہ بہتر اور عزیز تر ہے یعنی عثمانؓ بن عفان۔ تب رسول اللہ صلی اللہ



علیہ وآلہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور ابوسفیان وغیرہ اشرف قریش کے پاس  
 بھیجا تا کہ عثمانؓ ان کو خبر دے دیں کہ آپؐ جنگ کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ صرف زیارت  
 کے لئے آئے ہیں۔

**حضرت عثمانؓ کی شہادت کی افواہ** | راوی کہتا ہے کہ حضرت عثمانؓ مکہ کی طرف روانہ  
 ہوئے۔ ابان بن سعید بن عامرؓ مکہ میں داخل ہونے

سے پہلے یا اس کے بعد حضرت عثمانؓ کو ملا اور ان کے ساتھ ہو لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام قریش کو پہنچا دیا۔

ابوسفیان وغیرہ نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو۔  
 حضرت عثمانؓ نے کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف نہ فرمائیں گے میں  
 نہیں کر سکتا۔ پھر قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت  
 عثمانؓ شہید ہو گئے۔



## بیعت رضوان

**جنگ کی بیعت** | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ عثمانؓ قتل کئے گئے۔ فرمایا میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا۔ جب تک کہ مشرکوں سے بدلہ نہ لے لوں گا اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا اور یہی بیعت بیعت رضوان ہے جو ایک درخت کے سایہ میں ہوئی۔

لوگوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے مرنے پر بیعت لی۔ اور جائزہ دیتے ہیں کہ ہم سے مرنے پر رسول اللہ نے بیعت نہیں لی بلکہ اس پر بیعت لی کہ ہم جنگ سے نہ بھاگیں۔ سب مسلمانوں نے اس پر بیعت کی سوا ایک جاذب بن قیس سلمیٰ کے۔ جائزہ کہتے ہیں میں نے اُس کو دیکھا کہ اپنے اونٹ کے پیٹ سے لگ کر چھپ گیا تھا۔ پھر آنحضرتؐ کے پاس خبر آئی کہ عثمانؓ قتل نہیں ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں پہلے جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی وہ ابوسنان اسدی تھے۔

معتبر روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپؐ نے اپنے ہاتھ کو دو سرے ہاتھ پر لکھ کر بیعت کی۔

**صلح کی کوشش اور حضرت عمرؓ کا اضطراب** | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر قریش نے سہیل بن عمرو عامری کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا اور کہا تو جا کر محمدؐ سے اس بات پر صلح کر کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں ورنہ تمام عرب یہ کہیں گے کہ محمدؐ نے زبردستی عمرہ کر لیا اور قریش کچھ نہ کر سکے اور اس میں ہماری بڑی بدنامی ہوگی۔ سہیل بن عمرو آنحضرتؐ کے پاس آیا۔ آپؐ نے جب اُس کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اس کو صلح کے لئے بھیجا گیا ہے۔ پس جب سہیل رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر

ہوا۔ بڑی لمبی چوڑی تقریر بیان کی۔ پھر صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ جب سب باتیں طے ہو گئیں اور صرف لکھنا باقی رہ گیا تو حضرت عمرؓ تیزی سے حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور کہا اے ابو بکرؓ کیا ہمارے رسول، اللہ کے پیغمبر نہیں ہیں۔ ابو بکرؓ نے کہا بے شک ہیں۔ عمرؓ نے کہا پھر کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ابو بکرؓ نے کہا بے شک ہیں۔ عمرؓ نے کہا اور کیا وہ مشرک نہیں ہیں۔ ابو بکرؓ نے کہا بیشک ہیں۔ عمرؓ نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے دین میں کمزوری اختیار کریں۔ ابو بکرؓ نے کہا اے عمر! میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ خدا کے رسول ہیں۔ عمرؓ نے کہا یہ گواہی میں بھی دیتا ہوں۔ ابو بکرؓ نے کہا۔ پس تو جو کچھ حضورؐ کہیں تم اسی کو بہتر سمجھو۔ پھر عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہی گفتگو کی جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کی تھی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں اس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ مجھ کو برباد اور ضائع کرے گا۔

عمرؓ کہتے ہیں۔ میں نے اس روز کی اپنی گفتگو کے خوف سے بہت سی نمازیں پڑھیں اور بہت صدقہ دیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اطمینان ہو گیا کہ اب یہ اس گفتگو کا کفارہ ہو گیا ہوگا۔

**صلح حدیبیہ اور صلح نامہ** | راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ

لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سہیل نے کہا میں اس کو نہیں جانتا، ہوں یہ لکھو باسمک اللہم یا خضرؓ نے فرمایا اچھا یہی لکھو۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے یہی لکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد رسول خدا اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا۔ سہیل نے کہا اگر میں آپ کو رسول خدا جانتا تو آپ سے کیوں لڑتا بلکہ آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھتے۔ تب آپ نے فرمایا کہ یوں لکھو۔ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد بن عبد اللہ اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا۔ یہ کہ دس برس تک جنگ نہ ہو اور ایک دوسرے سے دُکے نہ رہیں اور جو شخص قریش میں سے اپنے ولی کی بغیر اجازت کے محمدؐ کے پاس آئے گا محمدؐ اس کو واپس کر دیں گے اور اگر محمدؐ کا کوئی شخص قریش کے پاس چلا جائے گا قریش اس کو واپس نہ کریں گے۔ اور کسی کو روکنا اور قید کرنا نہ ہوگا۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ محمدؐ کے عہد میں داخل ہو وہ محمدؐ کے عہد میں داخل ہو جائے اور جو قریش کے عہد میں داخل ہونا چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو۔

بنی خزاعہ نے اس بات کے سنتے ہی کہا کہ ہم تو محمدؐ کے عہد میں داخل ہیں اور ابو بکرؓ نے کہا

ہم قریش کے عہد میں ہیں۔ اور اس بات پر عہد ہوا کہ اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے جائیں اور آئندہ سال اپنے اصحاب کے ساتھ آئیں اور تلواروں کو میان میں کٹے ہوئے تین روز مکہ میں رہیں اور بغیر تلواروں کے نہ رہیں۔

**ابو جندل کا واقعہ اور آنحضرتؐ کا ایفائے عہد** | راوی کہتا ہے کہ ہنوز یہ صلح نامہ لکھا ہی جا رہا تھا کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو

نہ بخیروں سے بندھے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ پہلے تو بڑے شوق و ذوق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی خبر سن کر مکہ کی زیارت اور فتح کی امید سے آئے تھے اور اب جو آپؐ کو اس طرح صلح کر کے واپس ہوتے دیکھے تو مسلمان بہت ہی افسردہ دل ہو گئے تھے۔ قریب تھا کہ اس رنج سے ہلاک ہو جائیں۔

سہیل بن عمرو نے جو اپنے بیٹے ابو جندل کو کھڑا دیکھا تو ان کے منہ پر ایک طمانچہ مارا۔ اور آنحضرتؐ سے کہا اے محمدؐ! میرے تمہارے درمیان قضیہ اس کے آنے سے پہلے فیصل ہو چکا ہے یعنی ابو جندل کو تمہارے ساتھ جانے نہ دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ سہیل نے ابو جندل کو کھینچ کر پیچھے کرنا چاہا تاکہ قریش میں پہنچا دے۔ ابو جندل نے چیخنا شروع کر دیا کہ یا رسول اللہ اور اے مسلمانو! کیا میں کفار میں واپس کر دیا گیا تاکہ وہ مجھ کو تکلیفیں پہنچائیں۔

مسلمانوں کو اس بات سے بہت قلق ہوا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے ابو جندل تم اور چند روز مبر کرو۔ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشادگی کر دے گا۔ میں مجبور ہوں کہ میں نے عہد کر لیا اور عہد کے خلاف نہیں کر سکتا۔

راوی کہتا ہے عمر بن خطابؓ آٹھ کر ابو جندل کے پاس آئے اور کہا اے ابو جندل تم چند روز اور مبر کرو۔ یہ لوگ مشرک ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا خون ایسا ہے جیسا کہ کاخون۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ابو جندل اپنے باپ کو قتل نہ کر دے اور پھر قطعیہ نہ یادہ پھیل جائے۔

**صلح نامہ پر گواہیاں** | راوی کہتا ہے جب صلح نامہ کے لکھنے سے فارغ ہوئے اس پر چند مسلمانوں اور چند مشرکوں کی گواہیاں ہوئیں۔ مسلمانوں میں سے یہ لوگ گواہ تھے۔ ابو بکر صدیقؓ، عمر بن خطابؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، عبداللہ بن سہیل بن عمروؓ

سعد بن ابی وقاص، محمود بن مسلمہ مکرز بن حفص جو اُس وقت مشرک تھا اور حضرت علیؓ جو کاتب بھی تھے۔

**قربانی اور حلق** | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام حلق میں بے چین تھے اور حرم میں نماز پڑھتے تھے۔ جب صلح سے آپ فارغ ہوئے تب کھڑے ہو کر آپ نے اپنے اونٹ کو قربانی کیا اور خراش بن اُمیہ خزاعی سے سرمنڈوایا۔ لوگوں نے جب آنحضرتؐ کو دیکھا تب تو سب نے قربانیاں کر کے سرمنڈوائے اور بعضوں نے فقط بال ہی کتروائے۔ آپ نے فرمایا۔ خدا سرمنڈانے والوں پر رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر۔ فرمایا سرمنڈانے والوں پر خدا رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اور بال کتروانے والوں پر۔ فرمایا اور بال کتروانے والوں پر بھی عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے سرمنڈانیوالوں کے لئے تو رحم کو ظاہر فرمایا اور کتروانے والوں کے لئے رحم کو ظاہر کیوں نہ فرمایا۔ فرمایا اس لئے کہ انہوں نے شک نہیں کیا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ قربانی کے اونٹوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو جہل کا اونٹ بھی ساتھ لائے تھے اور اس اونٹ کی نکیل چاندی کی تھی۔

**سورہ فتح کا نزول** | نہری کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے واپس ہو کر مدینہ کو آ رہے تھے کہ جب آپ مکہ اور مدینہ کے درمیان پہنچے تو سورہ فتح نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا (۴۸، ۴۹)

ترجمہ:- بے شک اے رسول! ہم نے تم کو اس صلح کے ہونے سے کھلی ہوئی فتح دی تاکہ تجھے خدا تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ اور اپنی نعمت تم پر پوری کرے اور سیدھے راستے کی تم کو ہدایت فرمائے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَكَ يَتَّبِعُونَ اللَّهَ يَدُّ اللَّهُ فَوْقَ أَيِّدِهِمْ قَمَنَ نَكْتٌ فَيَأْتِيَنكَ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمَنْ يَكْفِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا

۱۔ حرم مکہ کی حد (مرتب)



بے شک جن لوگوں نے تم سے بیعت کی انہوں نے خدا سے بیعت کی۔ خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ پھر جو اس بیعت کو توڑے گا تو اس کا وبال اُس کے اوپر ہے اور جو اُس عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اُس نے کیا ہے پورا کرے گا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اُس کو اجر عظیم عنایت فرمائے گا۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے ان دیہاتی لوگوں کا ذکر کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں لُٹے تھے اور آنحضرتؐ نے اُن کو ساتھ چلنے کا حکم دیا تھا۔

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْنَا۔  
ترجمہ: اے رسول! عنقریب آپ سے وہ دیہاتی جو جنگ میں شرکت سے پیچھے رہ گئے کہیں گے ہمارے مال اور اولاد نے ہم کو شرکت سے باز رکھا پس آپ ہمارے لئے مغفرت مانگئے۔“  
پھر اس کے بعد فرمایا ہے :-

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَى مَغَائِرِنَا خَذُوا هَذِهِ نَافِئَةً لَكُمُ  
يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ هُ  
عنقریب جنگ میں نہ جانے والے تم سے کہیں گے۔ جب تم مال غنیمت کو لوٹنے جاؤ گے کہ ہم کو منع نہ کرو تو ہم بھی تمہارے پیچھے چلیں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں۔ کہہ دو تم ہرگز ہمارے ساتھ نہ چلو گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے۔“

پھر اس کے آگے خداوند تعالیٰ نے ایک سخت قوم پر جہاد کرنے کو فرمایا ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں یہ قوم فارس ہے اور زہری کہتے ہیں یہ قوم سلیمہ کذاب اور بنو حنیفہ ہیں۔  
پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا  
فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِفَ  
كَثِيرَةً يَا خُذُوا نَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ط وَعَدَ اللَّهُ مَغَانِفَ  
كَثِيرَةً تَأْخُذُ وَنَهَا فَعَجَلَ لَكُمْ هَذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ  
وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ط وَأُخْرِجَ لَكُمْ  
لَقْدِيرًا وَعَالِيَهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ  
قَدِيرًا ط (۲۱۳۱۸-۲۸)

ترجمہ: بے شک خدا مومنوں سے راضی ہوا جبکہ وہ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ پس جان لی اُس نے وہ بات جو اُن کے دلوں میں تھی۔ پھر اُن پر اُس نے چین اور اطمینان نازل کیا اور جلد فتح (یعنی خیبر کی) اُن کو پہنچائی اور اُس فتح میں بہت سامان وہ حاصل کر میں گئے۔ اور اللہ ہے غالب حکمت والا۔ وعدہ کیا ہے خدا نے تم سے بہت سے مالِ غنیمت کا جس کو تم لوگے۔ پس یہ مال تم کو جلدی سے دیا اور دشمنوں کی دست درازی کو تم سے دُور رکھا (یعنی خیبر کے لوگوں کو کسی کی مدد اور کمک نہ پہنچ سکی) تاکہ یہ فتح ایک نشانی ہو مومنوں کے لئے اور خدا تم کو سید سے راستہ کی ہدایت فرمائے اور دوسری فتح کا اور مال کا خدا نے تم سے وعدہ کیا ہے۔ علاوہ فتح خیبر کے جس پر تمہیں اختیار نہیں۔ یعنی تمہاری قدرت سے وہ فتوحات باہر ہیں بے شک خدا نے اُن کا احاطہ کر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (یہ فتوحات فارس اور شام وغیرہ ممالک کی ہیں)۔

هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَآيَدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ  
 أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا  
 وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيِ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَحِلُّهُ  
 وَلَوْلَا رِيحَالُ الْمُؤْمِنُونَ وَالنَّسَاءُ هُوَ مِنْ أَتَى لَمَ تَعْلَمُوا هَذَا تَطَوُّعُهُمْ  
 فَتَصِيبُكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ه

خدا کی وہی ذات ہے جس نے مکہ کے میدان میں تم کو مشرکوں پر غالب کرنے کے بعد اُن کی دست درازی کو تم سے روکا اور تمہاری دست درازی کو اُن سے روکا اور اللہ تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے۔ یہ مشرکین وہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کے ساتھ کفر کیا اور تم کو مسجدِ حرام میں جانے سے روکا اور قربانی کو اُس کے مقام پر ذبح نہ ہونے دیا۔ اور اگر مکہ میں مسلمان مرد اور عورتیں (جو مشرک کی تعداد میں تھے) نہ ہوتے اور تم ان کو نہ جانتے تھے کہ وہ پوشیدہ مسلمان ہیں اگر تم لڑتے تو وہ لوگ مارے جاتے پھر تم کو اُن کے قتل کے سبب غم پہنچتا بہ سبب بے خبری کے۔

إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ الْحَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةَ طَفَا نَزَلَ اللَّهُ  
 سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ  
 بِهَا وَأَهْلَهَا ه

جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت اور احمق پنے کی غیرت بھر رکھی تھی۔ پس خدا نے اپنا چین اور آرام اپنے رسول اور مومنوں پر نازل کیا اور قائم رکھا خدا نے مسلمانوں کو پرہیز اور آپ کی بات پر اور مسلمان اس بات کے بڑے حقدار اور اہل ہیں۔

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّسُولُ بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنِ شَاءَ اللَّهُ أَمِثِينَ مَخْلِقِينَ مُوَفَّو سَكَمًا وَمَقْقَرِينَ لَا تَخَافُون فَعِلَهُ مَالِدُ تَعْلَمُوا فَتَجْعَلْ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتَحَاقِرَ يَبَاطُ

ترجمہ: یعنی بے شک خدا نے اپنے رسول کے خواب کو حق کے ساتھ سچا کیا کہ تم انشاء اللہ تعالیٰ ضرور مسجد حرام میں امن کے ساتھ مرمند آئے اور بال کتروائے بے خوفی اور اطمینان کے سامنے داخل ہو گے۔ خدا وہ بات جانتا ہے جو تم نہیں جانتے ہو (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خواب میں دیکھنا کہ ہم امن کے ساتھ مسجد حرام میں گئے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس کے علاوہ قریب فتح رکھی ہے۔

**صلح کے فوائد** | لہری کہتے ہیں حدیبیہ کی صلح سے بڑھ کر اس سے پہلے اسلام میں کوئی فتح نہیں ہوئی۔ کیونکہ جنگ موقوف ہو گئی تھی اور لوگ گفتگو اور مباحثہ میں مشغول ہوئے تھے۔ تو جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اسلام قبول کر لیتا تھا۔

لہری کے اس قول کی دلیل یہ بات ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ میں آئے ہیں تو آپ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے جیسا کہ جابرؓ نے بیان کیا ہے اور اس کے دو ہی برس کے بعد جب آپ فتح مکہ کے لئے آئے ہیں تب آپ کے ساتھ دس ہزار آدمی تھے۔



## مکہ کے مظلوم مسلمان

**ابو بصیر کا واقعہ** | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس صلح سے فارغ ہو کر مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو ابو بصیر بن اسید بن جاریہ جو مکہ میں قید تھے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہر بن عبد مناف بن عبد المخرث بن زہرہ اور اخنس بن ثریق بن عمرو بن وہب ثقفی نے ان کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا اور بنی عامر بن لوئی میں سے ایک شخص کو یہ خط دے کر ابو بصیر کے لانے کے لئے آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا اور اپنا ایک غلام بھی اُس کے ساتھ کیا۔ یہ دونوں شخص انہر اور اخنس کا خط لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر سے فرمایا کہ اے ابو بصیر ہم نے ان لوگوں سے عہد کر لیا ہے جو تم کو معلوم ہے ہم اُس کے خلاف نہیں کر سکتے اور خدا تمہارے اور تمہارے غریب ساتھیوں کے لئے ضرور کثادگی پیدا کرنے والا ہے۔ تم اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ۔ ابو بصیر نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھ کو مشرکین کی طرف واپس کرتے ہیں جو میرے دین سے مجھ کو فتنہ میں ڈالتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا اے ابو بصیر تم چلے جاؤ۔ عنقریب خدا تمہارے لئے کثادگی اور مفر کی صورت پیدا کرے گا۔

**عامری کا قتل** | ابو بصیر یہ سن کر اُن دونوں کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب مقام ذی الحلیفہ میں پہنچے تو ابو بصیر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ یہ دونوں شخص بھی بیٹھ گئے۔ ابو بصیر نے کہا اے عامری بھائی یہ تلوار تمہاری ہے۔ اُس نے کہا ہاں! کہا میں اس کو ذرا دیکھ لوں۔ اُس نے کہا دیکھ لو۔ ابو بصیر نے اُس تلوار کو میان سے نکال کر دیکھا۔ اور اُسے سونت کر عامری کو قتل کر ڈالا۔ غلام یہ حالت دیکھ کر ایسا بھاگا کہ سیدھا آنحضرت کی خدمت میں آیا۔ آپ نے جو اُس کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔ ضرور یہ گھبرایا ہوا ہے۔ فرمایا تجھ کو خرابی ہو کیا ہوا؟ غلام نے کہا تمہارے ساتھی نے میرا ساتھی کو قتل کر دیا۔ اُسی وقت

ابو بصیر بھی تلوار لگائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کے عہد کو پورا کر دیا، آپ نے مجھ کو ایسی قوم کے حوالہ کیا تھا جو ہرگز مجھ کو میرے دین پر قائم نہ رہنے دیتے۔ میں نے اپنے دین کو بچا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو بڑا لڑاکا اور لڑائی کی آگ کو بھڑکانے والا ہے۔ پھر فرمایا کاش اس کے ساتھ اور آدمی ہوتے۔

**ابو بصیر کا گروہ** | پھر اس کے بعد ابو بصیر سمندر کے کنارہ پر مقام عیص میں جو ذی مروہ کے پاس ہے جا رہے۔ یہاں سے شام سے آنے جانے کا تھا۔ جب ابو بصیر کے یہاں رہنے کی خبر مکہ میں اُن مسلمانوں کو پہنچی جو قریش کے ہاتھوں میں مجبور اور گرفتار تھے اور آنحضرت کے اس عہد و پیمان سے جو قریش کے ساتھ ہوا تھا مجبور اور ناامید ہو گئے تھے جب انہوں نے یہ خبر سنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی سنا کہ آپ نے ابو بصیر کے حق میں فرمایا کہ کاش اس کے ساتھ اور آدمی ہوتے تو یہ لوگ نکل نکل کر ابو بصیر کے پاس پہنچنے شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ ستر آدمیوں کے قریب ابو بصیر کے پاس جمع ہو گئے اور قریش کو انہوں نے تنگ کر دیا۔ جو آدمی قریش کا اُن کے ہاتھ لگتا تو اُس کو قتل کر ڈالتے اور جو قافلہ دوسرے گزرتا اُس کو لوٹ لیتے۔

**قریش کی درخواست** | جب قریش ان لوگوں سے بے حد مجبور ہوئے تب انہوں نے آپ کو رحم اور رشتہ داری کا واسطہ دلا کر لکھا کہ ہم کو اُن لوگوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ آپ باشوق ان لوگوں کو اپنے پاس بلا لیجئے تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب لوگوں کو مدینہ میں بلا کر رکھا۔

**عامری کا خون بہا** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب سہیل بن عمرو کو ابو بصیر کے عامری کو قتل کرنے کی خبر پہنچی اُس نے کعبہ سے اپنی پشت لگا کر کہا واللہ! جب تک اس کا خون بہا نہ دیا جائے گا میں اپنی پشت کعبہ سے نہ ہٹاؤں گا۔ ابوسفیان نے کہا واللہ! یہ تیری جہالت ہے اس کا خون بہا نہ دیا جائے گا۔ تین مرتبہ ابوسفیان نے یہی کہا۔

**ام کلثوم کی ہجرت** | انہی ایام میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط نے آنحضرت کی خدمت میں ہجرت کی۔ ام کلثوم کے دونوں بھائی عمارہ اور ولید عقبہ کے بیٹے آپ کی خدمت میں اپنی بہن کے لینے کے لئے اُسی عہد کے سبب آئے۔ مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا اس لئے آپ نے ام کلثوم کے پیچھے سے صاف انکار کر دیا۔



عورتوں کی ہجرت کا سوال | ابن اسحاق کہتے ہیں عبدالملک بن مروان کے صوبہ دار ابن ابی ہندہ نے عروہ بن زبیر کے پاس ایک خط بھیجا اور اُس میں اس آیت کے بارے میں سوال کیا تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مِمَّا جَرَّاتِ فَأَمْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ  
أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ  
لَهُنَّ حِلٌّ لِمَعْرُودِكُمْ هُوَ يَحْكُمُ لَهُنَّ وَآتُوهُنَّ مَا آتَفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ  
تَنْكِحُواهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكُلُوفِ إِنْ دَرَأْتُمْ  
مَا آتَفَقْتُمْ وَلَيْسَلُوا مَا آتَفَقُوا إِذْ لَكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ  
ترجمہ :- اے ایمان والو جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تم اُن کے ایمان کا امتحان  
کرو۔ خدا اُن کے ایمان کی حالت سے خوب واقف ہے۔ تو اگر تم اُن کو پرکھا مسلمان جانو  
تو پھر اُن کو کفار کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ یہ عورتیں کفار کے لئے حلال ہیں نہ کفار اُن کے لئے  
حلال ہیں اور جو مہر کفار نے اُن کو دیا ہے وہ تم ان کو دے دو اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم مہر  
دے کر ان عورتوں سے شادی کر لو اور کافر عورت کو تم بکڑ کر نہ لکھو جو کچھ تم نے اُن پر خرچ کیا  
ہے وہ اُن سے مانگ لو اور جو کفار کا خرچ ہوا ہے وہ مانگ لیں۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو اُس  
نے تمہارے درمیان کیا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

عروہ کا جواب | عروہ بن زبیر نے اُس کو جواب لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
حدیبیہ میں قریش سے اس بات پر صلح کی تھی کہ قریش کا جو شخص آپ  
کے پاس بلا اجازت اپنے ولی کی آئے گا آپ اُس کو قریش کے پاس واپس کر دیں گے مگر جب  
قریش کی عورتیں اسلام لا کر اور ہجرت کر کے آنحضرت کے پاس آئیں تو آپ نے اُن کو واپس  
نہ کیا اور اُن کا مہر دینا اس شرط سے مقرر کیا کہ اگر مشرک اُن عورتوں کا مہر مسلمانوں کو دے دیں۔  
جو مسلمانوں کی بیویاں ہیں اور مشرکوں نے ان کو قید کر رکھا ہے تب مسلمان ان عورتوں کا بھی مہر  
دیدیں گے جو مسلمانوں کے پاس مسلمان ہو کر آئی ہیں اور مشرکوں کی بیویاں ہیں۔

مردوں کو رسول اللہ نے واپس کر دیا تھا مگر عورتوں کو واپس نہیں کیا اور یہ حدیبیہ کی صلح نہ ہوتی  
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نو مسلم عورتوں کا مہر بھی نہ دیتے جیسے کہ اس صلح سے پہلے آنے  
والی عورتوں کا مہر آپ نے نہیں دیا۔

امام نہ ہری کی تشریح | ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے امام نہ ہری سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا: **وَإِنْ قَاتَلْتُمُوهُمْ يُبْتَغِ الْوَعْدَ الَّذِي مَلَكَتُمْ أَمْوَالَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ فَالْأُولَئِكَ**

ذَهَبَتْ أَمْوَالُهُمْ مِثْلَ مَا نَفَقُوا وَانْفَقُوا اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ بِهِ مَوَاقِنَ ط اور اے مسلمانو! اگر تمہاری کچھ عورتیں مرتد ہو کر کفار کے پاس چلی گئیں اور کفار سے تمہیں اس کا مہر نہ ملا۔ پس اس مال میں سے اُن لوگوں کو جن کی بیویاں مرتد ہو کر بھاگ گئیں ہیں وہ رقم دے دو جو انہوں نے اُن پر خرچ کی تھی اور اُس خدا سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

نہ ہری نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمان کی بیوی کفار میں ہو اور کفار کی کوئی عورت مسلمانوں کے پاس نہ ہو جس کے سبب سے وہ بدلہ لیں تو خدا فرماتا ہے کہ اُس مسلمان کو مال غنیمت میں سے وہ رقم دیدی جائے جو اُس نے اپنی بیوی پر مہر وغیرہ میں خرچ کی ہے۔

مشرک عورتوں سے علیحدگی | راوی کہتا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مِمَّا جَاءَتْهُنَّ الْحِلُّ تَوَضَّعْنَ**

نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ کو طلاق دے دی۔ پھر اُس عورت سے معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی اور یہ دونوں مرد و عورت اُس وقت مشرک تھے اور مکہ میں رہتے تھے اور اُن کا کلمہ بنت ہرول سے جو بنی خزاعہ میں سے عبید اللہ بن عمر کی ماں تھی۔ ابو جہم بن حذیفہ بن غانم نے شادی کی یہ دونوں بھی مشرک تھے۔

فتح مکہ کی خوشخبری | ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے واقعہ کے بعد مدینہ میں آئے تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے تو یہ

فرمایا تھا کہ ہم امن کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوں گے۔ آنحضرت نے فرمایا کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال داخل ہوں گے اُس نے کہا یہ تو آپ نے نہیں فرمایا تھا۔ فرمایا بس یہ اُسی کے مطابق ہے جو جبرائیل نے مجھ سے کہا ہے۔



## غزوہ خیبر (۱)

خیبر کی طرف روانگی | ابن اسحاق کہتے ہیں حدیبیہ سے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ذی الحجہ اور کچھ مہینہ محرم کا رہے۔ پھر محرم کے آخر دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے جہاد کا قصد فرمایا اور مدینہ میں نمیلہ بن عبد اللہ لیثی کو حاکم مقرر کر کے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سفید نشان عنایت فرما کر آگے روانہ کیا۔

عامر بن اکوع کی حدی | ابن اسحاق کہتے ہیں کہ خیبر کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکوع کا نام سنان تھا کہ اے اکوع کے بیٹے تم کوئی رجز یعنی بہادری کا شعر سناؤ۔ عامر بن اکوع نے یہ شعر کہے۔

وَاللّٰهُ نَوَّكَ اللَّهُ مَا اهْتَدَيْنَا  
وَلَا تَهْدِنَا وَلَا تَحْكُمْنَا  
وَلَا تَهْدِنَا وَلَا تَحْكُمْنَا  
وَلَا تَهْدِنَا وَلَا تَحْكُمْنَا  
وَلَا تَهْدِنَا وَلَا تَحْكُمْنَا  
وَلَا تَهْدِنَا وَلَا تَحْكُمْنَا

”خدا کی قسم! اگر ہم پر خدا کا فضل نہ ہوتا تو ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ بے شک ہم پر جب کفار نے بغاوت کی یا فتنہ کا ہم سے ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا۔ پس تو ہم پر اپنا سکون اور اطمینان نازل فرمایا۔ اور اگر ہمارا کفار سے مقابلہ ہو تو ہم کو ثابت قدم رکھے۔“

عامر کی شہادت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا تم پر رحمت کرے اور عمر بن خطاب نے کہا یا رسول اللہ حجت ان کے لئے واجب ہو گئی۔ راوی کہتا ہے پھر خیبر کی جنگ میں عامر بن اکوع شہید ہوئے اور ان کی شہادت اس طرح ہوئی کہ خود ان ہی کی تلوار جنگ

میں ان کو ملٹ کر اس زور سے لگی کہ یہ سخت زخمی ہو کر شہید ہوئے۔ بعض مسلمانوں کو ان کی شہادت میں شک ہوا۔ اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو اپنے ہی ہتھیار سے شہید ہوئے ہیں اور یہاں تک یہ گفتگو ہوئی کہ ان کے بھتیجے سلمہ بن عمرو بن اکوع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شہادت کی نسبت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا بے شک یہ شہید ہیں۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سب مسلمانوں نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ ابی معتب بن عمرو کہتے ہیں جب آپ خیر کے پاس پہنچے تو صحابہ سے فرمایا اور میں بھی انہی میں تھا کہ ٹھہر جاؤ اور پھر آپ نے یہ دعا پڑھی :

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ اَرْضٍ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيْطٰنِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا اَذْوٰنَ فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرِ اَهْلِهَا وَخَيْرِ مَلِكِيْهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُسْرٰهَا وَكُسْرِ اَهْلِهَا وَكُسْرِ مَا فِيْهَا ۔

ترجمہ :- اے اللہ پروردگار آسمانوں کے اور اُن چیزوں کے جن پر یہ سایہ افکن ہیں اور پروردگار زمینوں کے اور جن کو انہوں نے اپنے اوپر مجبوم کر دیا ہے اور پروردگار شیطانوں کے اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا اور پروردگار ہواؤں کے اور جن چیزوں کو انہوں نے پریشان کیا۔ پس ہم تجھ سے خیریت اس شہر کی اور خیریت اُس کے اہل کی اور خیریت اُن چیزوں کی جو اُس کے اندر ہیں مانگتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے اس کے شتر کی اور اُس کے لوگوں کے شر سے اور اُن چیزوں کے شتر سے جو اس کے اندر ہیں۔“

پھر فرمایا آیت بسم اللہ کے اُسے بڑھو۔ راوی کہتا ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم جن شہر میں جاتے تھے یہی دعا پڑھتے تھے۔

حضرت انس بن مالک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر کو اطلاع اور فرار

اسی طرح اب جو خیبر پر لشکر کشی کی تو رات کے وقت وہاں پہنچے۔ رات آپ نے آرام کے ساتھ بسر کی اور صبح ہوتے ہی حملہ فرمایا۔ جس وقت خیبر کے نیچے پہنچے تو دیکھا کہ کاروباری لوگ اپنے ہل وغیرہ سامانِ ذراعت کو لے کر باہر آ رہے ہیں۔ آنحضرت کے لشکر کو دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ واللہ محمد لشکر لے کر آگئے۔ پھر یہ لوگ اُلٹے پاؤں خیبر کے اندر بھاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَصُرَيْتُ خَيْبَرَ اِنَّا اِنَّا اَنْزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَمَسَّاهُمْ الْعُنْدَمِيْنَ ۔

”اللہ بہت بڑا ہے خیبر خراب ہوا بے شک ہم جب کسی قوم کے میدان میں نازل ہوئے تو مندریں کا دن بڑا ہوا اور مندریں وہ لوگ ہیں جن کو عذاب الہی سے ڈرایا گیا ہے یعنی کفار۔

**مقاماتِ سفر** | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے چل کر عصر میں آئے۔ یہاں آپ کے لئے مسجد تیار کی گئی۔ پھر آپ مقام مہبائیں آئے۔ پھر ایک میدان میں جس کو دجیح کہتے ہیں رونق افروز ہوئے۔ اور یہاں اترنے کی یہ وجہ تھی کہ غطفان نے خیبر والوں کی مدد کا امدادہ کیا تھا اور اپنے شہر سے اہل خیبر کی اعانت کے لئے آپ کے مقابل میں چلے تھے مگر پھر ان کو اپنے گھروں کی طرف سے کچھ کھٹکا معلوم ہوا۔ تب وہ آپ کو خیبر والوں کے مقابل چھوڑ کر اپنے گھروں کو اُلٹے چلے گئے۔

**قلعوں کی تسخیر** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کرنا شروع کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے جو قلعہ فتح کیا اس کا نام حصن ناعم تھا۔ اسی قلعہ کے پاس محمود بن مسلمہ شہید ہوئے۔ کسی نے اوپر سے ان کے سر پر چٹکی کا پاٹ گر دیا تھا۔

پھر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی ابی الحقیق کے قلعہ حصن القمص کو فتح کیا۔ اس قلعہ سے بہت سے قیدی آپ کے ہاتھ آئے جن میں ام المومنین حضرت صفیہ بھی تھیں اور پہلے یہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں اور ان کی دو بچا زاد بہنیں بھی ان کے پاس تھیں آپ نے ان کو اپنے لئے پسند فرمایا۔

وحیہ بن خلیفہ بکلی نے صفیہ کے لئے درخواست کی مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفیہ کو اپنے لئے منتخب فرمایا تب وحیہ کو ان کی دونوں چچا زاد بہنیں عنایت کر دیں اور باقی سب قیدیوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

**چند چیزوں کی ممانعت** | مسلمانوں نے گھریلو گدھوں کے گوشت پکائے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کھانے سے ممانعت کر دی۔ چنانچہ لوگوں نے ہنڈیوں کو فوراً اُلٹا دیا۔

مکحول کہتے ہیں آنحضرتؐ نے اُس وقت چار باتوں سے منع فرمایا تھا ایک تو یہ کہ جو عورت قیدیوں میں سے حاملہ ہو اُس کے پاس نہ جائیں۔ دوسرے گھریلو گدھے کا گوشت نہ کھائیں۔ تیسرے کسی درندے کا گوشت نہ کھائیں۔ چوتھے مالِ غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اُس کو فروخت نہ کریں۔



جابر سے روایت ہے اور جابر بن عبد اللہ کی جنگ میں شریک نہ تھے کہ جب خیبر میں رسول اکرمؐ نے گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تو گھوڑوں کے کھانے کی اجازت دیدی۔

**صنعتی کا بیان** | حنث صنعتی کہتے ہیں ہم روایع بن ثابت انصاری کے ساتھ ملک مغرب کی طرف فتوحات میں شریک تھے تو ہم نے جبرہ نامی ایک شہر فتح کیا اور

روایع بن ثابت انصاری خطیبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو! میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میں نے خاص رسول اللہ سے سنی ہے اور خیبر کی جنگ میں آپؐ نے ہم سے فرمائی تھی۔ رسول کریمؐ خطیبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کسی مسلمان کو یہ بات جائز نہیں ہے کہ اپنا پانی غیر کی کھیتی کو پلائے یعنی حاملہ عورت سے جو لونڈی پکڑی ہوئی آئی ہو صحبت کرے اور نہ مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ بغیر استبراء کے لونڈی کو تصرف میں لائے اور نہ مسلمان کو یہ بات جائز ہے کہ مال غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اسے فروخت کرے اور نہ مسلمانوں کے لئے یہ بات جائز ہے کہ مال غنیمت سے پہلے اپنے مال میں لائے اور اگر کسی ضرورت سے اس پر سوا بھی ہو جائے تو پھر اسکو مال غنیمت میں واپس کر دے ایسا نہ کرے کہ اس کو بیکار کر کے واپس کرے اور نہ مسلمان کو یہ چاہیئے کہ مال غنیمت کے کپڑے کو تقسیم سے پہلے پہنے اور پھر پُرانا کر کے اس کو واپس کرے۔

عبادہ بن صامت کہتے ہیں ہم کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی جنگ میں منع فرمایا کہ ہم کچے سونے کو پکے سونے اور کچی چاندی کو پکی چاندی کے عوض خرید و فروخت کریں۔ بلکہ کچی چاندی کو پکے سونے اور کچے سونے کو پکی چاندی کے عوض خرید و فروخت کریں۔

**بنی سہم کی حاضری** | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعوں کو فتح کرنا شروع کیا اور اسلم کے قبیلہ بنی سہم کے لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم بہت مشقت میں پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے

پاس کچھ کھانے پینے کو نہیں ہے۔ آپؐ کے پاس بھی اُس وقت کچھ نہ تھا جو اُن کو دیتے۔ تب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ اے خدا! تو خوب جانتا ہے جو ان لوگوں کی حالت ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں ان کو دوں۔ تو اپنے فضل و کرم سے سب بڑا قلعہ ان کے ہاتھوں پر فتح کرادے تاکہ ان کے مال غنیمت سے غنی ہو جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھوں پر صعب بن معاذ کا قلعہ جو خیبر کے تمام قلعوں سے زیادہ بڑا مال و اسباب تھا اور غلہ وغیرہ سامان بھی اُس میں بکثرت تھا فتح کرایا۔

**آخری قلعے اور مرحب** | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح کرتے ہوئے ولیج اور سلام آخری دو قلعوں پر پہنچے۔ ان کا آپ نے کچھ اور پرس لائیں محاصرہ رکھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں اس جنگ میں مسلمانوں کا شعاع یا منصور امت امت تھا۔  
جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں اسی جنگ میں مرحب یہودی سامان جنگ سے آراستہ ہتھیار لگائے ہوئے اپنے قلعے سے نکل کر میدان میں آیا اور اپنی تعریف کے اشعار پڑھنے لگا۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا اس کے مقابلے میں کون جوانمرد جاتا ہے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا آپ مجھ کو اجازت دیجئے کل میرا بھائی شہید ہوا ہے آج میں اس کا قصاص لینا چاہتا ہوں۔ آنحضرت نے فرمایا بہتر ہے جاؤ خدا تمہاری مدد و اعانت فرمائے۔

محمد بن مسلمہ اس کافر کے مقابل گئے میدان میں ایک درخت تھا پہلے تو دونوں جوانوں نے اس کی آڈ میں ہو کر ایک دوسرے پر وار کئے۔ اور سپاہ گری کے ہنر دکھلائے۔ پھر آخر دُورو مقابلہ ہوا۔ یہودی نے محمد بن مسلمہ پر تلوار ماری۔ محمد بن مسلمہ نے ڈھال سے بچاؤ کیا۔ تلوار سپر کو کاٹ کر اس میں پھنس گئی۔ ہر چند یہودی نے زور کیا مگر تلوار نہ نکلی۔ پھر محمد بن مسلمہ نے ایسی ضرب لگائی کہ یہودی جہنم رسید ہو گیا۔

**یا سر کی ہلاکت** | ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مرحب یہودی کے بعد اس کا بھائی یا سر میدان میں آیا اور پکالنے لگا کہ میرا کون مقابل ہے۔ آنحضرت کے چھوٹی زاد بھائی زبیر بن عوام قرشی اس کے مقابل گئے۔ ان کی والدہ آنحضرت کی چھوٹی حضرت صفیہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ میرا بیٹا مارا جائے گا۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ تمہارا بیٹا قتل کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ زبیر یا سر کے مقابل ہوئے اور اس کو دم لینے کی فرصت نہ دی اور یا سر مارا گیا۔

**حضرت علیؓ کا اعزاز** | عمرو بن اکوع سے روایت ہے کہ آنحضرت نے خیبر کے ایک قلعہ کی طرف بڑی کوشش کی اور بہت لڑے مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ آخر واپس آ گئے۔ پھر آپ نے اسی قلعہ کی طرف یہی نشان دے کر عمر بن خطاب کو روانہ کیا۔ انہوں نے بھی بڑی محنت اور جانفشانی کی مگر آخر فتح حاصل کئے بغیر واپس چلے آئے۔ تب آپ نے فرمایا کل صبح کو میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اس کے ہاتھ پر خدا قلعہ کو فتح کرے گا اور وہ شخص

جہاد سے بھاگنے والا نہیں ہے۔ سلمہ کہتے ہیں پھر آپ نے حضرت علیؓ کو بلایا جبکہ حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں تو آپ نے اپنا لب مبارک اُن کی آنکھوں پر لگایا اور نشان اُن کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ خدا کی برکت کے ساتھ قلعہ پر حملہ کرو۔ خدا تمہارے ہی ہاتھ پر اُس کو فتح کرے گا۔ حضرت علیؓ دوڑتے ہوئے نشان لے کر اُس قلعہ کے نیچے پہنچے اور نشان کو پتھروں کے بیچ میں کھڑا کر دیا۔ سلمہ کہتے ہیں میں بھی حضرت علیؓ کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے اوپر آیا اور اُس نے پوچھا تم کون ہو؟ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ یہودی نے کہا قسم ہے اُس کتاب کی جو موسیٰ پر نازل ہوئی بیشک تم غالب ہو گے۔ سلمہ کہتے ہیں چنانچہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر خدا نے اُس قلعہ کو فتح کر دیا۔

**رافع کی روایات** | رسول اکرمؐ کے آزاد غلام ابورافع سے روایت ہے کہ جب آپؐ نے حضرت علیؓ کو خیبر کا قلعہ فتح کرنے بھیجا تو میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھا جب حضرت علیؓ قلعہ کے پاس پہنچے۔ مقابلہ اور مقاتلہ شروع ہوا۔ ایک یہودی نے حضرت علیؓ پر وار کیا تو آپؐ کے ہاتھ سے سپر نکل کر دُور جا پڑی۔ حضرت علیؓ نے قلعہ کے دروازہ کو اٹھالیا اور اُسی سے کفار کے حربے ڈھال کے طور پر دوکتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ جب جنگ سے فاسخ ہو گئے اور قلعہ فتح ہو گیا تو اُس کو اڑ کو آپؐ نے پھینک دیا۔ ابورافع کہتے ہیں وہ دروازہ بڑا بھاری تھا کہ ہم اُٹھ آدمیوں نے اُس کو پلٹنا چاہا مگر نہ پلٹ سکے۔

**کعب بن عمرو کا قصہ** | ابوالیسر کعب بن عمرو سے روایت ہے کہ ہم خیبر کی جنگ میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھے اور ہم نے ایک قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ شام کو ہم نے دیکھا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ قلعہ میں جا رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہم کو ان بکریوں کا گوشت کھلائے؟ ابوالیسر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں جاتا ہوں فرمایا جاؤ۔ میں بکریوں کی طرف دوڑا۔ آپؐ نے جب سمجھ کر دوڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے خدا ہم کو اس کے ساتھ نفع پہنچا۔ ابوالیسر کہتے ہیں آگے کی بکریاں تو قلعہ کے اندر پہنچ گئی تھیں پھیلی بکریوں میں سے میں نے دو بکریاں پکڑیں اور اُن کو بغل میں دبا کر بھاگا اور آپؐ کے آگے لاکر اُن کو چھوڑ دیا۔ پھر لوگوں نے اُن کو ذبح کر کے پکایا اور کھایا۔

داوی کہتا ہے ابوالیسر کا سب صحابہ کے بعد انتقال ہوا ہے اور جب یہ کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو روایت کرتے اور کہتے تھے لوگو! میری عمر سے نفع حاصل کرو کیونکہ سب صحابہ کے پیچھے رہ گیا ہوں۔

## غزوہ خیبر (۲)

**حضرت صفیہؓ کا خواب اور تعبیر** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ابی الحقیق کا قلعہ قمعوس فتح کر لیا اور حضرت بلالؓ صفیہ بنت حنی بن اخطب کو اور ایک اور عورت کو لے کر آپؐ کی خدمت میں آئے تو راستہ میں یہود کے مقتولوں پر سے گزر رہا تھا۔ اُس عورت نے جب اپنے مقتولوں کو دیکھا چنچیں مار کر رونے لگی اور اپنے منہ پر اُس نے خوب طمانچہ مارے اور سر میں خاک ڈالی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا اس شیطانہ کو میرے پاس سے دور لے جاؤ اور حضرت صفیہ کو اپنے پس پشت بیٹھنے کا حکم دیا اور اپنی چادر اُن کو اوڑھادی۔ جس سے مسلمانوں نے جان لیا کہ آپؐ نے اُن کو اپنے لئے مخصوص فرمایا ہے۔

راوی کہتا ہے جب حضرت صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک چاند میری گود میں آیا ہے۔ پھر انہوں نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ سے بیان کیا تو کنانہ نے کہا اس کی تعبیر اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ تُو حجاز کے بادشاہ محمدؓ کے پاس جانا چاہتی ہے اور پھر کنانہ نے ایک طمانچہ ان کے اس زور سے مارا کہ اُن کی آنکھ کو سخت صدمہ پہنچا اور اُس کا نشان بھی باقی رہا۔ چنانچہ اُسی نشان کو دیکھ کر آپؐ نے صفیہؓ سے اُس کا سبب دریافت فرمایا۔ تب انہوں نے اپنے خواب کا سارا واقعہ عرض کیا۔

**کنانہ بن ربیع سے پوچھ گچھ** | کنانہ بن ربیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گرفتار سے خزانہ کا مقام دریافت کیا اس نے صاف انکار کیا۔ پھر ایک یہودی نے اُن کو بیان کیا کہ میں نے اُس کو فلاح جگہ اکثر اُتاتے جاتے دیکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہزروہاں خزانہ ہے۔ آپؐ نے کنانہ سے فرمایا کہ اگر اُس جگہ سے خزانہ مل گیا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ اس نے کہا بہتر ہے۔ پھر

آپؐ نے اُس مقام کو کھدایا تو وہاں سے کچھ خزانہ نکلا باقی خزانہ کو پھر کنانہ سے دریافت کیا۔ اس نے بتانے سے بالکل انکار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر بن عوام کو حکم فرمایا کہ اس کو تکلیف دے کہ پوچھو۔ چنانچہ زبیرؓ نے ہر چند تکلیف دے کر بھی اس سے دریافت کیا مگر اُس نے نہ بتایا۔ تب آپؐ نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ کے سپرد کیا تاکہ اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے عوض اُس کو قتل کریں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ نے اس کی گردن مار دی۔

**یہود کی جان بخشی کی درخواست** | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے آخری قلعوں وطیح اور سلام کا محاصرہ رکھا۔ جب ان قلعوں کے لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ آپؐ ہماری جان بخشی کر دیں۔ آنحضرتؐ نے اس بات کو منظور فرمایا۔ اور خیبر کا تمام مال و اسباب آنحضرتؐ کے ہاتھ آیا سو ان دو قلعوں کے جب یہ خبر فدک کے لوگوں کو پہنچی۔ انہوں نے بھی آپؐ کو یہی پیغام بھیجا کہ ہم اپنا تمام مال چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ہماری جان بخشی کر دی جائے۔ رسول پاکؐ نے اس بات کو منظور کر لیا اور آپؐ کی طرف سے اس گفتگو کے کرنے والے محیصہ بن مسعود حارثی تھے۔

راوی کہتا ہے جب خیبر والوں کو اقرار کے ساتھ جان سے امن ملا تب انہوں نے آنحضرتؐ کو پیغام بھیجا کہ آپؐ ہم کو ہمارے باغوں اور کھیتی باڑی پر برقرار رکھیں۔ ہم نصف پیداوار آپؐ کو خراج میں دیا کریں گے اور نصف اپنی محنت کا حق سمجھ کر لے لیں گے اور ہم کو اس کام کی بہت واقفیت ہے اور زمین کو درست کرنے اور قابلِ زراعت بنانے میں ہم بڑے تجربہ کار ہیں۔ آپؐ نے اس بات کو منظور کر لیا اور یہ شرط اُن سے کر لی کہ جس وقت ہم چاہیں گے تم کو یہاں سے نکال دیں گے۔ یہی اقرار فدک کے لوگوں سے بھی ہوا۔

راوی کہتا ہے خیبر تو کل مسلمانوں کے حصہ میں تھا اور فدک کو آپؐ نے خاص اپنے اخراجات کے لئے رکھا تھا۔ کیونکہ فدک بغیر مسلمانوں کی لشکر کشی کے فتح ہوا تھا۔

**زہر اُلو د گوشت** | راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتوحات سے فارغ ہوئے تو زینب حرث کی بیٹی (سلام بن مشکم یہودی کی بیوی) نے ایک بکری کا گوشت بھون کر آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ آپؐ کو کون سا گوشت پسند ہے؟ لوگوں نے کہا دستی کا۔ اُس نے دستی میں بہت سا اور باقی گوشت میں بھی خوب



زہر ملا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاکر رکھ دیا اور آپ نے اُس میں سے ایک بوٹی اٹھا کر منہ میں رکھی اور اُس کو چبایا مگر ٹیکلا نہیں بلکہ اُس کو ٹھوک دیا۔ بشر بن براء بن معرور بھی آپ کے پاس بیٹھتے تھے۔ انہوں نے ایک بوٹی چبا کر نگلی لی اور آنحضرت نے فرمایا یہ ہڈی مجھ سے کہتی ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ پھر آپ نے اُس عورت کو بلا کر دریافت کیا۔ اُس نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے زہر ملا یا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا تو نے یہ کام کیوں کیا۔ عورت نے کہا اس لئے کہ میری قوم کی جو حالت تم نے کی وہ تم جانتے ہو۔ میں نے یہ سوچا کہ اگر تم بادشاہ ہو تو میں تم کو زہر دے کر بجات پاؤں گی اور اگر تم نبی ہو تب تم کو ضرور اس زہر کی خبر ہو جائے گی۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس عورت سے درگزر کی۔ بشر بن براء نے اُس ایک نوالہ کے کھانے سے وفات پا گئے۔ راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرض وفات ہوا۔ اور بشر بن براء کی بہن آپ کی مزاج پرسی کو آئیں تو آپ نے فرمایا اے بشر کی بہن یہ مرض جو مجھ کو ہے میں اس میں اپنی رگوں کو اُسی نوالہ کے اثر سے ٹوٹتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ جو میں نے خیبر میں تمہارے بھائی بشر بن براء کے ساتھ کھایا تھا۔

راوی کہتا ہے اسی سبب سے مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں باوجود نبوت کی بزرگی کے شہادت کی فضیلت بھی سمجھتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی فتح سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو راستہ میں آپ نے چند راتیں وادی القریٰ کے لوگوں کا محاصرہ کیا اور پھر وہاں سے مدینہ کو واپس تشریف لائے۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں جب ہم رسول کریم کے ساتھ خیبر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ میں آئے تو غروب آفتاب کے قریب ہم نے وہاں قیام کیا۔ آپ کا ایک غلام تھا جو رفاعہ بن زید خزاعی ثم العنزی نے آپ کی نذر کیا تھا۔ یہ غلام آپ کا بچاؤ اٹھا کر رکھ رہا تھا کہ ایک تیرہ کہیں سے اس غلام کے آگیا اور معلوم نہ ہوا کہ کس نے مارا ہے؟ غلام تیرہ کے صدر سے گر گیا ہم لوگ کہنے لگے اسے جنت مبارک ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اس کلام کو سن کر فرمایا ہرگز نہیں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کا شملہ آگ میں جل رہا ہے۔ یہ شملہ اُس غلام نے خیبر کے مال غنیمت میں سے چھپایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر ایک شخص آیا اور اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجتبیوں کے دو قسم تو میں نے بھی مال غنیمت میں سے لئے تھے۔ فرمایا ان کی برابر تجھ کو

دوزخ میں جلتا ہوگا۔

**چربی کا برتن** | عبداللہ بن مخفل مزی کہتے ہیں خیبر کے مال غنیمت میں سے ایک کپا جس میں چربی بھری ہوئی تھی لے کر میں اپنے ڈیرے میں آدھا تھا کہ مال غنیمت کے محافظ نے مجھے دیکھ لیا اور آکر وہ کپا مجھ سے چھیننے لگا۔ میں نے کہا واللہ! یہ کپا میں تجھ کو نہ دوں گا اُس نے کہا تو اس کو چھوڑ دے یہ مال مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور منس کر فرمایا کہ اس کو لے جاوے دو۔ عبداللہ کہتے ہیں میں اُس کو اپنے ڈیرے میں لایا اور میرے سب ساتھیوں نے اُسے کھایا۔

**حضرت صفیہؓ سے نکاح** | ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر میں یا آتے ہوئے راستہ میں رسول اللہ اور حضرت انسؓ کی ماں اُمّ سلیم نے صفیہؓ کو دہن بنایا اور رات کو آنحضرتؐ ان کے ساتھ ایک خیمہ میں رہے اور ابوایوبؓ انصاری تلوار لٹے ہوئے رات بھر آپؐ کے خیمہ کے گرد پہرہ دیتے رہے۔ جب صبح کو آپؐ نے اُن کو دیکھا تو فرمایا اے ابوایوب تم نے کس لئے تکلیف کی؟ ابوایوب نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اس عورت سے حضورؐ کے حق میں خوف تھا۔ کیونکہ اس عورت کا باپ اور خاندان ساری قوم قتل ہوئی ہے اور یہ عورت نو مسلم ہے۔ اس سبب مجھ کو اس کی طرف سے اندیشہ تھا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوایوب کے حق میں دُعا فرمائی کہ اے خدا جیسے ابوایوبؓ نے رات بھر میری حفاظت کی ہے تو اس کی ہمیشہ حفاظت فرمائو۔

**حضرت بلالؓ کی پہریداری** | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے واپس ہوئے تو راستہ میں ایک رات آپؐ نے فرمایا آج رات کو کون ایسا شخص ہے جو ہماری حفاظت کرے اور آخر رات کا وقت تھا۔ فرمایا شاید ہم سو جائیں تو صبح کے وقت جگانے کے لئے ایک آدمی ضرور چاہیئے۔ بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جاگوں گا۔ چنانچہ رسول کریمؐ اور سب لوگ سو رہے اور بلالؓ نماز پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ پھر بلالؓ مشرق کی طرف منہ کر کے صبح کے انتظار میں اپنی کاٹھی سے سہارا لگا کر بیٹھ گئے اور نیند اُن پر غالب ہو گئی۔ پھر سورج کی حرارت سے سب لوگوں کی آنکھ کھلی۔ سب سے پہلے رسول اقدسؐ جاگے اور بلالؓ سے فرمایا کہ یہ تم نے کیا کیا۔ بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ!

جس کے آپ کو سکایا اُسی نے مجھ کو بھی سکادیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ پھر آنحضرت نے اپنے اُونٹ کو تھوڑی دُور لے جا کر بٹھایا اور وہیں وضو کیا اور سب لوگوں نے بھی وضو کیا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اُس کے بعد فرمایا کہ جب تم نماز کو بھول جاؤ تو پھر جس وقت یاد آئے اُسی وقت اُس کو پڑھ لو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي۔

ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر کو فتح کر کے آپ نے وہاں کی مَریاں وغیرہ ابن لقیم عبسی کو عنایت فرمائی تھیں اور خیبر کا غزوہ ماہِ صفر میں ہوا تھا۔

**غزوہ خیبر اور مسلمان خواتین** | خیبر کی جنگ میں مسلمانوں کی عورتیں بھی شریک تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں سے اُن کو بھی کچھ دیا تھا۔ مگر مردوں کے ساتھ ان کا حصہ نہیں لگایا تھا۔

بنی غفار میں سے ایک عورت کا بیان ہے کہ جب آنحضرت نے خیبر کا قصد کیا تو میں چند عورتوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم عورتیں چاہتی ہیں کہ آپ کے ساتھ ہم بھی جہاد میں چلیں۔ ہم زخمیوں کی تیمارداری کریں گی اور جہاں تک ہم سے ہو گا مسلمانوں کو مدد پہنچا کر ثواب کی مستحق ہوں گی۔ حضور نے فرمایا چلو خدا تمہارے ارادہ میں برکت دے۔ چنانچہ ہم آپ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے اُونٹ پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔ اور میں اُس وقت کم سن لڑکی تھی۔

جب صبح کو رسول کریم منزل پر اترے اور میں بھی اُونٹ پر سے اُتری تو اُس کی کاٹھی اور اپنے کپڑے پر میں نے خون کا نشان دیکھا مجھ کو بہت شرم آئی اور یہ مجھ کو پہلا حیف تھا۔ جب آپ نے اُس خون کے نشان کو دیکھا تو مجھ سے فرمایا شاید تجھ کو خون آیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا تو اپنے کپڑے دھو کر پانی میں تھوڑا نمک ملا کر اُس سے کاٹھی کو دھو ڈال اور پھر سواہ ہو جا۔ کہتی ہیں جب خیبر فتح ہو گیا تو آپ نے ہم عورتوں کو بھی مالِ غنیمت میں سے عنایت کیا اور یہ ہمارے جو میرے گلے میں ہے خود آپ نے اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں باندھا۔ میں اُس کو کبھی جدا نہیں کرتی۔

راوی کہتا ہے یہ ہمارے آخری وقت تک اُس خاتون کے گلے میں رہا اور پھر اُس کی وصیت کے مطابق اُس کے ساتھ دفن کیا گیا اور ہمیشہ یہ خاتون حیف سے پاک ہونے کے لئے پانی میں نمک ملاتی تھیں اور

وصیت کی تھی کہ میری لاش کو بھی نمک کے پانی سے غسل دینا۔

**شہدائے خیبر** | بنی اُمیہ کے حلیفوں میں سے ربیعہ بن سنجہ بن عمرو بن کنینہ بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد اور ثقف بن عمرو بن رفاعہ بن مسروح۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے عبداللہ بن ہبیب بن امیب بن سحیم بن غبسرہ۔ یہ اصل میں بنی سعد بن لیث سے تھے مگر بنی اسد میں اس سبب سے شمار ہوئے کہ ان کے حلیف اولہ ان کے بھانجے تھے۔

اور انصار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے۔ بنی سلمہ سے بشر بن براہ بن معرور آپ کے ساتھ زہریلے گوشت کو کھا کہ شہید ہوئے اور فضیل بن نعمان۔

اور بنی ذریقہ میں سے مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ بن عامرہ بن ذریقہ۔

اور اوس کی شاخ بنی عبدالاشہل سے محمود بن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجرہ بن حارثہ بن حرث یہ بنی حارثہ میں سے ان کے حلیف تھے۔

اور بنی عمرو بن عوف سے ابو ضیاع بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف اور حرث بن حاطب اور عروہ بن مرہ بن سراقہ اور اوس بن فائدہ اور انیف بن حبیب اور ثابت بن اثلہ اور طلحہ۔

اور بنی غفار سے عمارہ بن عقبہ تیرے شہید ہوئے۔

اور بنی اسلم سے عامر بن اکوع اور اسود راعی جن کا نام اسلم تھا۔ یہ خیبر ہی کے رہنے والے تھے اور خیبر ہی کی جنگ میں شہید ہوئے۔

زہری نے شہدائے خیبر میں ان لوگوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ بنی زہرہ میں سے مسعود بن ربیعہ جو بنی قارہ میں سے ان کے حلیف تھے اور بنی عمرو بن عوف سے اوس بن قتادہ شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے کسی **اسود راعی کی شہادت** | قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو اسود راعی بکریاں لئے ہوئے

آنحضرت کے پاس آئے اور یہ ایک یہودی کی بکریاں چرانے پر ملازم تھے انہوں نے آپ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ کو مسلمان کیجئے۔ آپ نے ان کو مسلمان کیا اور آپ کسی شخص کے مسلمان ہونے میں یہ خیال نہ فرماتے تھے کہ یہ ادنیٰ آدمی ہے یا اعلیٰ بلکہ سب کو مسلمان کر سکتے تھے۔ اسود نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان بکریوں کو کیا کروں؟ فرمایا۔ ان کو مار کر ہنکاؤ۔

یہ اپنے مالک کے پاس چلی جائیں گی۔ اسود نے ایک مٹھی کنکر لے کر بکریوں پر مارے اور ان کو قلعہ کی طرف ہنکا دیا۔ بکریاں سیدھی قلعہ میں چلی گئیں۔ پھر اسود اسی قلعہ پر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے اور ایک پتھر قلعہ پر سے اسود کے سر پر ایسا لگا کہ اُس کے صدر سے شہید ہو گئے۔ لوگ ان کی لاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور ایک کپڑا لاش پر اوڑھا دیا۔ آپ چند صحابہ کے ساتھ ان کی لاش پر آئے۔ پھر آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی طرف سے منہ کیوں پھیرا؟ فرمایا ایک خود جو ان کی بیوی ہے اُن کے پاس بیٹھی ہے۔

راوی کہتا ہے اسود نے ایک نماز بھی نہ پڑھی تھی۔

روایت ہے کہ جب شہید کرتا ہے خودروں میں سے اُس کی بیوی اُس کے چہرے سے خاک پونچھتی ہے اور کہتی ہے جس نے تجھ کو خاک آلود کیا ہے خدا اُس کو خاک آلود کرے اور جس نے تجھ کو قتل کیا ہے خدا اُس کو قتل کرے۔

حجاج بن علاط جب خیبر فتح ہو گیا تو حجاج بن علاط سلمیٰ ثم البہری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مکہ میں میرا بہت سامان ہے اور بہت مال میرا میری بیوی اُم شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس ہے اور سودا گروں کے پاس بھی متفرق مال بہت ہے۔ آپ مجھ کو اجازت دیں تاکہ میں اپنا مال لے آؤں اور وقت کی مناسبت سے جیسا چاہوں کہوں۔ آپ نے اجازت دی اور حجاج مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مقام ثنیۃ البیضاء میں آئے تو دیکھا کہ قریش کے چند لوگ بیٹھے ہیں۔ یہ لوگ مکہ سے نکل کر راستہ میں آنے جانے والوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر پوچھا کرتے تھے اور ان کو معلوم ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے جب انہوں نے حجاج کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے حجاج بن علاط آ رہے ہیں۔ ان کو ضرور کچھ خبر ہوگی۔ اور حجاج کے مسلمان ہونے کی قریش کو بالکل خبر نہ تھی۔ اور قریش یہ بھی جانتے تھے کہ خیبر حجاز میں سب سے سرسبز اور آباد شہر ہے۔ اُس کا فتح ہونا محمدؐ سے دشوار ہے۔ غرض حجاج سے ان لوگوں نے کہا کہ اے حجاج ہم نے سنا ہے کہ قاطع نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے



وہ یہودیوں کا نہایت آباد علاقہ ہے۔ حجاج نے کہا ہاں میں نے بھی یہ خبر سنی ہے اور میرے پاس ایک ایسی خبر ہے جس سے تم بہت خوش ہو گے۔ حجاج کہتے ہیں میرے اس کہنے سے سب لوگوں نے چاروں طرف سے میرے اُونٹ کو گھیر لیا اور کہا اے حجاج جلد اس خبر کو بیان کر دو۔ میں نے کہا محمدؐ کو ایسی شکست ہوئی کہ کبھی تم نے سنی نہ ہوگی۔ اُن کے تمام اصحاب قتل ہوئے اور وہ خود قید ہو گئے اور یہودیوں نے کہا کہ ہم محمدؐ کو قریش کے پاس مکہ میں بھیجیں گے تاکہ قریش اپنے لوگوں کے معاوضہ میں محمدؐ کو قتل کریں۔

حجاج کہتے ہیں یہ بات سُنتے ہی وہ لوگ مکہ میں شور و غل مچاتے ہوئے داخل ہوئے اور کہتے تھے اب محمدؐ تمہارے پاس آتے ہیں تم ان کو قتل کرنا۔ حجاج کہتے ہیں میں نے کہا اے قریش تم میرا مال جمع کر دو میں بہت جلد خبر کو جانے والا ہوں تاکہ سودا گروں کے ہنچنے سے پہلے سستی قیمت پر محمدؐ کا مال جو یہودیوں کے ہاتھ آیا ہے خرید لوں۔ چنانچہ قریش نے ایک دم میرا سارا مال جمع کر دیا اور میں نے اپنی بیوی سے بھی یہی کہا کہ میں خیبر میں جا کر مال خریدوں تو سب مال مجھ کو دیدے۔ اُس نے بھی سب مال دیدیا۔ پھر یہ خبر حضرت عباسؓ کو ہوئی۔ وہ میرے پاس میرے خیمہ میں جوتا جرانہ وضع کا تھا آکر کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہا اے حجاج یہ تُو نے کیا خبر بیان کی ہے۔ میں نے کہا اس وقت تو تم مجھ کو مال اکٹھا کرنے دو جس وقت میں چلنے لگوں گا اُس وقت خلوت میں مجھ سے ملنا۔ چنانچہ جب میں رخصت ہونے لگا تو عباسؓ میرے پاس آئے۔ میں نے کہا اے عباسؓ جو بات میں تم سے کہوں تین دن تک تم اُس کو ہرگز کسی سے ظاہر نہ کرنا اور اس کے بعد تم کو اختیار ہے کہ شوق سے کہہ دینا میں تمہارے بھتیجے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیبر کے بادشاہ کی بیٹی صفیہ سے شادی کرتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ تمام خیبر انہوں نے فتح کر لیا۔

عباسؓ نے کہا اے حجاج یہ تُو کیا کہہ رہا ہے؟ میں نے کہا واللہ! میں سچ کہہ رہا ہوں اور میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ یہ حیلہ میں نے فقط اپنا مال جلد وصول کرنے کے لئے کیا تھا۔ تم ہرگز تین دن کے اندر اس بات کو ظاہر نہ کرنا۔ ورنہ قریش کے لوگ میرا پیچھا کریں گے اور تین دن کے بعد میں دُور نکل جاؤں گا پھر تم شوق سے کہہ دینا۔

راوی کہتا ہے جب حجاج کو مکہ سے گئے ہوئے تین روز گزر گئے۔ حضرت عباسؓ نے

اپنا محلہ پہنا اور عصاء ہاتھ میں لے کر کعبہ میں آئے اور طواف کرنے لگے۔ قریش نے جو اس شان سے ان کو دیکھا تو کہا اے ابوالفضل (حضرت عباس کی کنیت ہے) یہ تو جنگ کا سامان ہے۔ حضرت عباس نے فرمایا اُس خدا کی قسم ہے جس کی تم قسم کھاتے ہو کہ محمدؐ نے خیبر کو فتح کر لیا اور وہاں کے تمام مال و اسباب پر قابض ہو گئے اور خیبر کے بادشاہ کی بیٹی کو اپنے تقرت میں لائے۔ اسی خوشی میں میں نے آج یہ لباس پہنا ہے۔

قریش نے کہا یہ خبر تم کو کس نے دی؟ حضرت عباسؓ نے کہا اسی شخص نے جس نے تم سے وہ خبر بیان کی تھی۔ وہ مسلمان ہو گیا ہے اور اس حیلہ سے وہ تم سے اپنا مال لینے آیا تھا اور اب وہ محمدؐ سے جا ملا ہے۔

قریش یہ بات سُن کر بہت خفا ہوئے اور حجاج کے بارے میں کہنے لگے کہ دشمن خدا اس طرح ہمارے پاس سے بھاگ گیا۔ اگر ہم کو اُس وقت خبر ہوتی تو ہم اُس کو ضرور اچھی طرح سے مزہ چکھاتے۔ پھر اس کے بعد اور لوگوں سے بھی قریش کو خیبر کے فتح ہونے کی خبر معلوم ہوئی۔



# خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال غنیمت میں سے خمس خدا و رسول اور ذوی القربیٰ اور یتیموں اور مسکینوں کے حصہ کا نکالا اور اسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا خرچ تھا اور ان لوگوں کو بھی آپ نے اس میں سے عنایت فرمایا جنہوں نے اہل فیک سے مصلح کرائی تھی اور انہی لوگوں میں سے ایک محیصہ بن مسعود تھے ان کو آپ نے تین سو و سق کھجوریں عنایت فرمائیں اور باقی مال غنیمت ان مسلمانوں پر تقسیم فرمایا جو حدیبیہ کے واقعہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ چنانچہ سب لوگ جو حدیبیہ میں تھے خیبر کی جنگ میں بھی تھے سوائے ایک جابر بن عبد اللہ کے کہ یہ خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے مگر آپ نے ان کا بھی حصہ لگایا۔

حدیث داروں کی تعداد | اس لئے رسول کریم نے کل مال کے اٹھارہ سو حصے کئے۔ چودہ حصے آدمیوں کے اور چار سو حصے دو سو گھوڑوں کے اور سو سو آدمیوں کا ایک حصہ قراہ دے کر اٹھارہ حصے کل مال کے کر دیئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں خیبر کی جنگ میں عربی گھوڑے کو آنحضرت نے عربی اور اٹھارہ مجموعے | ہجین گھوڑے کو ہجین ٹھہرایا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علیؓ اور زبیرؓ بن عوام اور طلحہؓ بن عبید اللہ اور عمرؓ بن خطابؓ اور

عبدالرحمن بن عوف اور عاصم بن عدی اور اسید بن حفیر ایک ایک حصہ میں شریک تھے۔  
 اور ایک حصہ بنی حرث بن خزرج کا اور ایک حصہ ناعم کا ایک حصہ بنی ثیاثہ کا اور ایک حصہ  
 بنی عبید کا اور ایک حصہ بنی حرام کا جو بنی سلمہ میں سے تھے اور ایک حصہ عبید بن اوس اوسی  
 کا۔ انہوں نے یہ حصہ خرید لیا تھا۔ اور ایک حصہ بنی ساعدہ کا اور ایک حصہ بنی غفار اور اسلم کا  
 اور ایک حصہ بنی نجار کا اور ایک حصہ بنی حارثہ کا اور ایک حصہ اوس کا تھا۔ چنانچہ سب  
 پہلے جو حصہ خیبر سے نکالا گیا وہ خیبر وادی خاص سے زبیر بن عوام کا حصہ تھا اور اسی  
 وادی کو نطاة بھی کہتے ہیں۔ اس میں کل پانچ حصے تھے اور اس کے پاس دوسرا وادی سرریام  
 تھا اور اس کو شق بھی کہتے ہیں اس کے تیرہ حصے تھے کل اٹھارہ ہوئے اور ہر حصہ میں ستوا  
 آدمی شریک تھے۔ چنانچہ نطاة میں سے زبیر کا حصہ نکال کر دوسرا حصہ بنی بیاثہ کا اور تیسرا  
 بنی اسید کا اور چوتھا بنی حرث بن خزرج کا اور پانچواں ناعم بن عوف بن خزرج اور  
 مزینہ وغیرہ کا نکالا گیا۔

**شق کی تقسیم** | پھر شق میں سے پہلا حصہ عاصم بن عدی کا نکالا اور انہی کے ساتھ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حصہ تھا۔ پھر عبدالرحمن بن عوف کا۔ پھر بنی ساعدہ کا  
 پھر بنی نجار کا پھر حضرت علیؓ کا پھر طلحہ بن عبید اللہ کا۔ پھر بنی غفار اور اسلم کا۔ پھر حضرت عمرؓ  
 بن خطاب کا۔ پھر بنی عبید کا پھر بنی حرام کا پھر بنی حارثہ کا پھر عبید کا پھر اوس کا پھر نصیف کا حصہ  
 نکالا۔ اس میں جبینہ اور مختلف قبائل عرب کے لوگ تھے۔

**کتیبہ کی تقسیم** | پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتیبہ کو جو وادی خاص تھا اپنی  
 ازواج اور اقرباء کے درمیان تقسیم فرمایا اور بعض مسلمانوں کو بھی اس  
 میں سے عنایت کیا۔ چنانچہ اپنی صاحب زادی حضرت فاطمہؓ کو دو سو وسق دیئے اور حضرت  
 علیؓ کو ایک سو وسق اور اساتذہ بن زید کو دو سو وسق اور پچاس وسق کجور بنی اور حضرت  
 ام المؤمنین عائشہؓ کو دو سو وسق اور حضرت ابوبکرؓ کو سو وسق اور عقیل بن ابی طالب کو ایک سو  
 چالیس وسق اور اولاد جعفر بن ابی طالب کو پچاس وسق اور ربیعہ بن حرث کو سو وسق اور  
 صلت بن مخرمہ کو مئۃ اُن کے دونوں بیٹوں کے سو وسق اس طرح کہ صلت کے چالیس اور ابی  
 بنقہ کے پچاس اور قیس بن مخرمہ کے تیس وسق اور زکانه بن عبد زید کو پچاس وسق اور عبیدہ  
 بن حرث کی بیٹیوں اور اُن کے بیٹے حصین بن حرث کو سو وسق اور بنی عبید بن عبد زید کو ساٹھ وسق

اور اوس بن مخزمر کے بیٹے کوتیس وسق اور مسطح بن اثاثہ اور الیاس کے بیٹے کو پچاس وسق اور ارم بن مہرہ کو چالیس وسق اور نعیم بن ہند کو تیس وسق اور بحینہ بنت حرث کو تیس وسق اور عجم بن عبد نذیر کو تیس وسق اور ارم حکم کو تیس وسق اور حبانہ بنت ابی طالب کو تیس وسق اور ابن ارقم کو پچاس وسق اور عبد الرحمن بن ابی بکر کو چالیس وسق اور حمزہ بنت حاش کو تیس وسق اور زبیر کی والدہ کو چالیس وسق اور ابن ابی خنیس کو تیس وسق اور ارم طالب کو چالیس وسق اور ابی نصرہ کو بیس وسق اور نمیلہ مکی کو پچاس وسق اور عبد اللہ بن وہب کو مئیں اُن کے دونوں بیٹوں کے نوے وسق۔ جن میں سے بیٹوں کے چالیس اور ارم حبیب بنت حاش کو تیس وسق اور مرکز بن عبدہ کو تیس وسق اور اپنی کل اذواج کو نو سو وسق عنایت فرمائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ وسق گیسوں اور بخو اور کجور وغیرہ کے تھے جو ہر شخص کو اُس کی ضرورت کے مطابق ان اجناس سے دیئے گئے اور چونکہ بنی عبد المطلب زیادہ ضرورت مند تھے اس سبب سے آپ نے اُن کو زیادہ مرحمت فرمایا۔ بنی عبد المطلب کو ایک سوا سٹی وسق دیئے اور حضرت فاطمہؓ کو پچاس سٹی وسق اور اسامہ بن زید کو چالیس وسق اور مقداد بن اسود کو پندرہ وسق اور ارم بنیدہ کو پانچ وسق عنایت کئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت چوبیس سو کی وصیت فرمائی تھی۔ قبیلہ رہا وہ زمین کو خیبر سے سو وسق دیئے جائیں اور الدار بن ہامی کو سو وسق اور سبائین کو سو وسق دیئے جائیں اور اشعر یوں کو سو وسق دیئے جائیں اور اسامہ بن زید کا لشکر بھیجا جائے اور ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔

**فدک کا معاملہ** جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی جنگ سے فارغ ہوئے تو اہل فدک کے دل میں بھی خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب ڈال دیا۔ اور انہوں نے اپنا ایلچی رسول کریمؐ کی خدمت میں بھیجا تاکہ آپ نعت پیداوار پر اُن سے صلح کر لیں۔ آنحضرتؐ نے منظور فرمایا اور آپ اُس وقت خیبر میں یا خیبر اور مدینہ کے درمیان میں یا مدینہ میں واپس آگئے تھے۔ اور چونکہ فدک بغیر جنگ اور لشکر کشی کے فتح ہوا۔ اس سبب سے یہ خاص آپ کا مال تھا۔

**بنو الدار کے نام و نسب** یہ لوگ بنی دار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن نخم کی اولاد سے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملک شام



سے آئے تھے۔ تمیم بن اوس۔ نعیم بن اوس۔ یزید بن قیس۔ عرف بن مالک۔ ان کا نام رسول کریم نے عبدالرحمن رکھا تھا۔ مروان بن فاکہ عرفہ کے بھائی۔ فاکہ بن نعمان۔ جبہ بن مالک۔ ابو ہند بن بکر اور ان کے بھائی طیب بن بکر۔ ان کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا تھا۔

راوی کہتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو اہل خیبر کے پاس بھیجا اور انہوں نے کھیتوں اور پھلوں کا تحفہ کیا۔ یہود نے کہا تم نے اندازہ میں ہم پر زیادتی کی ہے۔ عبداللہ نے کہا تم چاہو تو تم لے لو اور تم چاہو تو ہم کو دے دو۔ یہود نے کہا اسی بات سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ عبداللہ بن رواحہ نے ایک ہی سال تحفہ کیا تھا کہ پھر غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔

**ابن سہل کا قتل** عبداللہ کے بعد جبار بن صخر بن امیت بن خنساء سلمی ہر فصل پر خیبر میں جا کر تحفہ کیا کرتے تھے۔ یہود اسی طرح ایک مدت عہد پر قائم رہے اور مسلمان ان کی طرف سے مطمئن ہو گئے۔ پھر انہوں نے نبی کریم ہی کے زمانہ میں عبداللہ بن سہل حارثی کو شہید کر دیا اور مسلمانوں نے اس قتل کا ان پر دعویٰ کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن سہل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھجوریں دیکھنے خیبر میں گئے تھے پھر ساتھیوں سے الگ ہو گئے اور ان کی لاش ایک نالہ میں سے پڑی ہوئی ملی۔ راوی کہتا ہے یہود نے ان کو شہید کر کے ان کی لاش کو غائب کر دیا تھا۔ پھر ان کے ساتھی آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور یہ واقعہ عرض کیا۔ یہ خبر سن کر عبدالرحمن بن سہل عبداللہ بن سہل کے بھائی اور ان کے چچا زاد دونوں بھائی حویصہ اور محیصہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

**آنحضرتؐ کا فیصلہ** عبدالرحمن سب میں نو عمر تھے اور خون کے حقدار بھی یہی تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنی چاہی۔ آپؐ نے فرمایا بڑے کو بڑے کو۔ تب محیصہ اور حویصہ نے گفتگو کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم اپنے قاتل کا نام بتلاؤ اور پھر اس پر پچاس قسمیں کھاؤ تو ہم اس کو تمہارے سپرد کر دیں گے۔ انہوں نے عرض کیا ہیں قاتل کی کیا خبر اور پھر ہم قسم کیا کھائیں۔ فرمایا۔ اچھا تم یہودیوں سے پچاس قسمیں لے لو اور جب وہ قسم کھالیں گے کہ ہم نے قتل نہیں کیا ہے تب وہ بری ہو جائیں گے۔ حویصہ وغیرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو ان کی قسموں کا کیا اعتبار یہ کفر کرتے ہیں۔ پھر جھوٹی قسم کے کھانے میں

ان کو کیا تامل ہو گا۔

راوی کہتا ہے پھر رسول اقدسؐ نے عبدالرحمنؓ کو اس کے بھائی عبداللہؓ کا خون بہا یعنی سواؤنٹ اپنے پاس سے عنایت فرمائے۔

سہل بن ابی حاتمہ کہتے ہیں مجھ کو خوب یاد ہے کہ اُن اونٹوں میں ایک سُرخ اونٹنی تھی۔ جب میں اُس کو گھیر رہا تھا تو اُس نے مجھ کو مارا تھا۔

محمد بن ابراہیم کہتے ہیں سہل بن ابی حاتمہ کو اس واقعہ کا مجھ سے زیادہ علم نہیں **دیگر روایات** ہے مگر وہ اُس وقت عمر میں مجھ سے بڑے تھے۔ آنحضرتؐ نے حویصہ وغیرہ سے

قسم کھانے کو نہیں فرمایا تھا۔ کیونکہ حضورؐ ایسے نہیں تھے کہ بغیر علم والے کو قسم دلو اتے بلکہ آپؐ نے خیبر میں یہودیوں کو لکھا تھا کہ تمہارے مکانوں کے درمیان میں ہمارا ایک آدمی مقتول پایا گیا ہے اُس کا خون بہا تم ادا کرو۔ یہودیوں نے جواب میں قسم کھا کر لکھا کہ ہم کو نہیں معلوم کس نے اُس شخص کو قتل کیا ہے تب آپؐ نے اپنے پاس سے خون بہا ادا کیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول کریمؐ نے یہودیوں کو یہ لکھا تھا کہ یا تو خون بہا ادا کرو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے ابن شہاب زہری سے دریافت کیا کہ آپؐ نے **یہود کی جلا وطنی** خیبر کے باغات اور کجوریں کس شرط پر یہودیوں کو عنایت کی تھیں۔ زہری

نے کہا خیبر کو فتح کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور جو لوگ مال و اسباب چھوڑ کر جلا وطنی پر آمادہ ہوئے آپؐ نے اُن سے فرمایا اگر تم کو ہم تمہارے باغوں اور مالوں پر قائم رکھیں اور پیداوار نصف تمہاری اور نصف ہماری ہو تو تمہیں منظور ہے یا نہیں؟

یہود نے عرض کیا ہمیں منظور ہے۔ آنحضرتؐ نے یہ بھی شرط کر لی کہ جب ہمیں چاہیں گے تم کو یہاں سے نکال دیں گے یہود نے منظور کیا۔ تب آپؐ نے فصل پر عبداللہ بن رواحہ کو پھلوں کا ٹھیکہ کرنے بھیجا اور جب وہ پھل وغیرہ حضورؐ کی خدمت میں آئے آپؐ نے ان کو تقسیم فرمایا۔ پھر جب آپؐ کی وفات ہو گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی یہود سے یہی معاملہ رکھا اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ نے ابتدا خلافت میں یہی معاملہ رکھا۔ پھر اُن کو معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا تھا کہ دو دین ملک عرب میں نہ رہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی تحقیق کی اور جب اُن کو ثابت ہو گئی تب انہوں

نے خیبر کے یہود کو لکھا کہ خدا نے تم کو جلا وطن ہونے کا حکم دیا ہے۔ مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں، اس لئے جس یہودی کے پاس آپؐ کا کوئی عہد ہو وہ اُس کو لے کر میرے پاس آئے اور جس کے پاس کوئی عہد نہ ہو وہ بہت جلد شریک ہونے کا سامان کرے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اُن سب یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے نکال دیا۔

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ میں اور مقداد بن اسود اور زبیرؓ ہم تینوں خیبر میں اپنا مال دیکھنے گئے اور ہم تینوں متفرق ہو گئے۔ رات کا وقت تھا اور میں اپنے بچھونے پر سو رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر حملہ کیا اور اس کی ضرب سے میرا ہاتھ کٹنی کے چوڑ پر سے اتر گیا۔ جب صبح ہوئی تو میرے دونوں ساتھی میرے پاس آئے اور میرے ہاتھ کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا کہ یکس نے تم کو مارا؟ میں نے کہا مجھے خبر نہیں۔ اُن ساتھیوں نے میرا ہاتھ باندھ کر درست کیا۔ پھر ہم حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا یہ یہودیوں کی شرارت ہے۔ پھر اُنہوں نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! رسول اللہؐ نے یہودیوں کو اس شرط پر خیبر میں رکھا تھا کہ جب ہم چاہیں گے اُن کو نکال دیں گے۔ اب یہود نے عبداللہ بن عمرؓ پر زیادتی کی اور اُس کے ہاتھ کو زخمی کیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ اور اس سے پہلے انصاری کو بھی انہوں نے ہی شہید کیا تھا۔ ہم کو اس میں کچھ شک نہیں رہا۔ لہذا اب میں اُن کو خیبر سے نکالنا چاہتا ہوں۔ تم میں سے جن جن لوگوں کا مال وہاں ہے اپنے اپنے مال کو جا کر سنبھال لیں کیونکہ اب یہاں ہمارا بجز اُن یہود کے اور کوئی دشمن نہیں ہے۔

پھر حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے انہیں نکال دیا۔

**وادی القریٰ کی تقسیم** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے یہود کو خیبر سے نکالا تو خود انصاری اور مہاجرین کو لے کر سوار ہوئے

اور جبار بن صخر اُمیہ جو خیبر کی پیداوار کا ستھینہ کرنے جایا کرتے تھے اور یزید بن ثابتؓ کو بھی ساتھ لیا اور ان دونوں آدمیوں نے اُسی تقسیم کے مطابق جو پہلے سے تھی ہر ایک کا حقہ علیحدہ کر دیا۔

اور وادی قریٰ کو حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے اس طرح تقسیم کیا کہ ایک حقہ حضرت عثمانؓ کا ایک حقہ عبدالرحمن بن عوفؓ کا۔ ایک حقہ عمر بن ابی سلمہؓ کا۔ ایک حقہ عامر بن ابی ربیعہؓ کا۔ ایک

حصہ عمرو بن سراقہ کا۔ ایک حصہ وشم کا۔ ایک حصہ اولاد جعفر کا۔ ایک حصہ معیقیت کا۔ ایک  
 حصہ عبداللہ بن الرقم کا۔ ایک حصہ عبداللہ کا۔ ایک حصہ عبید اللہ کا۔ ایک حصہ عبداللہ بن محبت  
 کے بیٹے کا۔ ایک حصہ بکیر کے فرزند کا۔ ایک حصہ معتمر کا۔ ایک حصہ زید بن ثابت کو۔ ایک حصہ  
 ابی بن کعب کا۔ ایک حصہ معاذ بن عفرہ کا۔ ایک حصہ ابو طلحہ اور حسن کا۔ ایک حصہ جابر بن صخر  
 کا۔ ایک حصہ جابر بن عبداللہ بن ربیع کا۔ ایک حصہ مالک بن صعصعہ کا۔ ایک حصہ جابر بن  
 عبداللہ بن عمرو کا۔ ایک حصہ ابن حنفیر کا۔ ایک حصہ سعد بن معاذ کے بیٹے کا۔ ایک حصہ سلامہ  
 بن سلامہ کا۔ ایک حصہ عبدالرحمن بن ثابت اور ابی ثریب کا۔ ایک حصہ ابی عبس بن جبیر کا۔  
 ایک حصہ محمد بن مسلمہ کا اور ایک حصہ عبادہ بن طارق کا۔  
 اور بعض کہتے ہیں قتادہ کا اور آدھا حصہ جبیر بن عتیک کا اور آدھا حصہ حرث بن قیس  
 کے دونوں بیٹوں کا اور ایک حصہ ابن ہزیمہ اور صخاک کا۔  
 ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر کی جنگ اور اُس کے مالِ غنیمت کی تقسیم کا یہی واقعہ ہم  
 کو پہنچا تھا جو ہم نے بیان کیا۔



## مہاجرینِ حبشہ کی واپسی

**رسول اللہ کی مسرت** | ابن ہشام کہتے ہیں جس دن خیبر کی فتح ہوئی ہے اسی روز جعفر بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھتے ہی گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا میں نہیں جانتا کہ مجھ کو کس بات کی زیادہ خوشی ہے آیا خیبر کے فتح ہونے کی یا جعفر کے آنے کی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں جن صحابہ نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی تھی اور وہاں مقیم تھے۔ آپ نے ان کے بلانے کے لئے عمرو بن أمیہ ضمری کو سبخاشی بادشاہ حبش کے پاس بھیجا اور سبخاشی نے ان مہاجرین کو دو جہانوں میں سوار کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ لوگ اُس روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے جس روز آنحضرت خیبر کی فتح سے فارغ ہوئے تھے اور وہ یہ لوگ ہیں :-

**مہاجرینِ حبشہ کے نام** | بنی ہاشم بن عبد مناف سے جعفر بن ابی طالب ان کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عیسٰی خثعمیہ بھی تھیں اور ان کے فرزند عبداللہ بن جعفر بھی تھے جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت جعفر جنگِ موتہ مصافات ملک شام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کے سردارہ کر گئے اور وہیں شہید ہوئے یہ ایک شخص تھے۔

اور بنی عبد شمس سے خالد بن سعید بن عاص بن أمیہ بن عبد شمس مع اپنی بیوی أمینہ بنت خلف بن اسد کے اور ان کے دونوں بیٹے سعید بن خالد اور امۃ بنت خالد جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے خالد ہرج العفر کی جنگ میں جو خلافتِ صدیق میں ملک شام میں ہوئی تھی شہید ہوئے اور خالد کے بھائی عمرو بن سعید بن عاص مع اپنی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن أمیہ بن محرز کنانی کے ان خاتون کا انتقال حبشہ میں ہوا۔ اور عمرو بن سعید حضرت



صلیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں جو شام کا ایک شہر ہے شہید ہوئے۔  
اور معیقیب بن ابی فاطمہ بن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں بیت المال کا  
خزائن بنایا تھا اور ابو موسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس آل عتبہ بن ربیعہ کے حلیف۔ یہ چار  
شخص حبشہ سے آئے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قسویٰ میں سے اسود بن نوفل بن خویلد ایک شخص۔  
اور بنی عبدالدار بن قسویٰ سے جہم بن قیس بن عبد شریح بن ابی اولاد عمرو بن جہم اور خزیمہ  
بنت جہم اور اپنی بیوی حرملہ بنت عبدالاسود کے جن کا حبشہ ہی میں انتقال ہوا تھا۔ ایک شخص۔  
اور بنی زہرہ بن کلاب سے عامر بن ابی وقاص اور ہذیل سے ان کے حلیف عتبہ بن مسعود  
یہ دو شخص تھے۔

اور بنی تیم بن مرہ بن کعب سے حرث بن خالد بن صخر مع اپنی بیوی ریطہ بنت حرث بن جبیلہ  
کے جن کا انتقال حبشہ ہی میں ہوا۔ ایک شخص  
اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن عثمان بن ربیعہ بن احباب۔ ایک شخص  
اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص سے حمیہ بن حزدان کے حلیف بنی زبید سے ان کو رسول کریم  
نے مالی غنیمت کے خمس کا محافظ مقرر کیا تھا۔ ایک شخص  
اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عمر بن عبداللہ بن فضلہ۔ ایک شخص  
اور بنی عامر بن لوئی سے ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس اور مالک بن ربیعہ بن قیس بن  
عبد شمس مع اپنی بیوی عمرہ بنت سعدی بن وقدان بن عبد شمس کے۔ دو شخص  
اور بنی حرث بن فہر بن مالک سے حرث بن عبد قیس بن لقیط۔ ایک شخص  
جن مہاجرین کا ملک حبش میں انتقال ہو گیا تھا ان کی عورتوں کو بھی بخاشی نے کشتیوں میں  
سوا کر کے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ چنانچہ یہ سب لوگ جو اس وقت حبش سے آپ  
کی خدمت میں آئے سولہ آدمی تھے۔

لاوی کہتا ہے اور جو مہاجرین بدر کی جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
خدمت میں حبشہ سے آئے یا جنہوں نے حبشہ ہی میں انتقال کیا یا جو ان کشتیوں کے آنے کے  
بعد آئے ان کے نام یہ ہیں :-

بنی اُمیہ بن عبد شمس سے عبید اللہ بن جحش بن رثابہ اسدی بنی خزیمہ میں سے بنی اُمیہ کے

حلیف مع اپنی بیوی اُم حبیبہ بنت ابی سفیان اور اپنی بیٹی حبیبہ بنت عبد اللہ کے حبشہ میں ہجرت کر کے گیا۔ اُم حبیبہ کا نام رملہ تھا۔ جب عبد اللہ حبش میں پہنچا تو اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو گیا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے اس کی بیوی اُم حبیبہ سے نکاح فرمایا۔

عروہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن حبش مسلمانوں کے ساتھ مسلمان ہو کر حبشہ میں گیا تھا۔ جب وہاں جا کر نصرانی ہو گیا تو مسلمانوں سے کہا کرتا تھا کہ ہم نے تو دیکھ لیا اور تم ابھی ڈھونڈتے پھرتے ہو یعنی تم دین کی تلاش میں ہو اور مجھ کو دین مل گیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قیس بن عبد اللہ بنی اسد بن خزیمہ میں سے ایک شخص تھا اور یہ اُمیہ بنت قیس کا باپ تھا اور اس کی بیٹی اُمیہ حضرت اُم حبیبہ کے ساتھ تھی اور قیس کی بیوی برکتہ بنت یسار ابو سفیان کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھی۔ جب عبد اللہ اور قیس حبشہ کو گئے تو ان دونوں عورتوں یعنی اُم حبیبہ اور اُمیہ کو ساتھ لے گئے تھے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ سے یزید بن زمعہ بن اسود بن المطلب بن اسدیہ حنین کی جنگ میں شہید ہوئے اور عمرو بن اُمیہ بن حرث بن اسد۔ ان کا ملک حبش میں انتقال ہوا۔ یہ دو شخص تھے۔

اور بنی عبد الدار بن قصی سے ابوالروم بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔ اور فراس بن نصر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار۔ دو شخص۔

اور بنی زہرہ بن کلاب بن مرہ سے مطلب بن اذہر بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرہ مع اپنی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن صبیہ بن سعید بن سعد بن سہم کے حبش گئے اور وہیں ان کا بیٹا عبد اللہ بن مطلب پیدا ہوا اور وہیں مطلب کا انتقال ہوا۔ کہتے ہیں اسلام میں سب سے پہلے عبد اللہ ہی اپنے باپ کا وارث ہوا ہے۔ ایک شخص۔

اور بنی تیم بن مرہ بن کعب بن لؤئی سے عمرو بن عثمان بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ قادیسیہ کی جنگ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ شہید ہوئے۔ ایک شخص۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب سے ہبار بن سفیان بن عبد الاسد۔ یہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں شہید ہوئے اور ان کے بھائی عبد اللہ بن سفیان، حضرت عمرؓ کی خلافت میں یرموک کی جنگ میں شہید ہوئے اور ان کی شہادت میں شک ہے کہ

قتل ہوئے یا نہیں؟ اور ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ تین شخص۔

آد بنی جمح بن عمرو بن ہبص بن کعب سے حاطب بن حرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح مع اپنے دونوں بیٹوں حرث اور محمد اور اپنی بیوی فاطمہ بنت مجمل کے حبشہ کو گئے۔ حاطب نے تو وہیں حبشہ میں انتقال کیا اور ان کی بیوی دونوں بیٹوں کو لے کر انہی کشتیوں میں سے ایک کشتی میں سوار ہو کر مدینہ واپس آئیں اور حاطب کے بھائی خطاب بن حرث بھی اپنی بیوی فکیہہ بنت یسار کو لے کر حبشہ گئے اور وہیں انتقال کیا اور ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار کشتی میں سوار ہو کر آپ کے پاس آئیں اور سفیان بن معمر بن حبیب اور ان کے دونوں بیٹے جنادہ اور جابر اور ان کی بیویاں حسینہ اور حسنہ کے ماں شریک بھائی شرجیل بن حسنہ، یہ سب حبشہ گئے اور سفیان اور ان کے بیٹوں جنادہ اور جابر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال کیا۔ یہ چھ شخص تھے۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہبص بن کعب سے عبداللہ بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم شاعر۔ ان کا حبش میں انتقال ہوا اور قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔ اور ابو قیس بن حرث بن قیس بن عدی۔ یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم ان ہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایلچی بنا کر کسریٰ بادشاہ ایران کے پاس بھیجا تھا اور حرث بن حرث بن قیس بن عدی اور بشر بن قیس بن حرث بن عدی اور ان کے ماں شریک بھائی سعید بن عمرو جو احنادین کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور سعد بن حرث بن قیس جو یرموک میں شہید ہوئے اور سائب بن حرث بن قیس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ طائف کی جنگ میں زخمی ہوئے اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں جنگ فحل میں شہید ہوئے اور بعض کہتے ہیں خیبر میں شہید ہوئے۔ گیارہ شخص

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عروہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب حبشہ میں فوت ہوئے اور عدی بن نضد بن عبدالعزیٰ بن حرثان حبشہ میں فوت ہوئے۔ دو شخص۔

عدی کے ساتھ ان کا بیٹا نعمان بن عدی بھی تھا جو آب مہاجرین کے ساتھ مدینہ میں آ گیا۔ اور حضرت عمرؓ نے اس کو علاقہ بصرہ میں شہر میسان کا حاکم بنایا تھا۔ یہ ایک شاعر شخص تھا اس نے

چند اشعار کہے اور اُن میں شراب اور محبوب کی تعریف کی جیسے کہ شاعروں کا دستور ہے۔ وہ اشعار حضرت عمرؓ نے سُنے تو فوراً اُس کو معزول کر دیا۔ یہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے امیر المؤمنین میں ایک شاعر ہوں واللہ! میں اُن افعال کا مرتکب نہیں ہوا ہوں جو اشعار میں بیان کئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا غیر جو تو نے کہا سو کہا مگر اب تو جب تک زندہ ہے ہرگز میری طرف سے کہیں کا حاکم نہ بنے گا۔

اور بنی عامر بن لوئی بن غالب بن فہر سے سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغامبر بنا کر ہو وہ بن علی حنفی کے پاس پیامہ میں بھیجا تھا۔ ایک شخص

اور بنی حرث بن فہر بن مالک سے عثمان بن عبد غنم بن زہیر بن ابی شداد۔ اور سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن اُمیہ بن ظرب بن حرث بن فہر۔ اور عیاض بن زہیر بن ابی شداد۔ تین شخص

چنانچہ جو لوگ حبشہ کے مہاجرین میں سے بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے اور نہ ہی مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے تھے اور جو لوگ اس کے بعد رسول کریمؐ کی خدمت میں آئے اور جن کو بنجاشی نے ان دونوں جہازوں میں سوار نہیں کیا تھا یہ سب چونتیس آدمی تھے اور جو لوگ یا ان کی اولاد حبشہ میں فوت ہوئے اُن کے نام یہ ہیں :-

متوفی مہاجرین | بنی عبد شمس بن عبد مناف سے عبد اللہ بن حش بن رما ب نصرانی ہو کر حبشہ میں مر گیا اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قعنی سے عمرو بن اُمیہ بن حرث بن اسد۔

اور بنی جمح سے عاتب بن حرث اور ان کے بھائی خطاب بن حرث۔ اور بنی سم بن عمرو بن ہبص بن کعب سے عبد اللہ بن حرث بن قیس۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عروہ بن عبد العزیٰ بن حرثان بن عوف۔ اور عدی بن فضلہ سات شخص۔ اور ان کی اولاد میں سے بنی تیم بن مرہ سے موسیٰ بن حرث بن خالد بن صخر بن عامر۔ ایک شخص۔

مہاجر نواتین | راوی کہتا ہے کہ کل عورتیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی سولہ تھیں علاوہ اُن لڑکیوں کے جو حبشہ میں پیدا ہوئیں۔ بنی ہاشم میں سے رسول اللہ کی صاحبزادی حضرت زُقیۃؓ۔

اور بنی اُمیہ سے اُم جلیلہ بنت ابی سفیان اور ان کی بیٹی حبیبہ بھی ان کے ساتھ تھیں اور ساتھ ہی اُمیں اور بنی مخزوم سے اُم سلمہ بنت ابی اُمیہ اپنی بیٹی زینب بنت ابی سلمہ کو لے کر حبشہ سے آئیں یہ لڑکی حبشہ ہی میں پیدا ہوئی تھی۔

اور بنی تیم بن مُترہ سے ریطہ بنت حرث بن جبیلہ ان کا راستہ میں انتقال ہوا اور ان کے دو لڑکیاں حبشہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ عائشہ بنت حرث اور زینب بنت حرث اور ان لڑکیوں کا بھائی موسیٰ بن حرث یہ سب راستہ میں ایک پانی کو پی کر ہلاک ہوئے اور ریطہ کی اولاد سے صرف ایک لڑکی فاطمہ نامی بچی تھی۔ وہ مدینہ میں آئی اور بنی سهم بن عمرو سے رملہ بنت ابی عوف بن صُبیرہ۔ اور بنی عدی بن کعب سے لیلیٰ بنت ابی جشمہ بن غانم۔

اور بنی عامر بن لوئی سے سوہہ بنت زمرہ بن قیس اور سلمہ بنت سہیل بن عمرو۔ اور محجل کی بیٹی۔ اور عمرہ بنت سعدی بن وقدان۔ اور اُم کلثوم بنت سہیل بن عمرو۔

اور مختلف قبائل عرب سے اسماء بنت عیسٰی بن نعمان خثعمیہ۔ اور فاطمہ بنت صفوان بن اُمیہ بن محرث کنانیہ۔ اور فکیہہ بنت یسار۔ حسنہ اور ام شرجیل بنت حسنہ۔

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب۔ بنی ہاشم سے۔ اور بنی عبد شمس سے محمد بن ابی حذیفہ۔ اور سعید بن خالد بن سعید اور ان کی بہن اُمہ بنت خالد۔

اور بنی مخزوم سے زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسدہ۔ اور بنی زہرہ سے عبداللہ بن مطلب بن اندھر۔

اور بنی تیم سے موسیٰ بن حرث بن خالد اور ان کی بہنیں عائشہ بنت حرث اور فاطمہ بنت حرث اور زینب بنت حرث۔ یہ پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ لڑکے عبداللہ بن جعفر اور محمد بن ابی حذیفہ اور سعید بن خالد اور عبداللہ بن مطلب اور موسیٰ بن حرث۔ اور لڑکیاں اُمہ بنت خالد اور زینب بنت ابی سلمہ اور عائشہ اور زینب اور فاطمہ حرث بن خالد بن صخر کی بیٹیاں۔





# عمرة القضاء

عمرہ کی تیاری اور روانگی | ابن اسحاق کہتے ہیں خیبر سے فارغ ہو کر آپ مدینہ میں بیع الاول بیع الآخر جمادی الاول جمادی الآخر جب شعبان، رمضان اور شوال آٹھ مہینہ رہے اور ان مہینوں میں رسول کریمؐ نے حاجبیا چھوٹے چھوٹے لشکر روانہ فرمائے۔ پھر ذی قعدہ کے مہینہ میں عمرۃ القضا کی تیاری کی۔ یہ وہی مہینہ ہے جس میں پچھلے سال مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمرہ نہ کرنے دیا تھا اور مقام حدیبیہ سے آپؐ واپس تشریف لے آئے تھے اب اُس عمرہ کی قضاء کے لئے تشریف لے گئے۔ اسی سبب سے اس عمرہ کا نام عمرۃ القضاء رکھا گیا ہے اور بعض اس کو عمرۃ القضا ص کہتے ہیں کیونکہ مشرکوں نے حضورؐ کو مسجد حرام میں جانے سے روکا تھا۔ اس لئے اب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے قضا میں تشریف لے گئے اور مسجد حرام میں ذی قعدہ کے مہینہ ۱۰ میں داخل ہوئے۔

ابن عباس کہتے ہیں اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے :- وَالْحُرِّمَاتُ قِصَاصٌ ط  
اور مدینہ میں آپ نے عویف بن اُضبطہ دلی کو حاکم مقرر کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اس عمر میں وہ سب مسلمان آپ کے ساتھ تھے جو اس سے پہلے حدیبیہ میں روکے گئے تھے اور یہ سب کا واقعہ ہے جب اہل مکہ نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر سنی۔ مسجد حرام سے نکل کر سب دارالندوہ میں جمع ہوئے تاکہ آنحضرت کے آنے کا منظر دیکھیں۔ اور آپس میں کہتے تھے کہ محمد کے اصحاب نہایت تنگ حال اور بھوکے بے طاقت لوگ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہ سنا اور جب آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو چادر میں سے داہنا شانہ باہر نکال لیا۔ جیسا کہ طواف میں قاعدہ مقرر ہے اور فرمایا خُدا اُس شخص پر رحم فرمائے جو آج اپنی قوت ان مشرکین کو دکھائے اور پھر مع اصحاب آپ نے

تین رفتاری اختیار فرماتے ہوئے تین طواف کئے اور رکن یمانی اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔  
 ابن عباس کہتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ طواف میں دوڑنا اور شانہ کو کھلا رکھنا لازم نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فعل مشرکین کو دکھانے کے لئے کیا تھا۔  
 مگر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں بھی ایسا ہی کیا تب یہ طریقہ جاری ہو گیا۔  
 عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہے تھے :-

اشعار

خَلُّوا بَنِي الْكَفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ خَلُّوا فَكُلَّ الْخَيْرِ فِي رَسُولِهِ  
 ترجمہ :- ہٹ جاؤ اے کفار کی اولاد اُس کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔ تمام خیر و فلاح اُس کے رسول کے ساتھ ہے۔

يَا رَبِّ اِنِّي مُؤْمِنٌ بِقَبِيلِهِ اَعْرِفْ حَقَّ اللّٰهِ فِي قَبُولِهِ  
 اے رب میں رسول کی بات پر ایمان لایا ہوں اور میں نے اُس کو قبول کرنے میں اللہ کا

حق پہچانا ہے۔

نَحْنُ قَتَلْنَا كُودَ عَلِيٍّ تَاوِيلُهُ كَمَا قَعَلْنَا كُودَ عَلِيٍّ تَتَوِيلُهُ  
 اے کفار ہم نے تم کو اس کی تاویل پر قتل کیا ہے جیسا کہ اُس کی تنزیل پر تم کو قتل کیا ہے۔

ضَرْبُ بَايُزِيدٍ اِنْهَامٌ عَنْ مَقِيلِهِ وَيُزِيلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ  
 ایسی ضرب لگائی ہے جو کھوپڑی کو اُس کی جگہ سے جدا کرتی ہے اور دوست کو دوست سے فراموش کر دیتی ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت میمونہ سے نکاح | نے میمونہ بنت حارث سے بحالت احرام عقد فرمایا اور یہ نکاح حضرت عباسؓ نے کرایا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں حضرت میمونہ نے اپنے نکاح کا اختیار اپنی بہن ام فضل کو جو حضرت عباسؓ کی بیوی تھیں دیا تھا اور ام فضل نے وہ اختیار حضرت عباسؓ کو دیا۔ حضرت عباسؓ نے اُن کی شادی رسول مقبول سے کر دی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ کے مہر کے چار سو درم عنایت فرمائے۔

**حویطب کی گفتگو** | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تین روز رہے جب تیسرا روز ہوا تو قریش نے حویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل کو چند قریش کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیجا کہ اب تمہاری مدتِ اقامت پوری ہو گئی۔ لہذا تم اب چلے جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کچھ حرج نہیں ہے ہم یہاں نکاح کر کے کھانے پر لوگوں کو بلاتے اور تم بھی اس میں شریک ہوتے۔

قریش نے کہا ہمیں تمہاری دعوت نہیں چاہیے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود صحابہ کے روانہ ہو گئے اور ابورافع اپنے غلام کو حضرت میمونہؓ کے پاس چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابورافع اُن کو لے کر مقامِ مہرب میں رسول اکرمؐ سے جا کر ملے اور وہیں آپؐ نے شادی کی تقریب فرمائی اور ذی الحجہ کے مہینہ میں واپس مدینہ تشریف لائے۔

**آیاتِ قرآنی** | ابن ہشام کہتے ہیں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :-

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الْوُفَا بِاتِّحَاقٍ لَتَدْعُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مَحَلِّقِينَ دُؤُا سَكَنَ وَمَقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَعَنَ لَعَلُّوْا  
فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ (۲۴: ۲۸)

ترجمہ :- بے شک خدا نے اپنے رسول کے خواب کو سچا کر دکھایا کہ انشاء اللہ ضرور تم مسجدِ حرام میں امن کے ساتھ سرمنڈائے اور بال کتروائے بے خوف و خطر اس میں داخل ہو گے۔ پھر جانتا ہے خدا وہ بات جو تم نہیں جانتے ہو۔ پھر اس غم کے بدلہ جو تم کو اس سال بسببِ عمرہ نہ کرنے کے ہوا تھا۔ اُس نے فتحِ قریب (خیبر کی) تم کو عنایت کی۔



# غزوہ موتہ

**فوج کا انتظام** | یہ غزوہ جمادی الاول ۳۸ھ میں ہوا اور حضرت جعفر اور زید اور عبداللہ بن رواحہ اسی میں شہید ہوئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقی مہینہ ذی الحجہ کا اور محرم اور صفر اور ربیع الاول اور ربیع الثانی کا مہینہ رہے۔ پھر جمادی الاول میں آپ نے مقام موتہ کی طرف جو مضافات ملک شام میں سے ہے اپنا لشکر روانہ فرمایا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اس لشکر کا آنحضرتؐ نے زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا اور فرمایا تھا اگر زید شہید ہوں تو پھر جعفر سردار ہوں گے اور اگر جعفر بھی شہید ہوں تب عبداللہ بن رواحہ کو سردار بنانا۔

**عبداللہ بن رواحہ کی کیفیت** | چنانچہ لوگ اس جہاد کے لئے تیار ہوئے اور تین ہزار آدمیوں کا لشکر تیار ہوا۔ جب یہ لشکر رخصت ہوا تو لوگ لشکر کے سرداروں کو رخصت کرنے آئے۔ جب سب رخصت ہو گئے تو عبداللہ بن رواحہ رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا اے عبداللہ تم کیوں روتے ہو؟ عبداللہ نے کہا میں دنیا یا کسی چیز کی محبت سے نہیں رو رہا ہوں۔ بلکہ مجھے ایک آیت رلا رہی ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے کہ:-

وَاِنْ يَمِيتْكُمْ اِنَّ دَاوُدَ هَا كَانَ عَلَى رَپْدٍ حَتَّعًا مَّقْضِيًّا۔

یعنی تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر وارد نہ ہو گا۔ یہ خدا کا بڑا پکا وعدہ ہے۔ اس لئے میں اس خوف سے روتا ہوں کہ دوزخ پر وارد ہو کر وہاں سے کیونکر چھٹکارا ہو گا۔ مسلمانوں نے کہا اے عبداللہ! اللہ تعالیٰ تم کو اپنی حفظ و حمایت میں رکھے اور دشمن کو مغلوب کر کے تم کو صحیح و سالم ہم سے ملائے۔ عبداللہ بن رواحہ نے اُس وقت یہ اشعار کہے

۱۰ اَلَيْسَ بِمَسْأَلِ الرَّحْمٰنِ مَغْفِرَةً وَضَرْبَةً ذَاتَ قُوَّةٍ لَقَدْ اَنَّ الرَّبَّ  
ترجمہ :- مگر میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تلوار کا ایسا وسیع گھاؤ کھانے کی دعا کرتا ہوں  
جو خون کے جھاگ ڈال رہا ہو۔

۱۱ اَوْ طَعْنَةً بِيَدِي حَرَّانٍ مَجْهُوَّةٍ بِحَرْبَةٍ تَنْفُذُ الْاِنْهَاءَ وَالْكَبَدَا  
یا نیزے کی ضرب سامنے سے ایسی کہ جو انٹریوں اور جگر کے پار ہو جائے  
حَتَّى يَقَالَ اِذَا مَرُّوْا عَلٰی حَدِيٍّ اَوْ شِدَّةٍ اَللّٰهُ مِنْ غَايَةِ وَقْدٍ رَشِدًا  
تاکہ جب لوگ میری طرف سے گزریں تو کہیں اللہ تعالیٰ اس کو نیکی دے یہ وہی شخص ہے جس  
نے جہاد کیا اور ہدایت پائی ۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب لشکر جانے کے لئے تیار ہو گیا تو عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رخصت ہونے کو حاضر ہوئے آپ نے ان کو رخصت کیا اور  
بطور مشایعت کے مدینہ کے باہر تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور پھر رخصت فرما کر مدینہ  
میں تشریف لائے ۔

رومیوں کی فوج | راوی کہتا ہے جب یہ لشکر چلتے چلتے مقام معان میں پہنچا جو زمین شام کا  
ایک مقام ہے تو ان کو خبر پہنچی کہ ہرقل بادشاہ روم و شام نے ایک لاکھ  
رومیوں کی فوج اور ایک لاکھ فوج قبائل نعم و جذام اور ہراء اور قین اور بلی سے جمع کی ہے اور  
شہر آب میں جو بقاء کا مقام ہے آکر ٹھہرا ہے اور قبائل کی فوج پر اس نے مالک بن زافلہ نامی  
ایک شخص کو سردار مقرر کیا ہے۔ مسلمان اس خبر کے سننے سے دو رات تک مقام معان میں مترد  
رہے کہ کیا کریں۔ بعض نے کہا کہ حضور کو خط لکھیں کہ تمہیں استعداد کثیر دکھاتا ہے پھر یا تو رسول کریم ہماری مدد  
کو اور لشکر روانہ فرمائیں یا کوئی اور حکم فرمائیں گے اُس کے مطابق ہم عمل کریں گے۔

عبداللہ بن رواحہ نے لوگوں کے دل اپنی تقریر سے شجاعت پر آمادہ کئے اور کہا اے قوم  
تم تو شہادت کی تلاش میں آئے ہو پھر تم کو دشمن کی تعداد اور کثرت کا کیا اندیشہ ہے۔ تم لوگ  
تعداد اور شمار اور کثرت و قلت کے حساب سے جنگ نہیں کرتے تم تو دینِ حق کی اشاعت کے لئے  
نکلے ہو جس دین سے خدا نے تم کو بزرگی دی ہے اور شہادت تمہارا مقصود ہے۔ چنانچہ بسم اللہ  
کر کے قدم بڑھاؤ۔ دونوں بھلائیوں میں سے ایک بھلائی تمہارے لئے ضرور ہے یا خدا تم کو غالب  
کرے گا یا تم شہید ہو گے۔ پس تمہارا مطلب کسی طرح فوت نہ ہو گا۔“ تمام لشکر نے عبداللہ کی اس



تقریر کو سن کر کہا اے عبداللہ بیشک تم سچ کہتے ہو اور لشکر آگے روانہ ہوا۔

### شوقِ شہادت

زید بن ارقم کہتے ہیں۔ میں عبداللہ بن رواحہ کے پاس رہتا تھا کیونکہ میں یتیم تھا یہ میری پرورش کرتے تھے اور اس سفر میں بھی مجھے کو اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے پیچھے اُونٹ پر سوار کرتے تھے۔ ایک رات میں نے سنا کہ وہ شہادت کے اشتیاق میں اپنے اشعار پڑھ رہے تھے میں رونے لگا انہوں نے اپنا کوڑا اٹھا کر مجھے غصہ سے کہا کہ کیوں روتا ہے؟ خدا مجھ کو شہادت نصیب فرمائے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مسلمان زمین بقاء میں پہنچے تو ہر قتل کا لشکر بھی آپہنچا جس میں روم اور عرب کی فوجیں تھیں مسلمانوں کا لشکر تو موتہ نامی ایک گاؤں کے پاس اُترا اور دشمن کا لشکر مشارت نامی ایک گاؤں کے پاس تھا۔

### جنگ اور حضرت زید کی شہادت

مسلمانوں نے اپنے لشکر کا اس طرح انتظام کیا کہ مہینہ پر بنی عذرہ کے ایک شخص قطبہ بن قتادہ کو مقرر کیا۔ اور مسیرہ پر عباد بن مالک انصاری کو مقرر کیا۔ پھر جنگ شروع ہوئی تو زید بن حارثہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان کے ساتھ خوب جنگ کی یہاں تک کہ جب یہ شہید ہو گئے تو حضرت جعفرؓ نے نشان ہاتھ میں لیا اور خوب زور کے ساتھ جہاد کیا اور جب بہت گھمان کی لڑائی ہوئی تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے گھوڑے سے اتر کر اُس کی کونچیں کاٹ دیں اور خود اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے۔

### حضرت جعفرؓ کی شہادت

اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت جعفرؓ نے دائیں ہاتھ میں جھنڈا لیا تھا آپ کا وہ ہاتھ کٹ گیا تب آپ نے بائیں ہاتھ میں لیا جب وہ بھی کٹ گیا تو نشان کو سینہ سے دبا لیا یہاں تک کہ شہید ہوئے اور حضرت جعفرؓ کی عمر تینتیس سال تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ہاتھوں کے معاوضہ میں دو ہر عنایت کئے جن سے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اُڑ کر جاتے ہیں۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ایک رومی نے حضرت جعفرؓ کے ایسی تلوار ماری تھی کہ جس سے آپ کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

### حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت

حضرت جعفرؓ کے بعد عبداللہ بن رواحہؓ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور یہ اُس وقت اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور کچھ متر دور تھے۔ پھر یہ گھوڑے سے نیچے اترے اور اُن کا ایک چپاڑا بھائی بھنا ہوا گوشہ

کا ٹکڑا لے کر آیا اور کہا اس کو کھا کر ذرا اپنی کمر کو مضبوط کرو۔ کیونکہ تم مجھ کے ہو۔ عبد اللہ نے اس گوشت میں سے ذرا سا کھایا تھا کہ لشکر کے ایک طرف سے شور و غل کی آواز آئی۔ بس اُس گوشت کو پھینک کر لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر لڑے کہ آخر شہید ہو گئے۔

**خالد بن ولید کی سالاری** | ان کے بعد بنی عجلان کے ایک شخص ثابت بن اقرم نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا اے مسلمانو! اب تم ایک سردار مقرر کرو۔ مسلمانوں نے کہا کیا تم کو مقرر کریں؟ ثابت نے کہا میں سرداری نہیں کرتا۔ تب سب نے خالد بن ولید کو سردار مقرر کیا۔ خالد نے مسلمان فوج کو دشمن سے بچا کر یکجا کیا اور پھر لڑتے ہوئے انہیں لے کر واپس ہوئے اور اپنی قیام گاہ پر آئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں فرمایا کہ زید بن حارثہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ پھر جعفر نے لیا اور وہ بھی لڑ کر شہید ہوئے۔ یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے اور انصار سمجھ گئے اور ان کے چہرے متغیر ہوئے کہ ضرور عبد اللہ بن رواحہ بھی شہید ہوئے۔ چنانچہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عبد اللہ بن رواحہ نے پھر نشان لیا اور وہ بھی لڑے یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ پھر فرمایا میں نے ان لوگوں کو خواب میں جنت کے اندر سونے کے تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے اور میں نے عبد اللہ بن رواحہ کے تخت میں بمقابلاً جعفر اور زید کے تخت کے ایک قسم کی کمی دیکھی۔ میں نے پوچھا یہ کس سبب سے ہے؟ کہا گیا کہ ان دونوں نے کچھ تردد نہیں کیا تھا اور عبد اللہ بن رواحہ نے تھوڑا تردد کیا تھا۔

**رسول اللہ کا رنج و ملال** | ابن اسحاق کہتے ہیں اسماء بنت عمیس کہتی ہیں جس روز جعفر اور ان کے ساتھی شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں اُس وقت پکانے کا سامان کر رہی تھی آپ نے مجھ سے فرمایا جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ میں ان کو رسول کریم کے پاس لائی۔ آپ نے ان کو پیار کیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جعفر کی کچھ خبر آئی ہے؟ فرمایا ہاں آج ہی وہ شہید ہوئے ہیں۔ اسماء کہتی ہیں میں کھڑی ہو کر اس حد سے سے چیخنے اور رونے لگی۔ محلہ کی عورتیں میرے پاس جمع ہوئیں اور حضور میرے گھر سے نکل کر اپنے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا جعفر کی بیوی اور بچوں کے لئے کھانا تیار کرو۔ کیونکہ ان کو رنج کے سبب پکانے کی فرصت نہ ہوگی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب جعفرؓ کے شہید ہونے کی خبر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تو میں نے آپ کے چہرے پر رنج و ملال پایا۔ اسی حال میں ایک شخص نے اکر عرض کیا کہ حضور عورتیں بہت دو پیٹ لہی ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو منع کرو۔ وہ شخص پھر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! وہ باز نہیں آتیں۔ فرمایا ان کو جا کر منع کرو اور اگر باز نہ آئیں تو ان کے مونہوں میں خاک ڈال دے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے اپنے دل میں اس شخص کو کہا کہ خدا تجھ کو دودھ کرے تو نے اپنے آپ کو بھی نہیں چھوڑا اور جن کی تو شکایت کرنے آیا تھا اب خود رسول اللہ کی نافرمانی کرے گا۔ یعنی میں جانتی تھی کہ یہ عورتوں کے منہ میں خاک نہیں ڈال سکتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قطبہ بن قتادہ عذری نے جو مسلمانوں کے لشکر کے مہینہ کے سردار تھے نیزہ کی مرتب مالک بن رافلہ کو جو ہر قل کی طرف سے قبائل کی فوج کا سردار تھا قتل کیا۔

**کاہنہ کا انتباہ** | رسول کریمؐ کے لشکر کی آمد کی خبر سن کر کہا کہ یہ ایسا تیز اور مستعد لشکر آ رہا ہے جو بہت بخون بہائے گا اور خوب قتل کرے گا۔ پس یہ لوگ اس کاہنہ کے کہنے سے صحابہ کے مقابلہ آئے اور مقابلہ پر جو لوگ آئے وہ قبیلہ حدس کی شاخ بنی ثعلبہ تھے۔ جب خالد لشکر لے کر مقام موتہ سے واپس ہوئے تو ان کی طرف بھی آئے۔

**لشکر کی واپسی** | راوی کہتا ہے جب یہ لشکر مدینہ کے قریب پہنچا تو مدینہ کے لوگ ان کے استقبال کو آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوار ہو کر تشریف لائے۔ لڑنے کے لئے جو لشکر کے ساتھ تھے وہ دوڑ دوڑ کر آئے لگے۔ آپ نے فرمایا ان بچوں کو گود میں لے لو اور جعفرؓ کے بیٹے کو مجھے دو اور آپ نے عبداللہ بن جعفر کو اپنی گود میں بٹھالیا۔

راوی کہتا ہے مدینہ کے بعض لوگوں نے اس لشکر پر خاک ڈالنی شروع کی اور کہا تم لوگ راہ خدا سے بھاگ کر آئے ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ بھاگ کر نہیں آئے ہیں بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ پھر دوبارہ جانے والے ہیں۔

ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے سلمہ بن ہشام بن عاص بن مغیرہ کی بیوی سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ سلمہ کو نماز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہیں دیکھتی سلمہ کی بیوی نے کہا واللہ! وہ مجبور ہیں کیا کریں۔ جب گھر سے نکلے ہیں لوگ کہتے ہیں اے بھگڑو! تم راہ خدا سے بھاگ آئے پس اس سبب سے وہ تنگ ہو کر گھر میں بیٹھ گئے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں موتہ کی جنگ میں جب مسلمانوں نے خالد بن ولید کو سردار بنایا تو مدینہ میں آنے تک یہی اس لشکر کے سردار رہے۔

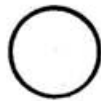
شہداء موتہ | بنی ہاشم میں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ۔ اور بنی عدی بن کعب میں سے مسعود بن اسود بن حارثہ بن فضلہ۔ اور بنی مالک بن جسل میں

سے وہب بن سعد بن ابی مرجم۔ اور انصار میں سے پھر بنی حرث بن خزرج سے عبداللہ بن رواحہ اور عباد بن قیس۔ اور بنی غنم بن مالک بن نجار سے حرث بن نعمان بن مناف بن فضلہ بن عبد بن عوف بن غنم۔ اور بنی مازن بن نجار سے سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء۔

ابن ہشام کہتے ہیں بنی مازن بن نجار سے اس جنگ میں ابن شہاب نہ ہری نے ان لوگوں کو بھی شہید کر کیا ہے :-

ابو کلیب اور جابر عمرو بن زید بن عوف بن منذول کے دونوں بیٹے۔ اور بنی مالک بن افعیٰ سے عمرو اور عامر بن سعد بن حرث بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افعیٰ کے دونوں بیٹے۔ پس یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے۔

رضوان اللہ علیہم اجمعین



## صَلح حدیبیہ کی خلا و زری

بنو بکر اور بنو خزاعہ میں خونریزی | ابن اسحاق کہتے ہیں موتہ کی طرف لشکر روانہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں جمادی الآخر اور رجب کا مہینہ رہے اور اسی اثناء میں بنی بکر بن عبد مناتہ بن کنانہ نے بنی خزاعہ پر زیادتی کی جس کا سبب یہ تھا کہ ایک شخص مالک بن عباد حضرمی نامی بنی اسود بن رزن کا حلیف تھا اور سوداگری کے لئے نکلا تھا۔ جب یہ خزاعہ کے ملک میں پہنچا تو بنی خزاعہ نے اس کو قتل کر کے اس کا سارا مال لوٹ لیا۔ پھر بنی بکر نے خزاعہ کے ایک آدمی کو موقع پا کر قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ نے اس کے بدلے میں مقام عرفہ کے اندر حرم کے پاس بنی اسود بن رزن میں سے تین شخصوں کو جو بنی کنانہ کے مرگروہ اور فخر تھے یعنی سلمیٰ اور کلثوم اور ذویب ان کو قتل کر دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنو اسود زمانہ جاہلیت میں اپنے مقتول کے دو خونبھالیتے تھے اور باقی سب لوگ ایک خونبھالیا کرتے تھے اور یہ ان کی فضیلت کی بات تھی۔

راوی کہتا ہے بنی خزاعہ اور بنی بکر آپس کے انہی جھگڑوں میں گرفتار تھے کہ اشاعت اسلام نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا اور قبائل کے باہمی فساد کم ہو گئے۔ جب حدیبیہ کی صلح ہوئی اور اس میں یہ بھی ایک شرط لکھی گئی کہ جس کا جی چاہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں داخل ہو اور جس کا جی چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو۔ چنانچہ بنی خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں داخل ہوئے اور بنی بکر قریش کے عہد میں داخل ہوئے۔

بنو بکر کی زیادتی | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی دیل نے جو بنو بکر کی ایک شاخ تھے اس صلح کو غنیمت سمجھ کر چاہا کہ بنی اسود کے ان لوگوں کا جو بنی خزاعہ نے قتل کئے تھے قصاص

لیں۔ چنانچہ نوفل بن معاویہ دلی جو بنی دیل کا سردار تھا اپنی قوم کو ساتھ لے کر بنی خزاعہ کے ایک چشمہ پر جس کو تیر کہتے تھے پہنچا اور خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ بھی ان سے لڑنے کو



تیار ہوئے اور دونوں قبیلوں میں خوب جنگ ہوئی۔ قریش نے ہتھیار وغیرہ سامان سے بنی بکر کو مدد پہنچی اور رات کے وقت پوشیدہ ان کی طرف سے جنگ بھی کی۔ یہاں تک کہ خزاعہ پیچھے ہٹتے ہٹتے حرم کے پاس آ گئے۔ اُس وقت بنی بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اے نوفل! اب تو ہم حرم میں آ گئے جنگ موقوف کر فی چاہیئے۔ خدا سے ڈر! خدا سے ڈر۔ نوفل نے اُس وقت ایک سخت کلمہ کہا یعنی کہا اے بنی بکر اس وقت خدا نہیں ہے تم اپنا بدلہ لے لو اور تمہارے لوگوں کو بھی تو انہوں نے حرم ہی میں قتل کیا تھا۔ پھر تم ان کو حرم میں کیوں نہیں قتل کرتے۔

راوی کہتا ہے جس شخص کو انہوں نے چشمہ پر قتل کیا تھا اُس کا نام منبہ تھا اس لئے اپنے ساتھی تمیم بن اسد سے کہا کہ اے تمیم تو بھاگ جا میں اُن کے مقابل ہو کر مر جاؤں گا یا یہ مجھ کو چھوڑ دیں گے اور یہ شخص بڑا کمزور تھا۔ چنانچہ یہ تو مقابل ہوا اور مارا گیا اور تمیم وہاں سے بھاگ آیا۔ پھر جب خزاعہ مکہ میں داخل ہوئے تو بدیل بن ورقہ اور ایک اور شخص کے مکان میں جو ان کا حلیف تھا انہوں نے پناہ لی۔

**رسول اللہ سے مدد کی درخواست** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب بنی بکر اور قریش نے غارت کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان کو توڑا کیونکہ بنی خزاعہ رسول پاک کے عہد میں داخل تھے۔ تو عمرو بن سالم خزاعی مکہ سے روانہ ہو کر آنحضرت کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اُس وقت مسجد میں صحابہ کے درمیان تشریف رکھتے تھے اس نے حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کیا۔ اور مدد کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا اے عمرو بن سالم تیری مدد کی گئی۔ پھر ایک بادل آپ کو آسمان پر دکھائی دیا۔ فرمایا یہ بادل بنی کعب یعنی خزاعہ کی مدد کے لئے آیا ہے۔ پھر اس کے بعد خزاعہ کے اور چند لوگ جن میں بدیل بن ورقہ بھی تھا آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قریش کے بنی بکر کی مدد کرنے اور خزاعہ پر ظلم و زیادتی کرنے کا سارا حال بیان کیا پھر مکہ واپس آ گئے۔

**صلح کے لئے سلسلہ جنبانی** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ ابوسفیان عنقریب ہی تمہارے پاس آیا چاہتا ہے اور عہد کی مضبوطی اور مدت کی زیادتی کی درخواست کرے گا۔ چنانچہ بدیل بن ورقہ وغیرہ خزاعہ کے لوگ جب مکہ کو واپس جا رہے تھے تو ابوسفیان ان کو مقام عسفان میں آتا ہوا ملا۔ قریش نے اس کو مدینہ میں رسول اللہ کے پاس عہد کے استحکام اور جنگ موقوف ہونے کی مدت بڑھانے کے لئے بھیجا تھا جب ابوسفیان

نے بدیل بن ورتاکو دیکھا تو پوچھا کہ اے بدیل کہاں سے آرہے ہو؟ اور ابوسفیان کو یہ یقین تھا کہ یہ ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آیا ہے۔ بدیل نے کہا: میں کسی کام کو ساحل کی طرف گیا تھا ابوسفیان نے کہا محمد کے پاس تو نہیں گئے۔ بدیل نے کہا نہیں۔ پھر بدیل تو آگے روانہ ہو گیا اور ابوسفیان نے کہا اگر مدینہ میں گیا ہے تو ضرور اس کے اونٹ نے کھجوریں کھائی ہوں گی۔ پھر اُس نے بدیل کے اونٹ کی جگہ کے پاس اکر اُس کی میٹھی کو توڑ کر دیکھا تو اُس میں سے کٹھلی نکلی۔ ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ ضرور یہ مدینہ گیا تھا۔ پھر ابوسفیان مدینہ میں آیا اور پہلے اپنی بیٹی اُم حبیبہ کے پاس گیا جو اُم المؤمنین تھیں۔ اور اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص بچھونے پر بیٹھنی چاہا۔ اُم المؤمنین نے اُس بچھونے کو لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم اس بچھونے کو بھی مجھ سے بہتر سمجھتی ہو۔ اُم حبیبہ نے فرمایا یہ بچھونا خاص رسول اقدس کا ہے اور میں مناسب نہیں سمجھتی کہ تم ایک مشرک اور ناپاک شخص ہو کر اس پر بیٹھو۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی میرے پیچھے ٹوٹو میں مبتلا ہو گئی۔

**ابوسفیان کی گفتگو** | پھر ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے گفتگو کی۔ آنحضرت نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب یہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ تم چل کر رسول اللہ سے میرے لئے گفتگو کرو حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ پھر ابوسفیان حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور اُن سے کہا۔ انہوں نے جواب دیا کہ کیا میں تیری سفارش کروں۔ واللہ! اگر میرے پاس ایک تینکا بھی ہو گا تب بھی میں اُس کے ساتھ تم لوگوں سے جگ کروں گا۔ تب ابوسفیان حضرت علیؓ کے پاس آیا۔ حضرت فاطمہؓ بھی وہیں تھیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اُن کی گود میں بیٹھے تھے۔ ابوسفیان نے کہا اے علیؓ! تم سب زیادہ رشتہ میں میرے قریبی ہو اور میں ایک حاجت مند ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ اگر میں جیسا آیا ہوں ویسا ہی ناکامیاب چلا گیا تو بہت ذلیل ہوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوسفیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسا معاملہ درپیش ہے کہ ہم ہرگز آپ سے اُس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتے۔ پھر ابوسفیان حضرت فاطمہؓ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے محمدؐ کی صاحبزادی تم ایسا کر سکتی ہو کہ اپنے صاحبزادوں کو حکم دو کہ لوگوں میں پناہ پکار دیں۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا میرے بچوں کو کیا لائق ہے کہ وہ پناہ پکار لیں۔ اور بھلا رسول اللہ کے سامنے کون پناہ پکار سکتا ہے۔

**حضرت علیؓ کا مشورہ** | ابوسفیان نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اے ابوالحسن میں سخت مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں تم مجھ کو کچھ نصیحت کرو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں کوئی ایسی ترکیب نہیں جانتا جس سے تم کو فائدہ پہنچ سکے صرف یہ بات ہے کہ تم بنی کنانہ کے سردار ہو پس تم لوگوں میں کھڑے ہو کر معاہدہ کی تجدید کرو اور پھر اپنے گھر کو چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کیا اس ترکیب سے مجھے فائدہ پہنچے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تو میں نہیں کہتا کہ فائدہ پہنچے گا یا نہیں؟ مگر اس کے سوا اور کوئی ترکیب نہیں ہے۔ ابوسفیان یہ سن کر مسجد میں آیا اور پکار کر کہا اے لوگو! میں نے سب کے درمیان پناہ قائم کر دی۔ اور پھر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ کو روانہ ہوا۔

**قریش کا خوف** | ابوسفیان جب قریش کے پاس پہنچا۔ قریش نے کہا کہو کیا خبر لائے؟ ابوسفیان نے کہا محمدؐ نے تو مجھ کو کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر میں ابوبکرؓ کے پاس گیا اُس میں بھی میں نے کچھ بھلائی نہیں پائی۔ پھر میں عمرؓ کے پاس گیا اُس کو میں نے سب سے زیادہ دشمن پایا۔ پھر میں علیؓ کے پاس گیا اُن کو سب سے زیادہ نرم پایا اور انہوں نے ایک ترکیب مجھ کو بتائی جو کر کے آیا ہوں اور یہ میں نہیں جانتا کہ اُس سے مجھ کو کچھ فائدہ بھی پہنچا یا نہیں؟

قریش نے کہا علیؓ نے تجھ سے کیا کہا۔ ابوسفیان نے کہا کہ علیؓ نے مجھ سے یہ کہا کہ لوگوں میں پناہ پکار دے۔ چنانچہ میں نے پکار دی۔ قریش نے کہا پھر محمدؐ نے بھی اُس کو جائز رکھا یا نہیں؟ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا پھر تو علیؓ نے تجھ سے ایک کھیل کرایا اور کیا ہوا۔ ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم اور کوئی بات اس کے سوا مجھے سمجھ ہی نہیں آئی۔

**فتح مکہ کی تیاری** | راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا اور رسول اکرمؐ کی ازواج بھی آپؐ کے سامان سفر کو درست کرنے لگیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور وہ آپؐ کا سامان درست کر رہی تھیں۔ ابوبکرؓ نے پوچھا اے بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کس طرف جانے کا قصد ہے؟ عائشہؓ نے کہا یہ تو آپؐ نے ظاہر نہیں کیا۔ پھر حضورؐ نے لوگوں کو خبر دی کہ آپؐ کا ارادہ فتح مکہ کا ہے اور بہت جلد تیار ہونے کا حکم دیا اور دعا کی کہ اے اللہ! مخبروں اور خبروں کو اہل مکہ سے روک دے تاکہ اُن کو ہمارے پہنچنے کی بالکل خبر نہ ہو اور ہم ایک دم اُن پر حاصر بنیں چنانچہ لوگ نہایت ہمتی سے تیار ہوئے۔

**حاطب بن ابی بلتعہ کا خط** | راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر مکہ کی تیاری کی تو حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط اہل مکہ کے نام آپؐ

کی تیاری اور لشکر کشی کے متعلق لکھ کر سارہ نامی ایک عورت کے ہاتھ کچھ مزدوری دے کر مکہ روانہ کیا۔ یہ عورت بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی آزاد لونڈی تھی۔ جب یہ عورت روانہ ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس حال سے اطلاع ہوئی اور آپؐ نے حضرت علیؑ اور زبیرؓ کو اس عورت کی تلاش میں روانہ کیا اور فرمایا فلاں مقام پر وہ تم کو ملے گی۔ اُس کے پاس حاطب کا خط ہے وہ خط اُس سے لے آؤ۔ اس عورت نے حاطب کا خط اپنے بالوں میں رکھ کر اُوپر سے جوڑا باندھ لیا تھا حضرت علیؑ اور زبیرؓ نے اس کو مقام خلیقہ بنی احمد میں پایا اور تمام اسباب کی تلاشی لی۔ مگر کہیں خط نہ پایا۔ تب حضرت علیؑ نے کہا واللہ! رسول اللہؐ نے غلط خبر نہیں دی۔ اے عورت! یا تو خط ہم کو دیدے۔ ورنہ ہم تجھ کو برہنہ کرتے ہیں۔ عورت جب لاچار ہوئی تب اُس نے اپنے بالوں میں سے خط نکال کر حضرت علیؑ کو دیا اور وہ اُس کو لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ تب آپؐ نے حاطب کو بلایا اور فرمایا۔ یہ حرکت تم نے کیوں کی۔

حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم میں مسلمان ہوں ہرگز میں نے اپنے دین کو نہیں بدلا اور یہ کام میں نے اس لئے کیا تھا کہ مکہ میں میرا قوم قبیلہ کچھ نہیں ہے۔ اس کام سے مجھ کو امید تھی کہ قریش میرے بال بچوں کی نگہداشت کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن ماروں۔ آپؐ نے فرمایا اے عمر تم نہیں جانتے ہو کہ حاطب اہل بدر ہے اور اہل بدر کی شان یہ ہے خدا نے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو کرو خدا نے تم کو بخش دیا۔ راوی کہتا ہے پھر حاطب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ (۶۰: ۶۱)

”یعنی اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ آخر آیت تک“



## فتح مکہ (۱)

مکہ کے لئے روانگی | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ابورہم کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلت غفاری کو حاکم مقرر کر کے دسویں تاریخ ماہ رمضان کی مکہ کو روانہ ہوئے اور آنحضرتؐ مع سب لوگوں کے روزہ دار تھے۔ یہاں تک کہ جب آپؐ مقام کدید میں پہنچے جو عسفان اور امج کے درمیان ہے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ افطار فرمایا۔

راوی کہتے ہیں کہ آپؐ مقام مرظران میں پہنچے تو آپؐ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا اور مہاجرین اور انصار میں سے کوئی شخص تیغچھ نہ رہا تھا۔ سب اس جہاد میں شریک تھے۔ چنانچہ آپؐ جب مرظران میں پہنچے تو قریش کو اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی خبر نہیں پہنچی تھی اور ان کو کچھ خبر نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کر رہے ہیں؟

راوی کہتا ہے حضرت عباسؓ اپنے اہل و عیال کو لے کر ہجرت کر کے مدینہ کو جا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام جحفہ میں ان کی ملاقات ہوئی اور پہلے حضرت عباسؓ مکہ میں اپنے عہدہ سکایت پر قائم تھے اور آپؐ بھی ان سے راضی تھے۔

ابن حرث اور ابن ابی اُمیہ کا اسلام | انہی دنوں میں ایک روز ابوسفیان بن حرث اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کسی خبر کی تلاش میں مکہ سے باہر نکلے اور مقام بنق عقاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ابوسفیان اور عبد اللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ کو ملا۔ یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے۔ انہوں نے آپؐ کے پاس جانا چاہا۔ اُم سلمہؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپؐ کے چچا کا بیٹا اور بھوپھی کا بیٹا جو آپؐ کا داماد ہے آپؐ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھ کو ان سے ملنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ میرے چچا کے بیٹے نے تو میری ہتک کی اور میرا بھوپھی کا بیٹا جو



داماد بھی ہے۔ اُس نے مکہ میں مجھ کو وہ وہ کچھ کہا ہے جو کہ بیان سے باہر ہے۔ جب یہ خبر ان دونوں پہنچی تو ابوسفیان بن حرث کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس نے کہا کہ اچھا ہم دونوں باپ بیٹے جنگل میں چلے جاتے ہیں اور مجھ کو پیاسے مرجائیں گے اگر آنحضرتؐ ہم کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ جب آپؐ نے یہ سنا تو آپؐ چونکہ رحم اور خلقِ مجتہم تھے ان کے حالِ زار پر مہربان ہوئے اور ان کو محاضری کی اجازت دی۔ چنانچہ یہ دونوں ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور ابوسفیان بن حرث نے اپنی گزشتہ کارروائیوں کا جو اسلام اور مسلمانوں کی عداوت میں کی تھیں انہیں عذر کیا۔

**ابوسفیان بن حرث** | حضرت عباسؓ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ مضر پر ان میں قیام کیا تو میں نے اپنے دل میں کہا افسوس ہے کہ قریش کی ہلاکی اور نیست و نابود ہونے کا وقت آگیا۔ کاش کوئی آدمی ہو تو میں اُس کو آپؐ کی لشکر کشی کی خبر کروں اور وہ قریش سے کہے اور قریش مکہ پر آپؐ کے حملہ کرنے سے پہلے اکرا من مانگ لیں۔ پھر میں اسی خیال میں آنحضرتؐ کی سفید خچر پر سوار ہو کر میدانِ آراک میں آیا۔ تاکہ کوئی شخص لکڑیاں چھنے والا یا دودھ والا یا کوئی ضرورت والا ملے اور میں اُس کو خبر کر دوں۔ فرما ہاں کہ میں اسی فکر میں کسی آدمی کو ڈھونڈ رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کی آواز سنی کہ یہ دونوں آپس میں کہہ رہے ہیں کہ جیسے آج کی رات ہم نے روشنی دیکھی ہے۔ ایسی کبھی نہیں دیکھی ضرور یہ کوئی زبردست لشکر ہے۔ بدیل نے کہا ضرور یہ خزاعہ کا لشکر معلوم ہوتا ہے جو جنگ کے لئے آئے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا خزاعہ کے پاس یہ جمیعت کہاں ہے کہ اُن کے لشکر کی اس قدر روشنی ہوتی۔ حضرت عباسؓ کہتے ہیں میں نے ابوسفیان کی آواز پہچانی اور اُس کو پکار کر کہا اے ابوسفیان اُس نے بھی میری آواز پہچانی اور کہا ابوالفضل ہیں (حضرت عباسؓ کی کنیت ہے) میں نے کہا ہاں کہنے لگا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں تم یہاں کہاں۔ میں نے کہا اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو تو نہیں جانتا کہ یہ رسول اللہ کا لشکر ہے۔ قریش کی ہلاکی کا وقت قریب آگیا۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں مجھ کو تو کوئی ترکیب نجات کی بتاؤ۔ میں نے کہا میں کیا بتاؤں اگر تو مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا تو فوراً تیری گردن مار دیں گے خیر تو میرے پیچھے خچر پر سوار ہو جائیں تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلتا ہوں اور تیرے لئے

امن کی درخواست کروں گا۔

**لشکر گاہ میں سے گزر** | حضرت عباسؓ فرماتے ہیں ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا اور اُس کے دونوں ساتھی اُلٹے پھر گئے اور میں اُس کو لے کر لشکر میں آیا۔ جس خیمہ کے پاس سے گزرتا تھا۔ لوگ پوچھتے تھے کہ یہ کون ہے۔ پھر مجھ کو دیکھ کر کہتے تھے کہ رسول اللہ کے چچا رسول اللہ کی خچر پر سوار ہیں۔ یہاں تک کہ میں حضرت عمرؓ بن خطاب کے خیمہ کے پاس سے گزرا تو عمرؓ کھڑے ہو گئے اور ابوسفیان کو میرے پیچھے سوار دیکھ کر کہنے لگے یہ ابوسفیان خدا کا دشمن ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ خدا نے مجھ کو اس پر قابو دیا اور کوئی عہد و پیمان بھی اس کی جان کے بچنے کے لئے نہیں ہے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوڑے۔

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں** | حضرت عباسؓ کہتے ہیں میں نے بھی خچر کو دوڑایا جاؤں۔ اور ابوسفیان کے لئے امن اور پناہ آپ سے لے لوں۔ چنانچہ میں عمرؓ سے پہلے رسول اللہ کی خدمت میں پہنچ گیا اور عمرؓ بھی اُسی وقت آگئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان پر خدا نے مجھ کو بغیر کسی عہد و پیمان کے قابو دیدیا ہے۔ لہذا مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ عباسؓ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ابوسفیان کو پناہ دے دی ہے۔ اور واللہ آج کی رات میں اس کو اپنے پاس رکھوں گا۔ پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کے قتل میں بہت اصرار کیا تو میں نے کہا اے عمر اگر بنی عدی بن کعب میں سے یہ شخص ہوتا تو میں ہرگز اس کی سفارش نہ کرتا۔ مگر چونکہ یہ بنی عبد مناف سے ہے۔ اس سبب سے میں نے اس کی سفارش کی ہے۔ عمرؓ نے کہا اے عباسؓ سنو! واللہ جس روز تم مسلمان ہوئے اُس روز میں اس قدر خوش ہوا ہوں کہ اپنے باپ خطاب کے اسلام سے بھی اتنا خوش نہ ہوتا۔ اگر وہ اسلام کو قبول کرتا اور یہی میں رسول خدا کو بھی خیال کرتا ہوں کہ جس قدر خوشی اُن کو تمہارا اسلام سے ہوئی ہے میرے باپ کے اسلام سے نہ ہوتی۔ آپؐ نے فرمایا اے عباسؓ اب تو تم اس کو لے جاؤ اور صبح کو میرے پاس لے آنا۔

**ابوسفیان کا قبول اسلام** | حضرت عباسؓ کہتے ہیں۔ رات کو ابوسفیان میرے ہی پاس رہا۔ اور صبح کو میں اُس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو گیا ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ تو خدا کی وحدانیت کو جانے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کس قدر حلیم اور کریم اور رشتہ کے ملانے والے ہیں۔ بے شک میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ اگر خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو ضرور مجھ کو کچھ نفع پہنچاتا کیونکہ میں اس کی پوجا کرتا تھا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر اے ابوسفیان کہ کیا تیرے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ تو میری رسالت کا اقرار کرے۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حکیم و کریم اور رشتہ کا خیال اور پاس کرنے والے ہیں۔ واللہ! اس بات سے اس وقت تک دل میں کچھ ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا تجھ کو خرابی ہو گئی دن کے مارے جانے سے پہلے اسلام قبول کر لے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے۔ چنانچہ ابوسفیان نے گواہی دی اور اسلام قبول کیا۔

ابوسفیان کا گھر پناہ گاہ | حضرت عباسؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان فخر کو محبوب رکھتا ہے اس کے لئے کوئی ایسی بات کر دیجئے جس میں اس کو فخر ہو۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا اس کو امن ہے اور جو اپنا دروازہ بند کر لے گا اس کو امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہو گا اس کو امن ہے۔

رسول اللہ کے لشکر کے مناظر | حضرت عباسؓ کہتے ہیں جب ابوسفیان رخصت ہو کر چلنے لگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس اس کو راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا کر کے لشکر اسلام کے گزرنے کے مناظر دکھاؤ۔ عباسؓ کہتے ہیں میں ابوسفیان کو لے کر ٹیلہ پر کھڑا ہو گیا۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کھڑا ہونے کا حکم دیا تھا۔ اور قبائل کی فوجیں گزرنی شروع ہوئیں اور جو قبیلہ گزرتا ابوسفیان پوچھتا کہ یہ کونسا قبیلہ ہے۔ میں بتلاتا کہ یہ سلیم ہے اور یہ مزینہ ہے اور یہ فلاں ہے اور یہ وہ ہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبز لشکر کے ساتھ گزرے اور سبز اس لشکر کو اس سبب سے کہا گیا کہ اس کے تمام لوگ لوہے میں غرق تھے یعنی زندہ اور خود وغیرہ سامان حرب سے اس قدر مستلح اور مکمل تھے کہ صرف ان کی آنکھیں دکھائی دیتی تھیں اور کچھ نہ معلوم ہوتا تھا۔ جب یہ لوگ گزرے تو ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ میں نے کہا یہ مہاجرین اور انصار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی

انہی کے ساتھ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا سبحان اللہ اے عباس! بھلا ان لوگوں سے مقابلہ کرنے کی کس میں تاب و طاقت ہے۔ خدا کی قسم! اے ابوالفضل تمہارے پیچھے کی سلطنت اب بڑی زبردست ہو گئی ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا یہ سلطنت نہیں ہے بلکہ یہ نبوت ہے۔ ابوسفیان نے کہا ہاں بے شک نبوت ہے۔

**ابوسفیان کی مکہ واپسی** | حضرت عباسؓ کہتے ہیں میں نے ابوسفیان سے کہا کہ اب دوڑ میں جا کر اور پکار کر کہا کہ اے قریش محمدؐ آگئے اور ایسا لشکر ان کے ساتھ ہے جس کے مقابلہ کی تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے لہذا جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ امن والا ہے۔

راوی کہتا ہے ہندہ بنت عتبہ نے ابوسفیان کا یہ کلام سُن کر اُس کی ٹونچ پکڑ لی اور قریش سے کہا کہ اس مضبوط موٹے فریہ پہلوان کو قتل کر دو کہ ایک ذرا سے لشکر کو دیکھ کر اس قدر حواس باختہ ہو گیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا اے قریش تم اس کے بہکانے میں آ کر اپنی جان نہ کھونا۔ محمدؐ تم پر آگئے۔ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اُس کو امن ہے۔ قریش نے کہا تجھ کو خرابی ہو تیرے گھر میں ایسے کس قدر لوگ داخل ہوں گے؟ ابوسفیان نے کہا جو اپنا دروازہ بند کر لے گا اُس کو بھی امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہوگا اُس کو بھی امن ہے۔ یہ سنتے ہی بہت سے لوگ اپنے گھروں کو اور بہت سے مسجد حرام کو بھاگ گئے۔

**رسول اللہ کا عجز و انکسار** | ذی طویٰ میں پہنچے تو آپؐ اپنی سواری پر ٹھہرے اور آپؐ اس وقت مُرخ رنگ کی مینی چادر سر پر اوڑھے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی اس عنایت اور فتح کو دیکھ کر اپنا سر تواضع سے خدا کے سامنے جھکاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی ٹھوڑی اونٹ کی کاٹھی سے لگنے سے قریب ہو جاتی تھی۔

**ابوقحافہ کا قبول اسلام** | ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی طویٰ میں ٹھہرے ہوئے تھے حضرت ابوبکرؓ کے والد قحافہ نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا کہ اے بیٹی تو مجھ کو ابوقیس پہاڑ پر لے چل اور ابوقحافہ کے آنکھیں جاتی رہی تھیں۔ چنانچہ یہ لڑکی ان کو لے کر پہاڑ پر آئی اور انہوں نے پوچھا اے لڑکی تجھے کیا دکھائی دے رہا ہے؟ لڑکی نے کہا بہت سے سوار اور لشکر ہے اور ایک شخص اُن کے درمیان میں آ جا رہا ہے۔ ابوقحافہ نے کہا۔

اے لڑکی یہ وہ شخص ہے جو سواروں کو مرتب کرتا ہے۔ پھر لڑکی نے کہا بخدا اب لشکر چلنا شروع ہو گیا۔ ابوقحافہ نے کہا۔ اب یہ لشکر یہاں آجائے گا۔ بس بیٹی توجلدی سے مجھ کو گھر لے چل۔ لڑکی ان کو لے کر نیچے اتری ہی تھی کہ سواروں نے آیا۔ اس لڑکی کے گلے میں ایک چاندی کی ہنسل تھی وہ کسی سوار نے اُس کے گلے سے اُتادی۔ پھر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو ابو بکرؓ اپنے باپ کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکرؓ! تم نے بڑے میاں کو ناحق ہی تکلیف دی میں خود آج سے ملنے کو ان کے گھر جاتا۔ ابو بکرؓ نے عرض کیا آپ کے تشریف لے جانے سے مجھ کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونا بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنے سامنے بٹھایا اور اُن کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اسلام لے آؤ۔ پھر انہوں نے اسلام قبول کیا۔ جب ابو بکرؓ اپنے والد کو لائے تو اُن کا سر بالکل سفید ہو رہا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے بالوں میں خضاب لگایا کرو۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں خدا کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں میری اس بہن کا جس نے طوق لیا ہو وہ دے دے۔ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ تب حضرت ابو بکرؓ نے اپنی بہن سے کہا۔ اے بہن! تو اپنی ہنسل پر صبر کر۔ اس زمانے میں امانت لوگوں میں بہت کم ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ذی طوی سے لشکر مسلمانوں کا مکہ میں داخلہ | کو روانہ کیا تو زبیر بن عوام کو میسرہ لشکر کے ساتھ مقام کداء کی طرف سے داخل ہونے کا حکم دیا اور سعد بن عبادہ کو بھی کچھ لشکر کے ساتھ اُسی طرف روانہ کیا۔ سعد بن عبادہ جس وقت مکہ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہوئے تو انہوں نے یہ کہا کہ آج جنگ کا روز ہے اور آج کے دن محرم حلال کی جائے گی۔ حضرت عمرؓ کو سعد کے اس کلام سے اندیشہ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کو سعد بن عبادہ کے کلام سے خطو ہے کہ کہیں وہ قریش پر سخت حملہ نہ کریں۔ رسول کریمؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم جا کر سعد سے نشان لے لو اور مکہ میں داخل ہو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمنہ لشکر کا سردار مقرر کیا جس میں اسلم اور سلیم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ وغیرہ قبائل عرب کی فوج تھی اور خالد رضی اللہ عنہ ان کو لے کر مکہ میں نیچے کی جانب سے داخل ہوئے۔



حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ مسلمانوں کا لشکر لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے اواخر کی طرف سے مکہ کی بلندی پر آئے اور وہیں رسول کریم کے لئے ایک خیمہ کھڑا کیا گیا۔

**بعض مشرکین سے جنگ** راوی کہتا ہے صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو چند لوگوں کو ساتھ لے کر جنگ کے ارادہ سے مقام خندہ پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابل آئے اور بنی بکر میں سے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اپنے ہتھیاروں کو تیز اور درست کیا کرتا تھا۔ اس کی بیوی نے اس سے پوچھا تو کس لئے یہ ہتھیار تیز کرتا ہے؟ اس نے کہا محمد اور ان کے اصحاب کی جنگ کے لئے۔

عورت نے کہا میرے نزدیک تو محمد کے سامنے ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ حماس نے کہا خدا کی قسم! مجھ کو امید ہے کہ میں مسلمانوں میں سے کسی کو پکڑ کر تیری خدمت کے لئے لاؤں گا۔ پھر یہ حماس بھی خندہ کی لڑائی میں صفوان اور عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ شریک ہوا۔

راوی کہتا ہے مجاہد بن فہر اور خنیس بن خالد بن ربیعہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر سے الگ ہو کر جا رہے تھے کہ مشرکین نے ان کو شہید کر دیا اور گرز بن جابر بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب انہوں نے خنیس کو شہید دیکھا تو ان کی لاش سے آگے بڑھ کر قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

اور قبیلہ جہینہ میں سے سلمہ بن میلہ شہید ہوئے اور مشرکین میں سے بارہ آدمیوں کے قریب قتل ہوئے۔ پھر مشرکین بھاگ گئے اور حماس بھی بھاگ کر اپنے گھر میں آچھا اور اپنی بیوی سے کہا کہ گھر کا دروازہ بند کر دے۔ بیوی نے کہا تو اس دن تو کیا کہہ رہا تھا اور اب ایسا نامزد ہو گیا حماس نے جواب دیا ۵

اشعار :

اِنَّكَ لَوْ شِئْتَ لَيَوْمَ الْمُنْدَمَةِ اَذْفَرُ صَفْوَانَ وَفَرَّ عِكَمَةَ  
ترجمہ : اگر تو خندہ کی جنگ میں موجود ہوتی جبکہ صفوان اور عکرمہ بھاگ گئے تھے۔

وَابْوَيْزِيْدَ قَائِمٌ كَالْمُؤْتَمِرِ دَاَسْتَقْبَلَتْهُمْ بِالسِّيُوفِ الْمُسْلِمَةِ

ترجمہ: اور ابویزید بھی حیران و پریشان کھڑا تھا اور میں تیز تلواروں کے ساتھ اُن سے آگے بڑھا۔

يَقْطَعْنَ كُلَّ سَاعِدٍ وَجُمْحَبَلٌ صَرًّا يَا فُلَا لَيْسَ عَمَّ إِلَّا غَنَمَةٌ

جو کلائی اور کھوپڑی کو کاٹ کر ڈال دیتی تھیں اور ایسی افراتفری تھی کہ بجز چنم دھاڑ

کے کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔

لَهُمْ نَهْيَتٌ خَلَقْنَا وَهَمَّ هَمَّهُ لَوْ تَنْطَقِي فِي اللَّوْمِ آذُنِي كَلِمَةً

اور ہمارے پیچھے دشمنوں کا شور و غل تھا۔ پس اگر تو اس موقع کو دیکھتی تو ایک لفظ ملامت

کا میرے بارے میں نہ کہتی۔

مسلما نوں کا شعار | راوی کہتا ہے فتح مکہ اور حنین اور طائف میں مہاجرین کا شعار یا بنی عبدالمطلب تھا اور انصار کا شعار

یا بنی عبد اللہ تھا۔



## فتح مکہ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امراء لشکر سے عہد لے لیا تھا کہ جو شخص تم سے لڑے اُس سے تم بھی لڑنا اور کسی کو قتل نہ کرنا اور چند لوگوں کے نام لے کر فرمایا تھا کہ ان کو جہاں پاؤ وہیں قتل کرنا۔ اگرچہ یہ کعبہ کے پردہ کے اندر گھسے ہوئے ہوں وہاں بھی نہ چھوڑنا۔

ان ہی لوگوں میں سے ایک شخص عبداللہ بن سعد عامری تھا۔ اس کے قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وجہ سے دیا تھا کہ یہ پہلے مسلمان ہوا تھا اور وحی کو آپ کے پاس لکھا کرتا تھا۔ پھر یہ مرتد ہو کر قریش سے آپلا اور اب اس جنگ میں یہ حضرت عثمانؓ کے پاس جا چھپا۔ کیونکہ اُن کا رضاعی بھائی تھا یہاں تک کہ جب مکہ میں اطمینان ہو گیا تو حضرت عثمانؓ اس کو لے کر رسول کریمؐ کی خدمت میں امن دلانے کے لئے آئے۔ رسول اکرمؐ بہت دیر تک خاموش رہے۔ جب حضرت عثمانؓ نے امراء کیا تو آپؐ نے فرمایا ہاں۔ جب حضرت عثمانؓ اس کو لے کر چلے گئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ میں اتنی دیر تک خاموش رہا تم میں سے کسی نے کھڑے ہو کر اس کو قتل نہ کر دیا انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! آنکھ سے مجھ کو اشارہ فرما دیتے۔ فرمایا نبی اشارہ سے قتل نہیں کرتے۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ عبداللہ بن سعد پھر مسلمان ہو گیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کسی جگہ کا حاکم بھی بنایا تھا اور حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو حاکم بنایا تھا۔

اور ایک شخص عبداللہ بن خطل کے قتل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی طرف اس کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے روانہ کیا اور ایک انصاری کو بھی اس کے ساتھ کیا تھا اور اس کا ایک غلام

مسلمان بھی اس کے ساتھ تھا۔ جب یہی منزل میں اُترتا تو اس نے اپنے غلام سے کہا کہ ایک بکر اذبح کر کے پکالے۔ غلام بے چارہ سو گیا اور اُس نے کھانا نہ پکایا۔ اُس نے اس غلام کو شہید کیا اور مرتد ہو کر قریش سے اُٹھا اور اپنی لونڈیوں سے رسول اللہ کی ہجو کے اشعار گویا کرتا تھا۔ آنحضرتؐ نے اس کے اور دونوں لونڈیوں کے قتل کا حکم فرمایا۔

اور ایک حویرث بن نقید کے قتل کا حکم دیا کیونکہ یہ مکہ میں رسول اللہؐ کو ستایا کرتا تھا۔ جب حضرت عباسؓ، حضرت فاطمہؓ اور ام کلثومؓ حضورؐ کی صاحبزادیوں کو مکہ سے لے کر مدینہ میں پہنچانے چلے تو اسی حویرث بن نقید نے ان دونوں کو اونٹ پر سے زمین پر گرادیا تھا۔

اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سبب سے حکم دیا کہ یہ انصاری کو شہید کر کے جنہوں نے اس کے بھائی کو خط سے قتل کیا تھا مکہ میں مرتد ہو کر بھاگ آیا تھا۔ اور سارہ کے قتل کا حکم دیا جو بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی لونڈی تھی اور رسول کریمؐ کو مکہ میں بہت بُرا بھلا کہا کرتی تھی۔

اور عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا مگر یہ بنی کی طرف بھاگ گیا اور اس کی بیوی ام حکیم بن حرث بن ہشام مسلمان ہوئی اور اُس نے آنحضرتؐ سے اس کے لئے امن لیا رسول اللہؐ نے امن دیدیا۔ جب وہ بین میں اس کو تلاش کرنے لگی اور پھر آپؐ کی خدمت میں لے کر آئی اور عکرمہ مسلمان ہوا۔

**بعض مجرموں کا قتل** | عبداللہ بن خطل کو تو سعید بن حریث مخزومی اور ابوہریرہ سلمیٰ دونوں نے مل کر قتل کیا اور مقیس بن صبابہ کو اسی کی قوم کے ایک شخص میلہ بن عبداللہ

نے قتل کیا اور حویرث بن نقید کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ عبداللہ بن خطل کی دونوں لونڈیوں میں سے ایک لونڈی قتل ہوئی اور دوسری بھاگ گئی۔ اس کے لئے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے امن لیا گیا تو آپؐ نے امن دیدیا اور سارہ کے لئے بھی امن مانگا اُس کو بھی آپؐ نے امن دیا۔ پھر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سارہ ایک گھوڑی کی زد میں آکر مقام البطح میں ہلاک ہوئی۔

حضرت علیؓ کی بہن اُم ہانی بنت ابی طالب کہتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی بلند جانب میں رونق افروز تھے حرث بن ہشام اور زبیر بن ابی امیہ بن مغیرہ بھاگ کر میرے گھر میں آئے اور میں نے اُن کو کوٹھڑی میں بند کر دیا اور اُن کے پیچھے ہی میرے بھائی علیؓ بن ابی طالب تلوار لئے ہوئے آئے اور کہا میں ان کو ضرور قتل کروں گا۔ اُم ہانی کہتی ہیں یہ دونوں شخص میرے غافل

ہبیرہ بن ابی وہب کے رشتہ دار تھے میں ان کو بند کر کے نبی کریم کے پاس آئی۔ آپ اُس وقت ایک برتن سے جس میں کچھ آٹا بھی لگا ہوا تھا پانی لے کر غسل فرما رہے تھے اور آپ کی صاحبزادی چادر سے پردہ کئے ہوئے تھیں۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو چادر لپیٹ کر آپ نے چست کی نماز کی آٹھ رکعتیں ادا کیں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آؤ اے ام ہانی خوش آمدید کیونکر آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے خاوند کے دورشتہ دار میرے گھر میں پناہ گزین ہیں اور میرے بھائی علیؓ ان کے قتل کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو تم نے امن دیا اُس کو ہم نے امن دیا اور جس کو تم نے پناہ دی اُس کو ہم نے پناہ دی۔ جاؤ علیؓ ان کو قتل نہ کریں گے۔

**بیت اللہ کا طواف** | صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آکر اترے اور لوگوں میں امن ہو گیا تو رسول پاکؐ نے کعبہ کے سات طواف کئے اور اُس وقت آپؐ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور ایک چھتری سے جو آپؐ کے ہاتھ میں تھی حجر اسود کو چھو کر سلام کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر کعبہ کی گنجی اُس سے لی اور کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ وہاں لکڑی کا ایک کبوتر بنا ہوا رکھا دیکھا تو اُس کو توڑ کر چھینک دیا اور پھر کعبہ کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے اور مسلمان تمام مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

**خطبہ مبارکہ** | ابن اسحاق کہتے ہیں اہل علم کا بیان ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا :-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ صَدَقَ وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدُهُ وَخَدَمَ  
الْأَخْذَابَ وَخَدَعَهُ -

ترجمہ :- خدا وحدہ لا شریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اپنے وعدہ کو اُس نے سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور تنہا تمام کفار کے لشکروں کو اُس نے ہزیمت دی۔

اے لوگو! جس باپ دادا کے فخر یا خون یا مال کا دعویٰ کیا جائے تو وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔ مگر خانہ کعبہ کی کلید برداری اور زمرم سے پانی پلانے کی خدمت۔ اے لوگو! خطائے جو شخص مارا جائے یعنی لکڑی یا کوڑے وغیرہ سے تو اُس میں پورا خونہا یعنی ستوا اونٹ لازم ہیں۔ اے قریش

خونہا کے احکام کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔



خداوند تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کے سخت اور فخر کو دور کر دیا جو باپ دادا پر کیا جاتا تھا۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَاكُمْ ۚ

ترجمہ :- اے لوگو! ہم نے تم کو خراور مادہ سے پیدا کیا ہے اور تمہارے اندر شاخیں اور قبیلے بنائے ہیں تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو شناخت کرو (اور) بیشک اللہ کے نزدیک تم میں بلند مرتبہ وہ ہے جو زیادہ متقی ہے :-

پھر فرمایا اے قریش! تم کیا خیال کرتے ہو کہ میں تم سے کیسا سلوک کروں گا؟ قریش نے کہا آپ جو کچھ کریں گے بہتر کریں گے۔ آپ ہمارے شریف بھائی ہیں شریف کے بیٹے ہیں۔ فرمایا اچھا اب جاؤ تم سب آزاد ہو -

**بیت اللہ کی کلید برداری** | خود آنحضرت مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور حضرت علیؓ خانہ کعبہ کی گنجی ہاتھ میں لے کر سامنے آئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! حجاب بھی سقایت کے ساتھ ہم کو عنایت فرمائیے۔ آنحضرت نے فرمایا عثمان بن ابی طلحہ کہاں ہے؟ عثمان حاضر ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان! اپنی گنجی بنمہال آج کا دن نیکی اور وفا کا ہے اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ ہم تم کو ایسی چیز عنایت کریں گے جس سے تم مشقت میں نہ پڑو گے۔

**بیت اللہ کے اندر تصاویر** | بعض اہل علم کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے روز کعبہ میں داخل ہوئے تو اُس کے اندر آپ نے فرشتوں کی تصویریں دیکھیں اور ایک تصویر حضرت ابراہیمؑ کی دیکھی کہ انعام کے ساتھ قرعہ ڈال رہے ہیں۔ اُس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ان کو خدا غارت کرے ہمارے بزرگ کی کس طریقہ سے تصویر بنا دی ہے۔ بھلا حضرت ابراہیمؑ کو اس قرعہ بازی سے کیا تعلق۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے وہ تو کیسے ہونے والے مسلمان تھے اور ہرگز وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ پھر آپ نے ان تصویروں کے مٹانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ اسی وقت وہ مٹا دی گئیں۔

**بیت اللہ میں نماز** | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو بلال بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جب آنحضرتؐ باہر نکل آئے تو حضرت بلالؓ پیچھے رہ گئے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے بلال سے پوچھا کہ آنحضرتؐ نے کس جگہ نماز پڑھی ہے اور یہ نہ پوچھا کہ کس قدر پڑھی ہے؟ پھر ابن عمرؓ جب کعبہ میں داخل ہوتے تھے تو سیدھے اندر جا کر دروازہ کی طرف پشت کر کے تین ہاتھ دیوار سے ورے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی جگہ آنحضرتؐ کی نماز کی بلالؓ نے اُن کو بتائی ہے۔

**عتاب اور حارث کا قبول اسلام** | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو عرب اور عتاب بن اُسید اور ہشام بن حرث کعبہ کے محن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عتاب بن اُسید نے کہا کہ اُسید کو اللہ تعالیٰ نے بڑی بزدلی دی کہ اُس نے یہ بات نہیں سنی ورنہ وہ ضرور ایسی بات کہتا جس سے ان کو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آتا۔

حرث نے کہا اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ یہ حق پر ہیں تو میں اُن کا اتباع کر لوں۔ ابوسفیان نے کہا۔ میں تو کچھ نہیں بولتا۔ اگر میں ایک حرف بھی کہوں گا تو یہ کنکریاں میری بات اُن سے کہہ دیں گی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ سے باہر آ کر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے جو کچھ بتائیں کی ہیں مجھے سب معلوم ہیں اور سب ان سے بیان کر دیں۔ عتاب اور حرث نے کہا بیشک ہم کو ابھی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں کیونکہ اس وقت ہماری گفتگو میں کوئی شخص نہ تھا جس کو ہم کہہ سکتے کہ اُس نے آپ سے کہا ہوگا۔

**قتل کا ایک واقعہ** | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی اسلم میں احمر نامی ایک شخص بڑا بہادر تھا۔ جب یہ قتل کا ایک واقعہ سوتا تھا تو بڑے زور سے خراٹے لیا کرتا تھا اور اسی وجہ سے الگ سویا کرتا تھا۔ جب لوگ اس کو پکارتے تو شیر کی طرح اُٹھ کر آتا تھا اور کسی سے خوف نہ کرتا تھا۔

داؤد کہتا ہے ایک مرتبہ بنی ہزریل کے چند لوگ مقام حاضہ کو جا رہے تھے۔ جب یہ حاضہ کے قریب پہنچے تو ان میں ایک شخص ابن اثوع ہذلی نے کہا کہ تم لوگ جلدی نہ کرو۔ میں جا کر دیکھ آؤں کہ یہاں احمر بھی ہے یا نہیں؟ اگر وہ ہوگا تو اُس کے خراٹے کی آواز ضرور آئے گی اور یہ رات کا وقت تھا۔ پھر ابن اثوع نے احمر کے خراٹے کی آواز سنی اور اُس کے سینے پر تلوار رکھ کر زور لگایا اور

اُس کو مار ڈالا۔ پھر حاضرہ کے لوگوں کو لوٹ لیا۔ انہوں نے احمر امرکہہ کے پکارا۔ مگر امر بچاؤ کہاں تھا جو اُن کی مدد کو جاتا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو فتح کے دوسرے روز ابن اثوع مکہ میں لوگوں کا حال دریافت کرنے آیا اور اس وقت تک یہ مشرک ہی تھا۔ بنی خزاعہ نے اس کو پہچان کر چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا اور کہا احمر کا قاتل تو ہی ہے اس نے کہا ہاں میں احمر کا قاتل ہوں۔ پھر اتنے میں خواش بن اُمیہ تلوار لئے ہوئے آئے اور اس کو قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اے خزاعہ اب تم قتل سے اپنے ہاتھ روک لو کیونکہ بہت لوگ قتل ہو چکے ہیں۔ یہ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا مجھ کو خون بہا دینا پڑے گا۔

**حرمتِ کعبہ اور رسول اللہ کا خطبہ** ابو شریح خزاعی کہتے ہیں جب عمرو بن زبیر مکہ میں اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کو آئے تو میں اُن کے پاس گیا۔

اور میں نے کہا اے شخص ہم فتح مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب فتح کا دوسرا دن ہوا تو خزاعہ نے ایک مشرک کو قتل کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! جس دن سے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے مکہ حرم ہے اور قیامت تک حرم رہے گا۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ اس میں خون بہائے یا اس کا درخت کاٹے۔ مجھ سے پہلے کسی کے لئے یہ حلال نہیں کیا گیا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے یہ حلال ہوگا صرف میرے لئے ایک ساعت کے لئے حلال ہوا تھا اب پھر اس کی حرمت ویسی ہی ہو گئی ہے جیسی کہ تھی۔ جو لوگ تم میں سے موجود ہیں اُن کو لازم ہے کہ جو لوگ غائب ہیں اُن کو یہ حکم پہنچا دیں۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ نے اس میں قتل و قاتل کیا ہے تو اس سے کہہ دو کہ رسول خدا کو خدا نے صرف ایک ساعت کے لئے یہاں کے لوگوں کی مکرشی کے سبب سے اجازت دی تھی اور اے خزاعہ تمہارے لئے خدا نے اس کو حلال نہیں کیا ہے تم قتل سے اپنے ہاتھ اٹھا لو بہت قتل و قاتل ہو چکا ہے۔ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا خون بہا مجھ کو دینا پڑیگا اور اب سے جو شخص قتل ہو گا تو اُس کے وارثوں کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لیں اور چاہے خون بہا پر راضی ہو جائیں۔

عمرو بن زبیر نے ابو شریح سے گفتگو سن کر کہا آپ تشریف لے جائیے میں آپ سے زیادہ کعبہ کی حرمت کو جانتا ہوں۔ کعبہ کی حرمت قاتل اور باغی کو پناہ نہیں دیتی ہے۔ ابو شریح نے کہا جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں موجود تھا اور تو موجود نہ تھا۔ لہذا میں نے تجھ کو یہ حکم

پہنچا دیا۔ اب تو جانے اور تیرا کام جانے۔

ابن ہشام کہتے ہیں فتح مکہ کے مقتولوں میں سب سے پہلے جس مقتول کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون بہا دیا وہ جنید بن اکوع تھا۔ بنی کعب نے اس کو قتل کیا اور رسول پاکؐ نے اس کے خون بہا میں سو اونٹ عنایت کئے۔

**انصار کی پریشانی** | جب مکہ فتح ہو گیا تو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صفاء پہاڑ پر دعا و مناجات میں مشغول ہوئے اور انصار نے آپؐ میں کہا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا شہر فتح کر دیا ہے۔ شاید آپؐ ہمیں رہنا اختیار کریں۔ جب آنحضرتؐ دعا سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ تم کیا کہہ رہے تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا زندگی بھی ہمارا ساتھ ہے اور موت ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں فتح مکہ کے دن جب رسول پاکؐ نے اونٹنی پر سوار ہو کر کعبہ کے گرد طواف کیا تو کعبہ کے گرد بیت سیسہ سے بڑے ہوئے نصب تھے۔ آپؐ نے چٹری سے جو آپؐ کے ہاتھ میں تھی اُن بتوں کی طرف اشارہ کرنا شروع کیا۔ جس بت کے چہرہ کی طرف آپؐ اشارہ فرماتے وہ منہ کے بل اور اللہ کی پشت کی طرف اشارہ فرماتے وہ پشت کے بل گر پڑتا یہاں تک کہ اسی طرح سب بت گر پڑے۔

**فضالہ کا قبول اسلام** | ابن ہشام کہتے ہیں فضالہ بن عذیر بن ملح لیثی نے ارادہ کیا کہ آنحضرتؐ کو شہید کر دیں۔ جب آپؐ کے قریب پہنچے اور آپؐ اس وقت کعبہ کا طواف فرما رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا فضالہ ہو؟ عرض کیا حضورؐ میں ہوں۔ فرمایا تم کس ارادے سے آئے ہو؟ عرض کیا کچھ نہیں خدا کو یاد کر رہا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا خدا سے مغفرت مانگو اور پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ فضالہ کے سینہ پر رکھا جس سے ان کے دل کو تسکین ہوئی۔

فضالہ کہتے ہیں خدا کی قسم آپؐ نے دستِ مہاک میرے سینے سے اٹھایا، ہی تھا کہ اللہ کی ساری مخلوق میں ان سے زیادہ میرے لئے کوئی محبوب نہ تھا۔

**صفوان بن امیہ** | ابن اسحاق کہتے ہیں صفوان بن امیہ مکہ سے بھاگ کر جدہ میں آیا تاکہ جہانم میں سوار ہو کر یمن کو چلا جائے۔ عمیر بن وہب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا نبی اللہ صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے۔ آپؐ اس کو امن عنایت کریں۔ رسول کریمؐ نے امن دیدیا۔ عمیر نے کہا اس کی کچھ نشانی بھی مجھ کو مرحمت ہو۔ آپؐ نے اپنا وہ عمامہ جس کو باندھے ہوئے آپؐ مکہ میں داخل ہوئے تھے دیدیا۔ عمیر عمامہ کو لے کر جدہ میں صفوان کے پاس

آئے اور کہا آپ نے تم کو امن دیا ہے۔ اب تم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہو۔ یہ عمامہ بھی رسول کریمؐ کا میں نشانی کے لئے لایا ہوں۔ صفوان نے کہا اے عمیرؓ تو میرے سامنے سے چلا جا اور مجھ سے بات نہ کر۔ عمیرؓ نے کہا اے صفوانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بھائی اور نہایت حلیم اور کریم اور رحیم ہیں تو ان کے پاس چل۔ ان کی عزت تیری عزت ہے اور ان کی سلطنت تیری سلطنت ہے صفوان نے کہا مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ عمیرؓ نے کہا انہوں نے مجھ کو امن دیدیا ہے۔ پھر صفوان عمیرؓ کے ساتھ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ عمیرؓ کہتا ہے کہ آپؐ نے مجھ کو امن دیا ہے۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا ہاں یہ سچ کہتا ہے۔ صفوان نے عرض کیا تو پھر آپؐ مجھ کو دو مہینے تک اختیار دیں۔ آپؐ نے فرمایا تم کو چار مہینے تک اختیار ہے۔

زہری کہتے ہیں کہ ام حکیم بنت حرث عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عکرمہ کے لئے امن لے کر یمن کو گئی اور وہاں سے اس کو لائی اور فاختہ بنت ولید صفوان کی بیوی تھی۔ یہ دونوں عورتیں اپنے خاوندوں سے پہلے اسلام لائی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسی پہلے نکاح پر قائم رکھا تھا۔

**فتح مکہ پر مسلمانوں کی تعداد** | ابن اسحاق کہتے ہیں مکہ کی فتح میں لشکر اسلام کی تعداد دس ہزار تھی۔ بنی سلیم میں سے سات سو اور بعض کہتے ہیں ایک ہزار تھی اور بنی غفار میں سے چار سو اور بنی اسلم میں سے چار سو اور بنی مزینہ میں سے ایک ہزار اور باقی مہاجرین اور انصار اور ان کے حلفاء اور مختلف قبائل عرب مثل بنی تیم و بنی قیس و بنی اسد وغیرہ میں سے تھے۔





## بنی جذیمہ اور خالد بن ولیدؓ

عباس بن مرواس کا اسلام | عباس کا باپ مرواس ایک پتھر کے بت کی جس کا نام اُس نے  
 ضمار رکھا تھا پرستش کیا کرتا تھا جب مرواس مرنے لگا تو  
 اُس نے اپنے بیٹے عباس سے کہا کہ اے فرزند تم اسی بت کی پرستش کرنا یہی تمہارے نفع اور  
 نقصان کا مالک ہے۔ چنانچہ عباس اس بت کی پرستش کیا کرتا تھا۔ ایک روز اُس نے بت کے اندر  
 سے یہ اشعار سُنے۔

قل للقبائل من سلیم کلہم اودی ضمار و عاشق اهل المسجد

اِنَّ الذی وراث النبوتک والہدیٰ بعد ابن مرید من قریش مہندی

اودی ضمار وکان یعبد کمرًا قبل الکتاب الی التبیٰ صمحمدا

جب مرواس نے یہ اشعار سُنے اُسی وقت اُس بت کو آگ میں جلادیا اور آپؐ کی خدمت میں  
 حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا۔

بنی جذیمہ اور حضرت خالد بن ولیدؓ | ابن اسحاق کہتے ہیں فتح مکہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے خالد بن ولید کو سلیم بن منصور اور مد لچ بن مرہ کے

قبائل کی فوج کے ساتھ دعوت اسلام کے لئے قبائل عرب کی طرف روانہ فرمایا اور قتل و قتال کا حکم نہیں  
 دیا تھا۔ جب خالد فوج لے کر بنی جذیمہ بن عامر بن عبدمناة بن کنانہ کے پاس پہنچے تو اُن لوگوں نے  
 اُن کو دیکھ کر ہتھیار اٹھائے۔ انہوں نے اُن کو حکم دیا کہ اپنے سب ہتھیار ڈال دو۔ کیونکہ لوگ  
 مسلمان ہو گئے ہیں۔

بنی جذیمہ کے ایک شخص کہتے ہیں کہ جب خالد نے ہم کو ہتھیار ڈالنے کا حکم دیا تو ہم میں سے  
 ایک شخص جحدم نے کہا کہ اے بنی جذیمہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیئے تو خالد تم کو قید کر کے قتل کر دیگے۔  
 میں تو اپنے ہتھیار نہ ڈالوں گا۔ بنی جذیمہ نے کہا اے جحدم تو ہم سب کا خون کرانا چاہتا ہے۔

سب لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اور سب نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور امن قائم ہو گیا ہے۔ پھر ان سب لوگوں نے حضرت خالدؓ کے کہنے سے ہتھیار ڈال دیئے۔ جب یہ لوگ ہتھیار ڈال چکے تب حضرت خالدؓ نے ان کی مشکیں باندھ کر ان میں سے چند لوگوں کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کی کہ اے پروردگار! میں خالد کی کارروائی سے بری ہوں۔

ابن ہشام کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا تھا کہ میں نے رسول اللہ کا رؤیا خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے ایک نوالہ کھایا اور اُس کا مزہ مجھ کو اچھا معلوم ہوا۔ پھر وہ نوالہ میرے حلق میں اٹک گیا۔ تب علیؓ نے اپنا ہاتھ ڈال کر اُس کو میرے حلق سے نکالا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی تعبیر یہ ہے کہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر آپؐ روانہ فرمائیں گے پھر اُس کی کچھ کارروائی سے آپؐ خوش ہوں گے اور کچھ کارروائی اُس کی قابلِ اعتراض ہوگی جو آپؐ کو ناگوار گزرے گی۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب خالدؓ نے یہ کارروائی کی تو قوم میں سے رسول اللہ کا اظہارِ بریت ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے کسی نے خالدؓ کی رائے کی مخالفت بھی کی یا نہیں۔ اُس نے عرض کیا کہ ایک سفید رنگ میانہ قد شخص نے خالدؓ کو منع کیا۔ خالدؓ نے اُس کو جھڑک دیا۔ چنانچہ وہ خاموش ہو گیا اور ایک درازہ قد شخص نے خالدؓ کی ٹہلے زور سے مخالفت کی اور بہت دیر تک اُن میں گفتگو ہوتی رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلا شخص تو میرا بیٹا عبداللہ ہے اور دوسرا شخص ابوجحیفہ کا آزاد غلام سالم ہے۔

راوی کہتا ہے پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ علیؓ تم جا کر اس قوم کے معاملے میں نظر کرو اور جاہلیت کے زمانہ کی باتوں کو اپنے پیروں کے نیچے کر دینا یعنی اُن باتوں کو اب کچھ خیال نہ کرنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت سا مال رسول کریمؐ کے پاس سے لیکر اس قوم کے پاس آئے اور جس قدر لوگ اس قوم کے خالدؓ نے قتل کئے تھے۔ اُن سب کا خونہا دیا اور تمام مال جو خالدؓ نے لے لیا تھا سب اُن کو واپس کر دیا۔ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی باقی نہیں رکھی۔ جب سب ادا کر چکے تب بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ مال بچ گیا تو حضرت علیؓ نے اس قوم سے فرمایا کہ اگر تمہارا کوئی اور خونہیا مال باقی ہو تو اُس کے بدلے میں یہ مال

لے لو۔ قوم نے کہا۔ ہمارا اب کچھ باقی نہیں ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ مگر یہ مال میں تم ہی لوگوں کو دیئے دیتا ہوں۔ شاید تمہارا ایسا خونہمایا مال رہ گیا ہو جس کی نہ تم کو خبر ہو نہ ہم کو۔ پس یہ اُس کے معاوضہ میں سمجھو اور پھر حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کارروائی عرض کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بہت اچھا اور درست کیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلہ رو کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کی کہ اے خدا میں خالدؓ کی کارروائیوں سے تیری بارگاہ میں اپنی بریت ظاہر کرتا ہوں تین بار یہی فرمایا۔

**خالد کا عُذر** بعض لوگوں کا بیان ہے جو خالدؓ کو اس قتل کرنے سے معذور ٹھہراتے ہیں کہ عبداللہ بن حذیفہ سہمی نے خالدؓ سے کہا تھا کہ رسول مقبولؐ نے تم کو ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا اگر یہ اسلام سے باز رہیں۔

راوی کہتا ہے جب خالدؓ اس قوم کے پاس آئے تو ان لوگوں نے کہا شروع کیا صَبَا نَا صَبَا نَا یعنی ہم لوگ بے دین ہو گئے اور ہم نے اپنا دین چھوڑ دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب خالدؓ نے ان لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا تو حُجَرم نے کہا اے قوم! تم ہتھیار ڈال کر اُسی بات میں مبتلا ہو گئے جس سے میں تم کو ڈلا رہا تھا۔ مگر تم نے میرا کہا نہ مانا۔

راوی کہتا ہے اس قتل کے متعلق عبدالرحمن بن عوفؓ رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولیدؓ رضی اللہ عنہ میں بڑی بحث ہوئی۔ عبدالرحمنؓ نے خالدؓ سے کہا کہ یہ تم نے زمانہ جاہلیت کی کارروائی کی ہے خالدؓ نے کہا میں نے ان سے تمہارے باپ کا قصاص لیا ہے۔ عبدالرحمنؓ نے کہا تم جھوٹے ہو میں اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر چکا ہوں بلکہ تم نے اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کا قصاص لیا ہے۔ آخر یہاں تک یہ گفتگو ان میں بڑھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کی خبر پہنچی۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا اے خالدؓ تم میرے صحابہ کو مجھ پر چھوڑ دو۔ اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی راہِ خدا میں خرچ کر دو گے تب بھی تم ان میں سے کسی ایک کے ایک دن یا ایک رات کے عمل کے برابر ثواب نہ پاؤ گے۔

**قریش اور بنو جذیمہ کے سابقہ معاملات** فاکہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور عوف بن عبدعوف بن عبدالمحرث بن

زہرہ اور عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس مین کی طرف مال تجارت لے کر گئے تھے اور عفان کے ساتھ اُن کے بیٹے عثمان اور عوف کے ساتھ ان کے بیٹے عبد الرحمن بھی تھے جب یہ لوگ مین سے واپس ہوئے تو بنی جذیمہ میں سے ایک شخص کا مال بھی ان کے ساتھ تھا جو مین میں مریگا تھا۔ پھر بنی جذیمہ میں سے ایک شخص خالد بن ہشام نے راستہ ہی میں اُن سے اُس شخص کے مال کا مطالبہ کیا۔ حالانکہ یہ ابھی اُس شخص کے والدین کے پاس بھی نہ پہنچے تھے۔ اس سبب سے انہوں نے خالد سے انکار کیا۔ خالد اپنی قوم کے ساتھ ان سے جنگ پر آمادہ ہوا۔ چنانچہ عوف بن عبد عوف اور فاکہ بن مغیرہ مارے گئے اور عفان بن ابی العاص مع اپنے فرزند عثمان کے بچ گئے اور فاکہ بن مغیرہ کا مال بھی اُن کے پاس رہا۔ عبد الرحمن بن عوف نے اپنے باپ کے قاتل خالد بن ہشام کو قتل کیا۔

پھر قریش نے بنی جذیمہ پر لشکر کشی کا ارادہ کیا۔ بنی جذیمہ نے کہا تم ناحق ہم پر لشکر کشی کرتے ہو۔ ہماری قوم میں سے چند لوگ بسبب جہالت کے تمہارے آدمیوں پر جا پڑے اور اُن کو قتل کر دیا۔ ہم اُن کا خون بہا دیئے دیتے ہیں۔ قریش بھی راضی ہو گئے اور جنگ موقوف ہو گئی۔

**ایک نوجوان کا واقعہ** | ابو داؤد کہتے ہیں بنی جذیمہ کی جنگ میں میں خالد بن ولید کے ساتھ تھا۔ بنی جذیمہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص نے جو نوجوان تھا اور اُس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے مجھ سے کہا کہ اے شخص تو میرا ایک کام کر سکتا ہے؟ میں نے کہا کیا چاہتے ہو؟ اُس نے کہا تو مجھ کو ذرا عورتوں کے گروہ کے پاس لے چل، جو اُس سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑی تھیں، میں ایک بات اُن سے کہہ لوں۔ پھر تو مجھ کو یہیں لے آنا۔ میں نے کہا یہ کیا مشکل ہے؟ میں اُس کو لے کر عورتوں کے قریب آیا۔ اس نوجوان نے ایک عورت سے مخاطب ہو کر چند عاشقانہ اشعار پڑھے۔

ابو داؤد کہتے ہیں پھر میں اس جوان کو اُسی جگہ لے آیا جہاں یہ پہلے کھڑا تھا۔ پھر اس کی گردن مار دی گئی۔ اس کے مرنے کے بعد وہ عورت اس کی لاش کے پاس آئی اور لپیٹ کر اُس کے بوسے لیتے لیتے خود بھی جان دیدی۔

**عُزَی کی بربادی** | پھر خالد بن ولید کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عزیٰ کو ڈھانے کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ مقام نخلہ میں ایک مکان تھا اور قریش اور کنانہ اور مضر وغیرہ سب قبائل اس کی تعظیم کرتے تھے۔ بنی سلیم کی شاخ بنی شیبان جو بنی ہاشم کے حلیف تھے اس مکان کے خادم تھے جب ان کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اس طرف آنے کی خبر ہوئی تو اس بُت خانہ کے خدام کے سردار نے اس کے دروازہ میں اپنی تلوار لٹکادی اور کہا اے عزیٰ اس تلوار سے خالد اور اس کے لشکر کو اس قدر قتل کیجو کہ اُن میں سے ایک بھی باقی نہ رہے۔ اور پھر خود پہاڑ پر بھاگ گیا۔ خالدؓ نے یہاں پہنچ کر اس مکان کو مسمار کر دیا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس چلے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مکہ کی فتح کے بعد رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پندرہ لائیں رہے اور نمازِ قصر ادا کی۔





## غزوہ حنین

قبیلہ ہوازن کا اجتماع | یہ غزوہ فتح مکہ کے بعد سنہ ہجری میں واقع ہوا۔  
ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہوازن کو مکہ کے فتح ہونے کی  
خبر ہوئی تو ان کے سردار مالک بن عوف نصری نے قبائل عرب کو اپنے پاس جمع کرنا شروع  
کیا۔ چنانچہ اُس کے پاس ہوازن کے ساتھ تمام بنی ثقیف، بنی نصر، بنی جشم، بنی سعد بن بکر  
اور چند لوگ بنی ہلال کے جمع ہوئے جو بہت ہی قلیل تھے اور بنی قیس اور بنی کعب اور بنی کلاب  
میں سے ایک بھی شخص اس کے ساتھ نہ ہوا۔

بنی جشم میں ایک بہت بوڑھا شخص ورید بن صمہ تھا اس کو بھی یہ سبب اُس کی تجربہ کاری  
اور بزرگی کے انہوں نے اپنے ساتھ لیا۔

اور بنی ثقیف میں دو سردار تھے ایک قارب بن اسود بن مسعود بن معتب اور ایک ذوالخمار  
بیلح بن حرث بن مالک اور ایک اُس کا بھائی احمر بن حرث اور اس تمام لشکر کا سردار مالک بن  
عوف نصری مقرر کیا گیا تھا۔

ورید بن صمہ | راوی کہتا ہے جب یہ لشکر روانہ ہو کر رسول اللہ سے جنگ کے لئے مقام  
اوطاس میں پہنچا تو وہ بوڑھا شخص یعنی ورید بن صمہ بھی ایک اونٹ پر ہودج  
میں سوار تھا۔ جب یہاں لشکر اُترا تو ورید نے پوچھا یہ کیا مقام ہے؟ لوگوں نے کہا اوطاس  
ہے۔ ورید نے کہا جنگ کے لئے یہ بہت اچھی جگہ ہے یہاں کی زمین نہ بہت سخت ہے جس پر  
سے پیر پھسلیں نہ بہت نرم ہے جس میں پیر دھنسیں۔ پھر کہا۔ یہ بات ہے کہ مجھ کو اونٹ اور  
گدھوں اور بکریوں اور بچوں کے رونے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ لوگوں نے کہا مالک بن عوف  
لوگوں کے سب مال و اسباب اور بیوی بچوں کو ساتھ لایا ہے۔ ورید نے کہا اچھا مالک کو بلاؤ۔  
مالک کو بلا یا گیا۔ جب وہ آگیا تو ورید نے کہا اے مالک کیا وجہ ہے کہ مجھ کو اونٹوں اور گدھوں

اور بکریوں اور بچوں کی آوازیں آ رہی ہیں اور تو سارے لشکر کا سردار بنا ہے اور جانتا ہے کہ اس دن کے بعد اور دن ہونے والا ہے اس کا سبب مجھ کو بتا۔ مالک نے کہا میں سب لوگوں کے مال و اسباب اور آل و اولاد کو اس سبب سے ساتھ لایا ہوں تاکہ ہر شخص اس کے خیال سے خوب جان توڑ کر کوشش کرے۔ ورید نے کہا یہ تو نے بڑی غلطی کی۔ شکست خوردہ کو کسی بات سے نفع نہیں پہنچتا۔ اگر تیری فتح ہوئی تو صرف تلوار اور نیزے سے تجھ کو نفع پہنچے گا۔ اور اگر تیری شکست ہوئی تو پھر تو نے خود اپنا مال و اولاد دشمنوں کے حوالہ کیا۔ پھر ورید نے پوچھا کہ بنی کعب اور کلاب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا وہ نہیں آئے۔ ورید نے کہا معلوم ہوا کہ اگر یہ جنگ رخصت اور بلندی کی ہوتی تو ضرور کعب اور کلاب شریک ہوتے اور میں چاہتا ہوں کہ کاش تم لوگ بھی ایسا ہی کرتے جیسا کہ کعب اور کلاب نے کیا۔ پھر پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر ہیں۔ ورید نے کہا۔ یہ دونوں ایسے ہیں کہ کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

پھر ورید نے مالک سے کہا کہ اے مالک یہ حرکت تو نے بالکل غلط کی ہے۔ میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ تو اپنی قوم کو لے کر محفوظ مقامات میں چلا جا اور وہاں ان کے مال و اولاد کو چھوڑ کر پھر جنگ میں مشغول ہوتا کہ اگر تیری فتح ہوگی تب تو بہت ہی بہتر ہوگا اور اگر تیری شکست ہوگی تب تیری آل و اولاد تو محفوظ رہے گی۔ مالک نے کہا خدا کی قسم! میں ہرگز ایسا نہ کروں گا اے بوڑھے! بڑھاپے میں تیری عقل جاتی رہی ہے۔ پھر ہوازن سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے ہوازن! یا تو میری تم اطاعت کرو ورنہ میں اپنی تلوار اپنے پیٹ میں مار لیتا ہوں۔ اور یہ مالک نے اس لئے کہا تاکہ کوئی شخص ورید کی بات نہ مانے۔ ہوازن نے کہا اے مالک ہم ہر طرح تمہارے تابع رہیں۔ مالک نے کہا۔ جب تم مسلمانوں کو دیکھو تو اپنی تلواروں کے میان توڑ کر پھینک دو اور ننگی تلواں لے کر ایک دم اس طرح سے جا پڑو جیسے ایک آدمی جا پڑتا ہے۔

**منجروں کی خبر** | راوی کہتا ہے مالک بن عوف نے مسلمانوں کا حال دریافت کرنے کیلئے چند منجبر تھے۔ اس نے پوچھا تم کو خرابی ہو ایسے حواس باختہ کیوں ہو رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے سفید لوگ ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھے ہیں۔ پس ان کو دیکھ کر ہمارے ہوش و حواس سب گم ہو گئے۔ راوی

کہتا ہے اس بات کو سن کر بھی مالک بن عوف کچھ متاثر نہ ہوا بلکہ اور آگے کوچ کیا۔  
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم ہوازن کے آنے کی خبر ہوئی تو آپ نے عبد اللہ بن ابی  
حداد سلمیٰ کو حکم دیا کہ تم ہوازن میں جا کر خبر لاؤ۔ چنانچہ عبد اللہ ہوازن کے لشکر میں گئے اور ان کے  
سب حالات معلوم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری خبر بیان  
کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب کو بلا کر ان سے سادہ حال بیان کیا۔ عمرؓ نے کہا  
عبد اللہ جھوٹ بولتا ہے۔ عبد اللہ نے کہا اے عمر! اگر تم نے مجھ کو جھٹلایا تو حق بات کو جھٹلایا۔ اے  
عمر! اگر تم نے مجھ کو جھٹلایا تو بے شک ان کو جھٹلایا جو مجھ سے بہتر ہیں۔ عمرؓ نے عرض کیا۔ یا  
رسول اللہ! آپ سننے ہیں کہ عبد اللہ کیا کہتا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمر! تم پہلے گمراہ تھے اب  
خدا نے تم کو ہدایت کر دی ہے ایسی بدگمانی نہ کیا کرو۔

راوی کہتا ہے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے مقابلہ پر جانے کی تیاری کی تو  
کسی نے عرض کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زرہ اور ہتھیار بہت ہیں۔ رسول کریمؐ نے صفوان کے  
پاس جو ہنوز مشرک تھے آدمی بھیجا کہ بطور عاریت تم اپنی زرہیں اور ہتھیار لے بیٹو کہ ہم ان کیساتھ  
اپنے دشمن سے جنگ کریں۔ صفوان نے کہا کیا آپ میرا مال غصب کرنے کے لئے لینا چاہتے ہیں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم غصب نہیں کرتے بلکہ بطور امانت کے مانگتے  
ہیں۔ جنگ سے فارغ ہو کر پھر تم کو بخشنے والے دیں گے تب صفوان نے ایک سو زرہیں معان کے  
ہتھیاروں کے آپ کی خدمت میں بھیج دیں۔

راوی کہتا ہے چنانچہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس ہزار لشکر پہلا  
**لشکر کی تعداد** جو فتح مکہ کے لئے آپ کے ساتھ آیا تھا اور دو ہزار لشکر اہل مکہ کا کل بارہ ہزار  
لشکر ساتھ لے کر ہوازن کی مہم پر روانہ ہوئے اور مکہ میں آپ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص  
بن امیہ بن عبد شمس کو ان لوگوں پر حاکم مقرر کیا جو یہاں رہ گئے تھے اور رسول پاکؐ کے ساتھ  
نہ گئے تھے۔

**ذات انواط نامی درخت** | حرث بن مالک کہتے ہیں کہ ہم لوگ اُس وقت نو مسلم تھے  
جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہوازن کے مقابل مقام  
حنین میں گئے۔ کہتے ہیں ذات انواط نامی ایک درخت تھا قریش اور تمام عرب سال بھر میں ایک  
روز اس درخت کی زیارت کو آیا کرتے تھے اور یہاں قربانیاں کر کے اپنے ہتھیار اس درخت

میں لٹکاتے تھے اور ایک دن حاضر رہتے تھے۔ اس سفر میں جب ہم آپ کے ساتھ جا رہے تھے تو ہم نے بیری کا ایک درخت بہت بڑا اور سرسبز دیکھا۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جیسے مشرکوں کا ذات انواط ہے ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمائیے۔ آنحضرت نے فرمایا یہ تم نے بڑی سخت بات کہی۔ ایسی ہی بات موسیٰؑ کی قوم نے موسیٰؑ سے کہی تھی کہ اے موسیٰ جیسے بت پرستوں کے معبود بت ہیں تم بھی ہمارے لئے ایسے ہی معبود مقرر کر دو۔ موسیٰؑ نے کہا تم لوگ بڑے جاہل ہو۔

**مسلمانوں کی ابتدائی ہریمیت** | جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں جب مسلمان حنین کی وادی میں پہنچے تو یہ وادی بہت نشیب میں تھی۔ اس میں لوگ اُترنے لگے اور صبح صادق کا وقت تھا اور دشمن ہم سے پہلے وہاں پہنچ کر ٹیلیوں اور گرٹھوں میں چھپ گئے تھے مسلمانوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ اب جو مسلمان بے دھڑک اُس وادی میں اُترے تو یکبارہ لگی ہوا زن نے چادروں طرف سے اُن پر حملہ کر دیا مسلمان وہاں سے اُلٹے پھرے۔ آنحضرت لشکر کے دائیں طرف تھے۔ آپ نے مسلمانوں کو آواز دینی شروع کی کہ اے لوگو! میری طرف چلے آؤ میں اللہ کا رسول یہاں موجود ہوں۔ مہاجرین اور انصاریہ اور اہل بیت کے لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور عباس اور ابوسفیان بن حارث اور ان کا بیٹا اور فضل بن عباس اور ربیعہ بن حارث اور اسامہ بن زید اور امین بن امیہ بن عبیدہ جو اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابوسفیان بن حارث کا نام مغیرہ اور ان کے بیٹے کا نام جعفر تھا۔ اور بعض لوگ قسم بن عباس کو جعفر بن ابی سفیان کے بدلہ شہید کرتے ہیں۔ جابر کہتے ہیں ہوا زن میں ایک شخص مُرخ اونٹ پر سوار تھا اور اس کے ہاتھ میں سیاہ نشان لمبے نیزہ میں لگا ہوا تھا۔ جب کوئی شخص اُس کی زد میں آتا تو یہ نیزہ سے اس کو قتل کرتا اور پھر نشان کو اُوپر کرتا تو اس کی قوم کے سب لوگ اس کے گرد آ جاتے۔

**ہوا زن کے علم بردار کا قتل** | راوی کہتا ہے حضرت علی بن ابی طالب اور ایک شخص انصار میں سے یہ دونوں اس کی طرف چلے اور حضرت علیؓ نے پیچھے سے جا کر اونٹ کے اسی تلوار ماری کہ اونٹ گر پڑا اور انصاری نے اُس کافر کے ایسی تلوار لگائی کہ اُس کا ایک پیر مع پیٹلی کے کٹ گیا اور وہ کجاوہ پر سے نیچے گر کر مگر گیا۔

## دشمنی کا ظہور

راوی کہتا ہے جس وقت مسلمان بھاگے ہیں تو مکہ کے بعض منافق جو ساتھ تھے ان کو اپنے نفاق اور حسد کے ظاہر کرنے کا موقع ملا۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب کہنے لگا کہ اب یہ لوگ جو بھاگے ہیں تو سمندر کے کنارہ تک کہیں دم نہ لیں گے اور اُس کے ترکش مع قرعہ اندازی کے تیر یعنی اِسلام تھے جن کو یہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ جب بن حنبل نے پکار کر آواز دی کہ آج سحر باطل ہو گیا۔ یہ جبکہ صفوان بن اُمیہ کا بھائی تھا۔ صفوان نے جو ہنوز مشرک تھا اس سے کہا خدا تیرے منہ کو خراب کرے واللہ اگر قریش کا کوئی شخص میرا سردار بنے تو یہ مجھ کو منظور ہے مگر ہوازن میں سے کسی کی سرداری مجھ کو منظور نہیں ہے۔ شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ کہتا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ آج موقع ہے میں محمد کو قتل کر کے اپنے باپ کا قصاص لوں۔ کیونکہ میرا باپ اُحد کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ پھر میں اس ارادہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا اور اسی تاک میں آپ کے گرد پھرنے لگا کہ یکایک ایک ایسا خوف میرے دل پر طاری ہوا کہ میں آنحضرت کو قتل نہ کر سکا اور میں نے جان لیا کہ میں ہرگز یہ کام نہیں کر سکتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حنین کی طرف چلے اور اپنے لشکر کو ملاحظہ کیا تو فرمایا تھا کہ ہم مغلوب نہ ہوں گے۔ اور بعض کہتے ہیں یہ بات بنی بکر میں سے ایک شخص نے کہی تھی۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب کہتے ہیں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید خچر کو پکڑے ہوئے کھڑا تھا اور میں ایک جیم بلند آواز شخص

## رسول اکرم کا استقلال

تھاجب آپ نے لوگوں کو شکست کی حالت میں دیکھا تو آواز دی کہ اے لوگو! کہاں جلتے ہو؟ عباس کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز نہیں سنی۔ تب آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عباس! تم لوگوں کو آواز دو کہ اے انصار کہاں جاتے ہو۔ میں نے آواز دی اور انصار لبیک لبیک کہہ کر آنے شروع ہوئے۔ کہتے ہیں اور لوگوں کی بدحواسی کی ایسی حالت تھی کہ آؤنٹ پر چڑھنا چاہتے تھے اور چڑھ نہ سکتے تھے۔ کوئی آؤنٹ کی گردن پر اپنی زور پھینک دیتا تھا اور کوئی تلوار اور ڈھال کو پھینک دیتا تھا۔ کوئی آؤنٹ کو چھوڑ دیتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس تنوادی جمع ہو گئے۔ پھر وہ دشمن پر پلٹے اور سخت لڑائی لڑے۔ پھر زرج کو آواز دی۔ یہ لوگ جنگ میں بڑے صبر کرنے والے تھے۔ پھر آپ جنگ کو ملاحظہ کرنے ایک بلندی پر چڑھے اور صحابہ اُس وقت خوب گرم گرمی سے جنگ کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اب لڑائی گرم ہوئی ہے۔ اور باقی لوگ جو شکست کھا کر بھاگے تھے وہ جس وقت واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ قیدی



گرفتہ و بستہ رسول اللہ کے سامنے کھڑے تھے۔

داوی کہتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مڑ کر دیکھا تو ابوسفیان بن حرث بن عبدالمطلب کو اپنے پاس پایا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ کے ساتھ جنگ میں صبر کیا تھا اور ان کا اسلام بہت اچھا تھا۔ آنحضرت کی خچر کو پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کون ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ میں ہوں آپ کی ماں کا بیٹا۔

**اُمّ سلیم** | رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی وقت اُمّ سلیم بنت لمحان کو دیکھا کہ اونٹ پر سوار ہیں اور انہوں نے اپنی کمر باندھ رکھی تھی۔ کیونکہ عبداللہ بن ابی طلحہ اُس وقت اُن کے حمل میں تھے اور یہ اپنے خاوند ابی طلحہ کے ساتھ اس جنگ میں اُمّیں اور اونٹ کے شرارت کے خوف سے اُس کی تکمیل بہت قریب سے انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔ حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا کیا ام سلیم ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہاں میں ہوں۔ یا رسول اللہ! آپ ان لوگوں کو بھی قتل کریں جو بھاگے ہیں جیسے کہ آپ دشمنوں کو قتل کرتے ہیں کیونکہ یہ بھگوڑے اسی لائق ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُمّ سلیم! کیا اللہ کافی نہیں ہے۔

داوی کہتا ہے اُمّ سلیم کے پاس ایک خنجر تھا ان کے خاوند ابوطلحہ نے اُس کو دیکھ کر پوچھا کہ اے اُمّ سلیم یہ خنجر تمہارے پاس کیسا ہے؟ اُمّ سلیم نے کہا یہ خنجر میں نے اس لئے لے لیا کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے گا تو اس خنجر سے میں اُس کا پیٹ پھاڑوں گی۔ ابوطلحہ نے کہا کیا یا رسول اللہ آپ سنتے ہیں کہ اُمّ سلیم بہادر کیا کہہ رہی ہے۔



## غزوہ حنین (۲)

**ابوقتادہ کا واقعہ** | ابوقتادہ کہتے ہیں حنین کی جنگ میں میں نے دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک مشرک مدد کو آ رہے ہیں۔ میں اُس کے مقابل گیا اور میں نے ایسی تلوار اُس کے لٹائی کہ اُس کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ دوسرے ہاتھ سے وہ مجھ کو آ کر چپٹ گیا یہاں تک کہ مجھ کو اُس میں سے موت کی بو آئی اور وہ گر پڑا۔ پھر میں نے اس کو قتل کیا ورنہ قریب تھا کہ وہ مجھ کو قتل کر دے۔ اور اُس شخص پر سامان بہت تھا۔ مگر میں اُس کو چھوڑ کر جنگ میں مشغول ہو گیا اور مکہ کے ایک شخص نے اُس کا سارا مال اور کپڑے اور ہتھیار وغیرہ لے لئے۔ جب لڑائی ختم ہو گئی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جس کو قتل کیا ہو اُس کا مال اُس کا ہے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ پھر میں تو جنگ میں مشغول ہو گیا اب مجھے نہیں معلوم کہ اُس کا اسباب کس نے لیا۔ مکہ کا وہ شخص کھڑا ہوا اور اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سچ کہتا ہے اُس کا اسباب میرے پاس ہے آپ اس کو مجھ سے راضی کر دیجئے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! یہ ہرگز تجھ سے راضی نہ ہوں گے۔ اللہ کے شیر تو اللہ کے دین کے لئے لڑیں اور تو اُن کا مال لیتا پھرے۔ جا سب مال لا کر اُن کو دے۔ رسول پاکؐ نے بھی فرمایا کہ یہ سچ کہتے ہیں سب مال تو واپس کر۔ چنانچہ سب مال اُس نے ابوقتادہ کو دے دیا۔ ابوقتادہ کہتے ہیں اُس مال کو میں نے فروخت کر کے اُس کی قیمت سے ایک باغ خریدا۔ اور یہ پہلا مال مجھ کو حاصل ہوا تھا۔

انس بن مالک کہتے ہیں اس جنگ میں ابولہب نے تنہا بیس آدمیوں کا اسباب لیا کیونکہ انہوں نے ان کو قتل کیا تھا۔

**فرشتوں کی مدد** | جبیر بن مطعم کہتے ہیں کفار کی شکست سے پہلے جبکہ خوب گھمسان کی لڑائی

ہو رہی تھی میں نے آسمان سے ایک سیاہ چیز دیکھی۔ پھر وہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان میں پھیل گئی۔ وہ سیاہ چیونٹیاں تھیں جو اُس تمام جنگل میں پھیل گئی تھیں۔ اُسی وقت مسلمانوں کی فتح اور مشرکوں کی ہزیمت ہوئی۔ مجھ کو اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ بیشک وہ فرشتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو مشرکوں پر غالب کیا۔ مسلمانوں میں سے ایک عودت نے یہ شعر کہا ۵

قَدْ خَلَبَتْ خَيْلُ اللَّهِ خَيْلَ الْوَحْشِ ۖ وَخَيْلُهُ أَحَقُّ بِالْثَبَاتِ ۖ

یعنی بے شک خدا کا لشکر لات کے لشکر یعنی بت پرستوں پر غالب ہو گیا اور اسی کا لشکر زیادہ حقدار

ہے قائم رہنے کا ۶

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہوازن کو شکست فاش ہوئی تو ان کے قبیلہ بنی مالک میں مقتولین کفار

سے ستر آدمی قتل ہوئے اور اس قوم کا سردار ذی الخمار تھا۔ جب وہ قتل ہو گیا تو ان کا نشان عثمان بن عبداللہ بن عبداللہ حرث بن حبیب نے اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر یہ بھی قتل ہوا۔ جب اُس کے قتل کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا خدا اس کو اپنی رحمت سے دور کرے۔ یہ قریش کا بڑا دشمن تھا۔

راوی کہتا ہے عثمان بن عبداللہ کے ساتھ اُس کا ایک نصرانی غلام بھی قتل ہوا تھا۔ لڑائی کے بعد مسلمان مشرکین کا اسباب لینے لگے۔ انصار میں سے ایک شخص نے اُس غلام کو دیکھا تو یہ بغیر ختنہ کئے ہوئے تھا۔ انصار نے اُس کا ذکر کیا۔ اے گروہ عرب ثقیف میں بغیر ختنہ کئے ہوئے آدمی ہے۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں میں نے اُن انصار کے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ایسی بات نہ کہو۔ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔ یہ غلام نصرانی تھا اور پھر میں نے بنی ثقیف کے اور مقتولوں کو دکھایا کہ دیکھو یہ تو ختنہ کئے ہوئے ہیں یا نہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ہوازن میں سے احلاف کا نشان قارب بن اسود کے پاس تھا۔ یہ اپنے نشان اور قوم کو لے کر بھاگ گیا اور اس قوم میں سے صرف دو آدمی قتل ہوئے ایک بنی غبرہ میں سے جس کو وہب کہتے تھے اور دوسرا بنی کعبہ میں سے جس کا نام حلاج تھا۔ جب آپ کو اُس کے قتل کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ آج بنی ثقیف کے جوانوں کا سردار قتل ہوا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ہوازن کو شکست ہوئی تو بعض لوگ بھاگ کر طائف میں درید بن صمہ

آئے اور ان کا سردار مالک بن عوف تھا اور بعض اداس کو چلے گئے اور بعض

مقامِ نخلہ کی طرف بھاگے۔ اور یہ لوگ ثقیف میں سے بنی غبرہ تھے اور انہی کے تعاقب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کالشرک بھی آیا۔ اور ربیعہ بن رافع بن اُیہمان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن سالم بن عوف بن امرئ القیس نے جن کو ابنِ دغنه بھی کہتے تھے اور دغنه اُن کی ماں تھی۔ ورید بن صممہ کو ایک اونٹ پر جاتے دیکھا۔ ربیعہ بن رافع یہ سمجھے کہ یہ کوئی عورت ہے کیونکہ ورید بن صممہ یہودِ جن میں سوار تھا۔ جب ربیعہ نے اونٹ کو پکڑ کر بٹھایا تو دیکھا کہ اُس میں ایک بوڑھا آدمی سوار ہے ربیعہ نے اُس کو نہ پہچانا۔ ورید نے ربیعہ سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اور مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ ربیعہ نے کہا میں ربیعہ بن رافع ہوں اور تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ پھر ربیعہ نے ایک تلوار اُس کے ماری جو کچھ کا گرنہ ہوئی۔ ورید نے کہا تیری ماں نے تجھ کو کچھ فن سپاہ گری کی تعلیم نہیں دلائی۔ دیکھ یہ میری تلوار لے اور کجاوے کے پیچھے سے میرے اوپر ضرب لگا اور ہڈیوں کی طرف سے داخل کر کے دماغ کی طرف جھکا۔ میں اسی طرح سے لوگوں کو قتل کیا کرتا تھا اور جب تو اپنی ماں کے پاس جائے تو اُس سے کہہ دیجو کہ تُو نے ورید بن صممہ کو قتل کیا ہے (یعنی یہ میرا نام ہے اور تیری ماں مجھ کو جانتی ہے۔ کیونکہ خدا کی قسم! کتنی ہی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ میں نے تیری عورتوں کی حفاظت کی ہے۔

دبیعہ کہتے ہیں جب میں نے اُس کو قتل کر دیا تو اُس کی رانوں اور گولہوں کی کھال کو نیچے کی طرف سے دیکھا کہ گھوڑے پر کثرت سے سوار ہونے کے سبب سے کاغذ کی طرح تھقی۔ پھر جب دبیعہ اپنی ماں کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو ان کی ماں نے کہا کہ واللہ اُس نے تیری تین ماؤں کو آنا دیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں ورید بن صمہ کو جس شخص نے قتل کیا ہے اُس کا نام عبداللہ بن قنیع بن اُمیہ بن ثعلبہ بن ربیعہ تھا۔

ابو عامر اشعری کی شہادت | ابن اسحاق کہتے ہیں اور جو لوگ اوٹاس کی طرف بھاگے تھے اُن کے تعاقب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو عامر اشعری کو فوج دے کر روانہ کیا اور ابو عامر نے اُن میں سے کچھ لوگوں کو جالیا۔ مگر ابو عامر کے ایک تیراکیا لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ پھر ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے جو اُن کے چچا زاد بھائی تھے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور اُن کے ہاتھ پر خدا نے اس جنگ کو فتح کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں جن نے ابو عامر کے تیراکیا لگا تھا وہ ورید بن صمہ کا بیٹا سلمہ بن ورید تھا۔

بنو رثابہ کے لئے رسول اللہ کی دعا | راوی کہتا ہے ہوازن کے لشکر بنی نصر کی شاخ بنی رثابہ میں سے جب بہت لوگ غازیان اسلام نے تہ تیغ کئے تو عبداللہ بن قیس رثابی نے جن کو ابن العور بھی کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بنی رثابہ ہلاک ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اے خدا ان کی معصیت کا ان کو اچھا معاوضہ دے۔

ذہیر بن عوام اور ہوازن | جب ہوازن کو شکست ہوئی تو مالک بن عوف اپنی قوم کے چند سواروں کے ساتھ بھاگ کر راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا ہوا۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں ٹھہر جاؤ تاکہ اور جو لوگ بھاگے ہوئے آئیں۔ تو وہ بھی تم سے مل جائیں۔ چنانچہ چند لوگ اور آکر ان کے ساتھ شامل ہوئے۔ پھر ان کو ایک لشکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ مالک نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا ایسے لوگ آتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جنہوں نے اپنے نیزوں کو اپنے گھوڑوں کے دونوں کانوں کے بیچ میں لمبا رکھ چھوڑا ہے۔ مالک نے کہا یہ لوگ بنی سلیم ہیں تم ان سے کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ بنی سلیم سیدھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک اور گروہ آتا معلوم ہوا۔ مالک نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ ساتھیوں نے کہا یہ لوگ نیزے تانے ہوئے چلے آتے ہیں اور گھوڑوں پر سوار ہیں۔ مالک نے کہا یہ اوس اور خزرج ہیں ان سے بھی کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ یہ لوگ بھی بنی سلیم کے پیچھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک سوار آتا دکھائی دیا۔ مالک نے پوچھا اب کون آ رہا ہے؟ ساتھیوں نے کہا ایک سوار شانے پر نیزہ رکھے اور سرخ علامہ باندھے چلا آتا ہے۔ مالک نے کہا قسم ہے لات کی یہ ذہیر بن عوام ہے اور یہ ضرورتاً تم سے متعرض ہو گا تم اس کے مقابلہ کو تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ جب ذہیر اس ٹیلہ کے پاس پہنچے اور ان لوگوں کو انہوں نے دیکھا تو فوراً ان پر حملہ کیا اور اس قدر نیزہ بازی کی کہ ان کو وہاں سے بھگا دیا۔

ابو عامر کی شان اسلام | ابن ہشام کہتے ہیں ابو عامر کی اوٹاس کی جنگ میں مشرکین میں سے دس بھائیوں سے مقابلہ ہوا۔ ابو عامر نے یکے بعد دیگرے ان میں سے نو کو قتل کیا اور جب ابو عامر حملہ کرتے تھے تو پہلے دعوت اسلام دے کر کہتے تھے کہ اے خدا! اس پر گواہ ہو جا۔ پھر اس شخص کو قتل کرتے تھے۔ جب دسویں بھائی کی باری آئی تو اس کو بھی دعوت اسلام دیکر انہوں نے کہا کہ اے خدا اس پر گواہ ہو جا اور پھر انہوں نے اس پر حملہ کرنا چاہا۔ اس شخص نے کہا



اے خدا مجھ پر گواہ نہ رہنا۔ اس بات کو سن کر ابو عامر نے اپنا حملہ روک لیا۔ یہ شخص بھاگ گیا۔ پھر یہ مسلمان ہوا اور اُس کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو دیکھتے تھے تو فرماتے تھے یہ عامر کا بھگایا ہوا ہے۔

پھر اسی اداس کی جنگ میں دو بھائیوں علاء اور اونی نے جو حرث کے بیٹے اور بنی ہاشم بن معلویہ کے قبیلہ سے تھے۔ ایک ساتھ دونوں نے ابو عامر کے تیر مارے۔ ایک کا تیر ابو عامر کے دل میں اور دوسرے کا ٹکٹنے میں لگا۔ ابو عامر شہید ہوئے۔ ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے لشکر کا نشان سنبھالا اور ان دنوں بھائیوں کو مع باقی دشمنوں کے قتل کیا۔

**کمزوروں کے قتل کی ممانعت** | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عورت کی لاش کے پاس سے گزرے جس کو خالد بن ولید نے قتل کیا تھا۔ بہت سے لوگ اُس لاش کے گرد جمع تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کسی نے عرض کیا اس عورت کو خالد بن ولید نے قتل کیا ہے۔ آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم خالد کے پاس جا کر کہہ دو کہ رسول اللہ تم کو عورت، بچے اور بوڑھے آدمی کے قتل کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

**آنحضرت کی رضاعی بہن شیماء** | ابن اسحاق کہتے ہیں اُسی روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کے افسران سے فرمایا کہ اگر بنی سعد میں سے سجاد تمہارے ہاتھ آجائے تو اُس کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ اس شخص نے بڑی گمراہی پھیلادی تھی۔ صحابہ کرام نے اس کو گرفتار کیا اور مع اس کے اہل و عیال کے لے کر رسول پاک کی خدمت میں روانہ ہوئے اور اُسی کے ساتھ شیماء بنت حرث بن عبد العزیٰ آنحضرت کی رضاعی بہن بھی تھیں راستہ میں ان لوگوں کو صحابہ نے جلد چلنے کی تکلیف دی۔ شیماء نے کہا اے لوگو! تم جانتے بھی ہو کہ میں تمہارے رسول کی دودھ شریک بہن ہوں۔ تم کو میری حرمت و عزت کرنی چاہیئے۔ صحابہ نے اس کے قول کی تصدیق نہ کی یہاں تک کہ جب یہ قافلہ رسول کریم کی خدمت میں پہنچا تو شیماء نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ رسول مقبول نے فرمایا اس کی کوئی نشانی بھی تمہارے پاس ہے؟ شیماء نے کہا ہاں ایک دفعہ آپ نے میری پشت میں کاٹا تھا اُس کا نشان اب تک موجود ہے۔ آنحضرت کو بھی یاد آیا اور آپ نے اپنی چاند بچھا کر اُس پر شیماء کو بٹھایا اور فرمایا اگر تم چاہو تو عزت کے ساتھ میرے پاس رہو۔ اور اگر تم چاہو تو اپنی قوم میں چلی جاؤ۔ میں تم کو

رخصت کر دوں۔

شیہاء نے عرض کیا میں اپنی قوم ہی میں رہنا چاہتی ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہت سامان و اسباب دے کر رخصت کیا۔ بنی سعد کے لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیہاء کو مکحول نامی ایک غلام اور ایک لونڈی بھی دی تھی اور آپس میں ان دونوں کی شادی کر دی تھی۔ ان کی نسل اب تک باقی ہے۔

**غزوہ حنین اور آیات قرآنی** | ابن ہشام کہتے ہیں جنگ حنین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :-

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ - (الاحزاب)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری بہت سے مواقع میں مدد کی اور خاص حنین کی جنگ کے روز جبکہ تم اپنی کثرت فوج سے خوش تھے“

**شہداء حنین کے نام** | قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے امین بن عبیدہ اور بنی اسد بن عبد الغزیٰ میں سے یزید بن ذمعه بن اسود بن مطلب بن اسد۔ ان کے گھوڑے نے جس کا نام جناح تھا بے قابو ہو کر ان کو شہید کیا اور انصار میں سے سراقہ بن حُرین عدی اور بنی اشعر میں سے ابو عامر اشعری شہید ہوئے۔

داوی کہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے تمام مالی غنیمت اور قیدیوں کو جمع کر کے مسعود بن عمرو غفاری کو حکم دیا کہ ان کو مقام جبرائیل میں لے جا کر مقید رکھو۔

**بحیرین لہیر بن ابی سلمیٰ نے حنین کی جنگ میں ایک قصیدہ کہا ہے جس کے چند شعر بحیر کے اشعار** | یہ ہیں :-

فَاللَّهُ أَكْرَمَنَا وَأَهْلَهُمْ دِينَنَا  
وَاعَزَّ نَا بَعْبَادَةَ الرَّحْمَنِ  
ترجمہ :- چنانچہ خدا نے ہمیں عزت دی اور ہمارے دین کو ظاہر کیا اور خدائے رحمن (یعنی اپنی عبادت کے ساتھ ہم کو عزت دی)۔

وَاللَّهُ أَهْلَهُمْ وَفَرَّقَ جَمْعَهُمْ  
وَإِذْ لَمْ يَكُنْ لِيَعْبَادَةِ الشَّيْطَانِ  
اور اللہ نے ان کو ہلاک کیا اور ان کی جماعت کو پریشان کیا۔ اور شیطان کی عبادت کرنے سے ان کو ذلیل و رسوا کیا۔

إِذَا قَامَ عَمْرٌ دَيْتَكُمْ وَوَلَيْتُهُ يَدْعُونَ يَا لِكَيْتَبَةِ الْيَمَانِ

ترجمہ :- جبکہ تمہارے نبی کے چچا اور ان کے ولی کھڑے ہوئے اور آواز دی کہ اے ایمان کے لشکر و کہاں جاتے ہو ؟

أَيُّنَ الَّذِينَ هُمْ أَحَابَاؤُا رَبَّهُمْ يَوْمَ الْعُرَيفِ وَبِيعَةِ الرِّضْوَانِ

اور کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کے احکام قبول کئے تھے عریش اور بیعت الرضوان کے دن

ہوازن کے ایک شخص کے اشعار | ابن اسحاق کہتے ہیں ہوازن کے مالک بن عوف کے ساتھ رسول اکرم پر لشکر کشی کرنے کے واقعہ کے بارے

میں ایک شخص نے مالک کے مسلمان ہونے کے بعد یہ شعر کہے :-

أَذْكَرُكُمْ مَسِيرَهُمُ لِلنَّاسِ إِذْ جَمَعُوا وَمَالِكُ فَوْقَهُ السَّرَايَاتُ تَخْتَضِقُ

ترجمہ :- جنگ کے لئے لوگوں کے سفر کرنے کو یاد کرو جبکہ وہ جمع ہوئے اور ہوازن کے سردار مالک کے سر پر نشان بل رہے تھے -

وَمَا لِكُ مَالِكُ مَا فَوْقَهُ أَحَدٌ يَوْمَ حُنَيْنٍ عَلَيْهِ النَّاجُ يَا تَلِقُ

اور مالک اوپر کوئی سردار حنین کی جنگ میں نہ تھا اُس کے سر پر تاج چمک رہا تھا -

حَتَّى لَقُوا الْبَاسَ حِينَ الْبَاسِ يَفْلُحُهُمْ عَلَيْهِمُ الْبَيْعُ وَالْإِذْنُ وَالْذَّمُّ

یہاں تک کہ وہ جنگ کے وقت خوب لڑے اُن پر زبر ہیں اور خود اور ڈوہالیں تھیں -

فَعَنَادُوا النَّاسَ حَتَّى لَعْنُ يَوْمَ وَاهِدًا حَوْلَ النَّبِيِّ وَحَتَّى جَنَّتْهُ الْعَسَقُ

چنانچہ ہوازن نے مسلمانوں کو اس قدر مارا کہ رسول کے گرد ایک ہی آدمی دکھائی نہ دیا یہاں تک کہ

اندھیرے نے اُن کو ڈوہانک لیا یعنی شام ہو گئی -

تَمَّتْ نَزْلُ جَبْرِئِيلَ بِنَصْرِهِ مِنَ السَّمَاءِ فَمَهْزُومٌ وَمُعْتَقٌ

تب جبریل مسلمانوں کی مدد کو آسمان سے نازل ہوئے - تو ہوازن میں سے بعض بھاگ

گئے اور بعض گرفتار ہوئے -

مِنَّا وَكُوْنُ غِيْرُ جَبْرِئِيلَ يُقَاتِلُنَا لَمَنْعَتَنَا إِذَا سَيَا قُنَا لَعَتَقُ

اور اگر جبریل کے سوا کوئی اور ہم سے لڑتا تب ہماری تیز تلواریں اُس کو غالب نہ

ہونے دیتیں :-

## غزوہ طائف

(یہ غزوہ حنین کے بعد ہی ۸ھ میں واقع ہوا)

**طائف کی قلعہ بندی** | جب قبیلہ ثقیف کے لوگ بھاگ کر طائف میں پہنچے تو انہوں نے اس کے اندر داخل ہو کر دروازوں کو بند کر لیا اور بروج و فسیلوں کی خوب مضبوطی کر کے جنگ کے لئے تیار ہوئے۔

راوی کہتا ہے غزوہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ حنین اور طائف کے محاصرہ کی جنگ میں موجود نہ تھے۔ کیونکہ یہ دونوں مقام جرش میں متخلیق و غیرہ آلات حرب کے بنانے کی ترکیب کھینے کے لئے گئے ہوئے تھے۔

**طائف کے راستے کے واقعات** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حنین کی جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ نے طائف کو فتح کرنے کا قصد کیا۔ اور مع لشکر کے کوچ فرما کر مقام نخلہ میانہ سے قرن اور قرن سے ملیح اور یہاں سے بحرۃ الرغاء میں پہنچے۔ یہاں آپ کے لئے ایک مسجد بنائی گئی اور اس میں آپ نے نماز ادا کی اور یہیں ایک مسلمان نے ایک مسلمان کو قتل کیا اور اس کے قصاص میں قاتل قتل کیا گیا۔ یہ پہلا قصاص تھا جو اسلام میں لیا گیا ہے اور یہیں رسول پاکؐ نے مالک بن عوف کے قلعہ کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ مسامہ کیا گیا۔ پھر آنحضرتؐ ایک راستہ سے جن کا نام ضنیقہ تھا تشریف لے چلے اور دریافت فرمایا کہ اس راستے کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اس کو ضنیقہ کہتے ہیں۔ فرمایا نہیں بلکہ یہ بیری ہے۔

پھر یہاں سے آپ مقام نخب میں ایک بیری کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اس درخت کا نام صادرہ تھا اور یہاں بنی ثقیف میں سے ایک شخص کا باغ تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو اس شخص کے بلانے کے لئے بھیجا اس نے حاضری سے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ

یا تو حاضر ہو ورنہ ہم اس باغ کو اجاڑ دیں گے۔ جب بھی وہ حاضر نہ ہوا تو آپ نے باغ کے برباد کرنے کا حکم دیا اور اسی وقت وہ باغ مسمار کر دیا گیا۔

**طائف کا محاصرہ** | اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مع لشکر کے طائف کا محاصرہ کیا اور چونکہ صحابہ فہیل کی قریب پہنچ گئے تھے اس سبب سے کئی آدمی تیروں سے شہید اور زخمی ہوئے اور دروازہ بند ہونے کی وجہ سے اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ جب یہ لوگ شہید ہوئے تب مسلمانوں نے اپنا لشکر اُس مقام پر ڈالا جہاں اب آپ کی مسجد طائف میں بنی ہوئی ہے۔

راوی کہتا ہے آنحضرتؐ نے طائف کا کچھ اوپر بیس راتیں محاصرہ رکھا اور بعض کہتے ہیں سترہ رات محاصرہ رکھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی دو بیبیاں تھیں جن میں سے ایک اُم سلمہ اور دوسری کوئی اور تھیں اور ان دونوں کے خیمے پاس پاس استاد تھے اور رسول مقبولؐ ان دونوں خیموں کے درمیان میں نماز پڑھتے تھے۔ جب بنی ثقیف یعنی اہل طائف نے اسلام قبول کر لیا تب عمرو بن اُمیہ بن وہب بن معتب بن مالک نے آنحضرتؐ کے مسئلے کی جگہ مسجد تعمیر کی۔

لوگ کہتے ہیں کہ اسی مسجد میں ایک ستون تھا جب دھوپ اُس پر پڑتی تھی تو اُس میں سے آواز سنائی دیتی تھی۔

**اسلام کی پہلی منجیق** | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور خوب جنگ ہوئی۔ تیر اندازوں نے اپنے ہتھیار ظاہر کئے اور آنحضرتؐ نے منجیق لگا کر اہل طائف پر سنگباری شروع کی۔ اسلام میں سب سے پہلے منجیق اہل طائف ہی پر استعمال کی گئی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں آخر ایک روز طائف کی فہیل میں ایک سوراخ ہوا۔ چند مسلمان اُس میں سے شہر کے اندر داخل ہوئے اور سوراخ کو انہوں نے بڑھانا چاہا تا کہ اور لشکر بھی شہر کے اندر داخل ہو جائے۔ طائف والوں نے ان مسلمانوں پر گرم کئے ہوئے لوہے کے ٹکڑے مارنے شروع کئے۔ بالآخر انہیں باہر نکلنا پڑا۔ پھر طائف والوں نے اُن پر تیر برساتے اور کئی مسلمان شہید ہو گئے۔



اہل طائف سے گفت و شنید | راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف والوں کے انگوڑی کی بیلوں اور باغوں کے کاٹ

دینے کا حکم دیا۔ لشکر نے اُن کو کاٹنا شروع کیا اور ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ اہل طائف کے پاس گئے اور اُن سے کہا اگر تم ہم کو امن دو تو ہم تم سے ایک بات کہیں۔ طائف والوں نے ان کو امن دیا۔ پھر ان دونوں نے قریش اور بنی کنانہ کی عورتوں کو اپنے پاس بلایا۔ اور یہ اُن کے قید ہو جانے سے خوف زدہ تھے۔ کیونکہ یہ عورتیں بنی ثقیف کے پاس تھیں۔ اور اُن میں سے ایک ابوسفیان کی بیٹی آمنہ عروہ بن مسعود کی بیوی تھیں اور عروہ سے اُن کے ہاں داؤد پیدا ہوا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں عروہ کی بیوی میمونہ بنت ابی سفیان تھیں۔

اور ایک فراسیہ بنت سوید بن عمرو بن ثعلبہ تھیں جن کے بیٹے عبدالرحمن بن قارب تھے اور ایک امیمہ بنت ناشی امیہ بن قلع کی بیوی تھیں جب ان عورتوں کو ابوسفیان اور مغیرہ نے بلایا تو انہوں نے ان کے ساتھ آنے سے انکار کیا۔ ابن اسود بن مسعود نے ان سے کہا کہ اے ابوسفیان اور اے مغیرہ جو بات تم چاہتے ہو اُس سے بہتر بات میں تم کو بتاتا ہوں ہمارے باغات جس جگہ ہیں تم جانتے ہو۔ جن سے بہتر باغ طائف میں کہیں نہیں ہیں اور اگر وہ اُجڑ گئے تو پھر تیار نہیں ہو سکتے۔ تم محمدؐ سے جا کر اُن باغات کے لئے گفتگو کرو کہ وہ اُن کو مسمار نہ کریں یا تو اپنے لئے رہنے دیں یا خدا کے اور رشتہ کے واسطے سے ہم کو عنایت کر دیں کیونکہ ہمارا جو اُن سے رشتہ ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کو لئے ہوئے وادی عقیق میں فروکش تھے جو طائف اور ان باغوں کے درمیان میں تھا اور ان باغوں کو آپؐ نے ان کی درخواست سے ان کے لئے چھوڑ دیا تھا۔

رسول اللہ کا رُفُیَا | راوی کہتا ہے جب حضرت ابو بکرؓ طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو رسول کریمؐ نے اُن سے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ میں نے آج خواب میں دیکھا ہے کہ ایک برتن میں مسکا بھرا ہوا میرے پاس تحفہ میں آیا ہے۔ پھر ایک مرغ نے چونچ مار کر اس برتن کو گرا دیا۔ ابو بکرؓ نے عرض کیا میرا خیال تو یہ ہے کہ اس مرتبہ آپؐ ثقیف سے جو چاہتے ہیں وہ حاصل نہ کر سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا خیال بھی یہی ہے۔

**مسلمانوں کی روانگی** | خویله بنت حکیم بن اُمیہ بن حارثہ بن اوقص سلمیہ جو عثمان بن مظعون کی بیوی تھیں انہوں نے رسول اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ کی فتح ہو تو بادیہ بنت غیلان بن سلمہ یا فادہ بنت عقیل کا زیور مجھ کو عنایت فرمائیے گا۔ کیونکہ تمام ثقیف میں ان عورتوں کے برابر کسی عورت کے پاس قیمتی زیور نہ تھا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا اے خویله جب تک مجھ کو ثقیف کے متعلق حکم نہ ہو میں کیسے دے سکتا ہوں۔ خویله نے یہ بات حضرت عمرؓ سے کہی۔ حضرت عمرؓ حضورؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! خویله سے جو بات میں نے سنی ہے کیا واقعی آپؐ نے فرمائی ہے؟ فرمایا ہاں میں نے کہی ہے۔ عمرؓ نے عرض کیا۔ تو پھر جب آپؐ کو بنی ثقیف کے متعلق حکم نہیں ہوا ہے تو میں لشکر میں یہاں سے کوچ کا اعلان کر دوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں حضرت عمرؓ نے کوچ کا اعلان کر دیا۔

**عبیدہ بن حصن کا ارادہ** | جب لوگ تیار ہوئے تو سعید بن جبید بن اسید بن ابی عمرو بن حلاج نے آواز دی کہ ایک قبیلہ کے لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ عبیدہ بن حصن نے کہا ہاں بے شک خدا کی قسم بڑی عزت اور بزرگی کے ساتھ ہیں۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عبیدہ سے کہا خدا تجھ کو غارت کرے تو مشرکین کی تعریف کرتا ہے۔ حالانکہ تو آنحضرتؐ کی امداد کے لئے آیا تھا۔ عبیدہ نے کہا میں اس لئے نہیں آیا تھا کہ تمہارے ساتھ ہو کر ثقیف سے لڑوں۔ میں تو فقط اس لئے آیا تھا کہ اگر محمدؐ نے طائف کو فتح کیا تو ایک عورت میں بھی لوں گا۔ شاید اُس عورت سے میرے ہاں اولاد ہو۔ کیونکہ ثقیف نے اُس عورت کے مجھ کو دینے سے انکار کر دیا تھا۔

**اہل طائف کے غلام** | راوی کہتا ہے طائف کے محاصرہ کے دنوں میں اہل طائف کے چند غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اسلام قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو آزاد کر دیا۔ جب اہل طائف بھی مسلمان ہوئے تو انہوں نے آپؐ سے ان غلاموں کے بارے میں گفتگو کی۔ آپؐ نے فرمایا یہ لوگ خدا کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی ثقیف نے مروان بن قیس دوسی کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا تھا اور مروان مسلمان ہو کر رسول اللہ کی مدد کو آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے

فرمایا اے مروان تم کو جو شخص ملے تم بھی اُس کو اپنے اہل و عیال کے بدلہ میں پکڑ لاؤ۔ چنانچہ مروان ابی بن مالک قشیری کو پکڑ لائے۔ صخاک بن سفیان کلابی نے اس مقدمہ میں ثقیف سے گفتگو کی اور ثقیف نے مروان کے اہل و عیال کو چھوڑ دیا۔ مروان نے بھی ابی بن مالک قشیری کو چھوڑ دیا۔

شہدائے طائف کے نام | بنی اُمیہ بن عبد شمس میں سے سعید بن سعید بن عاص بن اُمیہ اور عرفہ بن خباب بنی اسد بن غوث سے ان کے حلیف -

اور بنی تیم بن مُرہ سے عبداللہ بن ابی بکر صدیق ایک تیر کے لگنے سے مدینہ میں آکر آنحضرت کی وفات کے بعد شہید ہوئے -

اور بنی مخزوم میں سے عبداللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ - یہ بھی ایک تیر سے شہید ہوئے اور بنی عدی بن کعب سے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ ان کے حلیف -

اور بنی سہم بن عمرو سے سائب بن حرث بن قیس بن عدی اور ان کے بھائی عبداللہ بن حرث - اور بنی سعد بن لیث سے حلیمہ بن عبداللہ شہید ہوئے -

اور انصار میں سے بنی سلمہ سے ثابت بن جندع -

اور بنی مازن بن نجار سے حرث بن سہل بن ابی صعصعہ -

اور بنی ساعدہ میں سے منذر بن عبداللہ -

اور بنی ادس میں سے رقیم بن ثابت بن ثعلبہ بن زید بن لوزان بن معاویہ -

یہ سب بارہ آدمی تھے - چنانچہ صحابہ کرام میں سے کل بارہ اشخاص طائف کی جنگ میں شہید ہوئے جن میں سے سات قریش سے اور چار انصار سے اور ایک بنی لیث سے تھے -

طائف سے واپس ہو کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام جعرانہ بددعا کے بجائے دُعا میں تشریف لائے اور ہوازن کے بہت سے قیدی آپ کے

ساتھ تھے -

راوی کتاب طائف کی جنگ میں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ثقیف پر بددعا فرمائیے - رسول کریم نے دعا کی کہ اے خدا ثقیف کو ہدایت کر کے میرے پاس بھیج -

## ہوازن پر احسان

مقام جبرائیل ہی میں ہوا آن کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت کے پاس چھ ہزار عورتیں اور بچے ہوازن کے قیدی تھے اور اونٹ اور بکری وغیرہ کا تو کچھ حساب ہی نہ تھا۔ جب یہ وفد ہوازن آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ شریف خاندان ہیں اور ہم جس بلا و مصیبت میں مبتلا ہیں وہ آپ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ ہم پر احسان فرمائیں خدا آپ پر احسان کرے گا۔ ہوازن کی شاخ بنی سعد بن بکر میں سے ایک شخص نے ہیرے کی گنیت ابوصروتھی عرض کیا یا رسول اللہ! ان قیدیوں میں آپ کی چھوٹھیاں اور خالائیں اور وہ عورتیں ہیں جنہوں نے آپ کو پرورش کیا ہے۔ اگر ہم حرث بن ابی ثمر یا نعمان بن منذر والی حیرہ کو دودھ پلاتے اور پھر اس سے ہم اسی طرح مغلوب ہوتے جیسے کہ اب آپ سے ہوئے تو اس سے بھی ہم یہ امید رکھ سکتے تھے جو آپ سے رکھتے ہیں اور پھر آپ تو سب سے زیادہ مہربان ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو اپنی عورتیں اور اولاد زیادہ پیاری ہیں یا مال و اسباب؟

ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ نے ہم کو مال اور اولاد میں سے ایک چیز کے اختیار کرنے کو فرمایا ہے تو بس ہماری عورتیں اور اولاد ہم کو عنایت کر دیجئے۔ کیونکہ یہی ہم کو زیادہ پیاری ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصہ میں جو تمہارے قیدی آئے ہیں وہ میں نے تم کو دیئے اور جس وقت میں ظہر کی نماز لوگوں کے ساتھ پڑھ چکوں اس وقت تم کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم رسول خدا کو شفیع گردان کر مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو شفیع گردان کر رسول اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ ہماری اولاد اور عورتیں ہم کو واپس مل جائیں۔ اس وقت میں تم کو دیدوں گا۔ چنانچہ جب آنحضرت نے ظہر کی نماز جماعت سے ادا کی ان لوگوں نے رسول اکرم کے مشورہ کے مطابق وہ بات کہی۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ تم کو دیا۔ مہاجرین اور انصار نے کہا کہ ہم نے بھی اپنا حصہ رسول اللہ کی نذر کیا۔ اقرع بن حابس نے کہا میں اپنا اور بنی تمیم کا حصہ نہیں دیتا اور عیینہ بن حصن نے کہا میں اپنا اور بنی فزارہ کا حصہ نہیں دوں گا اور عباس بن مرداس نے کہا میں بھی اپنا اور بنی سلیم کا حصہ نہیں دوں گا۔ بنی سلیم نے عباس کا یہ قول سن کر

کہا نہیں ہم اپنا حقہ آنحضرت کی نذر کرتے ہیں۔ عباس نے ان سے کہا تم نے مجھ کو اس وقت خفیہ کر دیا۔

**قیدیوں کی واپسی** | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! تم میں سے جو شخص ان قیدیوں میں سے اپنے حقہ کے قیدی لے گا اُس پر چھ باتیں فرض ہوں گی۔ یہ سن کر

سب لوگوں نے اپنے قیدی واپس کر دیئے۔ ان قیدیوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ایک لونڈی ریط بنت ہلال بن حیان بن عمیرہ بن ہلال بن ناصربن قصبہ بن نصر بن سعد بن بکر عنایت کی تھی۔ اور ایک لونڈی حضرت عثمانؓ کو دی تھی جس کا نام زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان تھا۔ اور ایک لونڈی عمرؓ بن خطاب کو دی تھی جو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بخش دی تھی۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے اس لونڈی کو اپنے ماموں کے پاس بھیجا تھا جو بنی جحہ میں تھے، تاکہ میں کعبہ کا طواف کر کے اُن کے پاس پہنچ جاؤں۔ پھر جس وقت میں طواف کر کے مسجد حرام سے نکلا تو میں نے دیکھا کہ لوگ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری عورتیں اور اولاد ہم کو واپس عنایت کر دی۔ میں نے کہا تمہاری ایک عورت بنی جحہ میں ہے اُس کو بھی لیتے جاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ اُس لڑکی کو لے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عیینہ بن حصن نے ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک بڑھیا لی۔ اور کہتا تھا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑھیا کسی امیر گھرانے کی ہے اس کے فدیہ میں بہت سادہ و پیہ میرے ہاتھ آئیگا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کو قیدی واپس کئے تو عیینہ نے اُس بڑھیا کے دینے سے انکار کیا۔ نہ ہیرا بوسہ دے اس سے کہا اے عیینہ یہ بڑھیا تیرے کس کام کی ہے۔ تو بھی اس کو واپس کر دے۔





# غنیمتِ حنین اور اُس کی تقسیم

**مالک بن عوف کا اسلام** | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہوازن کے وفد سے مالک بن عوف کو دریافت کیا۔ انہوں نے کہا وہ طائف میں ثقیف کے پاس ہے، آنحضرتؐ نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے تو میں اس کے اہل و عیال کو بھی اُسے واپس کر دوں اور سو اُونٹ بطور انعام کے اور دوں۔ جب مالک بن عوف کو یہ خبر ہوئی تو اُس نے خیال کیا کہ اگر ثقیف کو میرے پاس جانے کی خبر ہوگی تو ضرور یہ مجھ کو روکیں گے۔ پس اس خیال سے اُس نے اپنی اُونٹنی کو طائف سے کچھ فاصلہ پر تیار کھڑا کر دیا اور پھر رات کو گھوڑے پر سوار ہو کر طائف سے نکل کر اُونٹنی پر سوار ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جعرانہ یا مکہ میں پہنچ گیا اور اسلام سے مشرف ہوا۔ اور بہت اچھا اسلام لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسب وعدہ اس کے اہل و عیال کو مع سو اُونٹوں کے اس کے ساتھ روانہ فرمایا۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالک بن عوف کو اُن قبائل کا سردار کر دیا جو ان کی قوم سے مسلمان ہوئے تھے اور یہ قبائل ثمالہ اور سلمہ اور فہم تھے۔ مالک ان کو لے کر بنی ثقیف پر حملے کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اُن کو تنگ کر دیا۔

**مالِ غنیمت** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوازن کے قیدیوں کے واپس کرنے سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے آپؐ سے کہنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ! اُونٹ اور کبری وغیرہ جو کچھ مال ہے اُس کو تو آپؐ ہم میں تقسیم فرمادیں۔ یہاں تک کہ درخت کے سایہ میں آپؐ سے اس بات پر بہت مصر ہوئے اور رسول پاکؐ کی چادر اس درخت سے الجھ کر گر پڑی۔ فرمایا اے لوگو! میری چادر تو مجھ کو دو۔ اگر تہامہ کے درختوں کی گنتی کے برابر

بھی مال ہوتا تو میں اس کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا اور تم ہرگز مجھ کو بخیل نہ پاتے اور نہ جھوٹا دیکھتے۔ پھر آپ ایک اونٹ کے پہلو میں کھڑے ہوئے۔ اونٹ بیٹھا ہوا تھا آپ نے اُس کے کوہان کے چند بال اپنی دو انگلیوں میں پکڑ کر فرمایا۔

”اے لوگو میرے لئے تمہارے مال غنیمت اور ان بالوں میں سے سو اُخمس کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ خمس بھی پھر تم ہی پر واپس ہو جاتا ہے۔ لہذا اب تم سوٹی اور تاگا یا جو جو ادنیٰ چیز بھی مال غنیمت کی کسی کے پاس ہو سب کو ادا کرو اور پہنچا دو کیونکہ نبیؐ خائن کے لئے قیامت کے روز عار اور نادر اور شناہ ہے۔“ یعنی شرم۔ دوزخ کی

آگ اور ذلت ہے۔

ماوی کہتا ہے رسول اقدسؐ کے اس فرمان کو سن کر انصار میں سے ایک شخص اُون کے دھاگوں کا ایک گچھا اٹھا لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ان دھاگوں کو اپنے اونٹ کا پالان درست کرنے کے لئے دکھ لیا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصہ ہے وہ میں نے تجھ کو دیا۔ اُس شخص نے کہا جب یہ بات ہے تو میں اس کو نہیں لیتا اور اُس نے اُس کو ڈال دیا۔

**مؤلفۃ القلوب کے لئے عطیات** | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول کریمؐ نے اس مال غنیمت میں سے مؤلفۃ القلوب کو جو اثرات لوگ تھے اُن کے دل مائل کرنے کے لئے بہت سامان اُن کو عنایت کیا۔ چنانچہ سو اونٹ ابوسفیان بن حرب کو اور تنو اونٹ اس کے بیٹے معاویہ کو دیئے اور سو اونٹ حکیم بن حزام اور سو اونٹ حرث بن حرب بن کلاہ کو دیئے اور تنو اونٹ سہیل بن عمرو کو اور سو اونٹ حویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس کو اور تنو اونٹ علاء بن جافہ ثقفی کو اور تنو اونٹ عبید بن حصن بن حذلیہ بن بدر کو اور تنو اونٹ اقرع بن حابس تمیمی کو۔ اور تنو اونٹ مالک بن عوف نمری کو اور تنو اونٹ صفوان بن اُمیہ کو عنایت کئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنو اونٹ عنایت کئے اور باقی قریش میں سے لوگوں کو تنو سے کم اونٹ عنایت کئے جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں۔ مخزومہ بن نوفل نہہری اور عمیر بن وہب جمحی اور ہشام بن عمرو عامری وغیرہم۔ یہ مجھ کو یاد نہیں کہ

آپ نے ان کو کیا کیا عنایت کیا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ تنہا سے کم کر دیئے تھے۔

سعید بن یزید بن عککث بن عامر بن مخزوم اور سہمی کو پچاس پچاس اونٹ دیئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں سہمی کا نام عدی بن قیس ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور عباس بن مرواس کو آنحضرتؐ نے چند اونٹ عنایت کئے۔ اس نے چند اشعار کہے جن میں انعام کے قلیل ہونے کا بیان کیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا اس کو لے جا کر میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو۔ چنانچہ صحابہؓ نے لیجا کر اس کو اتنا مال دیا کہ وہ خوش ہو گیا اور یہی اس کی زبان کا کٹنا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عباس بن مرواس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اے عباس تو نے یہ شعر کہا ہے ۷

قَاتِلْهُمْ نَهْبِيْ لَهْبِيْ لَهْبِيْ لَهْبِيْ  
بَيْتِ اَنَا قُرَيْشٍ وَالْعَيْنَةُ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بئین العینۃ والقریش ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک ہی بات ہے۔ یوں کہو چاہے یوں کہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان میں فرمایا ہے۔ وَمَا عَلَّمْنَاكَ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَكَ، یعنی نہ ہم نے ان اپنے رسول کو شعر کہنا سکھایا ہے نہ یہ ان کی شان کے لائق ہے۔

ابن ہشام اہل علم سے روایت کرتے ہیں کہ قریش وغیرہ قبائل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام جعرانہ میں بیعت لی اور حنین کے مال غنیمت میں سے ان کو بہت کچھ عنایت کیا۔

بنی امیہ بن عبد شمس میں سے ابوسفیان بن حرب بن امیہ اور طلحہ بن سفیان بن امیہ اور خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کو دیا۔

اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار اور ابوالسائب بن بلک بن حرث بن عمیلہ بن سباق بن عبدالدار۔ اور عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبدالدار۔

بنی مخزوم میں سے زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ۔ اور حرث بن ہشام بن مغیرہ اور خالد بن ہشام بن مغیرہ اور سفیان بن عبدالاسد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور سائب بن

ابی سائب بن عائد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم -  
 بنی عدی بن کعب مطیع بن اسود بن حارث بن نضلہ اور ابو جہم حذیفہ بن غانم -  
 بنی جمح بن عمرو سے صفوان بن امیہ بن خلف اور اصیجہ بن امیہ بن خلف اور عمیر بن وسم  
 بن خلف -

بنی سہم میں سے عدی بن قیس بن حذافہ -  
 بنی عامر بن لوئی سے حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود - اور ہشام بن عمرو  
 بن ربیعہ بن حرث بن جلیب -  
 اور دیگر قبائل عرب میں سے بنی بکر بن عبدمنات بن کنانہ سے نوفل بن معادیہ بن عروہ بن  
 صخر بن لذن بن بصر بن نفاثہ بن عدی بن الدیل -  
 بنی کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے علقمہ بن علاقہ بن عوف بن احوں بن جعفر بن  
 کلاب اور لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب -  
 بنی عامر بن ربیعہ سے خالد بن ہوزہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ  
 اور حرطہ بن ہوزہ بن ربیعہ بن عمرو -

بنی نصر بن معاویہ سے مالک بن عوف بن سعید بن یربوع -  
 بنی سلیم بن منصور سے عباس بن مرداس بن ابی عامر -  
 بنی غطفان کی شاخ بنی فزادہ سے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر - اور بنی تمیم کی شاخ  
 بنی حنظلہ سے اقرع بن حابس بن عقال -

ان سب لوگوں کو رسول اللہ نے اس مال سے عنایت کیا -

**جعیل بن سراقہ کی فضیلت** | ابن اسحاق کہتے ہیں کسی صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اقرع بن حابس اور

عیینہ بن حصن کو تو اس مال میں سے تئو تئو اونٹ عنایت فرمائے اور جعیل بن سراقہ صغریٰ کو  
 چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا جعیل تمام روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہیں۔ دنیا کا ہر آدمی عیینہ اور  
 اقرع بن حابس جیسا ہے ان دونوں کو میں نے ان کی تالیف قلوب کے لئے دیا ہے ملاو جعیل  
 کو اُس کے اسلام کے سپرد کیا ہے -

**ذوالخولیرہ کا اعتراض** | مقسم ابوالقاسم کہتے ہیں میں اور تلید بن کلاب لیثی ہم دونوں

عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس آئے اور وہ ہاتھوں میں جوتا لٹکائے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ ہم نے اُن سے کہا کہ کیا آپ اس وقت موجود تھے جب مخنین کے دن تمیمی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی۔ عبداللہ نے کہا ہاں۔ میں موجود تھا کہ ایک تمیمی شخص جس کو ذوالخویصرہ کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑا ہوا اور آپ اُس وقت لوگوں کو مال تقسیم کر رہے تھے۔ اُس نے کہا اے محمدؐ میں نے خوب دیکھا جیسا تم آج کر رہے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو نے کیا دیکھا؟ اُس نے کہا تم نے مال کے تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو جب میرے پاس انصاف نہ ہوگا تو پھر کس کے پاس انصاف ہوگا اور آنحضرتؐ کو اُس کے اس کہنے سے بہت غصہ آیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ اس کو چھوڑ دے۔ عنقریب اس کے ساتھ ایسے لوگ ہوں گے جو دین کی باتوں میں بہت غلو کریں گے حالانکہ دین سے بالکل نکل جائیں گے۔ جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے اور شکار کے خون وغیرہ کا کوئی نشان اُس کے پیکان یا پھل یا پروں پر دکھائی نہیں دیتا۔

**انصار سے رسول اللہ کی گفتگو** | ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بخششیں قریش اور دیگر قبائل عرب پر کیں اور انصار کو کچھ عنایت نہ کیا تو انصار کے دلوں میں طرح طرح کے خیال پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ ان میں اس بات کی چیمگیٹیاں ہونے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقرباء کو اس قدر مال عنایت کیا اور ہم کو کچھ نہ دیا۔ جب بہت قیل وقال ہوئی تو سعد بن عبادہ نے نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! انصار ایسا ایسا کہہ رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اے سعد! کیا تم بھی اُن کے ساتھ ہو؟ سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں تو اس بات میں اُن کا شریک نہیں ہوں مگر میری قوم کی یہی گفتگو ہے۔

رسول پاکؐ نے فرمایا تم جا کر سب انصار کو ایک احاطے میں جمع کرو۔ سعد بن عبادہ نے جا کر سب انصار کو ایک احاطے میں جمع کیا اور آنحضرتؐ کو خبر کی۔ آپؐ تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد آپؐ نے فرمایا :-

و اے انصار مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں کے دل میں میری طرف سے خیالات پیدا



ہوئے ہیں کیا میں تمہارے پاس ایسے وقت میں نہیں آیا جبکہ تم گمراہ تھے۔ پھر خدا نے تم کو ہدایت کی اور تم فقیر تھے۔ خدا نے تم کو غنی کیا اور تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے خدا نے تم کو دوست بنادیا۔“

انصار نے کہا بے شک خدا و رسول نے ہم پر بڑا احسان اور فضل کیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے انصار مجھ کو جواب کیوں نہیں دیتے۔ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کو کیا جواب دیں۔ آپ کا ہم پر بڑا احسان اور فضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھ کو یہ جواب دو تو دے سکتے ہو۔ اور اس میں تم سچے ہو اور تمہاری سچائی کو مانا بھی جائے گا۔ تم مجھ کو یہ جواب دے سکتے ہو کہ جب تم ہمارے پاس آئے تو لوگ تم کو جھٹلاتے تھے۔ ہم نے تمہاری تصدیق کی اور سب سے تمہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا ہم نے تمہاری مدد کی اور لوگوں نے تم کو نکال دیا۔ ہم نے تم کو جگہ دی اور تم دل شکستہ تھے۔ ہم نے تمہاری دلجوئی کی۔ اے انصار! کیا تم دنیا کی حقیر شے کے لئے رنجیدہ و غمگین ہو گئے۔ یہ میں نے ان لوگوں کو دیا ہے جن کو میں اسلام کی طرف راغب کرنا چاہتا ہوں اور تم کو میں نے تمہارے اسلام کے سپرد کیا ہے۔ اے انصار کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ کوئی آونٹ لے کر جائے اور کوئی بکری کو لیکر جائے اور تم رسول اللہ کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ۔ پس قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی میں سے ایک شخص ہوتا۔ اگر تمام لوگ ایک راستے پر چلیں اور انصار دوسرے راستے پر چلیں تو میں انصار ہی کا راستہ اختیار کروں گا۔ اے خدا انصار پر رحم فرما اور انصار کے بیٹوں اور بیٹیوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سن کر انصار اتنا روئے کہ ان کی ڈاڑھیاں تر ہو گئیں اور سب نے بالاتفاق کہا ہم رسول خدا کی بخشش اور تقسیم سے بہ دل و جان راضی ہیں۔ پھر رسول اللہ بھی تشریف لے آئے اور انصار بھی چلے گئے۔



## رسول اللہ کا عمرہ اور کعب بن زہیر کا اسلام

عمرے کی ادائیگی | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باقی مال غنیمت کو مقام مجنہ میں جو مظهران کے قریب ہے لے جانے کا حکم دیا۔ خود عمرہ کے لئے مکہ میں تشریف لائے اور عمرہ سے فارغ ہو کر عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم مقرر کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے۔ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی لوگوں کی تعلیم و تلقین کے لئے مکہ میں چھوڑ گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب کو مکہ کا حاکم مقرر کیا تو ایک درہم روزانہ ان کی تنخواہ مقرر کی تھی۔ عتاب نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور بیان کیا کہ اے لوگو! جس کو ایک درہم روز ملے اور پھر وہ مجھ کا رہے اللہ اس کا کبھی ساتھ نہ بھرے۔ آپ نے میرا ایک درہم روز مقرر کیا ہے اب مجھ کو کسی سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول پاکؐ کا یہ عمرہ ذی قعدہ ۶۱۰ء میں ہوا۔ اور آخر ذی قعدہ یا شروع ذی الحجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں واپس پہنچے۔ اور باقی مال غنیمت بھی رسول مقبولؐ کے ساتھ تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو چھ راتیں ذی قعدہ کی باقی تھیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اس سال عرب نے جس طرح کہ حج کرتے تھے اسی طرح حج کیا اور عتاب نے بھی مسلمانوں کے ساتھ حج کیا اور طائف کے لوگ اسی طرح اپنے ٹہر کر پر رمضان ۶۱۰ء تک قائم رہے۔

کعب بن زہیر کا اسلام | راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے تو بحیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے اپنے بھائی کعبؓ

نہ ہیر کو لکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں اُن شاعروں کو قتل کر دیا ہے جو آپ کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ کو ایذا دیتے تھے اور قریش کے شعراء میں سے ابن زبیری اور ہیر بن وہب بھاگ گئے ہیں اُن کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ اس لئے اگر تمہارا دل چاہے تو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام اختیار کرو۔ کیونکہ آپؐ اس شخص کو قتل نہیں کرتے جو آپؐ کے پاس تائب ہو کر آتا ہے۔ اور اگر یہ بات تمہارا دل قبول نہ کرے تو اپنی نجات کی کوئی جگہ تلاش کر لو۔

جب کعب کے پاس یہ خط پہنچا تو نہایت حیران ہوئے کہ کیا کروں؟ جو لوگ اُن کے دشمن وہاں موجود تھے انہوں نے بھی ان کو ڈرایا کہ تم ضرور وہاں جلتے ہی قتل کئے جاؤ گے۔ آخر لاچار ہو کر کعب نے وہ قصیدہ کہا جس میں رسول اکرمؐ کی تعریف کی ہے اور اپنے خوف اور پریشانی اور دشمنوں کی بدگوئی سے ڈرنے کا حال اشعار میں بیان کیا ہے۔

**بارگاہِ نبوت میں حاضری** | پھر یہ مدینہ میں آکر جہینہ میں سے ایک شخص کے پاس جس سے اُن کی جان پہچان تھی ٹھہرے۔ وہ شخص صبح کے وقت ان کو لے کر مسجد میں حاضر ہوا اور جب رسول اکرمؐ نماز سے فارغ ہوئے تو اُس شخص نے انکو اشارے سے بتلایا کہ آنحضرتؐ وہ تشریف رکھتے ہیں تم جا کر آپؐ سے اپنے لئے امان مانگ لو۔ کعب بن نہیر آنحضرتؐ کے پاس آئے اور آپؐ کے قریب بیٹھ کر اپنا ہاتھ آپؐ کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پہچانتے نہ تھے۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کعب بن نہیر توبہ کر کے اور مسلمان ہو کر آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ اُس کی توبہ کو قبول فرمائیں گے؟ اگر میں اُس کو آپؐ کی خدمت میں حاضر کروں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں اُس کی توبہ قبول کروں گا۔ کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہی کعب بن نہیر ہوں۔ انصار میں سے ایک شخص اس بات کو سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس دشمن خدا کی گردن مار دوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس کو چھوڑ دو یہ توبہ کر کے آیا ہے۔

**قصیدہ بابت سعاد** | راوی کہتا ہے اسی سبب سے کعب بن نہیر کے دل میں انصار کی طرف سے بُرائی پیدا ہو گئی تھی۔ کیونکہ مہاجرین میں سے کسی نے کعب کے حق میں سبھز بھلائی کے کوئی بات نہیں کہی اور اسی سبب سے کعب نے اپنے اُس قصیدہ میں جو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے وقت پڑھا مہاجرین کی تعریف کی ہے اور انصار کی ہجو

کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب انصار نے کعب کے قصیدہ کا یہ شعر سنا اذاعرج السواد التناہیل  
تو کہا اس شعر سے بے شک کعب نے ہمارے ہجو کی ہے۔ کیونکہ ہم میں سے ایک شخص نے اُس روز  
رسول اللہ کے سامنے اس کے حق میں اس کے خلاف کہا تھا اور انصار کعب پر بہت خفا ہوئے  
کعب کو جب یہ خبر ہوئی تب انہوں نے انصار کی تعریف میں یہ اشعار کہے۔

مَنْ سَرَّكَ كَرَمُ الْخِيَاةِ فَلَا يَزَلْ فِي مَقْدَبِ بْنِ صَالِحٍ اِنَّ نَصَابَ  
ترجمہ :- جس شخص کو عمدہ زندگی گزارہ فی مقصود ہو اُس کو لازم ہے کہ ہمیشہ انصار کے نیک لوگوں کی  
جماعت میں شامل رہے۔

وَدَرُّوا الْمَكَارِمَ كَابِرًا عَن كَابِرٍ اِنَّ الْخِيَارَ هُوَ بَعْدُ الْخِيَارِ  
بزرگیوں کو انہوں نے باپ دادا سے پایا ہے۔ بے شک یہ لوگ نیک اور نیکوں کی  
اولاد ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب کعب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں اپنا قصیدہ پڑھا  
سُعاد سنایا تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے کعب بن زہیر تو نے انصار کا بھلائی کے ساتھ ذکر  
کیوں نہ کیا۔ یہ لوگ اس لائق ہیں کہ ان کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیا جائے۔ تب کعب بن زہیر نے  
انصار کی تعریف میں وہ اشعار کہے اور یہ اشعار کعب کے قصیدہ کے ہیں۔



# غزوہ تبوک (۱)

**جہاد کی تیاری** | ابن اسحاق کہتے ہیں ذی قعد سے لے کر رجب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما رہے۔ پھر رجب میں آپؐ نے مسلمانوں کو رومیوں پر جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دیا۔ یہ ایسا وقت تھا کہ گرمی کی بہت شدت تھی اور لوگوں کے باغات وغیرہ میں پھل تیار نہ ہوئے تھے۔ اس سبب سے لوگ اپنے اپنے گھروں میں رہنا چاہتے تھے۔ راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تھے تو لوگوں سے اُس کے خلاف فرمایا کرتے تھے تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو۔ یعنی اگر مشرق پر جہاد کا ارادہ ہوتا تو مغرب کو ظاہر کرتے۔ مگر اس غزوہ تبوک کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ سبب مشقت اور تکلیف کے جو اس سفر میں پیش آنی متوقع تھی ظاہر فرما دیا اور دشمن کی تعداد بھی کثیر تھی اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ظاہر کر دیا تاکہ لوگ کثرت کے ساتھ جمع ہوں اور اچھی طرح سے ساز و سامان درست کر لیں۔ اور لوگوں سے صاف طور پر فرما دیا کہ ہمارا ارادہ رومیوں پر جہاد کرنے کا ہے۔

**جد بن قیس** | راوی کہتا ہے انہی تیاری کے دنوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جد بن قیس سے جو بنی سلمہ میں سے ایک شخص تھا فرمایا اے جد کیا تو بھی رومیوں کے جہاد میں چلے گا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ مجھ کو تو معافی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔ خدا کی قسم! میری قوم خوب جانتی ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص عورتوں کا چاہنے والا نہیں ہے اور مجھ کو یہی ڈر ہے کہ اگر میں نے رومیوں کی عورتوں کو دیکھا تو پھر اپنے قابو سے باہر ہو جاؤں گا اور ہرگز صبر نہ کر سکوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا یہ جواب سن کر اُس کی طرف سے

اپنا منہ پھیر لیا۔  
**آیات قرآنی** | راوی کہتا ہے جد بن قیس ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:-



وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ اٰمَنْتُ بِاٰیٰتِ رَبِّیْ وَلَٰكِنْ لَّمْ یَقْنُ یَوْمَ الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیطَةٌ بِالْكَافِرِیْنَ ط

یعنی منافقوں میں سے ایک وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو معافی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے خبردار یہ لوگ فتنہ میں گرے پڑے ہیں (یعنی جو یہ دُوسروں کی عودتوں پر فریفتہ ہونے کے فتنہ سے ڈرتا ہے اُس سے بڑھ کر فتنہ میں یہ گرے پڑے) یعنی رسول اللہ کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے سے پیچھے رہ گیا) اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

اور جب بعض منافقوں نے کہا کہ تم کیوں گرمی کے موسم میں سفر کر کے حیران و پریشان ہوتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی :-

وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِی الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ط لَوْ سَاَنَ یَفْقَهُوْنَ ط  
فَلَیْضَحْكُوْا قَلِیْلًا وَّلَیْبْكُوْا كَثِیْرًا ط حَزًّا ۙ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ؕ

ترجمہ :- اور منافقوں نے (کہا کہ اس گرمی کے موسم میں جہاد کو نہ جاؤ۔ کہہ دو آتش دوزخ کی گرمی بڑی سخت ہے۔ اگر وہ سمجھتے ہوں تو لازم ہے کہ وہ نہیں ٹھوڑا اور روئیں بہت اس کہ ثبوت کے بدلے میں جو وہ کرتے ہیں :-

**خدا کی راہ میں خرچ** ابن ہشام کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس غزوہ کی تیاری کا بہت تاکید سے حکم دیا اور تو نگر لوگوں کو مال کے خرچ کرنے اور راہِ خدا میں غریب لوگوں کو سوا دیاں دینے کی ترغیب دی۔ چنانچہ بہت لوگوں نے اپنے مال راہِ خدا میں خرچ کئے اور بہت لوگوں نے نہ کئے اور حضرت عثمانؓ نے اس غزوہ میں اس قدر مال خرچ کیا کہ کسی نے نہ کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حبش عسرت یعنی غزوہ تبوک میں ایک ہزارہ دینار زرِ سرخ خرچ کئے تھے اور آنحضرتؐ نے دعا کی تھی کہ اے اللہ میں عثمانؓ سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو۔

**چند مسلمانوں کی بے چارگی** ابن اسحاق کہتے ہیں پھر سات آدمی انصار وغیرہ قبائل سے روتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں

آئے ان کے نام یہ ہیں۔ بنی عمرو بن عوف سے سالم بن عمیر اور بنی حارثہ سے علیہ بن زید اور بنی مازن بن نجار سے ابولیلی عبدالرحمن بن کعب اور بنی سلمہ سے عمرو بن حمام بن جموع اور

عبداللہ بن مغفل منزل اور بعض کہتے ہیں عبداللہ بن عمرو مزی اور بہری بن عبداللہ واقعی اور عرباض بن سادیہ فزازی۔ ان لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سواریاں طلب کیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جس پر میں تم کو سوار کروں۔ چنانچہ یہ لوگ اپنی مفلسی سے روتے ہوئے آپ کے پاس سے انصاف ہوئے۔

ابن یامین بن عیمر بن کعب لہزی نے ابولیلیٰ عبدالرحمن بن کعب اور عبداللہ بن مغفل کو روتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم آپ کے پاس سواری طلب کرنے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جو میں تم کو دوں۔ ابن یامین نے اپنے پاس سے ایک اونٹ دے دیا اور یہ دونوں اُس پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئے۔

**اعراب کا عذر** | ابن اسحاق کہتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ اعرابی لوگ جہاد کی شرکت سے معذوری ظاہر کرنے آئے کہ ہم بسبب عذر کے شریک نہیں ہو سکتے۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے۔ مجھ سے کسی شخص نے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ بنی غفار میں سے تھے۔

راوی کہتا ہے اور بعض سچے مسلمان بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس جہاد میں شریک ہونے سے رہ گئے تھے جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں۔ کعب بن مالک بن ابی کعب سلمیٰ اور مرادہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ، واقعی اور ابو خثیمہ سالمی۔ یہ لوگ سچے مسلمان تھے نفاق وغیرہ سے مہتم نہ کئے جاتے تھے۔

پھر جب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری تیاری کر کے سفر شروع کیا تو پہلے اپنے لشکر کو آپ نے مقام ثنیۃ الوداع میں ٹھہرایا اور مدینہ پر محمد بن مسلمہ انصاری کو اور بعض کہتے ہیں سباع بن عرفطہ کو حاکم مقرر کیا۔

**حضرت علی ابن ابی طالب** | ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن ابی نے اپنا لشکر علیہ، رسول اللہ کے لشکر سے کچھ فاصلہ پر کھڑا کیا۔ تمام منافقین اور اہل شک و شبہ اس کے ساتھ تھے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی منافقوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور آپ کے ساتھ نہ گیا۔ آنحضرت نے حضرت علی بن ابی طالب کو اپنے گھر کی حفاظت کے لئے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ منافقوں نے یہ کہنا

شروع کیا کہ علیؑ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجھ ہلکا کرنے کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ کیونکہ علیؑ کے ساتھ جانے سے آنحضرتؐ پر بڑا بار ہوتا۔ حضرت علیؑ اس بات کو سن کہ بہت ناراض ہوئے اور اپنے ہتھیار پہن کر مقام جبروت میں رسول اکرمؐ کے پاس پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے بوجھ سمجھ کر چھوڑ آئے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے تم سے یہ بات کہی ہے جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے تم کو فقط اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے چھوڑا ہے تم جاؤ اور وہیں رہو۔ اے علیؑ کیا تم اس بات سے لامنی نہیں ہو کہ مجھ سے بمنزلہ ہادون کے موسیٰؑ سے ہو مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبی نہیں ہے (اور ہادون نبی تھے) پھر حضرت علیؑ تو مدینہ کو چلے آئے اور آنحضرتؐ آگے روانہ ہوئے۔

**ابو خثیمہ کی پشیمانی** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے گئے ہوئے کئی روز گزر گئے تو ابو خثیمہ ایک دن اپنے گھر میں آئے اور وہ وقت سخت گرمی کا تھا دیکھا کہ ان کی دونوں بیویوں نے ان کے لئے پانی خوب ٹھنڈا کر رکھا ہے اور کھانا بھی تیار ہے۔ ابو خثیمہ نے اس سامان کو دیکھ کر کہا۔ افسوس ہے کہ رسول خدا تو اس گرمی اور لو کے سفر میں ہوں اور ابو خثیمہ یہ ٹھنڈا پانی اور عمدہ کھانا خوب صورت عورت کے پاس بیٹھ کر کھائے یہ ہرگز انصاف نہیں ہے۔

پھر اسی وقت ابو خثیمہ نے اپنی بیویوں سے کہا کہ جلد سامان سفر میرے لئے تیار کرو تاکہ میں آپؐ کے پاس پہنچوں۔ بیویوں نے سامان درست کیا اور ابو خثیمہ اونٹ پر سوار ہو کر آپؐ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ راستہ میں ان کو عمیر بن وہب حجی بھی مل گئے۔ یہ بھی آنحضرتؐ کی تلاش میں جا رہے تھے یہاں تک کہ تبوک میں یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے۔ جب مسلمانوں نے دُور سے ان کو آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ راستہ میں ایک سوار آرہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو خثیمہ ہوں گے۔ جب یہ نزدیک پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم ہاں ابو خثیمہ ہی ہیں۔ اور ابو خثیمہ نے راستہ میں عمیر بن وہبؓ کہا تھا کہ میں نے ایک گناہ کیا ہے تم میرے ساتھ ہی آنحضرتؐ کی خدمت میں چلنا مجھ سے الگ نہ ہو جانا۔ چنانچہ جب یہ رسول کریمؐ کی خدمت میں آئے اور سلام کیا تو آپؐ نے فرمایا اے ابو خثیمہ! تم پر افسوس ہے۔ تب ابو خثیمہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور ان کے حق میں دُعا کی خیر کی۔

**عذاب شدہ بستیاں** | راوی کہتا ہے اس سفر میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجر میں پہنچے تو یہاں ٹھہرے۔ لوگوں نے یہاں کے کنوئیں سے پانی بھرا۔ آپ نے فرمایا یہاں کا پانی کوئی نہ پینا اور نہ نماز کے لئے اس پانی سے وضو کرنا اور جو آٹا تم نے گوندھا ہو اس کو بھی آونٹوں کو کھلا دینا خود نہ کھانا اور رات کو جو شخص تم میں سے لشکر کے باہر جائے وہ تنہا نہ جائے بلکہ کسی دوسرے کو ساتھ لے کر جائے۔

راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے موافق سب لوگوں نے عمل کیا۔ مگر بنی ساعدہ کے دو شخص بھول گئے اور ان میں سے ایک قنعد ماجت کے لئے رات کو تنہا گیا راستہ میں اس کو خناق کا عارضہ ہو گیا۔ اور دوسرا اپنا آونٹ تلاش کرنے گیا تھا اس کو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں کے درمیان میں جو یہاں سے ایک مدت کے راستہ پر دور تھے پھینک دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ہوئی فرمایا اسی لئے میں نے تم کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ تنہا کوئی شخص باہر نہ نکلے۔ پھر آنحضرت نے اس شخص کے لئے دعا کی جس کو خناق ہو گیا تھا۔ خدا نے اس کو شفا دی اور دوسرا شخص جس کو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا تھا جب قبیلہ طے کے لوگ مدینہ میں آپ کی خدمت میں آئے تو اس کو اپنے ساتھ لیتے آئے اور رسول کریم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ان دونوں آدمیوں کا قصہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے اور ان سے عباس بن سعد ساعدی نے بیان کیا تھا۔ اور عبداللہ کہتے تھے کہ عباس نے مجھ کو ان دونوں آدمیوں کے نام بھی بتائے ہیں مگر اس بات کا عملہ لیا ہے کہ کسی اور کو ان کے نام نہ بتانا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اسی سبب سے عبداللہ نے مجھ کو ان کے نام نہیں بتائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں جب رسول اکرم مقام حجر سے گزرے ہیں تو کپڑے سے اپنا چہرہ آپ نے ڈھانپ لیا تھا اور صحابہ سے فرماتے تھے کہ ظالموں کے مکانوں سے روٹے ہوئے گزرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس بلا میں گرفتار ہو جاؤ جس میں وہ گرفتار ہوئے۔

**رسول اللہ کی دعا اور بارش** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو لوگوں نے رسول مقبول سے پانی نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ایک ابر بھیجا اور اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ سیراب ہو گئے اور پانی سے مشکیں بھر لیں۔

بنی عبدالاشہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں۔ میں نے محمود سے پوچھا کہ کیا نفاق لوگوں میں ظاہر معلوم



ہوتا تھا۔ محمود نے کہا ہاں خدا کی قسم! ہر شخص اپنے بھائی اور باپ اور رشتہ دار کے نفاق کو جانتا تھا۔ مگر پھر وہ مشتبہ ہو جاتا تھا۔ پھر محمود نے کہا۔ میری قوم کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک منافق جس کا نفاق ظاہر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب آپ کی دعا سے یہ بادل آیا اور بارش برسی اور لوگ سیراب ہوئے تو بعض مسلمانوں نے اس منافق سے کہا کہ اب ایسا معجزہ دیکھ کر بھی تجھ کو کچھ شبہ ہے۔ اُس نے کہا معجزہ کیسا۔ ایک چلتا ہوا بادل تھا برس گیا۔

**ابن لصیت کی منافقت** | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی سفر میں ایک جگہ اترے تھے اور آپ کی سواری کی سانڈنی گم ہو گئی تھی۔ لوگ اُس

کو تلاش کرنے لگے تھے اور آپ کے صحابی عمارہ بن حزم جو بیعت عقبہ اور جنگ بدر میں شریک تھے۔ اِس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور عمارہ کے خیمہ میں ایک شخص زید بن لصیت نامی منافق تھا۔ اِس نے اپنے پاس کے لوگوں سے کہا کہ کیا محمد یہ نہیں کہتے کہ میں نبی ہوں اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اُن کی سانڈنی گم ہو گئی اور اُس کی خبر اُن کو نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ اُس شخص نے یہاں یہ بات کہی اور وہاں رسول اکرمؐ نے عمارہ بن حزم سے فرمایا کہ اِس وقت ایک شخص کہہ رہا ہے کہ محمد کہتے ہیں میں نبی ہوں اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ اُن کی اونٹنی کہاں ہے؟ خدا کی قسم مجھ کو اسی بات کا علم ہوتا ہے جو خدا مجھ کو بتلاتا ہے جاؤ تم جنگل کی فلاں گھاٹی میں دیکھو اونٹنی کی تمہارا ایک درخت میں الجھ گئی ہے اور وہ وہاں کھڑی ہوئی ہے تم اُس کو لے آؤ۔ صحابہ گئے اور اُس سانڈنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ اِس کے بعد عمارہ بن حزم اپنے خیمہ میں آئے اور کہا اِس وقت ہم سے رسول کریمؐ نے ایک عجیب بات بیان کی جس کی خبر خدا نے آپ کو دی کہ ایک شخص ایسا اور ایسا کہہ رہا ہے جو لوگ اُس وقت خیمہ میں موجود تھے انہوں نے کہا واقعی یہ بات زید بن لصیت نے ابھی کہی تھی۔ عمارہ بن حزم نے یہ سننے ہی زید بن لصیت کی گردن پکڑ کر کہا اے دشمن خدا میرے خیمہ سے باہر نکل۔ مجھے خبر نہ تھی کہ یہ خلیفہ میرے ہی خیمہ میں ہے۔ خبردار اب جو تو میرے پاس آیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض لوگوں کا بیان ہے کہ زید بن لصیت نے اِس واقعہ کے بعد توبہ کر لی تھی اور بعض کہتے ہیں آخر دم تک وہ ایسی ہی باتیں کرتا رہا۔





## غزوہ تبوک (۲)

**حضرت ابوذر غفاری** راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منزل سے کوچ فرمایا اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ ایک ایک دو دو ہر منزل میں پیچھے رہتے جاتے تھے۔ صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آج فلاں شخص پیچھے رہ گیا۔ آپ فرماتے تم بھی اُس کو چھوڑ دو اگر اُس میں کچھ بھلائی ہوگی خدا تم کو اُس کو ملا دے گا۔ چنانچہ ایک منزل میں ابوذرؓ پیچھے رہ گئے۔ یہ اتفاق کی وجہ سے پیچھے نہ رہے تھے بلکہ ان کا اونٹ تھک گیا تھا اور چلتا نہ تھا۔ آخر جب یہ لاچار ہو گئے تب اسباب انہوں نے اپنے کندھے پر رکھا اور پیدل روانہ ہوئے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر سے قریب پہنچے تو صحابہؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک آدمی پیدل چلا آ رہا ہے۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا ابوذرؓ ہو گئے۔ جب یہ نزدیک آئے تو اُس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم وہ ابوذر ہی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ابوذرؓ پر خدا رحم کرے تنہا پیدل چلتا ہے اور تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اٹھے گا۔

**حضرت ابوذر غفاری کی وفات** ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت عثمانؓ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مقام لبذہ کی طرف شہر بدر کیا اور وہاں یہ بیمار ہوئے تو ان کے پاس اُس وقت صرف ان کی بیوی اور ایک غلام تھا۔ انہوں نے اُس وقت وصیت کی کہ جب میں مَر جاؤں تم مجھ کو نہلا کر کفن دینا اور پھر میرا جنازہ راستہ کے بیچ میں رکھ دینا۔ اور جو شخص پہلے راستہ سے گزرتا ہوا ملے اُس سے کہنا کہ یہ ابوذرؓ صحابی رسولؐ کا جنازہ ہے اسے شخص تم ہمارے اس کے دفن کرانے میں مدد کرو۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو بیوی اور غلام نے ایسا ہی کیا کہ نہلانے اور کفن دینے کے بعد ان کا جنازہ راستہ پر رکھ دیا اور کسی آنے والے کے منتظر رہے کہ اتنے میں عبداللہ بن مسعودؓ چند اہل عراق کے ساتھ اس طرف سے گزرے اور قریب تھا کہ ان کے اونٹ ابوذرؓ کے جنازہ کو روند ڈالیں کہ غلام نے کھڑے

ہو کر کہا۔ یہ جنازہ رسول اللہ کے صحابی ابوذر کا ہے۔ اے جانے والے تم ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کرو۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور بہت روئے اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ ابوذرؓ تنہا پیدل چلتا ہے تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اٹھے گا۔ اور پھر عبداللہ بن مسعودؓ نے غزوہ تبوک میں ابوذرؓ کا قصہ بیان کیا۔ اور ابوذرؓ کو دفن کر کے چلے گئے۔

**منافقین کی باتیں** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو جا رہے تھے تو چند منافق آپ کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہے تھے کہ کیا تم دُویوں کی جنگ کو بھی عرب کی جنگ کی طرح سمجھے ہو کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے لڑتا ہے۔ خدا کی قسم! ہم کل ہی تم کو ریتوں میں مشکیں بندھی ہوئی دکھا دیں گے۔ ان باتوں سے منافقوں کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو خوف زدہ کریں۔ ان منافقوں میں سے بعض لوگوں کے نام یہ ہیں ودیعہ بن ثابت بن عمرو بن عوف میں سے اور مخشن بن حمیرا شجع میں سے تھے۔

اس گفتگو میں مخشن بن حمیرا نے کہا میں اس بات کو بہتر سمجھتا ہوں کہ تمہارے اس کہنے کے بدلے میں تو ستوا کوڑے ہم میں سے ہر ایک شخص کے لگیں۔ مگر قرآن ہماری اس گفتگو کے بارے میں نازل نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن یاسر کو حکم فرمایا کہ تم ان لوگوں سے جا کر دریافت کرو کہ کیا باتیں کر رہے تھے؟ اور اگر وہ انکار کریں تو تم کہنا کہ کیا تم ایسا ایسا نہیں کہہ رہے تھے؟

عثمانؓ ان لوگوں کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے صاف انکار کیا اور رسول پاکؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر کرنے لگے اور ودیعہ بن ثابت نے عزم کیا اور آپؐ اُس وقت اپنی ساندنی پر سوار تھے کہ یا رسول اللہ! ہم تو ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی :-

وَلَيْسَ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ -

اور مخشن بن حمیرا نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا اور میرے باپ کا نام اچھا نہیں ہے اس کی یہ سخت مجھ پر ہے اور مخشن ہی کو اس آیت میں معافی دی گئی ہے۔ پھر مخشن نے اپنا نام عبدالرحمن لکھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میں اس طرح شہید ہوں کہ کسی کو میری خبر نہ ہو۔ چنانچہ یہی نامہ کی جنگ میں یہ شہید ہوئے اور کسی کو اُن کا پتہ نہ معلوم ہوا۔

والی ایلہ سے صلح اور عہد نامہ | راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک میں پہنچے تو ملک ایلہ کا بادشاہ یمنہ بن روبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جزیہ دینا قبول کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے صلح کر لی اور اہل حبراء اور اذرح نے بھی جزیہ دینا قبول کیا۔ رسول کریمؐ نے ان سب کو اس مضمون کا ایک عہد نامہ لکھ دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ امن ہے خدا اور محمد نبی رسول اللہ کی طرف سے یمنہ بن روبہ اور اہل ایلہ کے لئے کہ اُن کی کشتیاں اور اُن کے مسافر خشکی اور تری کے سفر میں خدا اور محمد نبی کی ذمہ داری میں ہیں اور شام اور یمن کے سمندر کے جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ بھی اس امن میں شریک ہیں اور جو شخص اُن میں سے کوئی خلاف کا روائی کرے گا اُس کا مال اور خون حلال ہوگا اور لوگوں میں سے جو شخص اُس کو لے لے گا وہ اُس کے لئے حلال ہوگا اور یہ لوگ کسی چشمہ پر اترنے یا خشکی و تری میں گزرنے سے روکے نہ جائیں گے۔“

اکیدر دومۃ الجندل کی گرفتاری | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک ہی میں خالد بن ولید کو بلا کر لشکر اُن کے ساتھ کر کے اکیدر بادشاہ بنی کنینہ کی طرف روانہ کیا۔ اور فرمایا تم کو وہ گائے کا شکار کرنا ہوا ملے گا۔ یہ بادشاہ نصرانی تھا۔ خالد اس کی طرف روانہ ہونے اور جب اس کے قلعہ کے اس قدر قریب پہنچے کہ وہ سامنے دکھائی دینے لگا تو یہاں یہ واقعہ ہوا کہ اس کے قلعہ کے دیوارہ میں ایک جنگلی گائے نے اکر ٹکریں مارنی شروع کیں۔ اکیدر کی بیوی نے اُس سے کہا کہ تم نے کبھی ایسا واقعہ دیکھا ہے کہ جنگل سے گائے اس طرح اکر ٹکل کے دیوارہ پر ٹکرتی مارے۔ اکیدر نے کہا میں نے کبھی ایسا موقعہ نہیں دیکھا اور اب میں اُس کو کب چھوڑتا ہوں ابھی شکار کر کے لاتا ہوں۔ پھر اکیدر اور اس کا ایک بھائی حسان اور چند لوگ سوار ہو کر اور ہتھیار لے کر اُس جنگلی گائے کا شکار کرنے روانہ ہوئے لات خوب چاندنی تھی۔ جوڑی نکلے ان کی مڑھ بھٹیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سواروں سے ہوئی اور ان شکار یوں کو شکار کر لیا گیا۔ حسان مارا گیا اس کے سر پر دیباچ کی قباحتی جس میں بہت سا سونا لگا ہوا تھا۔ خالدؓ نے اُس قبا کو اُسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں روانہ کیا اور پھر خود اُکید رکولے کہ روانہ ہوئے۔

داوی کہتا ہے جب یہ قبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی تو صحابہ اُس کو ہاتھ لگا کر دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اس کو دیکھ کر کیا تعجب کرتے ہو۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں سعد بن معاذ کے دو مال اس سے بہتر ہیں۔

پھر جب خالد اُکید رکولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اُکید سے جزیہ قبول کر کے صلح کر لی اور اُس کو چھوڑ دیا اور خود تبوک میں کچھ اُوپر دس لاتیں بٹھ کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

چشمہ کے کم پانی کا زیادہ ہو جانا | داوی کہتا ہے راستہ میں ایک چشمہ تھا جس میں بہت سی تھوڑا پانی تھا کہ فقط ایک یا دو آدمی پی سکیں۔ رسول پاکؐ نے حکم دیا کہ جو لوگ ہمارے لشکر کے پہلے چشمہ پر پہنچیں وہ ہمارے پہنچنے تک پانی کو کام میں نہ لائیں۔

یہ حکم سن کر چند منافقین پہلے سے اُس چشمہ پر پہنچے اور پانی کو کام میں لے آئے۔ جب آنحضرتؐ وہاں پہنچے اور چشمہ کو دیکھا تو اُس میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہ تھا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ پانی کس نے خرچ کیا۔ عرض کیا گیا کہ فلاں فلاں لوگ پہلے آئے تھے اور انہوں نے خرچ کیا ہے۔ فرمایا کیا میں نے منع نہیں کر دیا تھا؟ کہ میرے پہنچنے تک خرچ نہ کرنا۔ پھر آپؐ نے اُن لوگوں پر لعنت کی اور اُن کے حق میں بددعا فرمائی اور اُس چشمہ پر آکر اپنا ہاتھ آپؐ نے اُس کے اندر رکھا۔ پانی آپؐ کے ہاتھ میں سے ٹپکنے لگا اور آپؐ دعا فرماتے رہے یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں کڑک اور گرج کی سی آواز آئی اور پانی نہر کی طرح چشمہ سے جاری ہوا۔ رسول کریمؐ نے فرمایا اگر تم لوگ زندہ رہے یا جو تم میں سے زندہ رہے گا وہ اس جھگل کو تمام جھگلوں سے زیادہ سبز اور پیداوار والا دیکھے گا۔

ذوالبجادیں کی وفات | حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک دفعہ رات کو جو میں اُٹھا تو

میں نے لشکر میں ایک طرف روشنی دیکھی۔ میں اُس کے قریب گیا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ اور ذوالبجادیں منیٰ کا انتقال ہو گیا ہے اُن کے لئے قبر کھدوا رہا ہے۔



پھر رسول اکرم کے قبر کے اندر اترے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ نے اوپر سے لاش کو آپ کی طرف اُتار دیا۔ اور آپ نے قبر کے اندر لٹایا اور دُعا کی کہ اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اس وقت تمنا کی کہ کاش! یہ قبر والا میں ہوتا۔

**ذوالبجادیں کی وجہ تسمیہ** | ابن ہشام کہتے ہیں عبد اللہ مرنے کا لقب ذوالبجادیں اس سبب ہو گیا تھا کہ جب یہ مسلمان ہوئے تھے تو ان کی قوم نے ان کو قید کر دیا تھا اور صرف ایک بجاد یعنی چادر ان کے پاس رکھی تھی اور سب کپڑے چھین لئے تھے۔ آخر ایک روز موقع پا کر قوم میں سے بھاگ نکلے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو اُس چادر کو بچھا ڈکڑ دو حصے کیا۔ ایک حصہ کا تہ بند باندھا اور ایک حصہ کو اوڑھ لیا۔ اُس روز سے ذوالبجادیں ان کا لقب ہوا یعنی دو چادروں والے۔

**پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں استفسار** | ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور بیعتہ الرضوان میں شریک تھے کہتے ہیں میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور رات کو ہم چل رہے تھے اور میرا اونٹ آنحضرتؐ کی سانڈنی کے قریب تھا اور مجھ کو نیند آ رہی تھی۔

مگر میں اس خیال سے ہوشیار ہو جاتا تھا کہ کہیں میرا کجاوہ آپ کے پیروں کو نہ لگ جائے۔ آخر مجھے اُونگھ اُگئی اور میرا کجاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں کو لگا۔ آپ نے میرے اونٹ کو ہٹایا۔ اُس ہٹانے سے میری آنکھ کھلی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے مغفرت مانگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ڈر نہیں آگے چلو اور پھر آپ نے لوگوں کے بارے میں مجھ سے دریافت کیا کہ نا شروع کیا جو بنی غفار میں سے اس غزوہ میں نہیں آئے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے رنگ سرخ قد دراز اور بال سیدھے ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ لوگ رہ گئے اور اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا اور وہ لوگ کہاں ہیں جن کے قد چھوٹے اور رنگ سیاہ اور بال گھونگر یا لے ہیں؟ میں نے ان لوگوں کو نہ پہچانا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ لوگ بھی کیا ہم ہی میں سے ہیں؟ فرمایا ہاں! تب مجھ کو یاد آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لوگ قبیلہ اسلم کے ہیں اور ہمارے حلیف ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا کسی نے اُن کو اس بات سے بھی منع کیا تھا



کہ جب وہ خود اس غزوہ میں شریک نہ ہوئے تھے تو اونٹ پر کسی جہاد کے شائق شخص کو بٹھا کر روانہ کرتے اور فرمایا مجھ کو اس بات کا زیادہ خیال ہوتا ہے کہ میرے لوگوں میں سے جو قریش میں سے مہاجرین اور انصار اور بنی غنارہ اور بنی اسلم ہیں۔ ان میں سے کوئی شخص جہاد میں میرے ساتھ شریک نہ ہو اور پیچھے رہ جائے۔

مسجد ضرارہ اور اُس کے بنانے والے

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آتے ہوئے مقام ذی آوان

میں پہنچے جہاں سے مدینہ ایک گھنٹہ کا راستہ تھا۔

راوی کہتا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک پر جانے کی تیاری کر رہے تھے تو مسجد ضرارہ کے بانی آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! میں نے مسافروں اور اندھیری اور جاڑے کی رات کے چلنے والوں کے آرام کے لئے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ اُس میں تشریف لاکر ایک دفعہ نماز پڑھائیے۔ رسول اقدس نے فرمایا۔ اب تو میں سفر کی تیاری میں مشغول ہوں۔ ہاں جب انشاء اللہ تعالیٰ واپس آؤں گا تو وہاں نماز پڑھوں گا۔ جب رسول اکرم تبوک سے واپس آتے ہوئے مقام ذی آوان میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کے حال سے آپ کو مطلع کیا۔ اور آپ نے مالک بن عشم اور معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی ان دو آدمیوں کو حکم دیا کہ تم جا کر ان ظالموں کی مسجد کو جلا دو اور مساجد کر دو۔ یہ دونوں شخص فوراً روانہ ہوئے اور مالک نے معن بن عدی سے کہا کہ تم ذرا ٹھہرو میں اپنے گھر سے آگ لے آؤں اور کھجور کی شاخوں کا ایک ٹٹھا اپنے گھر سے جلا کر لاؤں۔ پھر دونوں نے مل کر اس مسجد میں آگ لگائی اور اُس کو بالکل گرادیا۔ جو لوگ اُس وقت مسجد میں تھے سب بھاگ گئے۔

قرآن شریف کی اس آیت میں اس مسجد کا بیان ہے: **الَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا هَاهُنَا**  
**وَكَهَاهُنَا قُلُوبًا بَئِينَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْكَافِرِينَ**

راوی کہتا ہے جن لوگوں نے یہ مسجد بنائی تھی بارہ شخص تھے جن کے نام یہ ہیں :-  
۱۔ خدام بن خالد بن عمرو بن عوف سے اور اسی نے اپنے گھر میں سے جگہ نکال کر مسجد شقاق بنائی تھی۔

۲۔ ثعلبہ بن حاطب بن امیہ بن زید

۳۔ اور معتب بن قشیر بنی ضبیعہ بن زید سے۔

- ۴ - اور ابو جلیہ بن الزعریہ بنی ضبیعہ سے تھا -  
 ۵ - اور عباد بن حنیف کاسجائی بنی عمرو بن عوف سے -  
 ۶ - اور جادیہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے :  
 ۷ - مجمع بن جاریہ اور  
 ۸ - زید بن جاریہ  
 ۹ - اور یثیل بن حرث بن ضبیعہ سے -  
 ۱۰ - اور یخرج بنی ضبیعہ سے -  
 ۱۱ - اور بجاد بن عثمان بن ضبیعہ سے اور  
 ۱۲ - ودیعہ بن ثابت بنی اُمیہ سے -

مدینہ سے تبوک تک مساجد | راوی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجدیں  
 خاص تبوک میں تھیں۔ ایک مسجد شنیثہ ملائان میں۔ ایک مسجد ذات الذراب میں۔ ایک مسجد مقام انضر  
 میں۔ ایک مسجد ذات الخطمی میں۔ ایک مسجد مقام الالام میں۔ ایک مسجد ثراء میں۔ ایک مسجد شق ناہ  
 میں۔ ایک مسجد ذی الجیفہ میں۔ ایک مسجد صدر حوضی میں۔ ایک مسجد حجر میں۔ ایک مسجد صعید میں۔  
 ایک مسجد وادی القراء میں۔ ایک مسجد مقام رقیہ میں جو شقیہ بنی عذرہ کے قریب ہے۔ ایک مسجد  
 ذی مروہ میں۔ ایک مسجد قیفاء میں اور ایک مسجد ذی خشب میں تھی -



# کعب بن مالکؓ مرارہ بن ربیع

## اور ہلال بن اُمیہؓ

پیچھے رہنے والے چند مخلص مسلمان | مسلمانوں میں سے یہ تین شخص تبوک کے غزوہ میں نہ گئے تھے :- کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہ۔ اور یہ لوگ منافق یا دین میں شک رکھنے والے نہ تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو آپؐ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ تم ان تینوں آدمیوں سے بات نہ کرنا۔ چنانچہ صحابہؓ میں سے کسی نے ان لوگوں سے بات نہ کی اور منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہیں کھا کھا کر اپنے محلہ بیان کرنے لگے۔ مگر آنحضرتؐ نے ان کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی اور نہ کوئی عذر ان کا خدا و رسولؐ کے ہاں مقبول ہوا۔ اگرچہ بظاہر رسولؐ اکبرؐ نے ان کو کچھ تنبیہ نہ فرمائی نہ مسلمانوں کو ان کی بات چیت سے منع کیا بلکہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی مگر ان کے باطن کو خدا کے سپرد کیا۔

کعب بن مالک کا بیان | کعب بن مالک تبوک کے غزوہ سے اپنے اور اپنے دونوں ساتھیوں مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہ کے رہ جانے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک ہونے سے پیچھے نہ رہا تھا سوا ایک بدر اور تبوک کے اور بدر کا غزوہ ایسا تھا کہ اُس میں جو لوگ شریک نہ ہوئے تھے اُن پر خدا کے رسولؐ نے کچھ ملامت نہیں فرمائی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قریش کے قافلے کے ارادہ سے تشریف لے گئے تھے۔ وہاں قریش سے مقابلہ کا موقع ہو گیا اور میں نے مقام عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی جو مجھ کو بدر کی شرکت سے زیادہ

بہتر معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ بدر کا واقعہ لوگوں میں زیادہ مشہور ہے۔

**تساہل اور مستی** | اور اب جو بنی تبوک کے غزوہ سے رہ گیا حالانکہ سب سامان میرے پاس تیار تھا اور جانے میں مجھ کو کچھ وقت نہ تھی۔ یعنی کسی غزوہ میں جانے کے وقت دو اونٹ میرے پاس نہ تھے اور اس وقت موجود تھے مگر پھر بھی میں نہ گیا اور رسول مقبول جب کسی جہاد کا ارادہ فرماتے تھے لوگوں کو تیاری کا حکم دیتے تھے۔ مگر یہ ظاہر نہ فرماتے تھے کہ کدھر کا قصد ہے۔ جب آپ نے تبوک کا قصد کیا تو اس کو ظاہر فرما دیا۔ کیونکہ موسم نہایت گرمی کا اور سفر دور دراز کا تھا اور زبردست دشمن کا مقابلہ تھا۔ اور لوگ اُن دنوں میں سایہ میں رہنا پسند کرتے تھے۔ اس سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارادہ کو ظاہر فرما دیا تاکہ مسلمان کثرت سے جمع ہوں اور خوب تیاری کر لیں۔ اور فضل الہی سے مسلمانوں کی تعداد اُس وقت اس قدر بڑھ گئی تھی جن کی فہرست تیار نہیں کی جاسکتی۔

کعب کہتے ہیں اس کثرت کے سبب سے بعض لوگ خیال کرتے تھے کہ اگر ہم نہ گئے تو کسی کو ہمارے نہ جانے کی خبر نہ ہوگی۔ بشرطیکہ قرآن کی آیت ہمارے متعلق نازل نہ ہو۔

چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس غزوہ کی تیاری کی۔ میں بھی روزِ ارادہ کرتا تھا کہ تیاری کروں مگر کچھ نہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ مسلمانوں کے ساتھ روانہ بھی ہو گئے اور میں یونی رہ گیا۔ کہ آج تیاری کرتا ہوں اور کل کرتا ہوں اور رسول اکرمؐ کے جانے کے بعد بھی ہی خیال کرتا رہا کہ بس اب میں بھی روانہ ہو کر آپ سے جا ملوں گا۔ یہاں تک کہ آنحضرتؐ تبوک میں پہنچ بھی گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانے کے بعد جو میں مدینہ میں پھرتا تو ایسے ہی باقی ماندہ لوگ مجھ کو دکھائی دیتے جو منافق تھے یا جانے سے معذور تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک میں پہنچے تو صحابہؓ سے آپ نے فرمایا کہ کعب بن مالک کہاں ہے؟ بنی سلمہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! عیش و آرام نے اُس کو آنے سے روک دیا۔ معاذ بن جبل نے اس شخص کو جواب دیا کہ تم نے درست نہیں کہا۔ ہم نے کعب میں سبجز بھلائی اور خیر کے کچھ بُرائی نہیں دیکھی۔ آپ خاموش ہو گئے۔

**صاف گوئی اور راست بازی** | کعب بن مالک کہتے ہیں جب مجھ کو خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں۔ تو میں فکر مند ہوا کہ رسول اکرمؐ سے کیا عذر کروں گا اور کچھ جھوٹی باتیں بنانے کے لئے

سوچنے لگا اور اپنے گھر کے لوگوں سے بھی اس بات میں مشورہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ جب مجھ کو فہرشی کہہ انحضرت تشریف لے آئے سارا جھوٹ خدا نے مجھ سے دور کر دیا اور میں نے جان لیا کہ بس سچ بولنے میں نجات ہے میں سچ ہی آپ سے عرض کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت مدینہ میں تشریف لائے اور آپ کا قاعدہ تھا کہ جب تشریف لاتے تھے تو پہلے مسجد میں دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر لوگوں سے ملنے کے لئے تشریف رکھتے۔ پھر گھر میں جاتے تھے۔ چنانچہ آپ بھی جب سفر سے آپ تشریف لائے تو دو رکعتیں پڑھ کر مسجد میں بیٹھے اور منافق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہیں گئے تھے حاضر ہوئے اور قسمیں کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے لئے دُعا مغفرت کرتے تھے اور اُن کے باطن کو خدا کے سپرد فرماتے تھے یہاں تک کہ میں بھی حاضر ہوا اور میں نے سلام کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا جیسے غصہ میں آدمی تبسم کرتا ہے اور مجھ سے فرمایا آؤ۔ میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ فرمایا تم کیوں جہاد سے رہ گئے؟ کیا تم نے اونٹ نہیں خریدا تھا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! واللہ اگر میں کسی دنیا دار کے پاس بیٹھا ہوتا تو یہ خیال کر سکتا تھا کہ کچھ عذر کر کے اُس کے غصہ سے بچ جاؤں گا۔ اور اگر آپ کی خدمت میں بھی کچھ جھوٹ بولوں تو شاید آپ راضی ہو جائیں۔ مگر پھر خدا آپ کو میرے حال سے مطلع کر کے مجھ پر خفا کر دے گا۔ اس سبب سے میں تو سچ ہی عرض کرتا ہوں اور سچ ہی بولنے سے اُمید رکھتا ہوں کہ خدا میری عقیقی کو پاک کرے گا۔ اور نجات دے گا۔ خدا کی قسم مجھے کچھ عذر نہ تھا۔ بلکہ اس وقت میرے لئے بڑی آسانی اور سہولت تھی جو اور کسی وقت پیش نہیں ہوئی۔ پھر بھی میں آپ کے ساتھ نہ جا سکا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ ہاں تم نے سچ کہا۔ اچھا تم جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے معاملہ میں فیصلہ فرمائے۔

**دیگر دو افراد** کعب کہتے ہیں میں کھڑا ہوا اور بنی سلمہ کے چند آدمی بھی میرے ساتھ تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے بھی کوئی گناہ کیا ہو گا۔ کیا تم اس بات سے عاجز تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی عذر بیان کر دیتے اور انحضرت تمہارے لئے مغفرت کی دُعا کرتے جیسے کہ اور لوگوں کے لئے کی ہے اور وہی دُعا تمہارے گناہ کے لئے کافی ہو جاتی۔

کعب کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے مجھ سے یہ بات اس امر سے کہی کہ آخر میں نے قصد کیا کہ میں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا کر کچھ عذر کروں اور دُعا کروں۔ پھر میں نے



ان لوگوں سے دریافت کیا کہ کوئی اور شخص بھی ایسا ہی ہے جس نے یہی بات کہی ہو جو میں نے آنحضرتؐ سے عرض کی ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہاں دو آدمی اور ہیں انہوں نے بھی آپؐ سے یہی کہا ہے جو تم نے کہا۔ اور آنحضرتؐ نے بھی ان سے وہی فرمایا ہے جو تم سے فرمایا۔ میں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا ایک مرادہ بن ربیع عمری اور دوسرے ہلال بن اُمیہ واقفی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ دونوں آدمی بھی نیک ہیں۔ پھر میں خاموش ہو رہا اور رسولِ اقدسؐ سے کچھ عرض نہ کیا۔

**مسلمانوں کا قطع تعلق** | کعب کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو ہم تینوں آدمیوں سے کلام کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ چنانچہ لوگ ہم سے پرہیز کرتے تھے اور میں ایسا دل تنگ تھا کہ اپنے لئے کہیں ٹھکانا نہ پاتا تھا اور میرے دونوں ساتھی تو اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تھے مگر میں نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوتا تھا اور بازاؤں میں بھی پھرتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا۔ جب میں آپؐ کی خدمت میں آتا اور سلام کرتا تو دیکھتا تھا کہ نبی کریمؐ نے بھی جواب کے لئے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں؟ اور میں آپؐ کے ساتھ ہی نماز پڑھتا تھا اور نظر چرا کر دیکھتا تھا کہ آنحضرتؐ میری طرف دیکھتے ہیں یا نہیں؟ پس جب میں نماز میں ہوتا تو آپؐ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپؐ کی طرف دیکھتا تو آپؐ منہ پھیر لیتے۔

جب اسی طرح بہت روز گزر گئے اور مسلمانوں نے مجھ سے بات نہ کی تو میں بہت پریشان ہوا اور ابوقحافہؓ کے پاس گیا جو میرے چچا زاد بھائی تھے اور سب سے زیادہ مجھ کو اُن سے محبت تھی۔ میں نے اُن کو سلام کیا انہوں نے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابوقحافہؓ میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ میں خدا و رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ ابوقحافہؓ نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ کہا۔ جب بھی وہ خاموش رہے میں نے سہ بارہ کہا۔ تب انہوں نے کہا کہ خدا اور رسول کو خبر ہے۔ اُس وقت میں روئے لگا۔

**غسان کے حاکم کا خط** | پھر میں صبح کو بازار میں آیا۔ میں نے دیکھا کہ شام کا رہنے والا ایک نبطی شخص لوگوں سے مجھ کو دریافت کر رہا تھا۔ یہ شخص مدینہ میں تجارت کے لئے آیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو لوگوں نے اشارہ سے اُس شخص کو مجھے بتلادیا۔ وہ شخص میرے پاس آیا اور بادشاہ غسان کا خط جو حریر پر لکھا ہوا تھا مجھ کو دیا۔ میں نے اُس

کو پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ ہم نے سنا ہے تمہارے سردار نے تم پر بہت ظلم کیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔ کعب کہتے ہیں اس خط کو پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بھی میرے لئے ایک فتنہ ہے مجھ کو کیا ضرورت ہے کہ میں ایک مشرک کے پاس جا کر پناہ گزین ہوں۔ پھر میں نے اس خط کو ایک بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔

**اہلیہ سے علیحدگی کا حکم** | کعب کہتے ہیں اسی حالت میں جب چالیس راتیں ہم پر گزریں تو ایک شخص نے مجھ سے آکر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو حکم فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو اور اپنے دونوں ساتھیوں سے بھی ہی کہہ دو میں نے اس شخص سے کہا کہ کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں؟ اس شخص نے کہا نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے فقط تم اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور جب تک خدا ہمارے مقدمہ کو فیصلہ نہ کرے تم وہیں رہو۔

کعب کہتے ہیں ہلال بن اُمیہ کی بیوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن اُمیہ بہت بوڑھے ہیں اور کوئی ان کی خدمت کرنے والا نہیں ہے اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو میں ان کی خدمت کر دیا کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اس سے قربت نہ کرنا۔ عورت نے کہا یا رسول اللہ! وہ بہت بوڑھے ہیں کچھ خس و خاشاک کی ان میں طاقت نہیں ہے اور جب سے یہ واقعہ ہوا ہے وہ ہر روز اس قدر روتے ہیں کہ مجھ کو ان کے نابینا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو اجازت دے دی۔

کعب کہتے ہیں میرے بعض گھر والوں نے مجھ سے کہا کہ تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی بیوی کے لئے اجازت لے لو۔ میں نے کہا میں ہرگز ایسی اجازت نہیں لے سکتا اور میں نہیں جانتا کہ رسول اکرمؐ اس بات کا مجھ کو کیا جواب دیں؟ جس کو آپ نے اجازت دی ہے وہ بوڑھے ہیں اور میں جوان آدمی ہوں میں کیونکر اجازت لوں۔

**توبہ کی قبولیت** | کعب کہتے ہیں جب اسی طرح پچاس راتیں ہم پر پوری ہوئیں تو پچاسویں رات کی صبح کو میں اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھ کو ایک شخص کی

آواز آئی جس نے پکار کر کہا اے کعب تم کو مبارک ہو۔ یہ سنتے ہی میں سجدہ میں گر پڑا اور سمجھ گیا کہ اب میرے لئے کشا دگی ہو گئی۔

کعب کہتے ہیں اُس روز صبح کی نماز پڑھتے ہی آنحضرتؐ نے لوگوں کو ہمارے توبہ کی قبولیت سے مطلع کر دیا تھا۔ اور لوگ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو خوشخبری دینے آ رہے تھے۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر خوشخبری دینے میرے پاس آیا اور ایک نے پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز کے ساتھ مجھ کو مبارکباد دی اور اس کی آواز مجھ کو سوار کے آنے سے پہلے پہنچ گئی۔ اور جس شخص نے پہلے مجھ کو خوشخبری سنائی تھی اُس کو میں نے اپنے دونوں کپڑے جو پہنے ہوئے تھا بخش دیئے حالانکہ اُس وقت میرے پاس اور کپڑے بھی نہ تھے۔ ایک شخص سے عادیۃً مانگ کر اور کپڑے پہنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوا۔ جو لوگ ملتے تھے وہ مبارک باد دیتے تھے۔ یہاں تک کہ میں آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا۔ آپؐ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور صحابہ آپؐ کے گرد اگر بیٹھے تھے۔ طلحہ بن عبد اللہ مجھ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور مبارک باد دینے لگے۔ اور خدا کی قسم مہاجرین میں سے اور کوئی شخص میری طرف طلحہ کے سوا کھڑا نہیں ہوا۔ کعبؓ طلحہ کی اس محبت کا ہمیشہ ذکر کرتے اور کبھی اس کو نہیں بھولے تھے۔

**رسول اللہ کی بارگاہ میں** | کعب کہتے ہیں جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپؐ نے فرمایا خوش ہو جاؤ کہ ایسا خوشی کا دن جب

مے تم پیدا ہوئے تمہارے لئے نہ ہوا ہو گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک اُس وقت چود ہویں رات کے چاند کی طرح روشن و منور تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ خوشی میرے لئے آپؐ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے فرمایا خدا کی طرف سے۔

کہتے ہیں خوشی کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اسی طرح روشن ہو جاتا تھا اور ہم سمجھ جاتے تھے کہ اس وقت آپؐ خوش ہیں۔ پھر جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا نے میری توبہ قبول کی ہے میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے مال میں سے کچھ صدقہ نکال کر خدا و رسولؐ کی خدمت میں پیش کروں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنا مال اپنے ہی پاس رکھنے دو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خیبر میں جو میرا حصہ ہے وہ میں اپنے دیتا ہوں۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا نے مجھ کو سچ بولنے کے سبب بخت دی ہے۔ اب میں عہد

کہتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ ہی بولوں گا۔

کعب کہتے ہیں جس وقت سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سچ بولنے پر عہد کیا تھا۔ پھر کبھی جھوٹ بولنے کا قصد نہیں کیا۔ ہمیشہ وہ عہد مجھ کو یاد آ جاتا تھا۔

راوی کہتا ہے ان لوگوں کی توبہ قبول ہونے کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

## آیات قرآنی

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْحُسْرَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبَ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ سَرُوفٌ رَّحِيمٌ ۖ وَعَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الَّذِينَ خَلَقُوا - أَخْرَجَ

”بے شک توبہ قبول کر لی خدا نے نبی کی کہ انہوں نے منافقوں کو پیچھے رہنے کا حکم دیدیا تھا اور توبہ قبول کی مہاجرین اور انصار کی جنہوں نے رسول کی اطاعت کی تنگی کے وقت میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل جماد سے پھر جائیں۔ پھر خدا نے ان کی توبہ قبول کی بے شک وہ ان کے ساتھ مہربان رحم والا ہے اور ان تینوں آدمیوں کی بھی توبہ قبول کی جو پیچھے رہ گئے تھے“

کعب کہتے ہیں اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت مجھ پر نہیں کی کہ اُس روز میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سچ بولا اور منافقوں کی طرح سے جھوٹ نہ بولا ورنہ جیسے وہ ہلاک ہو گئے تھے میں بھی ہلاک ہو جاتا۔ منافقوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی -

سَيَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُذَّبًا ۖ اِذَا اُنْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِنُغْرِضُوا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِيحٌ وَمَا وَاهُمْ جَهَنَّمُ حِزًّا ۚ اِنَّمَا كَانُوا اِيْكَسِبُوْنَ ۙ يَخْلِفُوْنَ لَكُذَّبًا لِنُغْرِضُوا عَنْهُمْ فَاِنْ تَوَضَّعُوا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ ۙ (۹: ۹۶)

”اے مومنو! جب تم منافقوں کی طرف واپس جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے روگردانی کرو۔ پس تم ان سے منہ پھیر لو۔ بے شک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ نہرا ان اعمال کی جو وہ کما تے اور کسب کرتے تھے۔ تمہارے سامنے اس لئے قسمیں کھاتے

ہیں تاکہ تم اُن سے راضی ہو۔ تو اگر تم اُن سے راضی بھی ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ  
ایسے فاسق بدکاروں سے راضی نہیں ہوتا۔

کعب کہتے ہیں ہم تینوں آدمی بجانب اللہ اس جہاد سے پیچھے رکھے گئے تھے کیونکہ  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

وَعَلَى اللَّهِ ثَلَاثَةٌ كَفَرُوا -

اور اسی سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے متعلق حکم الہی کا انتظار  
کیا بخلاف منافقین کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی قسموں اور عذروں کو سنکر  
کچھ نہ فرمایا۔

پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیچھے رہنے کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ خود ہم کو پیچھے  
رکھنے اور پھر ہماری توبہ قبول فرمانے کا ذکر کیا ہے۔





# ثقیف کا وفد

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے واپس ہو کر رمضان کے مہینہ میں مدینہ میں رونق افروز ہوئے

ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک

اور اسی مہینہ میں بنی ثقیف کا وفد خدمت میں حاضر ہوا۔  
اصل اس واقعہ کی اس طرح ہے کہ جب رسول پاک طائف سے واپس آئے تھے تو راستہ میں عروہ بن مسعود ثقیفی آپ کو ملے۔ یہ طائف کو جا رہے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل کر انہوں نے اسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو میں اپنی قوم بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت کروں۔ رسول اکرم جو اس قوم کی سختی اور کفر پر مضبوطی ملاحظہ کر چکے تھے فرمانے لگے کہ وہ لوگ تم سے لڑیں گے۔ عروہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان لوگوں کو ان کی آنکھوں سے زیادہ پیارا ہوں اور واقعی یہ اپنی قوم میں ہر دلعزیز تھے آنحضرت خاموش رہے اور عروہ نے اپنی قوم ثقیف میں پہنچ کر دعوت اسلام شروع کی اور اپنا مذہب بھی ظاہر کر دیا تو قوم نے چاندوں طرف سے ان پر تیر مارے۔ چنانچہ یہ شہید ہو گئے۔ بنی مالک یہ کہنے لگے کہ عروہ کو بنی سالم کے ایک شخص اس بن عوف نے قتل کیا ہے اور اعلان یہ کہنے لگے کہ عروہ کو بنی عتاب بن مالک کے ایک شخص وہب بن جابر نے قتل کیا ہے۔ آخر عروہ سے کہ ابھی ان میں کچھ جان باقی تھے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ شہید ہوئے ہیں ایسا ہی مجھ کو بھی خیال کرو اور جہاں وہ لوگ دفن ہیں وہیں مجھ کو بھی دفن کر دینا۔ چنانچہ ان کی قوم نے ایسا ہی کیا۔

راوی کہتا ہے۔ رسول پاک نے جب عروہ کی شہادت کی خبر سنی فرمایا عروہ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کا ذکر قرآن شریف کی سورہ یس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔  
عروہ کو شہید کرنے کے کئی مہینے بعد تک بنی ثقیف خاموش بیٹھے رہے۔ پھر انہوں نے باہم شورہ کیا کہ

ہمارے چاروں طرف کے عرب مسلمان ہو گئے ہیں اور ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

**عمر بن اُمیہ اور عبد یلیل** | راوی کہتا ہے کہ عمرو بن اُمیہ حلاجی اور عبد یلیل بن عمرو میں کسی رنج کے سبب سے ترک ملاقات تھی۔ پس ایک روز عمرو بن اُمیہ عبد یلیل کے مکان پر گیا اور ایک شخص کو اُس کے بلانے کے لئے بھیجا۔ اُس شخص نے عبد یلیل سے کہا کہ عمرو بن اُمیہ تم کو بلاتا ہے باہر آؤ۔ عبد یلیل نے کہا کیا عمرو بن اُمیہ نے تجھ کو بھیجا ہے؟ اُس نے کہا ہاں؛ دیکھ یہ کھڑا ہوا ہے۔ عبد یلیل نے کہا مجھ کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ عمرو بن اُمیہ میرے گھر پر آئے گا۔ پھر جب یہ باہر نکلا تو عمرو بن اُمیہ سے اچھی طرح ملا اور مزاج پُرسی کی۔ عمرو نے کہا تم جانتے ہو کہ آج کل ہم سب جس منحصر میں گرفتار ہیں۔ اس وقت ہم تم کو جبار ہونا مناسب نہیں ہے باہم مل کر کچھ مشورہ کرو کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ محمد کی طاقت دن بدن ترقی پر ہے۔ تمام عرب نے اسلام قبول کر لیا ہے اور ہم کو اُن کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ عمرو کے اس کہنے سے بنی ثقیف مشورہ پر آمادہ ہوئے اور یہ صلاح قرار پائی کہ ایک شخص کو رسول اللہ کی خدمت میں روانہ کریں جیسے پہلے عروہ بن مسعود کو روانہ کیا تھا اور عبد یلیل سے کہا کہ تم ہی جاؤ۔ عبد یلیل عروہ کا واقعہ دیکھ چکے تھے اس لئے جانے سے انکار کرنے لگے کیونکہ جب یہ واپس آئے تو پھر ثقیف عروہ کی طرح ان کو بھی قتل کر دیتے۔

**بارگاہِ نبوی میں وفد** | آخر یہ رائے قرار پائی کہ عبد یلیل کے ساتھ دو آدمی احلاف سے اور تین بنی مالک سے، یہ سب چھ آدمی یہاں سے رسول اللہ کی خدمت میں روانہ ہوں۔ چنانچہ عبد یلیل کے ساتھ یہ لوگ روانہ ہوئے۔ حکم بن عمرو بن وہب بن معتب اور بنی مالک سے عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد دہمان۔ اور اوس بن عوف اور نمیر بن خرشہ بن ربیع۔ چنانچہ عبد یلیل ان لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے اور یہی اس وفد کے سردار تھے۔ اور ان لوگوں کو لے کر اسی سبب آئے تھے تاکہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کے ساتھ بدسلوکی نہ کریں اور ان لوگوں کے ساتھ ہونے سے ہر قوم اپنے آدمی کی پاسداری کرے گی۔

**مدینہ میں آمد** | جب یہ لوگ مدینہ سے قریب پہنچے تو مغیرہ بن شعبہ نے ان کو دیکھا۔ اور مغیرہ کا وہ دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُڑنوں کے چرانے

کی باری کا تھا۔ کیونکہ صحابہ آنحضرتؐ کے اونٹوں کو باری باری سے چرایا کرتے تھے۔ جب مغیرہؓ نے ان لوگوں کو دیکھا تو اونٹ ان کے پاس چھوڑ کر خود حضورؐ کی خدمت میں اُن کے آنے کی خبر کہنے کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت ابو بکرؓ ملے اُن سے ان لوگوں کے آنے کا حال بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم یہیں ٹھہر جاؤ۔ میں اُن کے آنے کا حال تم سے پہلے جا کر نبی اکرمؐ سے عرض کر آؤں۔

مغیرہؓ ٹھہر گئے اور ابو بکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کیا کہ بنی ثقیف کا وفد مسلمان ہو کر آیا ہے اور وہ کچھ شرائط بھی آپؐ سے اپنی قوم کے لئے منظور کرانی اور بکھروانی چاہتے ہیں۔ مغیرہؓ بنی ثقیف کے پاس چلے آئے اور اُن کو سکھایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاؤ تو اسی طرح سے سلام کرنا اور اس طریقہ سے داخل ہونا اور گفتگو کرنا۔ مگر ان لوگوں کی سمجھ میں مغیرہؓ کی تعلیم نے کچھ اثر نہ کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اسی جاہلیت کے طریقہ سے سلام ادا کیا۔

**عہد نامے کے لئے بات چیت** | آنحضرتؐ نے مسجد کے ایک گوشہ میں اُن کے لئے وجگہ مقرر فرمائی۔ خالد بن سعید بن حاصؓ رسول اللہ کے اور اُن کے درمیان گفتگو کرتے تھے یہاں تک کہ عہد نامہ تیار ہوا۔ خالد ہی نے اپنے ہاتھ سے اُس کو لکھا اور اس عہد نامہ کے مکمل ہونے سے پہلے جو کھا نا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں سے ان کے لئے آتا تو یہ لوگ بغیر خالد کے کھلائے نہ کھاتے یہاں تک کہ عہد نامہ تیار ہو گیا اور ان لوگوں نے مسلمان ہو کر آپؐ کی بیعت کی۔

**ثقیف کی شرائط** | اس عہد نامہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی انہوں نے پیش کی تھی کہ بڑا بت خانہ جس میں لات کا بت تھا اُس کو تین سال تک منہدم نہ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ پھر انہوں نے ایک سال تک کہا۔ آنحضرتؐ نے اس کو بھی منظور نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ کم کرتے کرتے یہ ایک مہینہ پر آ گئے۔ اس پر بھی آپؐ نے انکار فرمایا اور کسی مدت مقرر تک اُس کے چھوڑنے کا اقرار نہ فرمایا۔

اس درخواست سے ان لوگوں کا منشاء یہ تھا کہ بت خانہ کے فوراً منہدم کرنے سے اُن کی قدم کے جاہل لوگ اور عورتیں بگڑ جائیں گے اور اگر چند روز بعد اُس کو منہدم کریں گے تو اس

عرصہ میں وہ لوگ کچھ کچھ اصلاح پر آجائیں گے مگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط کو بالکل منظور نہیں فرمایا۔ اور مغیرہ بن شعبہ اور ابوسفیان بن حرب کو ان لوگوں کے ساتھ جا کر اس بُرت خانے کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔

اور ایک شرط ان لوگوں نے یہ بھی پیش کی تھی کہ نماز سے ہم کو معافی دی جائے اور ہم اپنے بتوں کو اپنے ہاتھ سے نہ توڑیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خیر بتوں کو تمہیں اپنے ہاتھ سے توڑنے سے تو ہم معافی دیتے ہیں۔ مگر اس دین میں کچھ خیر نہیں ہے جس میں نماز نہ ہو اس سے ہم معافی نہیں دے سکتے۔

**حضرت عثمان بن ابی العاص کی سرداری** | راوی کہتا ہے جب آنحضرتؐ نے عہد نامہ ان کو لکھ دیا اور یہ مسلمان ہو گئے تو عثمان

بن ابی العاص کو رسول کریمؐ نے اُن کا سردار مقرر فرمایا حالانکہ عثمان ان سب میں نوعمر تھے۔ مگر ان کو علم دین اور قرآن شریف کے حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا اور حاصل کر بھی لیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس لڑکے کو میں علم دین کے حاصل کرنے اور قرآن کے سیکھنے میں بڑا حریص پاتا ہوں اسی سبب آپؐ نے ان کو سردار بنایا۔

**ثقیف اور رمضان کے روزے** | اسی وفد کے ایک شخص سے روایت ہے۔ کہتے ہیں جب ہم مسلمان ہو گئے تو رمضان کے باقی مہینہ کے ہم نے

بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزے رکھے اور بلالؓ افطار اور سحری کے وقت ہمارے لئے رسول اللہ کے ہاں سے کھانا لاکر ہم کو کھلاتے تھے

پس بلالؓ افطار کے وقت آتے اور ہم سے کہتے کہ روزہ کھول لو۔ ہم کہتے کہ ابھی تو سورج اچھی طرح غروب نہیں ہوا۔ بلالؓ کہتے میں آنحضرتؐ کو روزہ افطار کرا کے آیا ہوں اور بلال ایک نوالہ کھاتے لہذا ہم بھی افطار کرتے اور ایسے ہی سحری کے وقت جب حضرت بلالؓ آتے تو ہم کہتے کہ اب تو فجر طلوع ہو گئی۔

بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں کھاتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ پس ہم لوگ بھی اسی وقت سحری کھاتے۔ عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بنی ثقیف کا سردار بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ اے عثمان نماز بہت مختصر پڑھایا کرتا۔ کیونکہ مقتدی پوڑھے اور بیمار اور کاروباری لوگ بھی ہوتے ہیں۔



**للت کے بتکدے کا انہدام** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو واپس ان کے شہر کی طرف رخصت کیا۔ تو ابوسفیان بن

حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھی بت خانہ کے منہدم کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ جب یہ لوگ طائف میں پہنچے تو مغیرہ نے ابوسفیان سے کہا کہ تم آگے چلو۔ ابوسفیان نے انکار کیا آخر مغیرہ کدال لے کر بت خانہ پر چڑھے اور اُس کو ڈھانا شروع کیا اور مغیرہ کی قوم بنی معتب ان کے گرد آکر کھڑے ہو گئے تاکہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کو تیر نہ ماریں۔ اور ابوسفیان ذی حرم میں جہاں ان کا مال تھا چلے گئے پھر آکر مغیرہ کے ساتھ بت خانہ کے منہدم کرنے میں شریک ہوئے بنی ثقیف کی عورتیں بت خانہ کو منہدم ہوتے ہوئے دیکھ کر دوقی اور چلاتی تھیں۔ مغیرہ نے تمام زور اور سونا جو اس بت خانہ میں تھا ابوسفیان کے پاس بھیج دیا۔

**ابو یلح اور قارب کا اسلام** | جب عروہ کو بنی ثقیف نے شہید کیا ہے تو ابو یلح بن عروہ اور قارب بن اسود عروہ کے چھتے یہ دونوں ثقیف

کے وفد کے آنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تھے اور عرض کیا تھا کہ ہم اب ثقیف سے کبھی نہ ملیں گے۔ آپ نے فرمایا تم جس سے چاہو محبت کرو۔ انہوں نے عرض کیا ہم تو خدا و رسول سے محبت کرتے ہیں اور انہی کو اپنا ولی بناتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ابوسفیان بھی تو تمہارے ماموں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں! ہمارے ماموں ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیرہ اور ابوسفیان کو بت خانہ کے منہدم کرنے کے لئے روانہ کیا تو ابو یلح بن عروہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے باپ عروہ کے ذمہ قرض ہے اگر آپ حکم دیں تو اس بت خانہ کے مال سے وہ قرضہ ادا کر دیا جائے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی بات ہے۔

قارب بن اسود نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے باپ اسود کے قرض کو بھی ادا کر دیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو مشرک مرا تھا۔ قارب نے عرض کیا یا رسول اللہ! مسلمانوں کے ساتھ سلوک کریں یعنی میرے ساتھ کیونکہ اب تو وہ قرض مجھ کو دینا ہے۔ اور میں ہی اُس کا دیندار ہوں۔ چنانچہ آنحضرت نے ابوسفیان کو حکم کیا کہ عروہ اور اسود کا قرض بت خانہ کے مال سے ادا کر دیا جائے۔ چنانچہ جب مغیرہ نے بت خانہ کا سب مال جمع کیا۔ تو ابوسفیان سے کہا آنحضرت نے تمہیں حکم فرمایا ہے کہ عروہ اور اسود کا قرض اس مال سے ادا



کر دو۔ ابوسفیان نے ان کے قرض ادا کر دیئے۔

**ثقیف کے ساتھ عہد نامے کا مضمون** | بسم اللہ الرحمن الرحیم ط  
یہ عہد نامہ ہے محمد نبی رسول کا خدا کی طرف

سے مومنوں کے لئے۔ یہاں کی گھاس اور لکڑی نہ کاٹی جائے اور نہ یہاں کے جانوروں کا  
شکار کیا جائے۔ اور جو شخص ایسا کرے تاہوا پایا جائے گا اس کے کوڑے لگیں گے اور کپڑے  
اتار لئے جائیں گے اور اگر زیادہ تباہی کرے گا تب وہ گرفتار کر کے محمد رسول اللہ  
کی خدمت میں بھیجا جائے گا۔

یہ حکم محمد نبی رسول خدا کا ہے اور انہی کے حکم سے اس فرمان کو خالد بن سعید  
نے لکھا ہے۔ اس لئے ہر شخص پر لازم ہے کہ اس فرمان کے خلاف نہ کرے۔ ورنہ وہ اپنے نفس  
پر ظلم کرے گا۔ یہ حکم محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔





إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوا كَلِمَةً شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا  
عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُوا الْبَيْعَةَ الَّتِي كُنْتُمْ عَلَيْهِمْ إِلَى الْيَوْمِ إِنَّ اللَّهَ يَحِبُّ  
الْمُتَّقِينَ ۖ فَإِذَا أَسْلَمَ لَكُمْ شِرْكُهُمْ فَأَنْتُمْ أَوْلَىٰ لَهُمْ بِالْمَالِ الَّذِي كَانُوا  
يَعْمَلُونَ فِيهِ وَقَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۚ وَاللَّهُ يَهْدِي  
الْبَشَرَ لِنُجَاتٍ كَثِيرَةٍ وَمِنْهُمْ مَن ذَلَّلَ اللَّهُ لِلشَّيْطَانِ فَإِنَّ  
الشَّيْطَانَ يَأْخُذُ بِالْبَشَرِ وَأَتَمُّ بِهِمْ ۚ إِنَّ إِلَهَهُمْ إِلَهُكُمْ وَإِنَّ إِلَهَكُمْ  
لَاحَدٌ ۚ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ يَضْحَكُ إِلَى الْمُفْسِدِينَ ۚ

ترجمہ:- مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا اور پھر ان مشرکوں نے تمہارے عہد میں کچھ خا می نہیں  
کی اور نہ تمہارے دشمنوں کی تمہارے مقابلہ میں امداد کی۔ تو تم بھی ان کے عہد کو  
جس مدت تک بندھا ہوا ہے پورا کرو۔ بے شک خدا پر ہیزگاروں کو دوست  
نہ کہتا ہے۔ پھر جب حرام مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور ان  
کو پکڑو اور قید کرو اور ہر ناکہ پر ان کی گھات میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کر کے  
نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو قید سے ان کو چھوڑ دو۔ بے شک اللہ تعالیٰ  
بخشنے والا مہربان ہے۔“

وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ  
ثُمَّ ابْلُغْهُ أَمْرَهُ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ ۚ كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ  
عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ  
الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ  
يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۚ (۸: ۴۱-۴۰)

ترجمہ:- اگر مشرکوں میں سے کوئی شخص تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو تا کہ وہ  
اللہ کا کلام سنے۔ پھر اس کو اس کی جائے امن میں پہنچا دو۔ یہ اس سبب سے کہ  
وہ بے علم لوگ ہیں۔ مشرکوں کے لئے خدا و رسول کے پاس کیسے عہد ہو سکتا ہے  
سوا ان مشرکوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے اندر عہد کیا۔ اس لئے جب  
تک وہ تمہارے عہد پر قائم رہیں تم بھی قائم رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ  
پرہیزگاروں کو دوست نہ کہتا ہے۔“

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۚ

بَاتُوا هِيَه وَتَا جَلْ قُلُوبُهُمْ وَآلَتُهُمْ فَاسْتَوْنَ هُ اسْتَوُوا يَا أَيَّتُهَا  
 لَمَنَّا قَلِيلًا فَصَدُّوا عَن سَبِيلِهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ط لَا يَرْجُونَ  
 فِي مَمُومِينَ إِنْ لَا ذِمَّةَ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ط فَإِنْ  
 تَابُوا وَآقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَأَخِوَانَا لَكُمْ فِي الدِّينِ وَتَفْقِلُ  
 أَنْ يَأْتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ هُ

ترجمہ: مشرکوں کے لئے کیسے عہد ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ تم پر غالب ہوں تو تمہارے معاملے میں  
 نہ قربت کو خیال رکھیں گے نہ وفادہ عہد تم کو اپنی زبانی باتوں سے خوش کرتے ہیں۔ حالانکہ  
 اُن کے دل اُن باتوں کے خلاف ہیں جو وہ منہ سے بگتے ہیں اور زیادہ تر اُن میں سے فاسق  
 ہیں۔ آیات خداوندی کو انہوں نے تھوڑی سی قیمت پر فروخت کر دیا ہے۔ پھر اُس کے راستے سے  
 لوگوں کو روک دیتے ہیں بُرے ہیں وہ اعمال جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ مومنوں کے متعلق نہ یہ قربت  
 کا خیال کرتے ہیں نہ وقاعدہ کا اور یہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں لیکن اگر یہ  
 توبہ کر کے نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہم آیتوں کو اہل علم کے لئے  
 تفصیل وار بیان کرتے ہیں۔“

اعلانِ برأت اور حضرت علیؓ | حضرت امام باقرؑ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کے  
 حج کے لئے جانے کے بعد سورہ برأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 پر نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ابوبکرؓ کو کہلا بھیجیں کہ وہ لوگوں میں حج کے روز اس کا  
 اعلان کر دیں۔ آپؓ نے فرمایا یہ کام میرے اہل بیت ہی میں سے ایک شخص کرے گا۔ پھر آپؓ  
 نے حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ تم جاؤ اور حج میں قربانی کے روز جس وقت سب لوگ منیٰ میں جمع  
 ہوں سورہ برأت کے شروع کی آیات سب کو پڑھ کر سننا دو اور اعلان کرو کہ جنت میں کافر  
 داخل نہ ہوگا اور آئندہ سال سے مشرک حج کو نہ آئے۔ اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف  
 کرے اور جس شخص کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد کسی مدت مقررہ تک ہے وہ  
 عہد اس مدت تک برقرار ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سانڈ بنی جس کا نام عضباء  
 تھا سوار ہو کر روانہ ہوئے اور راستہ ہی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ جب  
 حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو فرمایا کہ آپؓ امیر ہو کر آئے ہیں یا مامور ہو کر؟ حضرت علیؓ

نے فرمایا میں مامود ہوں۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔

حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کو حج کرایا اور تمام قبائل عرب اپنی اپنی جگہوں پر اترے ہوئے تھے جہاں جاہلیت کے زمانہ میں اترتے تھے۔ جب قربانی کا روز ہوا تو حضرت علیؓ نے لوگوں کو جمع کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا اعلان کیا اور فرمایا اے لوگو! جنت میں کافرنہ داخل ہوگا اور نہ اس سال کے بعد سے مشرک کعبہ کا حج کرنے پائے گا نہ برہنہ ہو کر کوئی شخص کعبہ کا طواف کر سکے گا۔ اور جس شخص کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد کسی مقررہ مدت تک ہے وہ اُس مدت تک پورا کیا جائے گا۔ اور آج سے لوگوں کو چار مہینہ تک مہلت ہے تاکہ سب اپنے اپنے شہروں میں پہنچ جائیں۔ پھر کسی مشرک کے لئے عہد اور ذمہ داری نہیں ہے سوائے لوگوں کے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدت معینہ تک عہد ہے تو وہ عہد اُس مدت تک رہے گا۔ پس اس سال کے بعد سے کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف کرے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس چلے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول کو چار مہینہ گزرنے کے بعد جو مشرکین کے اپنے گھروں میں پہنچنے اور ساز و سامان کے درست کرنے کے لئے مدت مقرر کی تھی۔ اُن لوگوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص عہد کو توڑ دیا تھا یا جو عام عہد میں شامل تھے۔ چنانچہ فرمایا ہے :-

مَا تَلَوْا تَلَوْتُ قَوْمًا نَكَلُوا آيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِأَحْوَابِ الْوَسْوَيلِ وَهَمُّ  
بَدُو كَدُّ أَوَّلِ مَرَّةٍ أَخْشَوْهُمْ فَأَلَّفَهُ اللَّهُ أَحَقَّ أَنْ تَخْشَوْهُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ  
فَاتْلَوْهُمْ لِيَعْلَمَ بِأَيْدِكُمْ وَيَخْشَاهُمْ وَيَنْصَرُّكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ  
عَدُوَّكُمْ قَوْمٌ مُؤْمِنِينَ هَ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَكُتُوبَ اللَّهُ عَلَى  
مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ط

ترجمہ :- اے مسلمانو! تم اُن لوگوں کو کیوں نہیں قتل کرتے جنہوں نے اپنی قسوں کو توڑ دیا اور رسول کو شہر بد کرنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے ہی تم سے جنگ کی ابتدا کی۔ کیا تم اُن سے خوف کرتے ہو۔ پس اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے خوف کرو۔ اگر تم مومن ہو ان مشرکوں کو قتل کرو۔ خدا تعالیٰ ان کو تمہارا رے ہاتھوں سے عذاب



کرے گا اور ذلیل کرے گا اور تم کو اُن پر غالب فرمائے گا اور مسلمانوں کے سینوں کو آرام دیگا اور اُن کے دلوں کے غصتوں کو مٹو کر فرمائے گا اور جس کو چاہے گا توبہ کی توفیق دے گا اور اللہ علم اور حکمت والا ہے۔“

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَاَنْ لَّمْ يَخْلَعْ لَكُمْ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَاَنْ لَّهُمْ حِجَابٌ  
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلٌ لَّهِ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَجْذَلَكُمْ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ  
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

ترجمہ: ”اے مسلمانو! کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ تم یونہی چھوڑے جاؤ گے حالانکہ انہیں جانا خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو جنہوں نے برا خدا و رسول اور مؤمنوں کے کسی کو ولی اور دوست نہیں بنایا اور اللہ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے قریش کے اس قول کی بابت ذکر فرمایا ہے جو وہ اپنی تعریف میں کہتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں۔ ہم حاجیوں کو پانی نہ حرم کا پلاتے ہیں اور بیت اللہ کی تعمیر کرتے ہیں۔ پس ہم سے افضل کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ  
اٰتٰى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلٰهًا اِلَّا اللّٰهَ ط فَغَسَّيْ اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُتَكِبِّيْنَ  
اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَادَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِمَامًا كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ  
الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوُوْنَ عِنْدَ اللّٰهِ ط

”بے شک خدا کی مسجدیں وہ شخص تعمیر کرتا ہے جو خدا پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ پس امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت پانے والے ہوں گے۔ اے مشرکین! کیا تم نے حاجیوں کے پانی پلانے اور مسجد حرام کے تعمیر کرنے کو اُس شخص کے برابر سمجھ لیا ہے جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہے اور راہِ خدا میں اُس نے جہاد کیا ہے خدا کے نزدیک یہ برابر نہیں ہیں۔ ایمان لانے والے کا بڑا مرتبہ ہے۔“

پھر اس کے آگے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دشمنوں کا ذکر فرمایا ہے اور حنین کی جنگ میں مسلمانوں کے شکست کھانے اور پھر اپنی مدد اور نصرت کے نازل کرنے کا ذکر فرما کر فرمایا ہے :-

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَاهِهِمْ  
هَذَا وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ  
إِنْ شَاءَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ط

ترجمہ:- بے شک مشرکین ناپاک ہیں۔ لہذا اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ جانے پائیں اور اگر  
تم اے مسلمانو! مشرکوں کی آمد بند ہونے سے فقر و فاقہ کا خوف کرو تو اللہ تعالیٰ  
تم کو عنقریب اپنے فضل سے اگر چاہے گا تو نیک کر دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ  
علم و حکمت والا ہے۔“

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ  
اللَّهُ وَلَا رَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى  
يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ط

ترجمہ:- اے مسلمانو! ان لوگوں کو قتل کرو جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے  
ہیں اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں  
اور نہ حق کا دین رکھتے ہیں اہل کتاب میں سے یہاں تک کہ یہ ذلیل ہو کر جزیہ  
دینا قبول کریں۔“



## تفسیر سورہ برأت (۲)

پھر اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے شر و فریب کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا :-  
 اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَوْحَادِ وَالزَّهْبَانِ لَيَكُوْنُنَّ اَمْوَالُ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ  
 وَيَعْبُدُوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنُزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ  
 لَا يُنْفِقُوْا لَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ هٰذَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ  
 ”یہودیوں کے بہت سے عالم اور زاہد لوگوں کے مال حرام طریقہ سے کھاتے ہیں اور دغریب  
 جاہل لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ یعنی اسلام قبول کرنے سے روکتے ہیں اور جو لوگ  
 سونے اور چاندی کو گاڑ کر رکھتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے ہیں اے رسول  
 اُن کو دردناک عذاب کی خوشخبری دو“

پھر نسی کا ذکر فرمایا ہے جو اہل عرب نے ایک بدعت ایجاد کی تھی یعنی جو مہینے اللہ نے حرام  
 مقرر کئے ہیں اُن کو وہ حلال کر کے اُن کے بدلہ اور مہینوں کو حرام کر لیتے تھے۔  
 اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اَثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ ذٰلِكَ كِتَابُ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ  
 السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حَرَمٌ فَلَا تُطْلَمُوْا فِيْهِنَّ اَلْفُسُكُ ۝  
 بیشک مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ہے۔ کتابِ الہی میں جس دن سے کہ اُس نے  
 آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ چار مہینے ان بارہ میں سے حرام ہیں۔ پس ان حرام مہینوں میں تم  
 اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرنا یعنی مشرکین کی طرح سے تم بھی اُن کو حلال کر لو ۝  
 اَللّٰمَ النَّسِيْ ذِيَادٌ فِي الْكُفْرِ يَفْضُلُ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيُحِلُّوْهُ عَامًا وَ  
 يُحَرِّمُوْهُ عَامًا لِّيُوْا طَلُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ  
 لَكُمْ سُوْءٌ عَمَلًا لَّيْسَ بِاللّٰهِ لَآ يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ ۝  
 ترجمہ :- بیشک نسی کا فعل کفر میں زیادتی ہے گمراہ کئے جاتے ہیں اس کے ساتھ کافر کہیں

سال اس کو حرام کرتے ہیں اور ایک سال حلال کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے  
 مہینوں کا شمار ٹوپا کر دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کر لیں۔ ان کی بد اعمالیاں  
 انہیں آراستہ معلوم ہوتی ہیں اور اللہ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا ہے۔  
 پھر اللہ تعالیٰ نے غزوہ تبوک میں مسلمانوں کے سست اور کاہل ہونے اور رومیوں  
 کی جنگ کو بھاری سمجھنے اور منافقین کے نفاق کا بیان فرمایا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے اُن کو جہاد کی طرف بلایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا كُفِّرَ إِذَا قِيلَ لَكُمْ الْفِرُّ وَافِي سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّمَا قَلْتُمْ إِلَى  
 اللَّهِ رَضٍ ط سے اس آیت تک یہی قصہ بیان کیا ہے۔ لَئِنْ تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ  
 تَمَافٍ ائْتَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ ط اے ایمان والو! تم کو کیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے  
 کہ راہ خدا میں چلو تو تم بھاری ہو کر زمین سے لگے جاتے ہو۔ اگر تم رسول کی مدد نہ کرو گے تو بے شک اللہ  
 نے اُس کی مدد کی جبکہ وہ دو آدمی تھے کوہ ثور کے غار میں۔

پھر منافقوں کا ذکر فرمایا ہے :-

لَوْ كَانَتْ عَرَضًا قَسْرِيًّا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَا تَبْعُوكُمْ وَلَكِنْ بَعْدَتْ عَلَيْهِمُ  
 الشُّقَّةُ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ  
 أَنْفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ط عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنَتْ  
 لَهُمْ حَتَّى يَتَّبِعِينَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمُ الْكَافِرِينَ ط

ترجمہ :- اگر مال دنیا کا نزدیک ہوتا اور سفر آسان تو ضرور منافق تمہارے ساتھ جاتے مگر راز ہوتی  
 اُن پر مشقت راہ کی اور عنقریب خدا کی قسمیں کھاویں گے کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم ضرور  
 تمہارے ساتھ چلتے۔ مگر کیا کریں ہم مجبور تھے یہ لوگ اپنے نفسوں کو جھوٹی قسمیں کھا کر ہلاک  
 کرتے ہیں اور خدا جانتا ہے کہ بیشک یہ جھوٹے ہیں۔ اے رسول اللہ نے تم کو معاف  
 کر دیا کہ تم نے ان کو پیٹھ دہنے کی اجازت دی اس بات سے پہلے کہ ان میں سے سچے  
 اور جھوٹے تم کو معلوم ہوتے۔

اور یہی منافقوں کا بیان اس آیت تک ہے :-

لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ حَبَآرًا وَلَا وَضَعُوا أَخِذًا لَكُمْ يَبْعُوكُمْ  
 الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَآعُونَ لَهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ط لَقَدْ

مَتَّبِعُوا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلِ وَقَلْبُوا إِلَيْكَ أَلَمْ تَوْفِّرْ حَتَّى جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ  
أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَارِهُونَ ۚ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ إِذْ ذُنُّبِي وَلَا تَفْتِنِّي  
إِنَّ فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۚ

ترجمہ: اے مسلمانو! اگر یہ منافق تمہارے ساتھ جنگ میں جاتے بھی تو زیادہ نہ کرتے تم کو گمراہی  
اور مکر میں۔ اور دوڑتے تمہارے درمیان جغل غوری کے ساتھ اور ڈھونڈتے تمہارے  
درمیان فتنہ اور فساد اور تم میں بہت سے لوگ اُن کے مخبر ہیں جو اُن کو خبریں پہنچاتے  
ہیں اور خدا ظالموں کا علم رکھتا ہے ۝

اس سے پہلے منافقوں نے (اُحد کی جنگ میں) فتنہ ڈھونڈا تھا اور تمہارے کاموں کو  
پھیرنا چاہتا تھا یہاں تک کہ آگیا حق اور خدا کا حکم ظاہر ہوا۔ حالانکہ وہ اُس کے ظہور کو بُرا سمجھتے  
ہیں اور اُن میں بعض وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم کو بیٹھ رہنے کی اجازت دو اور فتنہ میں نہ ڈالو۔  
خبردار یہ لوگ فتنہ میں گر پڑے ہیں۔

پھر یہی قصہ اس آیت تک بیان فرمایا ہے۔

لَوْ يَجِدَ دَنَ مَلَجَاءٍ أَوْ مَخْرَاجٍ أَوْ مَدَّةَ خَلٍّ لَوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ  
وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ  
يُعْطُوا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَلْسَنُحُونَ ۚ

”اِن لوگوں کو اگر کوئی جائے پناہ مل جاتی یا کوئی غار یا کوئی گس بیٹھنے کی ذرا جگہ مل جاتی تو  
یہ ضرور نہ اٹھا کر چل دیتے اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو صدقات (تقسیم کرنے) کے  
بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں۔ پھر اگر ان صدقات میں سے (ان کی خواہش کے مطابق)  
انہیں مل جاتا ہے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے انہیں نہیں  
ملتا تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔“

پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ صدقات کن لوگوں کے لئے ہیں :-

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ  
قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً  
مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۚ

ترجمہ :- بے شک صدقوں کا مال فقروں، مسکینوں اور اُن کے وصول کرنے والوں اور سبیل



اور غلام کے آزاد کرنے اور قرضداروں اور راہ خدا میں جہاد کرنے والوں اور مسافروں کے لئے ہے، فرض ہے یہ خدا کا اور خدا علم والا حکمت والا ہے۔“  
 پھر منافقوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا اور تکلیف پہنچانے کا بھی ذکر فرمایا ہے :-

وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ ذُنَّ قُلْ أَذَنْ خَيْرٌ لِّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

ترجمہ :- اور بعض منافق وہ ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ کان سننے والا ہے جو کچھ کہو سن لیتا ہے۔ کہہ دو کہ کان سننے والا بہتر ہے تمہارے لئے ایمان رکھتا ہے۔ اللہ کے ساتھ، اور سچ باتا ہے مومنوں کی بات اور وہ نبی رحمت ہے ایمان والوں کے لئے تم میں سے اور جو لوگ رسول اللہ کو تکلیف پہنچاتے ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔“  
 يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمُ لِيُؤْذَوْكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْكُمْ أَتَىٰ سَاكُنُوا الْمُؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ :- تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کریں اور خدا اور رسول اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ یہ لوگ اُن کو راضی کریں اگر یہ مومن ہیں۔“  
 وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخْوَفُ قُلَّآءَ اللَّهِ وَإِيَّاهُ وَرَسُولُهُ لَسْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝  
 ”اگر تم ان سے پوچھو تو یہ کہیں گے کہ ہم باتیں کرتے اور کھیلتے تھے کہہ دو کیا خدا اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول کے ساتھ تم ہنسی کرتے ہو۔“

یہ بات ودیعہ بن ثابت عوفی نے کسی ہمتی - پھر اس کے آگے فرمایا ہے :-  
 يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَا وَهَمَ جَهَنَّمُ وَبَيْتُ الْمُصِیْرُ ۝

”اے نبی تم کفار اور منافقین پر جہاد کرو اور اُن پر سختی کرو اور اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بُرا ٹھکانا ہے۔“

جلسہ بن سوید بن صامت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی تھی - عمیر بن

سعد نے اُس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائی۔ حضورؐ نے مجلس کو بلا کر دریافت کیا۔ مجلس نے صاف انکار کر دیا کہ میں نے کچھ نہیں کہا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ یَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا اِلَّا الْحَقَّ جِئْنَا مِنْكُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّكُمْ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُنْكَرِینَ۔

وَجِئْتُمْ مِنْ عَا هَذَا اللّٰهُ لَئِنْ اَتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَنْتَحِدَنَّ فَنَكُونَنَّ مِنَ الْبَاقِلِیْنَ ۝

”اور بعض ان میں سے وہ شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ اپنے فضل سے ہم کو دے گا تو ہم صدقہ دیں گے اور نیکیوں میں سے ہو جائیں گے“

یہ ثعلب بن حاطب اور معتب بن قشیر بنی عمرو بن عوف سے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

الَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَلِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْقَدِّ قَامَتِ وَالَّذِیْنَ لَوْ جِدُّوْنَ  
لَا یَجِدُوْنَ مِنْهُمْ شَیْئًا ۚ اللّٰهُ مِنْهُمْ سَخِرَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

و وہ منافق جو عیب کرتے ہیں دل سے راہ خدا میں صدقہ دینے والے مومنوں (یعنی عبدالرحمن اور

عام) کو کہتے ہیں کہ انہوں نے مال برباد کر دیا اور عیب کرتے ہیں اُن مومنوں کو جو نہیں پاتے ہیں

نگہا اپنی مشقت کا پیدا کیا ہوا (جیسے ابو عقیل) پس استہزاء کرتے ہیں منافق اُن سے استہزاء کرتے

گا خدا اُن سے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

منافقین کا استہزاء | یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک کے لئے لوگوں کو صدقہ دینے کی فرغیت دلائی۔ تو

عبدالرحمن بن عوف نے چار ہزار دھرم دیئے اور عامر بن عدی نے سو سو کھجوریں لاکر ڈھیر

کر دیں۔ منافقوں نے ان کی اس فراخ دلی کو دیکھ کر کہا کہ یہ صدقہ ان لوگوں نے لیا اور دکھاؤ

کے لئے دیا ہے۔ اور ابو عقیل نے جو ایک غریب آدمی تھے ایک صاع کھجوریں لاکر اُس ڈھیر میں

ڈال دیں۔ منافق اُس کو دیکھ کر بہت ہنسے اور کہنے لگے ایسی ذرا سی کھجوروں کی خدا کو کیا

ضرورت ہے؟ اُسے ان کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور ایک منافق نے دوسرے کی طرف آنکھ

سے اشارہ کر کے مسخکھا اڑایا۔

پھر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کی طرف جانے کو تیار ہوئے تو مسلمانوں

نے مسلمانوں کو بہکانا شروع کیا کہ اس گرمی کے موسم میں جا کر کیا کرو گے۔

وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ذَلِكَ  
یعنی منافق کہتے ہیں کہ گرمی میں نہ جاؤ اے رسول کہہ دو کہ جہنم کی آگ بڑی سخت گرم ہے اگر وہ  
سمجھ رکھتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ | حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ کہتے ہیں جب  
عبداللہ بن ابی بن سلول مرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کو اُس کے جنازہ کی نماز پڑھانے بلایا گیا۔ آپ تشریف لے گئے اور جب آپ نماز کے لئے  
کھڑے ہوئے تو میں آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ  
اس دشمن خدا عبداللہ بن ابی بن سلول کی نماز پڑھا رہے ہیں۔ جس نے فلاں روز یہ کہا تھا اور  
فلاں روز یہ کہا تھا سارے واقعات میں اُس کے بیان کرنے لگا اور حضور تیسرم فرما رہے تھے۔  
آخر جب میں نے بہت کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر تم ہٹ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ  
نے (منافقوں کے لئے) مجھ کو اختیار دیا ہے۔ چنانچہ اُس نے فرمایا ہر استغفر لہم اَوْ  
لَا تَسْتَغْفِرَ لَہُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرَ لَہُمْ سَبْعَ مِائَاتٍ فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰہُ لَہُمْ یعنی اے رسول  
تم چاہے منافقوں کے لئے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو۔ اگر تم ان کے لئے ستر مرتبہ بھی مغفرت  
کی دعا کرو گے پھر بھی ہرگز خدا ان کو نہ بخشے گا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ  
سے زیادہ دعائے مغفرت کرنے سے خدا اُن کو بخش دے گا تو میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ  
اُن کے لئے مغفرت کی دعا کروں۔

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر رسول کریم نے اُس کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر پر تشریف  
لے گئے۔ اور مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی اُس جبرأت اور دلیری کرنے سے  
تعجب تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں :-

وَلَوْ تَصَلَ عَلَى أَحَدٍ مِّنْہُمْ مَا تَابَ أَبَدًا وَلَا تَقَعُ عَلَيْهِ قَبْرَةٌ إِلَّا هُوَ  
كَفَرٌ وَإِلَہُ وَرَسُولُہِ وَمَا كُنُوا وَہُمْ فَاسِقُونَ ۝

”اے رسول! تم ان منافقوں میں سے کسی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھاؤ۔ نہ اُس کی قبر پر کھڑے  
ہو بیشک ان لوگوں نے خدا اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور فاسق مرے ہیں“  
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی منافق کے جنازہ

پر تشریف نہیں لے گئے اور نہ کسی کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَإِذْ أَنْزَلْتُ سُورَةَ أَنَا يُسُورَةُ الْبَقَرَةِ بِأَمْرِ اللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذِنَكَ  
أُولُو الْعُدُولِ مِنْهُمْ ۖ

”اور جب کوئی سورت اس معنوں کی نازل کی جاتی ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول کیساتھ  
ہو کر جہاد کرو تو منافقوں میں سے مال و دولت والے تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت  
مانگتے ہیں“

لَكِنَّ الرُّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ، جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ  
لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۖ أَخَذَ اللَّهُ  
لَهُمْ حَبْشَتَ بَجْرَ عَمٍّ مِنْ تَحْتِهَا أَلْ تَهَادُ غَالِيَةً فِيهَا  
ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۖ

”لیکن رسول نے اور اُن لوگوں نے جو اُن کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔ راہِ خدا میں اپنی  
جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کیا اور انہی لوگوں کے واسطے نیکیاں ہیں دونوں جہان  
کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں خدا نے ان کے لئے جنتیں تیار کی ہیں جن کے  
نیچے نہریں بہتی ہیں یہ لوگ اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ  
كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۖ - آخر قسط تک

”اور آئے وہ لوگ جنہوں نے خدا اور رسول سے بھڑک بولا تھا“

اور معذروں بنی غفار میں سے چند لوگ تھے جن میں سے ایک خفان  
مخلص معذورین | بن ایماء بن رخصہ تھے۔ اس کے آگے اُن لوگوں کا بیان فرمایا ہے جو  
سواری نہ ملنے کے سبب سے جہاد میں نہ جاسکتے تھے۔ جن کا قصہ اوپر بیان ہو چکا ہے :

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا اتَّوَلَّكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ مَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا  
وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ ۖ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ  
يَنْتَازِمُونَ وَهُمْ غَنِيَاءُ رُكُوعًا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ  
لَا يَعْلَمُونَ ۖ

”اور نہیں ہے گناہ اُن لوگوں پر جو اے رسول! تمہارے پاس سواری مانگنے کو آئے تم نے اُن سے کہا میرے پاس سواری نہیں ہے جس پر میں تم کو سوار کروں۔ وہ روتے ہوئے اس غم سے اُلٹے چلے گئے کہ خرچ کرنے کو کچھ نہ پاتے تھے۔ بیشک گناہ اُن لوگوں پر ہے جو تم سے بیٹھ رہنے کی اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وہ غنی ہیں راضی ہیں وہ اس بات سے کہ وہ عورتوں کی طرح ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ لہذا وہ نہیں جانتے“

پھر ان منافقوں کے مسلمانوں کے سامنے قہیں کھانے اور عذر پیش کرنے کا ذکر فرمایا ہے کہ تم ان کی طرف سے متہم پھیر لو۔ اور اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ (ان) فاسقوں سے راضی نہ ہوگا۔

پھر دہقانی عربوں اور اُن کے منافقوں کا ذکر فرمایا ہے :-  
 وَمِنَ الَّذِينَ ابْتَغَتْ دَارَ الْآخِرَةِ مِمَّا يَنْفِقُ مَغْرًا مَّا وَ يَتَوَبَّعُونَ بِلُغَالٍ دَارَ الْآخِرَةِ عَلَيْهِمْ دَارُ الْآخِرَةِ السَّوْءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ  
 ”عرب کے دہقانوں میں بعض وہ لوگ ہیں کہ جو کچھ وہ راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اُس کو قرعہ شمار کرتے ہیں اور تمہارے ساتھ زمانہ کی گردشوں کا انتظار کرتے ہیں انہی پر بُری گمراہی ہے اور اللہ سننے والا علم والا ہے“

پھر ان اعراب کا ذکر فرمایا ہے جو خالص اور پکے مسلمان تھے۔  
 وَمِنَ الَّذِينَ ابْتَغَتْ دَارَ الْآخِرَةِ مِمَّا يَنْفِقُ مَغْرًا مَّا وَ يَتَوَبَّعُونَ بِلُغَالٍ دَارَ الْآخِرَةِ عَلَيْهِمْ دَارُ الْآخِرَةِ السَّوْءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ  
 ”وہ اور عرب کے دہقانوں میں سے بعض لوگ وہ بھی جو خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اُس کو خدا کی نزدیکی اور رسول کی دعا کا سبب سمجھتے ہیں۔ خبردار بیشک یہ خرچ کرنا اُن کے لئے قُربت کا باعث ہے“

پھر ان مہاجرین اور انصار کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کا اختیار کرنے میں سبقت کی اور اُن کی فضیلت اور ثواب کا ذکر فرما کر اُن کے تابعین کی فضیلت کا بھی ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے احسان اور نیکی کے ساتھ ان کا اتباع کیا۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ خدا اُن سے راضی ہوا۔ اور وہ خدا سے راضی ہوئے۔



پھر فرمایا ہے :-

وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ ۖ وَمِنَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَوْدُوا  
عَلَى التَّفَاقِقِ ط

و یعنی تمہارے ارد گرد جو عرب رہتے ہیں ان میں سے بعض منافق ہیں اور بعض مدینہ کے  
رہنے والوں میں سے بھی نفاق پراٹے ہوئے ہیں “

سَعَدَ بِهٖمْ مَّرَتَيْنِ تَعَارَفُوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۙ

” عنقریب ہم اُن کو دوسرے عذاب کریں گے۔ ایک عذاب یہ جس کے اندر دنیا میں گرفتار ہیں  
یعنی اسلام کی ترقی کو دیکھ کر مرے جاتے ہیں اور دوسرا عذاب قبر کا ہے۔ پھر ان دونوں ہی  
عذابوں کے بعد بڑے عظیم الشان عذاب ہیں جو دوزخ کا ہے یہ منافق گرفتار کئے جائیں گے۔  
وَاٰخِرُوْنَ اَعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَعُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَاٰخِرُ سَيِّئًا عَسَى  
اَللّٰهُ اَنْ يَّتُوبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۙ

(۹ : ۱۰۲)

” اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور اچھے اور  
بُرائے دونوں طرح کے عمل کئے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول فرمائے بیشک  
خدا بخشنے والا مہربان ہے “

خُذْ مِّنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ  
اِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۙ

” اے رسول! تم ان کے مالوں میں سے صدقہ لے کر اُس کے ساتھ ان کو پاک اور پاکیزہ  
کرو۔ بیشک تمہاری دعا اُن کے لئے سکون کا باعث ہے “

وَاٰخِرُوْنَ مُّوْجِبَاتٍ لِّرَّحْمٰنٍ اِنَّهٗ لَا يَعْزُبُ عَنْهٗ شَيْءٌ وَّاٰخِرُ  
يَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۙ

” اور دوسرے پیچھے رہنے والوں میں سے وہ لوگ ہیں جنہیں حکیم الہی کے صدور  
کے لئے مہلت دی گئی ہے یا اُن کو عذاب کرے یا اُن کی توبہ قبول فرمائے “  
پھر اس کے آگے مسجدِ مزار کا ذکر فرمایا ہے ۔

پھر فرماتا ہے :-

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِآتٍ لَهُمْ  
الْجَنَّةَ يَلْقَا تِلْكَ فِي سَبِيلِهِ يَفْتَلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي  
التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ فَاسْتَبَشِرُوا بِلَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ  
وَذَلِكَ هُوَ الْقَوْمُ الْعَظِيمُ ۝

”بے شک خدا نے مومنوں سے ان کے جان و مال کو خرید لیا ہے بالغرض اس کے کہ ان کے لئے جنت ہے راہِ خدا میں لڑتے ہیں۔ پس قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں۔ یہ وعدہ خدا پر پورا کرنا حق اور لازمی ہے۔ تورات اور انجیل اور قرآن میں، اس لئے اے مسلمانو! تم اپنی اس بیع کے ساتھ خوش ہو جو خدا نے تم سے کی ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔“  
ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سورہ برأت کو لوگ مبعثرہ کہتے تھے۔ کیونکہ اس سورت نے لوگوں کے پوشیدہ حالات ظاہر کر دیئے تھے۔  
راوی کہتا ہے غزوہ تبوک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری غزوہ تھا جس میں آپ بذاتِ خود تشریف لے گئے تھے۔



## سورہ اور اُس کے واقعات

**سورہ فتح کا نزول** ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی فتح اور تبوک کے غزوہ سے فارغ ہوئے اور بنی ثقیف نے بھی اسلام قبول کر لیا تو پھر چاروں طرف سے قبائل عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت اور اسلام سے مشرف ہونے لگے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اصل میں تمام قبائل عرب اسلام لانے میں قریش کے منتظر تھے کہ دیکھیں قریش اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔ کیونکہ قریش تمام عرب کے ہادی اور پیشوا سمجھے جاتے تھے اور تمام عرب ان کی نسبت کے سبب سے بیت اللہ کی خدمت اور حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد ہونے کی نسبت سے از حد تعظیم و تکریم کرتے تھے اور قریش کی رسول اللہ سے مخالفت کے سبب سے ہی تمام قبائل عرب قبول اسلام سے خاموش تھے۔ جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش کا زور اور مخالفت اسلام نے توڑ دیا تو سب عرب سمجھ گئے کہ ہم کسی طرح رسول اللہ کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ پس سب کے سب گروہ کے گروہ اور فوجیں کی فوجیں اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہونے لگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے :-

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ

أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا

”جبکہ آگئی مدد اللہ کی طرف اور فتح اور دیکھا تم نے لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں اللہ کے دین میں فوجیں کی فوجیں پس اپنے رب کی حمد و تسبیح کرو اور اُس سے دعا کرو بیگ وہ توبہ قبول کرے اور لاہے۔“

بمجلہ اور وفدوں کے بنی تمیم کا وفد بھی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور بنی تمیم کا وفد اشراف بنی تمیم سے یہ لوگ اس وفد میں تھے عطار بن حاجب بن زہراء

بن عمر بن تیمیم۔ یہ وہ شخص ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ بن ابی سفیان کا بھائی بنایا تھا اور اسی طرح آپ نے اپنے اصحاب مہاجرین میں عقد اخوت قائم کیا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان اور حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ میں اور طلحہؓ بن عبید اللہ اور زبیرؓ بن عوامؓ میں اور ابوذر غفاریؓ اور مقداد بن عمروؓ بہرائی میں اور معاویہ بن ابی سفیان اور حنات بن یزید مجاشعی میں حنات بن یزید نے معاویہ کی خلافت کے زمانے میں ان کے پاس انتقال کیا۔ اور اس اخوت کے سبب سے معاویہ نے تمام مال حنات کا وارث ہونے کے سبب اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اسی سبب سے فرزدق شاعر نے اپنے ایک قصیدہ میں معاویہ کی بھوکی ہے۔

وفد کے ارکان | اور قیس بن عاصم۔

ابن ہشام کہتے ہیں عطار بن حاجب بنی تمیم کی شاخ بنی دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید بن منات بن تمیم میں سے تھے۔ اور اقرع بن حابس بنی مالک بن دارم بن مالک میں سے تھے۔ اور حنات بن یزید بھی بنی دارم بن مالک سے تھے اور زبیر بن بدر بنی ہمدان بن عوف بن کعب بن سعد بن زید منات بن تمیم میں سے تھے۔ اور عمرو بن اہشم بنی منقر بن عبید بن حرث بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید منات بن تمیم میں سے تھے۔ اور قیس بن عاصم بھی بنی منقر بن عبید سے تھے۔

اور ان لوگوں کے ساتھ عیینہ بن حصن فرڑی بھی تھے اور عیینہ بن حصن اور اقرع بن جابس فتح مکہ اور حنین اور طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔

بنی تمیم کی مفاخرت | جب یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ان لوگوں نے آوازیں دینی شروع

کیں کہ اے محمدؐ باہر آؤ۔ ہم تم سے مفاخرت کرنے آئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے چمکنے اور آوازیں دینے سے تکلیف ہوئی۔ مگر اسی وقت باہر تشریف لائے۔ انہوں نے عرض کیا ہمارے خطیب کو آپ حکم دیں کہ وہ ہمارے فخر کا خطبہ بیان کرے آپ نے فرمایا میں نے اجازت دی۔ تمہارا خطیب کہے کیا کہتا ہے۔ چنانچہ عطار بن حاجب کھڑا ہوا اور نہایت فصاحت سے اس نے یہ خطبہ پڑھا۔

عطار کی تقریر | اُس خدا کو تعریف ہے جس کا ہم پر بہت بڑا فضل و احسان ہے اور وہی

تحریت کے لائق ہے جس نے ہم کو بادشاہ بنایا اور بڑی مال و دولت عنایت کی جس کو ہم نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں اور تمام مشرقی عرب میں ہم کو اُس نے سب سے زیادہ باعزت کیا ہے اور تعداد و شمار میں بھی ہم سے زیادہ ہیں۔ کل نوع انسان میں ایسا کون ہے جو ہماری ہم سہری کا دعویٰ کر سکے۔ کیا ہم سب کے سردار نہیں ہیں اور سب سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتے ہیں۔ اگر کسی کو ہمارے سامنے اپنا خضر ظاہر کرنا ہے تو جیسے فضائل ہم نے اپنے بیان کئے ہیں وہ بھی ظاہر کرے اور ہم نے نہایت مختصر بیان کیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو بہت کچھ بیان کر سکتے ہیں۔ مگر ہم کو اپنے مناقب اور اپنی نعمتوں کے بیان کرنے سے جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو دی ہیں شرم آتی ہے۔ لہذا ہم کہتے ہیں کہ جس کو دعویٰ ہو وہ بھی ہمارے سامنے اپنے بفاخر بیان کرے اور لازم ہے کہ جو فضائل وہ بیان کرے وہ ہمارے فضائل سے افضل ہوں۔

ثابت بن قیس کی جوابی تقریر | اداوی کہتا ہے بنی تمیم کے اس خطبہ کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کے خطبہ کا جواب دو۔ ثابت کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ پڑھا:-

اُس خدا کو حمد و ثناء منزا دار ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کر کے اپنا حکم اُن کے اندر جاری کیا اور اُس کا علم کل اشیاء کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر بات اُسی کے فضل پر موقوف ہے۔ پھر اُسی کی قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ اُس نے ہم کو زمین کا مالک اور بادشاہ بنایا اور اپنی کل مخلوق میں اپنے بنی کو برگزیدہ کیا جو تمام خلقت میں اندرونے نسب بزرگ اور اندرونے حسب افضل اور صدق گفتار اور حسن کردار سے آراستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو تمام عالم میں سے مخصوص کر کے اپنی مخلوق پر امین کیا۔ پھر ان رسولؐ نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی۔ مہاجرین جو رسولؐ کے اقرباء اور ذی رحم اور حسب و نسب میں سب سے بہتر اور حسن صورت اور حسن سیرت سے آراستہ تھے۔ سب سے پہلے اس دعوت کے مطیع ہوئے اور خدا و رسولؐ کے حکم کو قبول کیا۔ پھر ہم انصارؓ نے اس دعوت کے قبول کرنے میں سبقت کی۔ لہذا ہم اللہ کے انصار اور اُس کے رسولؐ کے وزیر ہیں۔ تمام کفار و مشرکین کو ہم قتل کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خدا و رسولؐ کے ساتھ ایمان لائیں۔ پس جو اُن میں سے ایمان لائے گا وہ ہم سے اپنے جان و مال کو محفوظ رکھیں گا



اور جو انکار کرے گا ہم ہمیشہ اُس پر جہاد کریں گے اور اُس کا قتل کرنا ہم پر بہت  
آسان ہوگا۔ اب میں اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے بخشش  
کی دعا کرتا ہوں اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی، اور تم پر سلام ہو۔“

راوی کہتا ہے اس کے بعد بنی تمیم کے وفد  
ذہریقان کے اشعار اور حسان کا جواب

اپنی قوم کی تعریف اور فخر میں ایک نظم پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کو  
جو اُس وقت وہاں موجود نہ تھے بلوایا۔ جب حسان آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ تم اس کے اشعار کا جواب دو۔ حسان نے فی البدیہہ اسلام اور مسلمانوں کے فخر اور تعریف  
میں بہت سے اشعار پڑھے۔ جس کو سن کر اقرع بن حابس تمیمی نے کہا کہ قسم ہے میرے باپ کی!  
ان کا خطیب میرے خطیب سے بڑھ کر اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل و بہتر ہے۔  
اور ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ شیریں ہیں۔

پھر اس مفاخرہ اور مشاعرہ کے بعد یہ سب لوگ مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے بہت کچھ انعام و اکرام سے ان کو سرفراز فرمایا۔ ان میں ایک لڑکا عمرو بن اہثم تھا اُس کو  
یہ اپنے شکامنے میں چھوڑ آئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو بھی وہی انعام  
دیا جو اُن کو دیا تھا۔ بنی تمیم کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے :-  
إِنَّ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝  
”یعنی اے رسول! جو لوگ تم کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں اکثر ان میں سے  
عقل نہیں رکھتے۔“

راوی کہتا ہے بنی عامر کے وفد میں یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
وفد بنی عامر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عامر بن طفیل اور اہد بن قیس بن جزمہ بن  
خالد بن جعفر اور جبار بن سلمیٰ بن مالک بن جعفر یہ تینوں شخص بنی عامر کے سردار اور اول درجہ کے  
شیاطین تھے اور عامر بن طفیل اس وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ مدی کے علاوہ  
سے آیا تھا۔ لوگ اس سے کہتے تھے کہ اے عامر سب آدمی مسلمان ہو گئے ہیں تو بھی اسلام قبول  
کر لے۔ اُس نے کہا واللہ! میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اس بات کی کوشش ہمیشہ کرتا رہوں گا  
کہ تمام عرب میرے مطیع ہوں۔ پھر اب میں اس شخص کا کیسے مطیع ہو سکتا ہوں۔ پھر عامر نے

اربد سے کہا کہ جب ہم محمد کے پاس پہنچیں گے تو میں اُن کو باتوں میں مشغول کر لوں گا۔ تو اُن پر تلوار کا وارہ کر دینا۔ پس جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ عامر بن طفیل نے کہا اے محمد! مجھ سے غلوت میں کچھ باتیں کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو پہلے خدا و رسول پر ایمان لا۔

پھر اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باتوں میں لگایا اور ابد کی طرف دیکھنا شروع کیا تاکہ جس بات کا اُس کو حکم دیا تھا اُس کو وہ پورا کرے مگر ابد خاموش کھڑا رہا۔ جب عامر نے دیکھا کہ ابد کچھ نہیں کرتا تو غصہ میں وہاں سے کھڑا ہوا اور آنحضرتؐ سے کہنے لگا کہ قسم ہے خدا کی سواہوں اور پیدلوں سے تمہارے مقابلہ پر نہ میں کو معز دوں گا۔ آپؐ نے دعا کی اے خدا! تو میری طرف سے عامر بن طفیل کو کافی ہو۔ جب عامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے باہر نکلا تو ابد پر بہت خفا ہوا کہ تو نے محمدؐ کو قتل کیوں نہ کیا۔ ابد نے کہا تو ناحق نادم ہو رہا ہے۔ جب میں نے یہ ارادہ کیا، ہجر تیرے اور کوئی مجھ کو دکھائی نہ دیا تو پھر کیا میں تجھ کو قتل کرتا۔

**عامر اور ابد کی ہلاکت** راوی کہتا ہے پھر یہ لوگ اپنے شہروں کو واپس ہوئے اور راستہ ہی میں عامر بن طفیل مرض طاعون میں گرفتار ہوا۔ اس کی گردن میں ایک گٹھلی پیدا ہوئی اور بنی سلول میں سے ایک عورت کے گھر میں مر گیا۔ دونوں ساتھی اس کے اس کو دفن کر کے آگے روانہ ہوئے۔ جب اپنے شہر میں پہنچے تو قوم نے ابد سے پوچھا کہ کہو کیا خبر لائے؟ ابد نے کہا کچھ بھی نہیں۔ خدا کی قسم! ہم کو ایسی چیز کی عبادت کی طرف بلایا کہ اگر وہ میرے پاس اب ہوتا تو میں اُس کے تیرا دانا اور قتل کر دیتا۔ پھر اس کے ایک یا دو دن کے بعد ابد اپنے اونٹ کو لے کر کہیں جا رہا تھا کہ یکایک بجلی گری اور اُس نے اُس کو مع اونٹ کے جلا دیا۔ یہ ابد بن قیس بعید بن ربیعہ کا ماں شریک بھائی تھا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں عامر بن طفیل ابد ابد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:- **اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰی سَمِعَ مَا لَقَدْ مِّنْ ذُوْنِهٖ مِّنْ قَالٍ هٰکِمْ** اور اس آیت میں **مُتَعَقِبَاتٍ** سے وہ فرشتے ہیں جو حکم الہی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرتے ہیں۔ پھر اس آیت میں ابد کے ہلاک ہونے کا ذکر فرمایا ہے **وَيُؤَسِّلُ الصَّوَاعِقُ فَيُصِيبُ بِهَا مَن يَّشَآءُ** یعنی جس پر چاہتا ہے بجلی گراتا ہے۔ (جیسے اس وقت ابد پر گمراہی)۔

بنی سعد بن بکر کا وفد | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی سعد بن بکر نے اپنی قوم سے ایک شخص خمام بن ثعلبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔

ابن عباس کہتے ہیں جب خمام بن ثعلبہ مدینہ میں آئے تو اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازہ پر بٹھا کر اندر داخل ہوئے اور آنحضرتؐ اُس وقت صحابہؓ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ خمام نے آکر پوچھا تم لوگوں میں عبدالمطلب کے فرزند کون صاحب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ہوں۔ خمام نے کہا کیا آپ ہی محمدؐ ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! خمام نے کہا میں آپ سے چند سوال کرنا چاہتا ہوں اور وہ سوال بھی سخت ہیں۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں دریافت کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ناراض نہ ہوں گا۔ تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہے کرو۔ خمام نے کہا میں آپ کو آپ کے خدا کی اور ان لوگوں کی جو آپ سے پہلے تھے اور آپ کے بعد ہوں گے قسم دیتا ہوں اور سوال کرتا ہوں کہ کیا خدا نے آپ کو رسول بنا کر ہمارے طرف بھیجا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں خمام نے پھر اُسی طرح قسم دے کر سوال کیا کہ کیا خدا نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ ہم ان پانچوں نمازوں کو پڑھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

غرضیکہ اسی طرح خمام نے تمام ارکان اسلام زکوٰۃ اور حج اور روزہ وغیرہ کی نسبت سوالات کئے اور ہر سوال کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح قسم دیتے تھے جن طرح کہ پہلی مرتبہ دی تھی۔ یہاں تک کہ جب خمام ان سب سوالوں سے قاصر ہوئے تو کہا۔  
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ۔

جن فرائض کا آپؐ نے حکم فرمایا ہے ان کو میں ادا کروں گا اور جن باتوں سے آپؐ نے منع کیا ہے ان سے باز رہوں گا اور ان میں سے کچھ کم یا زیادہ نہ کروں گا۔ پھر یہ رسول اللہ کے پاس سے رخصت ہو کر اپنے اونٹ کی طرف آئے۔ خمام کے بال بڑے بڑے تھے اور ان کی انہوں نے دو زلفیں بنا رکھی تھیں جب یہ رخصت ہوئے تو آپؐ نے فرمایا۔ اگر زلفوں والے نے یہ بات سچ کہی ہے تو جنت میں داخل ہوگا۔

راوی کہتا ہے خمام اپنے اونٹ کی رستی کھول کر اُس پر سوار ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے۔ ساری قوم ان کے پاس جمع ہوئی۔ پس پہلی بات جو انہوں نے کہی وہ یہ تھی کہ اے

قوم لات اور عزی باطل ہو گئے۔

قوم نے کہا خبردار اے ضمام ایسی بات نہ کہہ تو نہیں ڈرتا کہیں تجھ کو برص یا جذام یا جنون نہ ہو جائے۔ ضمام نے کہا اے قوم! تجھ کو خرابی ہو۔ یہ بت خدا کی قسم کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک رسول بھیجا ہے اور اُس پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور اُس کے ذریعے تم کو اس جہالت اور گمراہی سے پاک کیا ہے۔ پھر ضمام نے کلمہ پڑھا۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ -

مرد اور اے قوم! میں اُن رسول سے تمہارے لئے سب باتیں دریافت کر آیا ہوں جن کو تمہارے

لئے بجالانا چاہیئے وہ بھی اور جن سے تم کو پرہیز کرنا چاہیئے وہ بھی -

راوی کہتا ہے چنانچہ خدا کی قسم اُسی روز شام سے پہلے پہلے تمام قوم مسلمان ہو گئی۔ کوئی مرد یا عورت باقی نہیں رہا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے ضمام سے بہتر کسی قوم کا وفد نہیں سنا۔



## مُخْتَلَف و فُود (۱)

**وفد بنی عبد القیس** | ابن اسحاق کہتے ہیں بنی عبد القیس کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جادو دین عمرو بن خلش حاضر ہوئے۔ ابن ہشام کہتے

ہیں جادو دین بشر بن معلیٰ ہیں اور یہ نصرانی تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب جادو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گفتگو کی تو آپ نے ان کو اسلام کی دعوت فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی ایک دین رکھتا ہوں۔ اگر میں اپنے دین کو آپ کے دین کی خاطر چھوڑوں تو کیا آپ میرے لئے ضامن ہوتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں میں ضامن ہوں اور کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس سے بہتر دین کی ہدایت کرتا ہے۔ چنانچہ جادو اور ان کے سب ساتھی مسلمان ہوئے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہوں نے سواری مانگی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے پاس سوار ہی نہیں ہے۔ پھر جادو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر اپنی قوم میں آئے اور یہ بڑے پکے دیندار تھے۔

جب ان کی قوم غزوہ بن منذر بن نعمان بن منذر کے ساتھ مرتد ہوئی تو یہ اسلام پر قائم رہے تھے اور لوگوں کو اسلام کی طرف انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بلایا تھا اور کہتے تھے کہ اے لوگو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اُس کے بندہ اور رسول ہیں اور جو شخص یہ گواہی نہیں دیتا ہے میں اُسے کافر سمجھتا ہوں۔

**منذر بن ساوی کا قبول اسلام** | ابن اسحاق کہتے ہیں فتح مکہ سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی عبیدی کے پاس

بحرین میں دعوت اسلام کرنے بھیجا تھا۔ منذر بن ساوی نے اسلام قبول کیا اور رسول کریمؐ کے وصال کے بعد اہل بحرین کے مرتد ہونے سے پہلے انتقال کیا اور علاء بن حضرمی بحرین میں آنحضرتؐ کی طرف سے



امیر ہو کر رہتے تھے۔

**وفد بنی حنیفہ** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب بنی حنیفہ کا وفد آیا تو مسیلم بن حنیفہ کذاب بھی انہی میں تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں یہ لوگ بنی نضار میں سے ایک عورت کے مکان پر ٹھہرے تھے۔

جب بنی حنیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسیلم کذاب کو انہوں نے پٹرا اوڑھا کر چھپا رکھا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے ساتھ مسجد میں رونق افروز تھے اور آپ کے ہاتھ میں اُس وقت ایک کھجور کی چٹری تھی۔ مسیلم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی اور کچھ مانگا۔ آپ نے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی چٹری بھی مانگے گا تو میں تجھ کو نہ دوں گا۔

ایک دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب بنی حنیفہ حاضر ہوئے تو مسیلم کو اپنی فرودگاہ میں چھوڑ آئے تھے۔ پھر جب یہ لوگ مسلمان ہوئے اور رسول کریم نے ان کو انعام و اکرام تقسیم کیا۔ تب انہوں نے عرض کیا کہ ایک شخص ہم اپنی فرودگاہ میں چھوڑ آئے ہیں اور وہ ہمارے اسباب کی حفاظت کر رہا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا وہ بھی تم سے کم مرتبہ کا نہیں ہے اور پھر اُس کے لئے بھی آپ نے اُسی قدر انعام کا حکم دیا جو اُن میں سے ہر ایک کو دیا تھا۔ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہو کر مسیلم کے پاس آئے۔ تو جو اُس کا حق آپ نے دیا تھا وہ اس کو دیا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر یہ لوگ اپنے شہر یمامہ میں چلے آئے اور دشمن خدا مسیلم مرتد ہو کر نبوت کا دعوے کر بیٹھا اور کہنے لگا میں نبوت میں محمدؐ کا شریک ہوں اور اُن لوگوں سے کہا جو اُس کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئے تھے کہ دیکھو کیا تم سے محمدؐ نے میرے بارے میں نہیں کہا تھا کہ یہ تم میں کم مرتبہ کا نہیں ہے؟ محمدؐ نے یہ بات اسی سبب سے کہی تھی کہ وہ مجھ کو جانتے تھے کہ یہ نبوت میں میرا شریک ہو گا۔ پھر اس میلہ نے معقی عباراتیں گھڑ گھڑ کر اپنی قوم کو سنائی شروع کیں اور کہا کہ میرے اوپر وحی آتی ہے جیسے محمدؐ پر قرآن نازل ہوتا ہے اور شراب اور زنا اس نے حلال کر دیا اور نماز بھی معاف کر دی اور باوجود ان باتوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا بھی اقرار کرتا تھا اور بنی حنیفہ اس کے مطیع ہو گئے تھے۔

**وفد بنی طے اور اُن کا اسلام** | بنی طے کے سردار زید الخلیل اس وفد کے ساتھ تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور

اور گفتگو ہوئی تو آپ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ یہ سب لوگ اسلام لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عرب کے جس شخص کی فضیلت میرے سامنے بیان کی گئی اور پھر وہ شخص مجھ سے ملا تو اس کی فضیلت سے میں نے اس کو بہت کم پایا سوائے زید الخلیل کے کہ ان کی جس قدر تعریف میں نے سنی تھی اس سے بدرجہا بہتر پایا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جاگیر کا فرمان لکھ کر ان کو عنایت کیا اور ان کا نام زید الخلیل رکھا جب یہ رخصت ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر زید مدینہ کے بخار سے بچات پاجائیں تو..... ہے۔

راوی کہتا ہے جب زید بخد کے قریب ایک پانی کے چشمہ پر پہنچے جس کا نام قروہ ہے وہاں ان کو بخار ہوا اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی بیوی نے اس فرمان کو جو رسول اقدس نے جاگیر کا ان کو عنایت کیا تھا آگ میں جلادیا۔

**عدی بن حاتم** | عدی بن حاتم کہتے ہیں عرب میں مجھ سے زیادہ کوئی شخص رسول اللہ سے نفرت کرنے والا نہ ہوگا۔ اور میں ایک شریف آدمی نصرانی تھا اور میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور ان کے سارے انتظام میں ہی کرتا تھا۔ میرا ایک غلام عربی تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو میرے عمدہ عمدہ موٹے اور فربہ اونٹ جمع کر کے تیار رکھ اور جب تو مجھ کے لشکر کے اس طرف آنے کی خبر سنے تو مجھ کو خبر کر دینا۔ غلام نے ایسا ہی کیا اور دوسرے روز مجھ سے کہا کہ اے عدی! مجھ کو جو کچھ کرنا ہے وہ اب کر لے۔ کیونکہ میں نے ایک لشکر کے نشان دیکھے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر محمد کا ہے۔

عدی کہتے ہیں میں نے غلام سے کہا کہ تو جلد جا کر اونٹوں کو لے آ۔ غلام اونٹوں کو لے آیا اور میں اپنے اہل و عیال کو ان پر سوار کر کے ملک شام کو روانہ ہوا۔ فقط ایک میری بہن حاتم کی بیٹی رہ گئی اس کو میں اس جلدی میں اپنے ساتھ نہ لاسکا اور ملک شام میں میں نے سکونت اختیار کی۔ میرے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر نے بنی طے پر حملہ کیا اور قیدیوں کے ساتھ میری بہن بھی گرفتار ہوئی۔ اور میرے شام کی طرف بھاگنے کی خبر بھی رسول اکرم کو ہو گئی۔ اور ان سب قیدیوں کو ایک خیمہ میں رسول اللہ کی مسجد کے دروازے کے

آگے رکھا گیا۔

## رسول اللہ کا حسن سلوک

انہی میں میری بہن بھی تھی اور بڑی ہمت اور جرأت اور عقل والی عورت تھی۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُس کے غیمہ کے پاس سے گزرے اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! والد ہلاک ہوا اور افرغائب ہو گیا۔ اب آپ مجھ پر احسان فرمائیں۔ خدا آپ پر احسان کرے گا۔ حضورؐ نے فرمایا تیرا وافر کون ہے؟ اس نے عرض کیا عدی بن حاتم طائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی جو خدا و رسول سے بھاگ گیا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ دوسرے روز پھر آنحضرتؐ کا ادھر سے گزر ہوا۔ یہ عورت کہتی ہیں میں نے وہی عرض کیا جو پہلے روز عرض کیا تھا۔ آپؐ نے وہی جواب دیا اور تشریف لے گئے۔ جب تیسرے روز پھر رسول اکرمؐ تشریف لائے تو میں نا اُمید ہو گئی تھی۔ ایک شخص نے جو آپؐ کے پیچھے تھے میری طرف اشارہ کر کیا کہ کھڑے ہو کہ حضورؐ سے عرض کر۔ میں نے کھڑے ہو کر وہی عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں نے تمہاری درخواست منظور کی۔ اب تم جانے میں جلدی نہ کرو۔ اور جب کوئی معتبر آدمی تمہاری طرف کا جانے والا آئے تو مجھ کو خبر کرنا میں اُس کے ساتھ تم کو روانہ کر دوں گا۔

کہتی ہیں میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھے جنہوں نے مجھ کو اشارہ کیا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ کہتی ہیں میں وہی تھی یہاں تک کہ بنی قنناہ کے چند لوگ آئے۔ یہ شام کو جا رہے تھے اور میں بھی اپنے بھائی عدی کے پاس شام میں جانا چاہتی تھی۔ میں آپؐ کے پاس گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میری قوم کے چند معتبر لوگ آئے ہیں جن پر مجھ کو بھروسہ ہے۔ آپؐ مجھ کو جانے کی اجازت دیں۔ رسول اللہؐ نے مجھ کو کھڑے اور کھانا اور خرچ سب عنایت کیا اور سواری کے لئے ایک اونٹ بھی عنایت کیا۔ میں اُن لوگوں کے ساتھ ملک شام کو روانہ ہوئی۔

عدی کو مشورہ | عدی بن حاتم طائی نے ایک روز دیکھا کہ اونٹ پر ایک عورت سوار چلی آ رہی ہے۔ دل میں کہا کہ ہونہ ہو حاتم کی بیٹی ہو۔ جب وہ قریب آئی

تو دیکھا کہ وہی ہے جب وہ اونٹ پر سے اُتری تو کہنے لگی اے ظالم! اے قطع رحمی کرنے والے! تُو اپنے بال بچوں کو تولے آیا اور مجھ کو وہاں چھوڑ آیا یہ تو نے کیا حرکت کی۔ عدی کہتے ہیں میں نے شرمندہ ہو کر کہا اے بہن! تم کو مجھے ایسا کہنا نہ چاہیئے میں اُس وقت بالکل

مجبور ہو گیا تھا۔ ورنہ تم کو اپنے ساتھ ضرور لاتا۔

پھر میں نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ تم محمدؐ کے معاملہ میں کیا کہتی ہو۔ بہن نے کہا کہ میری تو رائے یہ ہے کہ تم ان سے جلد جا کر ملو۔ اگر وہ نبی ہیں تب تو تم کو سبقت کی فضیلت حاصل ہوگی۔ اور اگر وہ بادشاہ ہیں تب تمہاری عزت میں فرق نہیں آئے گا۔ میں نے کہا بے شک تم نے یہ بہت اچھی رائے دی ہے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ مدینہ میں پہنچا اور مسجد میں داخل ہو کر آپ سے ملاقات کی اور سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کون ہو؟ میں نے عرض کیا میں عدی بن حاتم ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور مجھ کو اپنے مکان میں لے جانے لگے کہ اتنے میں ایک ضعیف عورت آگئی اور اُس نے بڑی دیر تک آپ سے کچھ اپنی حاجت عرض کی۔ آنحضرتؐ اُس کی خاطر سے کھڑے رہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ بادشاہ نہیں ہے۔ بادشاہوں کے ایسے اخلاق نہیں ہوتے۔ پھر رسول کریمؐ مجھ کو لے کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور ایک موٹا گدا اٹھا کر میری طرف ڈال دیا اور فرمایا اس پر بیٹھو۔ میں نے عرض کیا آپ تشریف رکھیں۔ فرمایا۔ نہیں تم ہی بیٹھو۔ آخر میں اُس پر بیٹھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ بات ہرگز بادشاہوں کی سی نہیں ہے۔

رسول اللہ کی پیش گوئیاں | پھر آپ نے فرمایا اے عدی بن حاتم کیا تم کو کسی نہیں تھے۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا اور پھر تم اپنی قوم سے ٹیکس وصول کرتے تھے۔ حالانکہ یہ تمہارے مذہب میں حرام تھا۔ میں نے عرض کیا بے شک اور میں نے جان لیا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نبی مرسل ہیں جو ان باتوں کی آپ کو خبر ہے۔ پھر فرمایا اے عدی شاید تم اس خیال سے اسلام قبول کرنے میں تامل کرتے ہو کہ مسلمان غریب لوگ ہیں۔ خدا کی قسم! یہ اس قدر مال ہوں گے کہ ان میں کوئی ایسا شخص ڈھونڈے سے بھی نہ ملے گا جو کسی کا صدقہ وغیرہ قبول کرے۔ اور شاید تم اس وجہ سے دین قبول نہیں کرتے کہ مسلمان ٹھوڑے ہیں اور ان کے دشمن بہت ہیں۔ واللہ! عنقریب تمہا عودت قادسیہ سے سفر کر کے مکہ کی زیارت کو آئے گی اور راستہ میں اُس کو کسی کا خوف نہ ہو گا اور شاید تم اس وجہ سے تامل



کرتے ہو گے کہ مسلمانوں کے پاس ملک اور سلطنت نہیں ہے۔ واللہ! تم عنقریب سن لو گے کہ مسلمانوں نے بابل کے سفید محل فتح کر لئے۔

عدی بن حاتم کہتے ہیں پھر میں مسلمان ہو گیا اور عدی کہتے تھے دو باتیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کے مطابق دیکھ لیں یعنی قادیسیہ مسافر عورت کو تنہا خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے بے خوف و خطر آتے ہوئے دیکھا اور بابل کے محل بھی مسلمانوں نے فتح کر لئے۔ اب فقط تیسری بات یعنی مال کی کثرت کے دیکھنے کا منتظر ہوں کہ یہ کب ظہور پذیر ہو گی۔

**فروہ بن مسیک کی حاضری** ابن اسحاق کہتے ہیں فروہ بن مسیک مرادی شاہان بنی کندہ سے جدا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ظہور اسلام سے پہلے قبیلہ مراد اور ہمدان میں جنگ ہوئی تھی اور اس جنگ میں بنی ہمدان نے بنی مراد کو بہت قتل و غارت کیا تھا اور اس جنگ کے دن کا نام یوم الروم مشہور ہے۔ اسی جنگ میں بنی ہمدان کا سردار اجدع بن مالک تھا۔ اور ابن ہشام کہتے ہیں کہ مالک بن حریم ہمدانی سردار تھا۔ الغرض جب فروہ بن مسیک آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول کریم نے فرمایا اے فروہ تمہاری قوم بنی مراد کو جو صدر یوم الروم کی جنگ میں پہنچا تم کو بھی اُس سے کچھ رنج ہوا یا نہیں؟ فروہ نے کہا یا رسول اللہ! ایسا کون شخص ہو گا کہ جس کی قوم کو ایسا صدر پہنچے جو میری قوم کو پہنچا اور پھر اُسے رنج نہ ہو۔ آپ نے فرمایا مگر اُس صدر نے تمہاری قوم کو اسلام کے اندر غیر و خوبی میں زیادہ کیا۔

پھر آنحضرت نے فروہ بن مسیک کو بنی فراد اور بنی زبید اور قبیلہ مذحج کا حاکم بنا کر روانہ کیا۔ اور خالد بن سعید بن عامر کو بھی اُن کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ خالد آپ کی وفات تک وہیں رہے۔





## مُختلف وفود (۲)

**بنی زبید کا وفد** | بنی زبید کے چند لوگوں کے ساتھ عمرو بن معدی کرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چلنے سے پہلے انہوں نے قیس بن کثوح مرادی سے کہا کہ اے قیس تم اپنی قوم کے سردار ہو۔ ہم نے سنا ہے کہ قریش میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ لہذا تم بھی میرے ساتھ اُن کے پاس چلو اور دیکھو کہ وہ نبی ہیں یا نہیں؟ اگر وہ نبی ہیں تو اُن کی نبوت تم پر پوشیدہ نہ رہے گی اور ہم اُن کا اتباع کریں گے۔ اگر وہ نبی نہیں ہیں تو اُن کا حال ہم کو معلوم ہو جائے گا۔ قیس نے اس رائے سے انکار کیا اور عمرو بن معدی کرب کو جاہل بتلایا۔

عمرو بن معدی کرب خود بنی زبید کے ساتھ خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوئے۔ جب یہ خبر قیس کو پہنچی تو اُس نے عمرو بن معدی کرب کو دھمکایا اور کہا کہ تم نے میری رائے کے خلاف کیوں کیا۔ عمرو بن معدی کرب نے بھی اُس کو ترکی بترکی جواب دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عمرو بن معدی کرب اپنی قوم بنی زبید میں رہتا تھا جس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فردہ بن مسیک کو مقرر کیا تھا۔ پھر رسول مقبولؐ کی وفات کے بعد عمرو بن معدی کرب مرتد ہو گیا۔

**وفد بنی کندہ** | ابن اسحاق کہتے ہیں اشعث بن قیس بنی کندہ کے اشی آدمیوں کو لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان لوگوں نے ریشمی کپڑے پہن رکھے تھے جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہوئے اور سلام کیا تو آپؐ نے فرمایا کیا تم لوگ مسلمان نہیں ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا ہم تو مسلمان ہیں۔ فرمایا پھر یہ ریشمی کپڑے کیوں پہنے ہیں؟

آنحضرتؐ کے یہ فرماتے ہی ان لوگوں نے اُن کپڑوں کو بھاڑ کر ڈال دیا۔ پھر اشعث بن

قیس نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بھی اَکَل المَرَاد کی اولاد ہیں اور آپ بھی اَکَل المَرَاد کی اولاد ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کیا اور فرمایا۔ یہ نسب تم عباس بن عبد المطلب اور ربیعہ بن حریث سے بیان کرو۔

راوی کہتا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ عباس اور ربیعہ جب سفر کرتے ہوئے دُور دراز کے ملکوں میں جاتے تھے تو جب کوئی اُن سے پوچھتا کہ تم کون لوگ ہو؟ یہ اپنی عزت اور فخر ظاہر کرنے کے لئے کہتے تھے کہ ہم اَکَل المَرَاد کی اولاد ہیں۔ کیونکہ اَکَل المَرَاد بنی کنندہ کے بادشاہ کا نام تھا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعث بن قیس کے جواب میں فرمایا کہ ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم کو اپنے باپ کا نسب بیان کرنا چاہیئے تم کو اپنے باپ کا۔

پھر اشعث بن قیس نے کہا اے گروہِ کنندہ آیا تم ابھی فارغ ہوئے یا نہیں؟ قسم ہے خدا کی اب جس شخص کو مئی سنوں گا کہ وہ دوسرے کے نسب میں اپنے آپ کو داخل کرتا ہے اس کو میں اتنی کوڑے ماروں گا۔

**اشعث کی نسبت** | ابن ہشام کہتے ہیں اشعث بن قیس کی ماں اَکَل المَرَاد کی اولاد سے تھی اور اَکَل المَرَاد حرث بن عمرو بن حجر بن عمرو بن معاویہ بن حریث بن

معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ کنندی کا لقب ہے اور اس لقب کی وجہ یہ ہوئی کہ حرث بن عمرو کہیں گیا ہوا تھا اس کے پیچھے عمرو بن ہیولہ غسانی نے اس کی قوم پر حملہ کیا اور اُن کو لوٹ کر اُس کی بیوی اُمّ اناس بنت عوف کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ اُمّ اناس حرث کی بیوی نے راستہ میں عمرو بن ہیولہ سے کہا میں دیکھتی ہوں کہ کالے رنگ کے ایک آدمی کو دیکھتے ہیں جس کے ہونٹ ایسے ہیں جیسے اونٹ کے مراد کا کھانے والا اور وہ آکر تیری گردن پکڑے گا۔ یہ تعریف اُس عورت نے اپنے خاوند حرث کی بیان کی تھی۔ اُس دن سے حرث کا لقب اَکَل المَرَاد ہو گیا اور حرث نے بنی بکر بن وائل میں جا کر عمرو بن ہیولہ کو قتل کیا اور اپنی بیوی کو چھڑا لیا جو عمرو سے اُس وقت تک محفوظ رہی تھی۔ یہ قصہ بہت طویل ہے میں نے بہت مختصر بیان کیا ہے۔

بعض کہتے ہیں اَکَل المَرَاد حجر بن عمرو بن معاویہ کا لقب ہے اور اُسی کا یہ واقعہ ہے جو اوپر بیان ہوا ہے۔ اور یہ لقب اُس کا اس سبب سے ہوا تھا کہ کسی جگہ میں اُس نے اور اُس کے لشکر نے مراد کہا یا تھا اور مراد ایک درخت کا نام ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مرو بن عبداللہ اذوی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ قبیلہ اذد کے اور لوگ بھی ان کے ساتھ آئے تھے اور اسلام سے مشرف ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے ان کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر بنایا اور حکم دیا کہ جو مشرک تم سے قریب ہوں ان پر جہاد کرو یعنی قبائل بن وغیرہ پر۔

**اہل جریش سے جنگ** چنانچہ مرو بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مسلمانوں کا لشکر لے کر شہر جریش پر حملہ آور ہوئے۔ اس شہر کی تفصیل بہت مضبوط تھی اور لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر قبیلہ خثعم کے لوگ اس میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گئے تھے۔ مرو بن عبداللہ نے ایک ماہ کے قریب اس کا محاصرہ کیا اور جب محاصرہ سے کچھ حاصل ہوتے نہ دیکھا تو ناچار تنگ ہو کر واپس ہوئے۔ جب یہ ایک پہاڑ کے پاس پہنچے جس کا نام شکر تھا جریش کے رہنے والوں نے خیال کیا کہ مرو بن عبداللہ ہمارے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگا ہے ہم اُس کا تعاقب کر کے اُس کو قتل کریں۔ چنانچہ شکر پہاڑ کے نیچے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں نے بہت سے مشرکین کو قتل کیا۔

اس واقعہ سے پہلے اہل جریش نے دو آدمیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا تھا اور ان کے آنے کے منتظر تھے۔ ایک روز یہ دونوں شخص نماز عصر کے بعد رسول کریم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ نے فرمایا شکر کس شہر میں ہے۔ جریش کے ان دونوں آدمیوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارے شہر میں ایک پہاڑ کشر ہے اور جریش کے لوگ اُس کو کشر ہی کہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں اُس کا نام کشر نہیں ہے بلکہ اُس کا نام شکر ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا پھر اُس پہاڑ کا کیا حال ہے؟ فرمایا اُس کے پاس اس وقت خدا کے قربانی کے جانور ذبح ہو رہے ہیں۔

یہ دونوں اس بات کو سن کر بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکرؓ یا حضرت عثمانؓ نے ان سے کہا کہ آنحضرتؐ نے تمہاری قوم کی ہلاکت کی خبر دی ہے۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کرو کہ یہ ہلاکت تمہاری قوم پر سے دفع ہو۔ یہ دونوں کھڑے ہوئے اور رسول اللہ سے عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے دعا کی کہ اے خدا اس ہلاکت کو ان پر سے اٹھا دے۔

راوی کہتا ہے پھر یہ دونوں شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس

پہنچے اور ان کو معلوم ہوا کہ اُسی وقت اور اُسی دن صروب بن عبد اللہ نے ان کی قوم کو قتل کیا تھا۔ جس وقت حضور نے مدینہ میں اُس کی خبر ان کے سامنے بیان کی تھی۔

پھر اہل جرش کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ان کے شہر کے گرد اگر دایک چراگاہ متعین حدود کے ساتھ مقرر کر دی اور دوسرے لوگوں کے لئے اس میں جانور چرنے سے ممانعت فرمائی۔

**شاہان حمیر کے مکتوب** | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو اُسی وقت شاہان حمیر کا ایلیچی حاضر ہوا اور حرث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذور عین اور معافر اور ہمدان کے نامہ خدمت میں پیش کئے اور زید بن مالک بن مرور ہادی کا نام بھی پیش ہوا جس میں انہوں نے اپنے اسلام قبول کرنے اور شرک اور اہل شرک سے جدائی اختیار کرنے کا حال مرقوم کیا تھا۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے جواب میں یہ نامہ لکھا :-

**مکتوب نبوی** | بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول خدا نبی کی طرف سے حرث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذور عین اور معافر اور ہمدان (وغیرہ شاہان حمیر) کو معلوم ہو کہ میں اُس خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ تمہارا ایلیچی ہمارے پاس اُس وقت پہنچا جب دُویوں کے ساتھ جنگ سے واپس آئے اور مدینہ میں ہماری تمہارے ایلیچی سے ملاقات ہوئی اور تمہارے ناموں کو ہم نے ملاحظہ کیا اور تمہارے اسلام قبول کرنے اور مشرکین کو قتل کرنے کی خبر معلوم ہوئی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت تمہارے شامل حال فرمائی۔

اب تم کو لازم ہے کہ نیک کام اختیار کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں سرگرم رہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو مال غنیمت تم کو حاصل ہو اُس میں سے پانچواں حصہ خدا و رسول کا نکالو اور نہری اور بارانی نہ مینوں میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف عشر ادا کرو۔ اور چالیس اونٹوں میں سے

ایک بنت لبون اور تین میں سے ایک ابن لبون اور پھر ہر پانچ اونٹوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ کی دیا کرو اور چالیس گائيوں میں سے ایک گائے اور تین گائيوں میں سے ایک جذعہ ادا کرو۔ اور چالیس بکریوں میں سے ایک بکری ادا کرو بشرطیکہ یہ سب جانور جنگل میں چرتے ہوں یہ خدا کا فریضہ ہے جو اُس نے مسلمانوں پر قائم کیا ہے اور جو اُس سے زیادہ دے گا وہ اُس کے لئے بہتر ہے اور جو فقط اسی کو ادا کرے گا اور اسلام پر قائم رہ کر مسلمانوں کی مشرکوں کے مقابلہ میں مدد کرے گا۔ اُس کے لئے وہی منافع ہیں جو مومنوں کے لئے ہیں اور وہی منازیں ہیں جو اُن کے لئے ہیں اور خدا و رسول کی اُس کے لئے ذمہ داری ہے اور جو یہودی یا نصرانی مسلمان ہو گا اُس پر بھی وہی احکام جاری ہوں گے جو مسلمانوں پر جاری ہوتے ہیں اور جو یہودی یا نصرانی اپنے مذہب پر قائم ہے اُس پر جزیہ ہے ہر بالغ مرد و عورت اور آزاد و غلام پر ایک دینار پورا یا اُس کی قیمت کے کپڑے یا اور کوئی چیز پس جو یہ جزیہ رسول اللہ کی خدمت میں ادا کرے گا اُس کے لئے خدا و رسول کا ذمہ ہے اور جو نہ دے گا وہ خدا و رسول کا دشمن ہے ۶۰

اور زرعة و وزین کو معلوم ہو کہ محمد رسول اللہ کے بھیجے ہوئے لوگ حب تمہارے پاس پہنچیں تو تم اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ لوگ معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن زید اور مالک بن عبادہ اور عقیقہ بن نمر اور مالک بن مرہ اور ان کے ساتھی ہیں اور ان سب کے امیر معاذ بن جبل ہیں جب یہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں تم زکوٰۃ اور جزیہ اپنے مخالفین سے وصول کر کے ان لوگوں کے ہاتھ میرے پاس روانہ کرنا۔ اور ان لوگوں کو اپنے سے راضی رکھنا۔ اور مالک بن مرہ راہی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ تم قوم حمیر میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور مشرکین کو تم نے قتل کیا ہے۔ پس تم کو غیر و خوبی کی بشارت ہو اور تمہاری قوم حمیر کے

۱۔ بنت لبون :- وہ مادہ جو دو سال کی عمر پوری کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو کیونکہ اس کی ماں دودھ دینے لگتی ہے۔

۲۔ ابن لبون :- ایسے ہی نر کو کہتے ہیں۔

۳۔ جذعہ :- وہ گائے جس کی عمر چار سال ہو چکی ہو اور پانچواں شروع ہو گیا ہو۔ (مرتب)



متعلق بھی میں تم کو بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہوں اور تم آپس میں ایک دوسرے کی خیانت اور ترکِ مدد نہ کرنا اور اللہ کے رسول تمہارے غنی اور فقیر سب کے مولیٰ ہیں۔ اور یہ جان لو کہ زکوٰۃ تمہارا اہل بیت محمد کے لئے حلال نہیں ہے۔ یہ غریب مسلمانوں اور مسافروں کا حق ہے۔ اور میں نے یہ لوگ نہایت نیک اور دیندار اور اہل علم تمہارے پاس روانہ کئے ہیں۔ تم ان کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

**حضرت معاذ بن جبل کو وصیت** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف رخصت کیا ہے تو وصیت فرمائی مٹی کہ لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا سختی نہ کرنا اور بشارت دینا، متغیر نہ کرنا۔ اور تم ایسے اہل کتاب کے پاس جاؤ گے جو تم سے پوچھیں گے کہ جنت کی کبھی کیا ہے تم جواب دینا کہ جنت کی کبھی صرف لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کی گواہی ہے۔

راوی کہتا ہے جب معاذ یمن میں پہنچے تو جس طرح آنحضرت نے ان کو حکم فرمایا تھا اسی طرح کابل بند رہے۔ ایک روز ایک عورت نے ان سے کہا اے رسول خدا کے صحابی یہ تو بتاؤ کہ عورت کے خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ معاذ نے کہا خاوند کا اس قدر حق ہے کہ عورت اس کو ادا نہیں کر سکتی ہے۔ پس جہاں تک تجھ سے ہو سکے اس کے حق ادا کرنے میں کوشش کر عورت نے کہا اگر تم رسول اللہ کے صحابی ہوتے تو تم کو ضرور خبر ہوتی کہ خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ معاذ نے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ اگر تیرے خاوند کی ناک کی ریزاؤں سے پیپ اور خون جاری ہو اور تُو اس کو اپنے منہ سے چوس کر صاف کرے تب بھی تجھ سے اس کا حق ادا نہ ہو۔

**فردہ بن عمرو کا اسلام اور شہادت** | ابن اسحاق کہتے ہیں فردہ بن عمرو جذامی بادشاہ روم و شام کی طرف سے زمین معان میں ان اہل عرب کے حاکم تھے جو رومیوں کی رعایا میں شمار کئے جاتے تھے اب فردہ بن عمرو نے اپنا ایلچی رسول کریم کی خدمت میں اپنے اسلام قبول کر نیکی خوشخبری پہنچانے کے لئے بھیجا اور ایک سفید خیر بھی تجھ بھیجا۔ جب روم کے بادشاہ کو فردہ کے اسلام کی خبر ہوئی تو اس نے ان کو طلب کر کے قید کیا اور پھر ملک فلسطین میں ایک چشمہ کے کنارہ پر جس کا نام غفری تھا فردہ بن عمرو بن نافرہ جذامی ثم النعاثی کو شہید کر کے مٹی پر لٹکا دیا۔

## بنو حریث کا قبولِ اسلام اور دیگر وفود

خالد بن ولید کی روانگی | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہِ ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ سنہ میں خالد بن ولید کو بنی حریث کی طرف بخران روانہ کیا اور حکم دیا کہ لڑنے سے پہلے تین بار اُن کو دعوتِ اسلام دینا۔ اگر وہ قبول کریں تو بہتر ہے ورنہ پھر جنگ کرنا۔ چنانچہ خالد نے ایسا ہی کیا اور یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ خالد نے ان کو دین کی تعلیم کہ فی شروع کی اور قرآن شریف سکھانے لگے اور ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو حکم دیا تھا اور خالد بن ولید نے اس مضمون کا علیحدہ آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت محمد نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خالد بن ولید کی طرح اسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں اُن خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اما بعد یا رسول اللہ صلی اللہ علیک آپ نے مجھ کو بنی حریث بن کعب کی طرف روانہ فرمایا تھا اور حکم دیا تھا میں تین روز تک ان کو دعوتِ اسلام کروں۔ پھر اگر وہ اسلام قبول کریں تو میں ان میں رہ کر ان کو احکامِ اسلام وقرآن کی تعلیم کروں اور سنتِ رسول اُن کو سکھاؤں۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو میں ان سے جنگ کروں۔ پس میں ان کے پاس آیا اور حسبِ الحکم تین روز تک ان کو دعوتِ اسلام کی اور سوادوں کو ان کے پاس بھیجا کہ اے بنی حریث اسلام قبول کر لو سلا مت رہو گے۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا اور جنگ سے باز رہے۔ اب میں ان میں مقیم ہوں اور دین کے دالروں و نواہی اور احکامات ان کو بتلا رہا ہوں آئندہ جو حکم آپ کی جناب صادر ہوگا اُس کے مطابق عمل کروں گا۔ والسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوبِ نبویؐ | نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ جواب روانہ فرمایا :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمدؐ نبی رسول خدا کی طرف سے خالد بن ولید کو معلوم ہو سلام علیک میں اُس اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اما بعد تمہارا نامہ مع قاصد کے ہمارے پاس پہنچا۔ اور معلوم ہوا کہ بنی حرث بن کعب نے اسلام قبول کر لیا اور جنگ سے پہلے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دی اور یہ خدا کی ہدایت ہے جو اُس نے ان کے شامل حال فرمائی۔ پس تم ان کو ثواب الہی کی خوشخبری پہنچاؤ اور عذاب الہی سے خوف دلاؤ اور خود ان کے چند لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر ہماری خدمت میں حاضر ہو۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بنی حرث کا وفد | چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس فرمان کو دیکھ کر بنی حرث کے ان لوگوں کو ساتھ لے کر خدمتِ عالی میں حاضر ہوئے۔

قیس بن حصین ذی غصہ، یزید بن عبد المذان، یزید بن المحجل، عبد اللہ بن قراذری، شداد بن عبد اللہ قتانی اور عمرو بن عبد اللہ ضبابی۔ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ نے ان کو دیکھ کر فرمایا یہ کون لوگ ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہندی ہیں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ بنی حرث بن کعب ہیں۔ ان لوگوں نے نبی کریمؐ کو سلام کیا اور کہا ہم گواہی دیتی ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اس کا رسول ہوں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی اپنے دشمن سے لڑتے ہو تو اُس کو بھگا دیتے ہو یہ لوگ خاموش ہو رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہی فرمایا۔ پھر بھی یہ خاموش رہے یہاں تک کہ رسول کریمؐ نے چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی سے لڑتے ہو تو اُس کو بھگا دیتے ہو۔ اُس وقت یزید بن عبد المذان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہاں ہم وہی لوگ ہیں کہ جب کسی سے لڑتے ہیں تو اُس کو بھگا دیتے ہیں اور چار دفعہ اس نے بھی یہی کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خالد مجھ کو یہ نہ کہتے کہ تم لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو میں تمہارے پیروں کو تمہارے پیروں کے نیچے بچھا دیتا

یزید بن عبد المذہب نے عرض کیا کہ ہم آپ کے یا خالد کے شکر گزار نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کس کے شکر گزار ہو۔ عرض کیا ہم اللہ کے شکر گزار ہیں جس نے ہم کو آپ کے ساتھ یا رسول اللہ ہدایت کی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ تم سچ کہتے ہو۔ پھر فرمایا یہ تو بتاؤ کہ تم لوگ کس سبب سے زمانہ جاہلیت میں اپنے مخالفوں پر غالب ہوتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم تو کسی پر غالب نہیں ہوتے تھے۔ فرمایا نہیں تم غالب ہوتے تھے۔ تب انہوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ! ہم اکٹھے ہو کر دشمن سے لڑتے تھے اور کسی پر ظلم میں پیشہ دستی نہ کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ پھر نبی اکرمؐ نے بنی حریث کا قیس بن حصین کو امیر مقرر کیا اور شوال کے آخر یا ذی قعد کے شروع میں ان لوگوں کو رخصت فرمایا اور ان لوگوں کے اپنی قوم میں پہنچنے کے چار مہینے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔

**حضرت عمرو بن حزم** | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے روانہ ہونے کے بعد عمرو بن حزم صحابی کو ان کے پاس روانہ فرمایا تھا تاکہ ان کو قرآن اور احکام اسلام کی تعلیم دیں اور زکوٰۃ وصول کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کریں۔

**نصیحتوں اور احکامات پر مشتمل رسول اللہ کی تحریر** | ایک وصیت نامہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھ کر اُن کو دیا تھا جس کا مضمون یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ بیان ہے خدا اور اُس کے رسول کی طرف سے اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ یہ عہد نامہ ہے محمد نبی رسول خدا کی طرف سے عمرو بن حزم کے لئے جبکہ اُس کو مین کی طرف روانہ کیا۔ ہر کام میں اُس کو اللہ کا تقویٰ اور خوف لازم ہے۔ پس بے شک خدا اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں اور میں اس کو یہ حکم دیتا ہوں کہ لوگوں سے اسی قدر مال وصول کرے جس کا خدا نے حکم فرمایا ہے اور لوگوں کو بھلائی کی بشارت دے اور بھلائی کا حکم کرے اور قرآن اور احکام دین کی تعلیم کرے اور اس بات سے لوگوں کو منع کرے کہ قرآن کو ناپاک حالت میں کوئی ہاتھ

نہ لگائے اور لوگوں کے نفع اور نقصان کی سب باتیں اُن کو سمجھائے اور حق بات میں اُن کے ساتھ نرمی کرے اور ظلم کے وقت سختی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظلم مکروہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے اور لوگوں کو جنت کی بشارت دے اور اُس کے اعمال سکھائے اور لوگوں کو دین کا عالم بنادے اور حج کے احکامات اور فرائض اور سنن سے اُن کو مطلع کر دے حج اکبر حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے اور لوگوں کو منع کرے کہ کوئی ایک کپڑے میں جو چھوٹا سا ہونما نہ پڑھے اور اگر بڑا ہو جو اچھی طرح سے لپیٹ سکے اُس میں پڑھ لے اور ستر کھول کر بیٹھنے سے بھی لوگوں کو منع کرے اور گدے پر مردوں کو بالوں کا جوڑا باندھنے سے بھی منع کرے۔

اور جب آپس میں جہالت کی جنگ ہو تو قبائل کو مدد پر بلانے سے لوگوں کو منع کرے اور چاہیئے کہ اللہ کی طرف یعنی جہاد کے لئے قبائل کو بلایا جائے نہ کہ آپس کی جنگ کے لئے اور جو اس بات کو نہ مانے اُس سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکیم الہی کو مان لے اور سب توحید خدا کے تابع ہو جائیں۔ اور چاہیئے کہ لوگوں کو اچھی طرح سے فہم کرنے کا حکم کرے منہ کو دو ہونٹیں اور ہاتھوں کو تینوں تک اور پیروں کو ٹخنوں تک اور سروں پر مس کرے جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے اور نماز کو وقت پر پورے رکوع و سجود اور شروع کے ساتھ ادا کریں۔ صبح کی نماز اول وقت اور ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے بعد اور عصر کی نماز جبکہ سورج مغرب کی طرف متوجہ ہو اور مغرب کی نماز غروب کے بعد ستاروں کے نکلنے سے پہلے اور عشاء کی نماز رات کے پہلے حصہ میں ادا کریں اور جب جمعہ کی اذان ہو تو نماز کے لئے تیار ہو کر آجائیں اور نماز میں جانے سے پہلے غسل کریں اور لوگوں کو حکم کرو کہ مال غنیمت میں سے خدا کا خمس جو اُس نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے نکالیں اور بارانی اور نہری زمین میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف العشر محصول وصول کریں اور دس اونٹوں کی نہ کلوۃ دو بکریاں اور بیس کی چار بکریاں وصول کریں اور چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس میں سے ایک بکرہ نہر یا مادہ وصول کریں اور جنگل کی چرنے والی چالیس بکریوں میں سے ایک بکری وصول کریں یہ خدا کا فریضہ ہے جو زکوٰۃ میں اُس نے مومنوں پر مقرر کیا ہے اور جو اس سے



زیادہ دے گا۔ اُس کے لئے بہتر ہے اور جو یہودی یا نصرانی دین اسلام قبول کرے۔ وہ ہر حکم میں مسلمانوں کی مثل ہے اور جو یہودی یا نصرانی اپنے دین پر قائم رہے۔ پس اُن میں سے ہر بالغ مرد اور عورت اور آزاد اور غلام ہر ایک پورا دینا نہ جزیہ کا لازم ہے یا اس کی قیمت کے موافق کپڑا یا اور کوئی چیز دے۔ پس اگر وہ اس جزیہ کو ادا کرے گا تو وہ خدا و رسول کی ذمہ داری میں ہے اور جو یہ جزیہ ادا نہ کرے گا تو وہ اللہ اور رسول اور سب مسلمانوں کا دشمن ہے۔

صلوٰۃ اللہ علیٰ محمد و آلہ وسلم

**رفاعہ بن زید کی حاضری** | خیمہ کی جنگ سے پہلے حدیبیہ کی صلح میں رفاعہ بن زید جذامی اُثم غیبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور ایک غلام بھی رسول کریم کی نذر گزارا۔ رسول مقبولؐ نے ایک نامہ اُن کے لئے اُن کی قوم کو لکھ دیا جس کا مضمون یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ نامہ محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رفاعہ بن زید کے لئے ہے مشتمل بر این معنی کہ میں نے ان کو ان کی تمام قوم کی طرف بھیجا ہے تاکہ یہ اُن کو خدا و رسول کی طرف بلائیں پس جو ان کی دعوت کو قبول کر کے مسلمان ہو گا وہ خدا و رسول کے گروہ میں ہے اور جو انکار کرے گا اس کو وہیں کی مہلت ہے۔ پھر جب رفاعہ اپنی قوم میں پہنچے ان کی ساری قوم مسلمان ہو گئی اور سب نے مقام حرۃ الرحلاء میں اپنی بود و باش اختیار کی۔

**وفد ہمدان کی حاضری** | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو ہمدان کا وفد خدمت میں حاضر ہوا۔ جس میں یہ لوگ دو سائے قوم تھے۔

مالک بن نمط اور ابو ثور یحییٰ ذو المشمار اور مالک بن ایفح بن مالک غلافی وغیرہم۔ اور یہ لوگ مہربی چادریں اور عدنی عمامے باندھے ہوئے بڑے ادب اور جوش سے چلتے آتے تھے۔ جب رسول پاکؐ کے سامنے آکر کھڑے ہوئے تو مالک بن ایفح نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمدان کے لوگ خدمتِ عالی میں حاضر ہیں۔ اللہ کے معاملے میں کسی کی ملامت کا فکر نہیں کرتے۔ بڑے بہادر ہیں خدا و رسول کی دعوت کو انہوں نے قبول کیا ہے اور بت پرستی چھوڑ دی ہے۔ یہ لوگ عہد کے بڑے پکے ہیں کبھی ان کا پیمانہ شکستہ نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ نے یہ

عہد نامہ لکھ کر ان کو عنایت کیا :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

**رسول اللہ کی تحریر** | یہ عہد نامہ ہے محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خلافت

خارفت اور اہل جناب الرضیٰ اور حقائق الریل کے اور ذی المشاعر ان کے قافلہ سالار اور مالک بن نمط کے اور جن لوگوں نے ان کی قوم میں سے اسلام قبول کیا ہے ان کے لئے اس بات پر کہ یہ لوگ جس جگہ رہتے ہیں وہاں کی زمین ان کی ہے جب تک کہ یہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اس زمین کی پیداوار یہ کھا لیں اور اپنے جانوروں کو چرائیں۔ ان کے لئے اس بات پر خدا کا عہد اور اس کے رسول کا ذمہ ہے اور مہاجرین اور انصار اس عہد نامہ کے گواہ ہیں۔

**مسلمہ کذاب اور اسود غسی** | ابن اسحاق کہتے ہیں نبی کریم کے زمانہ میں دو آدمیوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ ایک مسلمہ بن حبیب نے یمامہ میں

بنی حنیفہ کے اندر اور دوسرے اسود بن کعب غسی نے صنعاء میں۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں میں نے ایک روز رسول اقدس سے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا :-

”اے لوگو! میں نے شب قدر کو دیکھا اور پھر میں اس کو بھول گیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو ٹنگن ہیں مجھ کو وہ بڑے معلوم ہوئے ہیں۔ میں نے ان پر پھونک ماری وہ اڑ گئے۔ پس میں نے اس کی تعبیر یہ لی ہے کہ اس سے یہ دونوں کذاب مراد ہیں ایک یمن والا اور دوسرا یمامہ والا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس دن بحال پیدا ہوں گے اور ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا۔

**عمال اور امراء کا تقرر** | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک شہر مفتوحہ اسلام کی طرف ایک حاکم روانہ کیا۔ چنانچہ مہاجرین امیہ

بن مغیرہ کو شہر صنعاء میں بھیجا اور اسود غسی نے ان پر خروج کیا اور نیا دن لبید بنی انصاری کو شہر حضرموت کے صدقات کی تحصیل کے لئے روانہ کیا اور عدی بن حاتم طائی کو بنی طے اور بنی اسد پر حاکم بنایا اور مالک بن نویرہ یربوعی کو بنی حنظلہ کی تحصیل پر بھیجا اور بنی سعد کی تحصیل

کے لئے وہ شخص روانہ کئے۔ ایک طرف زبیر بن بدو اور دوسری طرف قیس بن عاصم اور علماء بن حفصہ کو رسول کریمؐ میں بھیج چکے تھے اور حضرت علیؑ بن ابی طالب کو اہل خیران کی زکوٰۃ اور جزئیہ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔

**مسئلہ کذاب کا خط** | مسلمان نے اس مضمون کا خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔  
 ”یہ نام ہے مسئلہ رسول خدا کی طرف سے محمد رسول خدا کو !“

سلام علیک اما بعد! میں تمہارا نبوت میں شریک کیا گیا ہوں۔ لہذا نصف زمین ہمارا ہی ہے اور نصف قریش کی ہے مگر قریش حد سے بڑھتے ہیں۔“

یہ خط لے کر مسئلہ کے دو قاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ تم دونوں کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بھی یہی کہتے ہیں جو اس نے یعنی مسئلہ نے کہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر قاصد کے قتل کرنے کا قاعدہ ہوتا تو ضرور میں تم دونوں کو قتل کرتا۔ پھر مسئلہ کو یہ جواب لکھا :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

یہ نام ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے مسئلہ کذاب کو سلام ہے اُس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اما بعد میں اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے عنایت کرتا ہے اور عاقبت پرہیزگاروں کے لئے ہے۔“  
 یہ واقعہ سال ۶ کے آخر کا ہے۔



## حجۃ الوداع

**حج کی تیاری** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب ذیقعد کا مہینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا اور لوگوں کو تیاری کے لئے حکم دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچیسویں ذی قعد کو حج کے لئے سفر کیا اور مدینہ میں ابو جہل ساعدی اور بقول بعض سباع بن عرفطہ غفاری کو حاکم مقرر فرمایا۔

**حضرت عائشہؓ اور مناسک حج** | حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب مقام شرف میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جس کے پاس قرۃ العین نہ ہو وہ عمرہ کا احرام باندھ لے اور یہیں مجھ کو ایام آگئے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں رو رہی تھی اور انہوں نے کہا اے عائشہؓ کیا ہوا؟ تم کو ایام آگئے؟ میں نے کہا ہاں، فرماتی ہیں اُس وقت میں یہ کہہ رہی تھی کہ کاش اس سفر میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ آتی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ایسا نہ کہو جو حاجی کرتے ہیں وہی تم بھی کرنا فقط بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ کہتی ہیں جب لوگ مکہ میں آئے تو جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا سب اہرام کھول دیئے اور نبی پاکؐ کی عورتوں نے بھی عمرہ ہی کیا تھا۔

پھر جب قربانی کا دن ہوا تو گائے کا بہت سا گوشت میرے گھر میں آیا۔ میں نے دریافت کیا یہ کیسا ہے؟ لانے والے نے کہا آنحضرتؐ نے اپنی ازدواج کی طرف سے گائے ذبح کی ہے پھر حب لیلۃ الحصبہ ہوئی تو رسول اللہ نے میرے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر کو میرے پاس مقام تنعیم سے عمرہ کرنے کے لئے بھیجا۔ اُس عمرہ کے بدلہ میں جو مجھ سے فوت ہو گیا تھا۔

حضرت حفصہ بنت عمرؓ بن خطاب کہتی ہیں نبی کریمؐ نے اپنی عورتوں کو عمرہ کر کے احرام کھولنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! احرام کھولنے میں آپ کو کیا چیز مانع ہے؟ فرمایا میں قربانی کے جانور اپنے ساتھ لایا ہوں اُن کو ذبح کر کے احرام کھولوں گا۔

حضرت علیؓ کی یمن سے واپسی | ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت علیؓ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کی طرف بھیجا تھا وہاں سے واپس آتے ہوئے حضرت علیؓ تکہ میں آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے پہلے سے آئے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ اپنی زوجہ حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے اُن کو دیکھا تو انہوں نے احرام کھول دیا تھا۔ حضرت علیؓ نے پوچھا اے رسول خدا کی صاحبزادی تم نے ابھی سے احرام کھول دیا۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا ہاں آنحضرتؐ نے ہم کو عمرہ کا حکم دیا تھا۔ ہم نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا پھر حضرت علیؓ حضورؐ کے پاس آئے اور جب اپنے سفر کے حالات بیان کرنے سے فارغ ہوئے تو رسول پاکؐ نے فرمایا تم جا کر طواف کرو اور جیسے اور لوگوں نے احرام کھول دیا ہے تم بھی کھول دو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے یہ نیت کی تھی کہ اے اللہ! میں وہ احرام باندھتا ہوں جو تیرے نبی اور تیرے بندہ اور رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تمہارے پاس قربانی بھی ہے حضرت علیؓ نے عرض کیا قربانی تو نہیں ہے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قربانی میں اُن کو شریک کیا اور یہ اُسی احرام کے ساتھ رہے اور آنحضرتؐ کے ساتھ احرام کھولا۔ اور رسول اللہؐ نے ان کی اور اپنی دونوں کی طرف سے قربانی کی۔

حضرت علیؓ کے خلاف شکایت | زید بن لکاح کہتے ہیں جب حضرت علیؓ رسول اللہؐ سے ملنے کے لئے مکہ میں آئے تو لشکر کو پیچھے چھوڑ آئے تھے اور ایک شخص کو اُس پر حاکم مقرر کیا تھا۔ اُس شخص نے توشہ خانہ میں سے ایک ایک نفیس نفیس کپڑا نکال کر سارے لشکر میں تقسیم کر دیا کہ اس کو اوڑھ لیا جائے۔ جب یہ لشکر اس صورت سے مکہ کے قریب پہنچا تو حضرت علیؓ ملنے کے لئے تشریف لائے اور ان کپڑوں کو دیکھ کر اُس شخص سے جس کو حاکم کیا تھا پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اُس نے کہائیں نے یہ کپڑے اس لئے تقسیم کئے ہیں تاکہ یہ لشکر لوگوں میں اپنی عزت ظاہر کرے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو یہ کپڑے ان لوگوں سے لے کر توشہ میں آپ کے پاس پہنچنے سے پہلے داخل کر۔ چنانچہ وہ کپڑے سارے لشکر سے لے کر داخل کئے گئے۔ لشکر کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس برتاؤ کی شکایت کی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! علیؓ کی شکایت تم نہ کرو۔ علیؓ خدا کے معاملے میں بہت مضبوط ہے اُس کی شکایت کرنی لائق نہیں ہے۔



**خطبہ حجۃ الوداع** | ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور لوگوں کو ناسکِ حج یعنی حج کے طریقے اور قاعدے بتلائے۔ پھر آپ نے ایک طویل خطبہ پڑھا

اور بہت سے احکاماتِ اُمت کے لئے بیان فرمائے۔ چنانچہ حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔  
و اے لوگو! میری بات غور سے سُنو شاید آئندہ میں تم سے اس جگہ کبھی ملاقات نہ کروں اے لوگو تمہارا  
خون اور تمہارے مال آپس میں ایک کے دوسرے پر حرام ہیں یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے  
جا ملو اسی طرح جیسے اس دن کی حرمت ہے اور اس مہینے کی حرمت ہے۔

اور بے شک تم اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کا سوال  
کمرے گا اور میں سب باتیں تم کو بتا چکا ہوں۔ پس جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس  
کی امانت ادا کر دے اور کوئی شخص اپنے قرضدار سے بجز اس المال کے سود نہ لے کیونکہ سود  
خارج کر دیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ فرمایا ہے اور عباس بن عبد المطلب  
کا سود بھی خارج اور جس قدر خون زامہ جاہلیت کے تھے سب ختم ہیں اور سب سے پہلے  
جو خون زامہ جاہلیت کا میں ختم کرتا ہوں وہ خون ابن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کا ہے  
جس کو بنی ہذیل نے قتل کیا تھا۔ پس یہ جاہلیت کے خون معاف کرنے میں میں ابتدا  
کرتا ہوں۔

اور اے لوگو! اس تمہارے ملک میں شیطان اپنی پرستش کئے جانے سے نا اُمید ہو گیا ہے  
یعنی ملکِ عرب میں کبھی اس کی پرستش نہ ہوگی مگر ہاں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ راضی ہو گیا ہے  
جن کو تم بڑے گناہوں میں شمار نہ کرو گے۔ پس تم کو اپنے دین کی شیطان سے حفاظت  
لازم ہے۔

اے لوگو! نِسْی کی بدعت جو کفار نے ایجاد کی تھی یہ کفر کی زیادتی میں شمار ہے یعنی حرام  
مہینوں کو حلال مہینوں کے بدلہ میں حلال مہینوں کو حرام کر لینا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ سے بارہ  
مہینے رکھے ہیں جن میں سے چار حرام ہیں۔ تین پے درپے یعنی ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور  
ایک رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں ہے۔

اور اے لوگو! تمہارا تمہاری عورتوں پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا بھی تم پر  
حق ہے۔ تمہارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارا فرش کسی بھی ایسے شخص کے لئے نہ لگائیں  
جسے تم پسند نہیں کرتے اور کوئی فحش بات ظاہر نہ کریں۔ پس اگر وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ

نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اُن کو اپنے سے جدا سلاؤ اور اس طرح مارو جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو پھر اگر وہ اُن باتوں سے باز آجائیں تو اُن کا کھانا کپڑا حسبِ حیثیت تمہارے ذمہ ہے۔

اے لوگو! عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو وہ تمہاری مددگار ہیں اور اپنے لئے کچھ اختیار نہیں رکھتیں اور تم نے اُن کو خدا کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور خدا کے کلام کے ساتھ اُن کو حلال کیا ہے پس اے لوگو! میرے ان احکام کو خوب سمجھو اور میں نے تم میں ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اُس کو تم مضبوط پکڑے نہ ہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور اُس کے نبی کی سنت۔

اے لوگو! میری ان باتوں کو سنو اور خوب سمجھ لو اور جان لو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ پس مسلمان کے مال میں سے دوسرے مسلمان کو کوئی چیز لینی حلال نہیں ہے سوا اُس چیز کے جو وہ اپنی خوشی سے بخش دے۔ پس تم ایک دوسرے پر قلم نہ کرنا۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے اللہ! کیا میں نے تیرے احکامات بندوں کو پہنچا دیئے سب حاضرین نے عرض کیا ہاں بے شک آپؐ نے احکاماتِ الہی ہم کو پہنچا دیئے۔ آپؐ نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہو جا ۶۶

**دیگر روایات** | ابن اسحاق کہتے ہیں مقامِ عرفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اور ربیعہ بن اُمیہ بن خلف آپؐ کے پاس کھڑے تھے آپؐ اُن سے فرما رہے تھے کہ تم لوگوں سے کہو کہ اے لوگو! رسولِ خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ ربیعہ لوگوں سے کہتے، لوگ کہتے کہ یہ مہینہ حرام ہے۔ آنحضرتؐ ربیعہ سے فرماتے کہ ان سے کہہ دو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے آپس میں حرام کر دیئے ہیں۔ جب تک کہ تم اپنے رب سے ملو اس مہینے کی حرمت کی طرح۔ پھر آپؐ ربیعہ سے فرماتے کہ لوگوں سے کہو اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے؟ ربیعہؓ لوگوں میں آواز دیتے۔ لوگ کہتے یہ شہر بلدِ الحرام ہے۔ آنحضرتؐ ربیعہ سے فرماتے کہ ان سے کہہ دو خدا نے تمہارے خون اور تمہارے مال آپس میں حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو۔ اس شہر کی حرمت کی طرح۔ پھر رسول کریمؐ ربیعہ سے فرماتے کہ کہہ دو اے لوگو! رسول اللہ فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ ربیعہ لوگوں سے کہتے لوگ جواب دیتے کہ یہ حج اکبر کا دن ہے۔ آپؐ ربیعہ سے فرماتے کہ کہہ دو اے لوگو! خدا نے تمہارے مال اور خون تمہارے آپس میں حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملو اس دن کی حرمت کی طرح۔

عمر بن خطاب کی روایت | عمرو بن خطاب کہتے ہیں مجھ کو عتاب بن اسید نے کسی ضرورت کے لئے آنحضرت کی خدمت میں بھیجا تھا۔ میں جب آنحضرت

کے پاس آیا تو آپ مقام عرفات میں ساندنی پر سوار کھڑے تھے۔ میں عتاب کا پیغام پہنچا کر وہیں آپ کی ساندنی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اسی طرح کہ اُس کی مہار میرے سر کے اوپر تھی۔ پس میں نے سنا آپ فرما رہے تھے اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر خدا کو اُس کا حق پہنچا دیا لہذا وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہے اور زنا کی اولاد عورت کو ملے گی اور زانی کے لئے پتھر ہیں اور شخص دوسرے کے نسب میں ملے گا یا کسی کا آزاد غلام اپنے آقا کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے گا اُس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کا کوئی نیک کام قبول نہ فرمائے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب عرفات کے پہاڑ پر آپ کھڑے ہوئے۔ فرمایا یہ سارا پہاڑ موقوف ہے اور پھر مزدلفہ میں پہنچ کر فرمایا سارا مزدلفہ موقوف ہے۔ پھر منیٰ میں قربانی کر کے فرمایا سارا منیٰ قربانی کی جگہ ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے حج کے احکامات لوگوں کو بتلائے۔ کنگریوں کا ماننا اور کعبہ کا طواف کرنا اور حج میں جو باتیں جائز یا ناجائز ہیں سب بتائیں۔ اسی سبب سے اس حج کو حجتہ البلاغ کہتے ہیں اور حجتہ الوداع اس سبب سے کہتے ہیں کہ آنحضرت نے پھر اس کے بعد حج نہیں کیا۔

لشکر اسامہ بن زید | ابن اسحاق کہتے ہیں اس حج سے واپس آ کر رسول کریم ذی الحجہ کا باقی مینہ جمع کر کے اسامہ بن زید کو اُس کا سرواہ کیا اور فلسطین کے ملک سے شہر بلقاء کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا۔ اس لشکر میں مہاجرین اولین کثرت سے تھے۔

حکمرانوں کی طرف ایلیچی | ابن اسحاق کہتے ہیں آنحضرت نے اپنے صحابہ کو نامے دے کر مختلف بادشاہوں کے پاس روانہ کیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو معتبر روایت پہنچی ہے کہ حدیبیہ کے سفر سے واپس آ کر ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پس تم میرے اوپر ایسا اختلاف نہ کرنا جیسا حواریوں نے عیسیٰ بن مریم پر اختلاف کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر کیا اختلاف کیا تھا؟

فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کو اُسی بات کی طرف بلایا تھا جس کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں یعنی بادشاہوں کی طرف ایچی بنا کر بھیجنے کے لئے۔ پس جن لوگوں کو عیسیٰ علیہ السلام نے قریب کے ملکوں میں بھیجا تھا وہ تو خوشی خوشی چلے گئے۔ اور جن کو دور و دراز ملکوں میں بھیجا تھا وہ سست ہو گئے۔ اور وہاں جانا اُن کو ناگوار گذرا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کی اللہ تعالیٰ سے شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبانیں اُس ملک کی کر دیں جس کی طرف عیسیٰ علیہ السلام نے بھیجا تھا۔ اور اُسی زبان میں یہ لوگ بولنے لگے۔

**رسول اللہ کے قاصد** | راوی کہتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکتوب لکھ کر اپنے اصحاب کو عنایت کئے اور اُن کو بادشاہوں کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ حذیفہ بن یشک بن عقیقہ کلبی کو قیصر بادشاہ روم کے پاس اور عبداللہ بن حذافہ سہمی کو کسریٰ بادشاہ فارس کے پاس روانہ کیا۔ اور عمرو بن اُمیہ حمیری کو نجاشی بادشاہ حبش کی طرف اور عاتب بن ابی بلتعہ کو مقوقش بادشاہ مصر کے پاس اور عمرو بن عاص سہمی کو جندی کے دونوں بیٹوں جیفراور عیاذ کی طرف بھیجا۔ یہ دونوں قوم اذد سے عمان کے بادشاہ تھے اور سلیط بن عمرو عامری کو یمامہ کے بادشاہوں ثمامہ بن اثال اور ہویہ بن علی کے پاس بھیجا اور علاء بن حضرمی کو بادشاہ بحرین منذر بن سادی عبدی کے پاس روانہ فرمایا اور شجاع بن وہب اسدی کو حرث بن ابی شمر غسانی بادشاہ سرحد شام کی طرف روانہ کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں شجاع بن وہب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبکہ بن اسیم غسانی کی طرف اور مہاجر بن اُمیہ مخزومی کو حرث بن عبد کلال حمیری کی طرف روانہ فرمایا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے یزید بن ابی جلیب حمیری نے بیان کیا کہ اُن کو ایک کتاب ملی جس میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بادشاہوں کی طرف ایچیوں کے روانہ فرمانے کا ذکر تھا اور جس طرح کہ اوپر لکھا گیا ہے سب اُس کتاب میں مندرج تھا۔

یزید کہتے ہیں وہ کتاب میں نے ابن شہاب زہری کو بھیج دی۔ انہوں نے اس کو پڑھ کر سب حال معلوم کیا جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔

**حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قاصد** | ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو زمین کے مختلف ممالک میں

تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا تھا اور ان حواریوں کے ساتھ اُن کے متبعین بھی تھے۔ چنانچہ بطرس حواری کو جس کے ساتھ بولس بھی تھا ملک رومیہ اور اندرائس کی طرف روانہ کیا۔ بولس حواریوں میں سے نہیں تھا بلکہ یہ متبعین میں سے تھا۔

اور مُنتہا حواری کو اُس ملک میں بھیجا جہاں کے لوگ آدمیوں کو کھا لیتے ہیں۔

اور توماس کو ملک بابل کی طرف بھیجا۔

اور قیسیلیس کو افریقہ کے شہر قراطہ جہنہ

اور بھنس کو افسوس کی طرف جو اصحاب کف کا شہر ہے روانہ کیا۔

اور یعقوبیس کو اوروشلم کی طرف جو ملک ایلیاء کا ایک شہر بیت المقدس کے

پاس ہے روانہ کیا۔

اور ابن ثلما لی کو ملک حجاز میں بھیجا۔

اور سمین کو بربر میں

اور یہود اکویہ حواریوں میں سے نہ تھا یودس کی جگہ مقرر کر دیا گیا تھا۔





## غزوات و سرایا (۱)

**غزوات کا اجمالی ذکر** | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذاتِ خود ستائیس پہلے غزوۃ ابواء پھر غزوۃ بواط مقامِ ضویٰ کی طرف۔ پھر غزوۃ عثیرہ شہرِ یثرب کی طرف۔ پھر غزوۃ بدر اولیٰ کربنِ جابر کی تلاش میں۔ پھر بدر کا وہ غزوہ جس میں اللہ تعالیٰ نے سردارانِ قریش کو قتل کر دیا۔ پھر غزوۃ بنی سلیم جس میں آپ مقامِ کدربک تشریف لے گئے تھے۔ پھر غزوۃ سولق البوسفیان کی تلاش میں۔ پھر غزوۃ مغلطان جس کو ذی امر کا غزوہ بھی کہتے ہیں۔ پھر غزوہ بحرانِ خاص حجاز میں۔ پھر غزوۃ احد۔ پھر غزوۃ حراء الاسد۔ پھر غزوۃ بنی نضیر۔ پھر غزوۃ ذات الرقاع مقامِ نخل میں۔ پھر غزوۃ بدر الاخرت۔ پھر غزوہ دومتہ الجندل۔ پھر غزوۃ خندق۔ پھر غزوۃ بنی قریظہ۔ پھر غزوہ بنی لحيان ہندیل سے۔ پھر غزوۃ ذی قرد۔ پھر غزوۃ بنی مصطلق خزاعہ سے۔ پھر غزوہ حدیبیہ جس میں جنگ کا قصد نہیں تھا اور مشرکوں نے آپ کو عمرہ سے روک دیا تھا۔ پھر غزوۃ خیبر پھر عمرۃ القضاء پھر غزوۃ فتح مکہ۔ پھر غزوۃ حنین۔ پھر غزوۃ طائف۔ پھر غزوۃ تبوک۔ ان سب غزوات میں سے کل نو غزوات میں جنگ ہوئی۔ بدر۔ احد۔ خندق۔ قریظہ۔ مصطلق۔ خیبر۔ فتح۔ حنین۔ اور طائف میں۔

**سرایا کا اجمالی ذکر** | سب چھوٹے اور بڑے اڑتیس لشکرِ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف اطراف میں روانہ فرمائے جن کی تفصیل یہ ہے :-

- ۱۔ عبیدہ بن حریث کا لشکرِ ثنیہ ذی المروہ کی طرف۔
- ۲۔ اور حضرت حمزہؓ کا لشکر ساحلِ بحر کی طرف۔ اور بعض لوگ حضرت حمزہؓ کے لشکر کی روانگی عبیدہ کے لشکر سے پہلے بیان کرتے ہیں۔
- ۳۔ پھر سعد بن ابی وقاص کا غزوہ مقامِ حراء میں۔

- ۴۔ اور عبداللہ بن حبش کا غزوہ نخلہ میں۔
- ۵۔ اور زید بن حارثہ کا غزوہ مقام قزوہ میں۔
- ۶۔ اور محمد بن مسلمہ کا غزوہ کعب بن اشرف یہودی سے۔
- ۷۔ اور مرثد بن ابی مرثد غنوی کا غزوہ رجب میں۔
- ۸۔ اور منذ بن عمرو کا غزوہ بیر معونہ میں۔
- ۹۔ اور ابو عبیدہ بن جراح کا غزوہ عراق کے راستہ میں۔
- ۱۰۔ اور عمر بن خطاب کا غزوہ بنی عامر سے۔
- ۱۱۔ اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کا غزوہ یمین میں۔
- ۱۲۔ اور غالب بن عبداللہ کلبی کا غزوہ بنی ملوح سے۔

**غالب بن عبداللہ کے لشکر کی تفصیل** | جندب بن مکیت جہنی کہتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے ایک چھوٹا لشکر غالب بن عبداللہ کلبی کی سرکردگی میں بنی ملوح کی طرف جو مقام کدید میں بہتے تھے روانہ کیا اور محکم دیا کہ اُن پر جہاد کرنا۔ جندب کہتے ہیں میں اس لشکر میں تھا۔ چنانچہ ہم لوگ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب ہم مقام کدید کے قریب پہنچے تو حرث بن مالک یعنی ابن البرصاء اللیثی ہم کو ملا۔ ہم نے اُس کو گرفتار کر لیا۔ اُس نے کہا: میں تو اسلام قبول کر کے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہا تھا۔ تم نے ناحق مجھ کو گرفتار کیا۔ ہم نے کہا اگر تم مسلمان ہو اور رسول کریمؐ کے پاس جا رہے ہو تو ایک رات ہمارے پاس رہنے سے کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ اور پھر ہم نے اُس کی مشکیں باندھ کر ایک سپاہی کے حوالے کیا اور اُس کو تاکید کر دی کہ اگر اس کی کوئی خلاف حرکت دیکھو تو فوراً اس کا سر اُتار لینا۔ پھر روانہ ہو کر ہم غروب آفتاب کے وقت مقام کدید میں پہنچے۔ اور ہم جنگل کے ایک کنارے میں اترے ہوئے تھے۔

**جندب بن مکیت کا واقعہ** | جندب کہتے ہیں میرے ساتھیوں نے مجھ کو لشکر کی نگہداشت اور دشمن کی خبر کے لئے بھیجا۔ میں ایک بلند ٹیلہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ اس ٹیلہ پر سے بنی ملوح کے تمام مکانات خوب نظر آتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے مکان سے باہر نکلا اور اپنی بیوی سے اُس نے کہا مجھ کو سامنے ٹیلہ پر کچھ سیاہی نظر آتی ہے جو پہلے کسی وقت میں نے نہیں دیکھی تھی تو اپنے برتنوں کو دیکھ کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی ہے۔ اُس

نے سب چیزوں کو دیکھا اور کہا میں کوئی چیز گم نہیں ہوئی ہے۔ اُس نے کہا میری کمان اور دو تیر مجھ کو دے۔ عورت نے اُس کو دینے اور اُس نے ایک تیر میرے پہلو پر مارا۔ میں نے اُس کو نکال کر اپنے پاس رکھ لیا اور وہاں سے حرکت نہ کی۔ پھر دوسرا تیر اُس نے میرے شانہ پر مارا میں نے اُس کو بھی نکال کر رکھ لیا۔ اُس نے اپنی بیوی سے کہا اگر یہ کوئی آدمی ہوتا تو ضرور حرکت کرتا۔ میرے دو تیر اُس کے لگے اور اُس نے حرکت تک نہیں کی معلوم ہوتا ہے یہ کوئی چیز نہیں ہے صبح کو تو جا کر میرے تیر اٹھا لینا۔ پھر یہ شخص اپنے گھر کے اندر چلا گیا۔

**اللہ تعالیٰ کی مدد** | جنذب کہتے ہیں رات کو ہم نے ان لوگوں سے کچھ نہیں کہا۔ یہ چین سے سوتے رہے۔ جب سحر کا وقت ہوا تو ہم نے اُن پر حملہ کیا اور خوب قتل و غارت کر کے ان کے تمام مال و اسباب لے کر ہم روانہ ہوئے۔

پھر ہمارے تعاقب میں یہ لوگ بھی جمع ہو کر آئے۔ جب یہ ہم سے قریب پہنچے تو ہمارے اُن کے درمیان ایک جنگل تھا ہم اُس کے پر لے کنا رہ پر تھے اور یہ ور لے کنا رہ پر پہنچتے تھے کہ خدا جانے کہاں سے اس جنگل میں اس زور کی پانی کی ایک ندی آئی کہ وہ لوگ اُسے عبور کر کے ہم تک نہ پہنچ سکے۔ ہم کھڑے ہو کر اُن کی مجبوری اور پریشانی کا تماشا دیکھنے لگے۔ پھر ہم نے اُن کے سب جانوروں کو اکٹھا کر کے آگے کو ہرکایا اور بہت جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ لوگ بے چارے وہیں اُن کے کنا رہ پر کھڑے رہ گئے اور اس غزوہ میں مسلمانوں کا شعلہ رات کے وقت اُمت اُمت تھا۔

**دیگر سرایا** | ۱۳۔ حضرت علی بنی عبد اللہ بن سعد اہل فدک پر جہاد کرنے تشریف لے گئے۔ ۱۴۔ اور ابو عوبادہ سلمی نے بنی سلیم پر جہاد کیا اور یہ اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔

- ۱۵۔ اور عکاشہ بن محسن نے غمرہ پر جہاد کیا۔
- ۱۶۔ اور ابوسلمہ بن عبد اللہ اسد بنہ نجد کی طرف بنی اسد سے ایک چشمہ پر جس کا نام قطن تھا جنگ کی اور وہیں مسعود بن عروہ شہید ہوئے۔
- ۱۷۔ اور محمد بن مسلمہ حارثی نے مقام قرطاء میں ہوازن سے جنگ کی۔
- ۱۸۔ اور بشیر بن سعد بن مرہ نے فدک پر جہاد کیا۔
- ۱۹۔ اور بشیر بن سعد ہی نے خیبر کی ایک جانب جہاد کیا۔

۲۰۔ اور زید بن حارثہ نے مقام مجوم میں جو بنی سلیم کا ملک ہے جہاد کیا۔

۲۱۔ اور زید بن حارثہ ہی نے جذام پر ملک خشین میں جہاد کیا۔

حضرت زیدؓ کے غزوہ جذام کی تفصیل | ابن اسحاق کہتے ہیں جذام کے چند لوگوں کا بیان ہے جو اس واقعہ کے خوب جاننے والے تھے کہ رفاعہ

بن زید جذامی حبیب رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے اپنی قوم کے پاس واپس آئے۔ تو قوم کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط بھی لائے تھے جن میں رسول کریمؐ نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت کی تھی۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وحیہ بن خلیفہ کلبی ملک شام سے واپس ہوتے ہوئے اس طرف گزرے۔ اور وحیہ قیصر روم کے پاس رسول کریمؐ کا نامی لے کر گئے تھے اور کچھ مال تجارت بھی ان کے پاس تھا۔ جب یہاں پہنچے تو ایک وادی میں جس کا وادی شنار نام تھا ٹھہرے۔ ہند بن عوص اور اس کے بیٹے عوص بن ہنید نے ان کا مال لوٹ لیا اور یہ لوگ بنی صلیع میں رہتے تھے جو جذام کی ایک شاخ ہے۔ یہ عمر بنی خلیب یعنی رفاعہ بن زید کے لوگوں کو پہنچی۔ یہ ہنید اور اس کے بیٹے پر جا پڑے اور خوب جنگ ہوئی۔ قرہ بن اشقر صفادی ثم الصلعی نے ایک تیر نعمان بن ابی جبال کے مارا اور جب یہ تیر ان کے گھٹنے میں لگا تو کہنے لگا کہ اس تیر کو ابن لبنی کی طرف سے لے۔ لبنی نعمان کی ماں کا نام تھا اور حسان بن ملہ غیبی وحیہ کے صحبت یافتہ تھے اور وحیہ نے ان کو سورت فاتحہ سکھائی تھی۔ غرضیکہ رفاعہ بن زید کے لوگوں نے وحیہ کلبی کا سا مال ان سے لے کر وحیہ کے حوالہ کیا اور وحیہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا اور ہنید اور اس کے بیٹے کے قتل کرنے کی درخواست کی۔ رسول مقبولؐ نے زید بن حارثہ کو لشکر کا سردار کر کے بنی جذام کی طرف روانہ کیا۔

باہمی تصفیہ | جذام کی شاخ غطفان اور وائل اور سلمان اور سعد بن ہدیم کے لوگ جب رفاعہ بن زید جذام کے پاس حضورؐ کا مکتوب گرامی لے کر گئے تو یہ سب مقام حرہ رجماء میں آکر آباد ہو گئے تھے اور رفاعہ بن زید کراہ ربہ میں تھے۔ زید کے لشکر کی ان کو بالکل خبر نہ تھی اور بنی خلیب کے چند لوگ ان کے ساتھ تھے اور باقی وادی مدان میں تھے۔ حرہ کے مشرقی کنارہ پر جہاں چشمہ جامی ہے اور اولاج کی طرف سے زید کے لشکر نے آکر مقام ماقعن میں حرہ کی طرف سے حملہ کیا اور ہنید اور اس کے بیٹے اور بنی اصف کے دو آدمی اور دو بنی خلیب



کے آدمی قتل کر کے تمام مال و اسباب ان کا جمع کیا اور قیدی بھی گرفتار کئے۔ جب یہ واقعہ بنی خلیب نے سنا تو یہ سوار ہو کر زید بن حارثہ کے لشکر کی طرف جو خیفاء مدائن میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا روانہ ہوئے اور ان میں یہ لوگ مردار تھے۔

حسان بن ملہ سوید بن زید کے گھوڑے عجاج نام پر سوار تھا اور انیف بن ملہ اپنے باپ ملہ کے گھوڑے رُعال پر سوار تھا اور عمر زید بن عمرو شمر نامی گھوڑے پر سوار تھا۔ پس جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے قریب پہنچے تو ابو زید اور حسان نے انیف بن ملہ سے کہا کہ تم اگر واپس چلے جاؤ تو بہتر ہے کیونکہ ہم کو تمہاری زبان درازی سے ڈر لگتا ہے۔ انیف بن ملہ ٹھہر گیا اور یہ دونوں آگے بڑھے۔ مقوڑی دور گئے ہوں گے کہ انیف بن ملہ کے گھوڑے نے پیروں سے زمین کھودنی اور شوخی کرنی شروع کر دی اور آخر ان دونوں کے پیچھے دوڑنے لگا۔ جب انیف ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ خیر تم آئے ہو تو مگر اپنی زبان کو بند رکھنا اور یہ بات ان کے آپس میں قرار پائی کہ حسان بن ملہ کے سوا کوئی گفتگو نہ کرے۔

راوی کہتا ہے ان لوگوں کے آپس میں جاہلیت کے زمانہ میں ایک کلمہ راجح تھا جس کو یہی لوگ سمجھتے تھے۔ یعنی جب کوئی کسی کو تلوار سے مارنا چاہتا تھا تو کہتا تھا بُوری۔ جب یہ لوگ زید کے لشکر کے سامنے آئے تو لشکر کے لوگ ان کے پکڑنے کو دوڑے۔ حسان نے ان لوگوں سے کہا ہم مسلمان ہیں اور لشکر سے جو پہلا شخص ان کی طرف آیا وہ سیاہ گھوڑے پر سوار تھا۔ ان لوگوں کو یہ شخص لشکر کے اندر لے چلا۔ انیف بن ملہ نے کہا بُوری۔ حسان نے کہا۔ خبردار اسی حرکت نہ کرنا۔ پھر جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے پاس پہنچے۔ حسان نے کہا ہم لوگ مسلمان ہیں۔ زید نے کہا اگر مسلمان ہو تو سورہ فاتحہ پڑھو۔ حسان نے سورہ فاتحہ پڑھ کر سنائی۔

زید بن حارثہ نے اپنے لشکر میں اعلان کر دیا کہ یہ لوگ جو آئے ہیں مسلمان ہیں۔ کوئی ان کو تکلیف نہ پہنچائے اور ان کی جو جو چیزیں مسلمانوں کے پاس ہیں وہ ان کو ہی واپس دے دو۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قیدیوں میں حسان بن ملہ کی بہن جو ابی و بر بن عدی کی دوبارہ چپقلش بیوی تھی وہ بھی موجود تھی۔ زید نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہن کو لے جاؤ۔ یہ سن کر اُمّ فراتہ صلحیہ نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہنوں کو تو لے جاتے ہو اور پاؤں کو چھوڑ دیتے ہو۔ بنی خلیب میں سے ایک شخص نے اُمّ فراتہ کو جواب دیا کہ یہ لوگ بنی خلیب ہیں۔ ان کی



جادو بیانی ہمیشہ سے مشہور ہے۔ اب بھی اُسی جادو بیانی سے انہوں نے اپنی بہن کو چھڑا لیا۔ ایک لشکر نے یہ بات زید بن حارثہ سے بیان کی۔ زید نے اُس عورت یعنی حسان کی بہن کو قید سے چھڑا کر حکم دیا کہ یہیں اور عورتوں میں جو تمہارے گنبدہ کی ہیں بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ خدا تمہارے حق میں فیصلہ فرمائے۔ یہ لوگ زید کے لشکر سے واپس چلے آئے اور زید نے اپنے لشکر کو اُس جنگل کی طرف جدھر سے یہ لوگ آئے تھے اُترنے کی ممانعت کہ دی۔

رفاعہ بن زید کی بارگاہ رسالت میں حاضری | یہ لوگ شام کو اپنے گھر پہنچے اور سُنو بن زید کے پاس پہنچے۔ ان لوگوں کے نام یہ ہیں :-

ابو زید بن عمرو اور ابو شماس بن عمرو اور سوید بن زید اور ثعلبہ بن عمرو اور یحییٰ بن زید اور برزخ بن عدی اور انیف بن ملہ اور حسان بن ملہ۔ جب رفاعہ کے پاس یہ لوگ پہنچے تو صبح کا وقت تھا اور رفاعہ حرہ کی پشت پر ایک کنوئیں کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ حسان نے جلتے ہی رفاعہ سے کہا کہ تم تو یہاں بیٹھے ہوئے بکریوں کا دودھ دوھ رہے ہو اور بنی جذام کی عورتیں قید بھی ہو چکی ہیں۔ تم جو غلط لائے تھے اُن کو اُس نے دھوکہ میں رکھا۔ رفاعہ نے اس بات کے سنتے ہی فوراً اپنا اونٹ منگوا لیا اور اُس پر سوار ہوئے۔ اور یہ لوگ بھی امیہ بن صفارہ کو جو اُس مقتول تھیبی کا بھائی تھا جس کو زید کے لشکر نے قتل کیا تھا ساتھ لے کر رفاعہ کے ساتھ روانہ ہوئے اور تین دن کے بعد مدینہ میں پہنچے۔

جب مدینہ کے اندر داخل ہوئے تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ تم اپنے اونٹوں پر نیچے اُتر آؤ ورنہ ان اونٹوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے۔ یہ لوگ اونٹوں سے اُتر کر مسجد میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان لوگوں کو دیکھا تو ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ آگے آ جاؤ۔ پھر جب رفاعہ نے گفتگو شروع کی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لوگ سحر بیان ہیں اور دو تین مرتبہ اس شخص نے یہی کہا۔ تب رفاعہ بن زید نے کہا کہ خدا اُس شخص پر رحم کرے جو اس وقت بھی ہمارے حق میں نہیں کہتا ہے مگر بھلائی کی بات۔ پھر رفاعہ نے وہ خط جو رسول اکرم نے ان کو دیا تھا آپ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آپ کا قدیم عہد نامہ ہے جس میں اب نئی شکستگی واقع ہوئی۔ آنحضرت نے ایک لڑکے سے فرمایا کہ اے لڑکے اس کو بلند آواز سے پڑھ۔ جب اُس نے پڑھا اور آنحضرت

نے سنا تو رفاعہ سے واقعہ حال دریافت کیا۔ رفاعہ نے سارا قصہ زید بن حارثہ کا بیان کیا۔ رسول اکرمؐ نے تین بار فرمایا کہ جو لوگ قتل ہو گئے اُن کے بارے میں میں کیا کروں؟ رفاعہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ خوب واقف ہیں کہ ہم نہ آپ پر کسی حلال چیز کو حرام کرنا چاہتے ہیں نہ حرام کو حلال کرنا چاہتے ہیں۔

ابو زید بن عمرو نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو لوگ ہمارے قتل ہوئے وہ میرے اس پیر کے نیچے ہیں۔ یعنی ہم اُن کے خون کا کچھ مطالبہ نہیں کرتے جو زندہ ہیں وہی ہمارے حوالہ کر دیئے جائیں۔

**رسول اللہ کا فیصلہ** | رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو زید نے سچ کہا اے علیؓ! تم ان کے ساتھ جا کر ان کے سب قیدی چھڑا دو اور ان کا مال بھی دلا دو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! زید بن حارثہ میرا کہا نہیں مانتے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم یہ میری تلوار لے جاؤ۔ پھر حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے پاس سواری بھی نہیں، تب آپؐ نے ان کو ثعلبہ بن عمرو کے اونٹ پر جس کا نام مکھال تھا سوار کر کے روانہ کیا۔ جب یہ لوگ مدینہ سے باہر نکلے تو دیکھا کہ زید بن حارثہ کا ایلچی انہیں لوگوں کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر جس کا نام شمر تھا سوار ہو کر آ رہا ہے۔ ان لوگوں نے اُس ایلچی کو اونٹ پر سے اتار کر اونٹ اُس سے لے لیا۔ اُس نے کہا اے علیؓ یہ کیا بات ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ان کا مال ہے۔ انہوں نے پہچان کر لے لیا۔ پھر یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے مقام فیکہ الفلثین میں جا کر ملے اور سارا مال و اسباب حضرت علیؓ نے مع قیدیوں کے ان کو دلوادیا۔ چنانچہ اگر کسی نے کسی عودت کا کپڑا اپنے کجاوہ کے نیچے بھی باندھ لیا تھا تو اُس کپڑے تک کو بھی کھلوا کر دے دیا۔



## غزوات و سرایا (۲)

ابن اسحاق کہتے ہیں اب میں پھر غزوات کی تفصیل کی طرف لوٹتا ہوں۔

حضرت زید کے جہاد عراق کی تفصیل | یہ جہاد زید بن حارثہ نے عراق کے راستے میں مقام طوسی

القریٰ پر بنی فزادہ سے کیا۔ پہلے اس غزوہ میں زید بن حارثہ کو شکست ہوئی۔ یہ خود بھی زخمی ہوئے اور ان کے بہت سے ساتھی مارے گئے جن میں ایک ورد بن عمرو بن ملاش ہذلی بھی تھے۔ بنی بدر کے ایک شخص نے ان کو شہید کیا تھا اور جب زید بن حارثہ اس جنگ سے واپس ہوئے ہیں تو انہوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک بنی فزادہ سے بدلہ نہ لے لوں گا غسل نہ کروں گا۔

چنانچہ جب ان کے زخم اچھے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ان کو لشکر دے کر بنی فزادہ کی طرف روانہ کیا اور وادی قریٰ میں زید نے بنی فزادہ کو خوب قتل و غارت کیا۔ قیس بن مسحیر عمری نے مسعد بن حکم بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل کیا اور ام قرقہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر قید ہوئی۔ یہ ایک بڑی عمر رسیدہ عورت مالک بن حذیفہ بن بدر کے پاس تھی اور اُس کی ایک بیٹی تھی۔ زید بن حارثہ نے قیس بن مسحیر کو ام قرقہ کے قتل کرنے کا حکم دیا اور قیس نے اُس کو قتل کر دیا۔

پھر زید بن حارثہ ام قرقہ کی بیٹی کو لے کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ لڑکی سلمہ بن عمرو بن اکوع کی حفاظت میں تھی۔ کیونکہ سلمہ ہی نے اس کو گرفتار کیا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو سلمہ نے اس لڑکی یعنی ام قرقہ کی بیٹی کے لئے آپ سے درخواست کی جو آپ نے منظور فرمائی سلمہ نے اس کو اپنے ماموں حزن بن ابی وہب کی نذر کر دیا۔ چنانچہ حزن سے اُس کے ہاں عبدالرحمن بن حزن پیدا ہوا۔

راوی کہتا ہے کہ ام قرقہ اپنی قوم میں ایسی بلند مرتبہ سمجھی جاتی تھی کہ لوگ تمنا کرتے تھے کہ ہم کو ام قرقہ کی سی عزت نصیب ہو۔

عبداللہ بن رواحہ کا غزوہ ۲۳ | عبداللہ بن رواحہ نے خیبر پر دومرتبہ حملہ کیا جس میں سے ایک حملہ وہ ہے جس میں لیسیر بن زرام کو قتل کیا۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ لیسیر بن زرام نے خیبر میں آنحضرتؐ کی جنگ کے لئے لشکر جمع کرنا شروع کیا۔ آپؐ نے عبداللہ بن رواحہ کو چند لوگوں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا۔ جن میں ایک عبداللہ بن انیس بھی تھے۔ جب یہ صحابہ لیسیر بن زرام کے پاس آئے تو اُس سے کہا کہ تو آپؐ کی مخالفت نہ کر۔ ہمارے ساتھ چل کر مسلمان ہو جا۔ ہم آنحضرتؐ سے تجھ کو کہیں کی حکومت دلا دیں گے اور تیری بڑی عزت ہوگی۔ اس نے منظور کر لیا۔ عبداللہ بن انیس نے اُس کو اپنے اونٹ پر سوار کیا اور یہ چند یہودیوں کو اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ راستہ میں اس کے دل میں بدی کا ارادہ پیدا ہوا اور صحابہ کے ساتھ آنے سے ہچھتا یا۔ عبداللہ بن انیس اس کے ارادہ کو سمجھ گئے مگر اس نے ایک تلوار عبداللہ بن انیس کے سر پر مار دی جس سے اُن کے سر میں خفیف زخم آیا۔

پھر عبداللہ نے ایسی تلوار اس کے مادی کہ اس کا پیرکٹ کر الگ جا پڑا اور صحابہ نے اُس کے ساتھی یہودیوں کو قتل کیا صرف ایک یہودی بھاگ کر بچ گیا۔ جب عبداللہ بن انیس آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے ان کے زخم پر لعاب مبارک لگا دیا جس کی برکت سے ان کا زخم بغیر پکنے اور تکلیف دینے کے اچھا ہو گیا۔

غزوہ ابن عتیک ۲۵ | اور ایک غزوہ عبداللہ بن عتیک نے ابو رافع بن ابی الحقیق کے قتل کے لئے خیبر پر کیا۔

غزوہ عبداللہ بن انیس ۲۶ | خالد بن سفیان مقام نخلہ یا عرنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ کے لئے لشکر جمع کر رہا تھا۔ آنحضرتؐ نے عبداللہ بن انیس کو اس کی طرف روانہ فرمایا اور عبداللہ نے جاتے ہی اس کو قتل کیا۔

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا کر فرمایا کہ میں نے سنا ہے ابن سفیان بن نبیح ہذلی میرے مقابلہ کے لئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ نخلہ میں یا عرنہ میں ہے تم جا کر اُس کو قتل کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اُس کی کچھ علامات بیان فرمائیے تاکہ میں اُس کو پہچان لوں۔ آپؐ نے فرمایا جب تم اُس کو دیکھو گے تو اُس کے بدن میں قشعریرہ پاؤ گے۔



عبداللہ بن انیس کہتے ہیں میں اپنی تلوار لے کر چلا یہاں تک کہ جب خالد کے پاس پہنچا تو عصر کا وقت تھا اور وہ اپنی عورتوں کے لئے خیمہ درست کر رہا تھا اور جو علامت قشعر نیرہ کی آپ نے فرمائی تھی وہ میں نے اُس میں دیکھی۔ چنانچہ میں اُس کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے پاس مجھے دیر لگے اور میری عصر کی نماز فوت ہو جائے اس لئے میں اُس کی طرف چلتا جاتا تھا اور سر کے اشارہ سے نماز پڑھتا جاتا تھا۔

جب میں اُس کے قریب پہنچا تو اُس نے کہا کون ہے؟ میں نے کہا میں ایک عرب ہوں۔ تمہارے پاس اس خبر کو سن کر آیا ہوں کہ تم ان شخص کے لئے لشکر جمع کر رہے ہو۔ خالد نے کہا ہاں میں اسی کو شش میں ہوں۔

عبداللہ کہتے ہیں میں تھوڑی دور اُس کے ساتھ چلا اور جب موقع ملا تو اُسے حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور وہاں سے روانہ ہوا۔ اُس کی عورتیں اُس کے گرد بیٹھ کر رونے لگیں۔ میں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کامیاب آئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اُس کو قتل کر آیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو اور میرا آپؐ مجھ کو اپنے ساتھ اپنے گھر میں لائے اور ایک عصا مجھ کو عنایت کیا اور فرمایا اس کو اپنے پاس رکھنا میں اُس کو لے کر باہر آیا۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھا یہ عصا کیسا ہے؟ میں نے کہا رسول کریمؐ نے عنایت کیا ہے اور فرمایا ہے اس کو اپنے پاس رکھنا۔ لوگوں نے کہا تم جا کر آپؐ سے پوچھو کہ حضور! یہ عصا کس کام کے لئے ہے۔ میں گیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ عصا کس کام کا ہے؟ فرمایا یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی۔

داوی کہتا ہے عبداللہ بن انیس ہمیشہ اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ رکھتے تھے اور جب انتقال کیا تو وہ عصا ان کے ساتھ دفن کیا گیا۔

مزید سہرا یا کا ذکر | ابن اسحاق کہتے ہیں زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک شام کے شہر موتہ کی طرف روانہ فرمایا اور یہ تینوں وہاں شہید ہوئے۔

آور کعب بن عمیر غفاری کو ذات اطلاق کی طرف جو شام کا ایک شہر ہے روانہ کیا اور وہاں کعب اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔ اور عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو بنی عنبر کی طرف جو بنی تمیم کی شاخ تھے روانہ فرمایا۔



عیینہ بن حصن کے جہاد کی تفصیل | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن کو لشکر دے کر بنی عنبر کی مہم پر روانہ فرمایا۔ عیینہ نے جاتے ہی اس قوم کو خوب قتل کیا اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور بہت سے آدمی گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں لائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا آج ہی عیینہ بنی عنبر کے قیدی لے کر آئے گا۔ ان میں سے ایک قیدی ہم تم کو دے دیں گے تم اس کو آزاد کر دینا۔ جب عیینہ ان قیدیوں کو لے کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو بنی تمیم کے سردار لوگ بھی ان کے پیچھے ہی ان قیدیوں کو چھڑانے کے لئے آئے۔ بنی تمیم کے سرداروں کے نام یہ ہیں :

ربیعہ بن رفیع اور سیرہ بن عمرو اور قحطاع بن معبد اور دردان بن محرز اور قیس بن عامر اور مالک بن عمرو اور اقرع بن حابس ان سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی۔ آپ نے بعض قیدیوں کو آزاد کیا اور بعض کا فدیہ لیا۔

بنی عنبر میں سے اس جنگ میں یہ لوگ قتل ہوئے تھے : عبد اللہ بن وہب اور اس کے دونوں بھائی اور شداد بن فراس اور حنظلہ بن وادم۔

اور قیدیوں میں عورتوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں :- اسماء بنت مالک اور کاس بنت ادی اور بنحوہ بنت نہد اور جمیعہ بنت قیس اور عمر بنت مطر۔ عدی بن جندب بنی عنبر سے تھا اور عنبر بن عمرو بن تمیم ہے۔

غالب بن عبد اللہ کے غزوہ کی تفصیل | ابن اسحاق کہتے ہیں غالب بن عبد اللہ کلبی لشکر غالب بن عبد اللہ کے غزوہ کی تفصیل لے کر بنی مزہ پر گئے اور اسامہ بن زید اور ایک انصاری نے مل کر مرواس بن نہیک کو جو بنی حرقہ میں سے بنی مرہ کا حلیف تھا قتل کیا۔ بنی حرقہ قبیلہ جہنیہ کی ایک شاخ ہے۔

اسامہ کہتے ہیں جب میں نے اور ایک انصاری نے مرواس کو دیکھا تو ہم نے اپنی تلواریں اس پر بلند کیں۔ اس نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہ۔ لیکن اس وقت ہم اپنا ہاتھ نہ روک سکے اور اس کو ہم نے قتل کر دیا۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور یہ واقعہ آپ سے

بیان کیا تو آپ نے فرمایا اے اُسامہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے والے کو تم نے کیوں قتل کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اُس نے جان بچانے کی خاطر کہا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ تمہیں کیونکر معلوم ہوا۔ اُسامہ کہتے ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ آپ نے اس قدر اس بات کو مکر فرمایا کہ میں نے چاہا کاش میں پہلے مسلمان نہ ہوتا آج ہی ہوتا اور اُس شخص کو قتل نہ کرتا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہوں کہ اب کبھی کسی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے کہنے والے کو قتل نہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا میرے بعد بھی قتل نہ کرنا۔ میں نے عرض کیا آپ کے بعد بھی قتل نہ کروں گا۔

عمر بن عاص کو رسول کریمؐ نے بنی عذرہ کی طرف روانہ کیا تاکہ لوگوں کو ملک شام پر جہاد کرنے کے لئے جمع کریں اور اس کا سبب یہ تھا کہ عاص بن وائل کی ماں قبیلہ بلی سے تھی۔ اس سبب سے آنحضرتؐ نے عمرو بن عاص کو ان لوگوں کے مائوت اور مطیع کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جب عمرو بن عاص جذام کے ایک چشمہ پر پہنچے جس کا نام سلسل تھا اور اسی سبب سے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا ہے تو عمرو بن عاص کو دشمنوں سے خوف معلوم ہوا اور آپ سے امداد طلب کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن جراح اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور مہاجرین اور اولین کو ان کی امداد کے لئے روانہ کیا۔ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اختلاف نہ کرنا۔

جب ابو عبیدہ عمرو بن عاص کے پاس پہنچے تو عمرو بن عاص نے کہا میں تم سب کا سردار ہوں کیونکہ تم میری امداد کو آئے ہو۔ ابو عبیدہؓ نے کہا تم اپنی جگہ ہو اور میں اپنی جگہ ہوں۔ اور ابو عبیدہؓ ایک نرم دل اور پاک طینت شخص تھے۔ دنیاوی باتوں کا کچھ خیال نہ کرتے تھے۔ عمرو بن عاص سے کہنے لگے کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو میں تمہارا کہنا مانوں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم دونوں اختلاف نہ کرنا۔ چنانچہ عمرو بن عاص ہی نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

رافع طائی کی روایت | رافع بن ابی رافع طائی جن کو رافع بن عمرہ کہتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں ایک نصرانی تھا اور میرا نام پہلے سرحس تھا۔ میں اس ریگستان کے حال سے سب سے زیادہ واقف تھا۔ جاہلیت کے زمانہ میں شتر مرغ کے انڈوں میں

پانی بھر کر میں ریت میں دبا دیتا تھا اور لوگوں کے اُونٹوں کو لوٹ کر میں اس ریگستان میں چلا آتا تھا۔ پھر کوئی مجھ کو یہاں تلاش نہ کر سکتا تھا اور اُن اُنڈوں کو نکال کر اُن میں سے پانی پیتا تھا۔ پھر جب میں مسلمان ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص کے ساتھ اس غزوہ میں مجھ کو بھی بھیجا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ کسی شخص کو دوست بنا کر اُس کی صحبت میں رہنا چاہیے۔ چنانچہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اُن کی صحبت میں رہنے لگا۔ ابوبکرؓ کے پاس مذک کا ایک کبیل تھا جب ہم منزل پر اترتے تھے تو ابوبکرؓ اس کو بچھا لیتے تھے اور جب سوار ہو کر چلتے تھے تو اُس کو اوڑھ لیتے تھے۔

کہتے ہیں اسی سبب سے نجد کے لوگ جب ابوبکرؓ کی خلافت میں مُرتد ہوئے تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم کبیل والے کی بیعت نہیں کرتے۔

**حضرت ابوبکرؓ کی نصیحت** | رافع بن عمرؓ کہتے ہیں جب واپسی میں مدینہ کے نزدیک پہنچے تو میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ میں نے آپ کی صحبت میں ایسا اُل لئے اختیار کیا تھا کہ خدا مجھ کو آپ سے کچھ نفع پہنچائے۔ لہذا آپ مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے ابوبکرؓ نے کہا اگر تم مجھ سے اس بات کا سوال نہ بھی کرتے تب بھی میں تم کو نصیحت کرتا۔ میں تم کو یہ حکم کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا نہ کسی کو اُس کا شریک کرنا اور نماز پڑھنا اور نہ کواۃ دینا اور رمضان کے روزے دکھنا اور کعبہ کا حج کرنا اور جنابت سے غسل کرنا اور کبھی دو مسلمانوں کا بھی سردار نہ بننا۔ میں نے کہا اے ابوبکرؓ! میں اُمید کرتا ہوں کہ کبھی میں خدا کے ساتھ شریک نہ کروں گا اور نماز کو بھی انشاء اللہ ترک نہ کروں گا اور اگر میرے پاس مال ہو گا تو زکوٰۃ بھی دوں گا اور رمضان کے روزے بھی انشاء اللہ کبھی قضاء نہ کروں گا اور حج کرنے کی اگر طاقت مجھ میں ہوئی تو ضرور حج کروں گا۔ اور جنابت سے غسل بھی کروں گا۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ سردار بننے سے تم نے مجھ کو کیوں منع کیا۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھی اور لوگوں کے نزدیک بھی امارت اور سرداری ہی سے عزت پاتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا اس کا سبب میں تم کو بتاتا ہوں۔ سنو! اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دین کے ساتھ مبعوث کیا۔ چنانچہ رسول اکرمؐ نے جہاد کیا اور لوگ طوعاً و کرہاً اس میں داخل ہوئے۔ پس وہ خدا کی پناہ اور اُس کے عہد میں داخل ہو گئے۔ لہذا تجھ کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو شکستہ نہ کرے اور جب سردار ہو گا تو ضرور کسی پر ظلم و زیادتی کرے گا اور یہ خدا کے

غصہ اور ناراضگی کا باعث ہو گا۔

رافع بن عمر کہتے ہیں پھر میں ابو بکرؓ سے جدا ہو گیا اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے تو میں اُن کے پاس آیا اور میں نے کہا اے ابو بکرؓ! تم نے تو مجھ کو دو مسلمانوں کا بھی سردار بننے سے منع کیا تھا۔ اب تم خود کیوں سردار بنے۔ ابو بکرؓ نے کہا ہاں! میں نے تم کو منع کیا تھا اور اب بھی منع کرتا ہوں اور میں نے مجبوراً اس خدمت کو اختیار کیا ہے جبکہ مجھ کو رسول کریمؐ کی امت کے متفرق ہونے کا اندیشہ ہوا۔

**عوف بن مالک کی روایت** | عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں مجھ کو اس غزوہ میں نبی اکرمؐ نے عمرو بن عاص کے ساتھ بھیجا تھا اور میں ابو بکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ تھا۔ میرا ایک قوم کے پاس سے گندہ ہوا جنہوں نے اُونٹوں کو ذبح کر رکھا تھا اور گوشت بنانا نہ جانتے تھے میں اس کام کو خوب جانتا تھا۔ میں نے اُن لوگوں سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھ کو اس گوشت میں سے حصہ دو تو میں بنادوں۔

انہوں نے قبول کیا اور میں نے جھٹ پٹ گوشت بنا کر اُن کے حوالہ کیا۔ انہوں نے میرا حصہ مجھ کو دیا۔ اُس کو لے کر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور پکا کر خود بھی کھایا اور اُن کو بھی کھلایا۔ جب کھا چکے تو ابو بکرؓ اور عمرؓ نے مجھ سے پوچھا کہ اے عوف! یہ گوشت تم کہاں سے لائے تھے؟ میں نے اُن سے سارا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا تم نے یہ اچھا نہ کیا جو یہ گوشت ہم کو کھلایا اور پھر وہ اُٹھ کر قے کرنے لگے۔

جب ہم اس سفر سے واپس ہوئے تو سب پہلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اُس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ کیا عوف بن مالک ہیں؟ میں نے عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہاں میں ہوں۔ فرمایا کیا اُونٹوں والے؟ اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔





## غزوات و سرایا (۳)

**غزوہ ابی حدرد** <sup>۳۲</sup> ابن اسحاق کہتے ہیں یہ غزوہ فتح مکہ سے پہلے ہوا ہے۔  
عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند مسلمانوں کے ساتھ جن میں ابو قتادہ حارث بن ربیع اور معلم بن جثامہ بن قیس بھی تھے بطن انم کی طرف روانہ کیا۔ جب ہم لوگ بطن انم میں پہنچے تو عامر بن ضبط اشجعی اپنے چند اونٹ اور دو دھ سے بھری ہوئی مشک ساتھ لئے ہوئے ہم کو ملا۔ اُس نے ہم کو سلام کیا۔ ہم سب لوگ توڑک گئے مگر معلم بن جثامہ نے بسبب کسی عداوت کے جو ان کے آپس میں تھی اُس کو قفل کر دیا اور سارا سامان بھی اُس کا لے لیا۔ پھر جب ہم لوگ مدینہ میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم نے یہ واقعہ عرض کیا تو یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا حُرِّبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَيْنَ أَوَّلَدِ تَقْوَىٰ لَوْلَا لَعْنُ الْغَىٰ الْكَلِمَةُ  
الَّتِي كُنْتُمْ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَنْهَا الدُّنْيَا ثُمَّ تُوَلُّونَ عَلَيْهَا فَأُولَٰئِكَ أَوْلَىٰ بِالْغَىٰ الْمَكْرُومِ

**اقرع ابن حابس اور عینہ بن حصن** <sup>۳۳</sup> راوی کہتا ہے حنین کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ایک درخت کے سایہ میں روئے اقرع بن حابس اور عینہ بن حصن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جھگڑتے ہوئے آئے۔ عینہ بن حصن عامر بن ضبط کا قصاص چاہتے تھے اور یہ قبیلہ غطفان کے سردار تھے اور اقرع بن حابس معلم بن جثامہ کی طرف سے مدافعت کرتے تھے۔ کیونکہ یہ ان کا قریبی تھا۔

راوی کہتا ہے ہم سُن رہے تھے کہ عینہ بن حصن نے عرض کیا یا رسول اللہ! جیسا اُس نے میری عورتوں کو بے وارث کیا ہے میں بھی خدا کی قسم جب تک اُس کی عورتوں کو ایسا ہی نہ کر لوں گا اُس کو نہ چھوڑوں گا۔ رسول اقدس یہ فرما رہے تھے کہ تم پچاس اونٹ غنہما کے اب لے لو اور پچاس ہم



مدینہ میں چل کر دیں گے۔ عینہ بن حصن اس سے انکار کرتے تھے۔

پھر ایک شخص بنی لیث میں سے جس کا نام میکثر تھا کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! اسلام کے اندر میں اس مقتول کی مثال ایسی پاتا ہوں جیسے بکریوں کے ریوڑ میں سے جو بکری آگے ہو اُس کو کوئی پتھر مارے تو پھلی بکریوں کو بھی بھگا دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بلند کر کے فرمایا بس تم کو خونبہا ہی ملے گا پچاس اونٹ اب لے لو اور پچاس مدینہ میں چل کر دیں گے۔ آخر عینہ وغیرہ نے خونبہا قبول کر لیا۔

**رسول اللہ کی بددعا** | راوی کہتا ہے اس کے بعد لوگوں نے کہا کہ تمہارا مدعا علیہ کہاں ہے؟ اس کو لاؤ۔ رسول اکرم سے اُس کے لئے دُعا ئے مغفرت کرائیں۔ چنانچہ ایک دراز قد گندم گون شخص ایک محلہ پہنچے ہوئے کھڑا ہوا۔ یہ محلہ اس نے اپنے قتل کی تیاری کے لئے پہنا تھا۔ پھر یہ شخص رسول کریم کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ آنحضرت نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا محم بن جثامہ۔

راوی کہتا ہے ہم سب لوگ اس اُمید میں تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے لئے دُعا ئے مغفرت کریں گے۔ مگر آنحضرت نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے دُعا کی کہ اے خدا اس کی بخشش نہ فرما۔ تین بار یہی فرمایا۔ راوی کہتا ہے محم رسول اکرم کی اس بددعا کو سُن کر اپنی چادر سے اُنسو پونچھتا ہوا اُٹھا۔

**بددعا کا اثر** | حسن بھری کہتے ہیں جب محم حضور کے سامنے جا کر بیٹھا تو آپ نے فرمایا میں نے تو اُس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے سبب سے امن دیا اور تو نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر آپ نے اُس کے لئے بددعا فرمائی۔ چنانچہ سات روز کے بعد یہ مر گیا اور جب لوگوں نے اس کو دفن کیا تو زمین نے اس کو باہر نکال کر ڈال دیا۔

حسن کہتے ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں حسن کی جان ہے جتنی مرتبہ لوگوں نے اس کو دفن کیا اتنی ہی مرتبہ زمین نے باہر پھینک دیا۔ آخر مجبور ہو کر لوگوں نے اس کو ایک گڑھے میں ڈال کر اوپر سے اس قدر پتھر اس پر ڈالے کہ اُس کو ڈھک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین اس سے زیادہ گنہگار کو اپنے اندر لے لیتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے ساتھ تم کو آپس میں خون کرنے کی عبرت دکھلائی ہے جس کو اُس نے تم پر حرام کیا ہے۔

**عامر بن الاصبط کی دیت** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب اقرع بن حابس اور عینہ بن حصن میں گفتگو ہوئی تو اقرع بن حابس نے کہا اے قیس کے گروہ جب ایک مقتول کے بارے میں آنحضرت فیصلہ فرماتے ہیں تم اس کو منظور کیوں نہیں کرتے ہو۔ کیا تم اس بات سے بے خوف و خطر ہو کہ آپ ناراض ہو کر تم پر لعنت کریں اور آپ کے لعنت کرنے سے خدا بھی تم پر لعنت کرے اور رسول اللہ کا تم پر غضب ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کا بھی غضب ہو۔ تم اس مقدمہ کو رسول اکرم کی لائے پر چھوڑ دو جس طرح آپ چاہیں فیصلہ فرمائیں ورنہ میں پچاس آدمی بنی تم کے لاتا ہوں جو تم کو لکھا کہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ تمہارا آدمی یعنی عامر بن صبط شرک کی حالت میں محکم کے ہاتھ سے مارا گیا ہے۔ کبھی اُس نے نماز نہیں پڑھی۔ پھر یہ تمہارا دعویٰ بالکل باطل ہو گا تب عینہ بن حصن نے خونہا لینا قبول کیا۔

**غزوہ ابی حدر اور رفاعہ بن قیس کا قتل** | عبداللہ بن ابی حدر دکتے ہیں میں نے اپنی قوم اُس کے مہر کے مقررہ مجھ کو دینے لازم ہوئے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تاکہ آپ سے اداہر میں کچھ امداد طلب کروں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ کس قدر مہر ہے؟ میں نے عرض کیا دو سو درہم ہیں۔ رسول کریم نے فرمایا واللہ میرے پاس نہیں ہیں ورنہ میں دیدیتا۔ کہتے ہیں پھر چند ہی روز گزرے تھے کہ ایک شخص رفاعہ بن قیس بنی حشم میں سے اپنی قوم کو لے کر مقام غابہ میں آکر اُترا۔ یہ شخص اپنی قوم میں بڑا عزت دار تھا اور بنی قیس کو رسول مقبول کی جنگ پر آمادہ کرنے آیا تھا۔ آنحضرت نے مجھ کو اور دو مسلمانوں کو میرے ساتھ بلا کر فرمایا کہ جاؤ اُس شخص کی خبر لاؤ جو غابہ میں آکر ٹھہرا ہے اور ایک اونٹ سواری کے لئے آنحضرت نے ہم کو دیا اور فرمایا اس پر باری باری سے سوار ہونا۔ یہ اونٹ ایسا کمزور تھا کہ جب ہم میں سے ایک آدمی اُس پر سوار ہوا تو اُس سے اٹھانہ گیا۔ بمشکل لوگوں نے پیچھے سے سہارا دے کر اس کو اٹھایا۔

ہم تینوں آدمی اپنے تیر و کمان اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر روانہ ہوئے۔ جب ہم مقام غابہ میں پہنچے تو شام ہو گئی تھی اور سورج غروب ہو رہا تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم دونوں اس طرف چھپ جاؤ اور میں ادھر چھپ جاتا ہوں۔ اور جب تم میری تکبیر کی آواز سکو تو فوراً تکبیر کہتے ہوئے حملہ کرنا پھر ہم وہیں چھپے ہوئے موقع دیکھ رہے تھے اور رات کی

سیاہی نے عالم پر پردہ ڈال دیا تھا کہ دفاع بن قیس نے اپنے لوگوں سے کہا کیا وجہ ہے کہ آج میرا چرواہا اب تک اونٹوں کو لے کر نہیں آیا۔ معلوم ہوتا ہے کسی مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ میں اُس کی خبر لینے جاتا ہوں۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں ہم جاتے ہیں۔ اُس نے کہا میں میں خود ہی جاؤں گا۔ لوگوں نے کہا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں۔ اُس نے کہا تمہاری کچھ ضرورت نہیں ہے۔ تم یہیں رہو میں تنہا ہی جاؤں گا اور پھر یہ اکیلا چرواہے کو تلاش کرنے روانہ ہوا۔

عبداللہ بن ابی حذر دکتے ہیں جب دفاع بن قیس میرے تیر کی زد میں آیا تو میں نے ایک ایسا تیر اُس کے مارا کہ اُس کے دل کے پار ہو گیا اور وہ گرائیں نے اُس کو آواز کرنے تک کی فرصت نہ دی۔ فوراً اُس کا سر کاٹ لیا اور پھر اُس کے لشکر کی طرف متوجہ ہو کر حملہ کیا اور تکبیر کے ساتھ آواز بلند کی۔ میرے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کیا۔ چنانچہ خدا کی قسم وہ لشکر اپنی عورتوں اور جن چیزوں کو کھلے جاسکا لے کر بھاگ گیا اور ہم تینوں آدمی بہت سے اونٹ اور بکریاں مال غنیمت کو لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دفاع کا سر بھی میں نے آپ کے سامنے پیش کیا۔ آنحضرتؐ نے اُس مال میں سے تیرہ اونٹ مجھ کو مہرہ ادا کرنے کے لئے دیئے۔ میں اُن کو لے کر اپنی بیوی کے پاس گیا۔

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں۔ میں نے بصرہ کے ایک شخص کو سنا کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے عمامہ کا شملہ نکشت پر لڑکا

رسول اللہ کے ارشادات کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں تم سے اس کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ ہم دس آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور عبدالرحمنؓ بن عوف اور ابن مسعود اور معاذ بن جبل اور حذیفہ بن یمان اور ابوسعد خدری اور دشناں میں تھا کہ انہار میں سے ایک جوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! مؤمنوں میں افضل کون شخص ہے؟ فرمایا اچھے اخلاق والا۔ اُس نے عرض کیا ہوشیار اور عقلمند کون ہے؟ فرمایا موت کو یاد رکھنے والا اور اُس کے لئے تیار رہنے والا۔ اُس کے آنے سے پہلے وہی ہوشیار ہے۔ وہ جوان خاموش ہو گیا۔ پھر رسول کریمؐ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے گروہ مہاجرین! پانچ باتیں ایسی ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ تم پر نازل ہوں۔

وہ جس قوم نے اعلانیہ فحش فعل کرنے شروع کئے اُن میں طاعون اور ایسے درد

اور بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ جو ان کے باپ دادا میں کبھی نہ ہوئی ہوں گی۔ اور جو لوگ کم تولنا اور کم دینا اختیار کرتے ہیں وہ قحط سالی اور سختیوں اور بادشاہ کے ظلم میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے ان پر بارانِ رحمت نازل نہیں ہوتا۔ اگر جانور نہ ہوں تو ایک قطرہ آسمان سے ان پر نہ برسے۔“

اور جو لوگ خدا و رسول کے عہد کو توڑتے ہیں خدا ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کرتا ہے جو ان کی سب چیزوں پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اور جو لوگ حکیم خدا کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کے آپس میں ایک کو دوسرے کا دشمن بنا کر ایک کو دوسرے سے خوف زدہ رکھتا ہے۔“

**غزوہ عبد الرحمن بن عوف** | عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف کو لشکر کی تیاری کا حکم دے دیا چنانچہ صبح کو عبد الرحمن بن عوف ایک سیاہ عمامہ باندھ کر رسول کریم کی خدمت میں آئے۔ آپ نے ان کے عمامہ کو کھول کر پھر عمامہ باندھا اور اس کا شملہ چار آنکھل یا اسی کے قریب قریب پشت پر چھوڑا اور فرمایا اے عبد الرحمن اس طرح عمامہ باندھا کرو۔ یہ بہت اچھا ہے۔

پھر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ نشان لے آؤ۔ حضرت بلالؓ نشان لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر اپنے اوپر درود بھیجا اور عبد الرحمن سے فرمایا۔ اس نشان کو لو اور اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو اور کفار کو قتل کرو اور خیانت اور غدر نہ کرو نہ کسی کو مٹا کر و اور نہ بچوں اور عورتوں کو قتل کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عہد اور اُس کے نبی کا طریقہ ہے۔ عبد الرحمنؓ نے نشان کو لیا اور پھر دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوئے۔

**غزوہ ابو عبیدہ بن جراح** | آنحضرتؐ نے ایک چھوٹے لشکر پر ابو عبیدہؓ بن جراح کو سردار مقرر کر کے سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا اور کچھ کھجوریں بھی گزارہ کے لئے عنایت کیں۔ چنانچہ جب وہ تھوڑی دہ گئیں تو ابو عبیدہؓ ان کو گین گن کر بانٹا کرتے تھے یہاں تک کہ آخر میں ایک ایک کھجور ہر شخص کو تقسیم ہوئی اور وہ بھی ایک آدمی کو نہ پہنچی۔ پھر جب ہم لوگ بھوک سے بہت بے تاب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے سمندر میں سے ایک مچھلی ہم کو عنایت کی اور ہم لوگوں نے بیس روز تک اُس کا گوشت خوب کھایا اور خوب



اُس کی چربی اپنے برتنوں میں بھر کر رکھ لی۔ پھر ہمارے امیر لشکر نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی ایک پسلی راستہ پر رکھو۔ پھر ایک قوی ہیکل اونٹ پر ایک زبردست آدمی کو سوار کر کے اُس کے نیچے سے گزرنے کا حکم دیا۔ پس وہ پسلی اُس کے سر کو نہ لگی۔ پھر جب ہم آپ کی خدمت میں آئے تو اس مچھلی کے کھانے کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا وہ رزق اللہ تعالیٰ نے تم کو عنایت کیا تھا۔

**جلسہ عمر بن اُمیہ** | ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے خلیف بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے

شہید ہونے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری اور جبار بن صخر انصاری کو مکہ کی طرف ابوسفیان بن حرب کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔ جب یہ دونوں مکہ میں پہنچے تو اپنے اونٹ کو انہوں نے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں باندھ دیا اور خود رات کے وقت مکہ میں داخل ہوئے۔ جبار نے عمرو سے کہا کہ چلو کعبہ کا طواف کر کے دو رکعتیں تو پڑھیں۔ عمرو نے کہا لوگ شام کا کھانا کھا کر کعبہ میں آ بیٹھتے ہیں۔ اگر ہم گئے تو ہم کو پہچان لیں گے جبار نے کہا نہیں ایسا انشاء اللہ نہ ہوگا۔

پس ہم دونوں نے کعبہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی۔ پھر ہم ابوسفیان کی تلاش میں پھر رہے تھے کہ مکہ کے ایک شخص نے ہم کو دیکھ کر پہچان لیا اور کہنے لگا عمرو بن اُمیہ ہے معلوم ہوتا ہے تم ضرور شہادت کے لئے آئے ہو۔

عمرو کہتے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھ سے کہا اب چلو یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں۔ پس ہم بھاگ کر ایک پہاڑ پر چڑھے اور لوگ ہم کو ڈھونڈنے آئے۔ چنانچہ جب ہم پہاڑ کے اوپر پہنچ گئے قریش ہماری تلاش میں ناامید ہو گئے اور ہم نے پہاڑ کے ایک غار میں رات گزاری اور بہت سے پتھر اپنے پاس جمع کر لئے تھے۔

**قریش کا قتل** | جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میرے قریب ہی ایک شخص اپنے گھوڑے کو لئے ہوئے چلا جا رہا ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ ہم کو دیکھ لے گا تو ضرور غل مچائے گا اور پھر ہم کو قریش پکڑ کے قتل کر دیں گے۔ اس سے یہی بہتر ہے کہ تم پہلے اس شخص کو قتل کرو۔

پس میں نے وہ خنجر جو ابوسفیان کے لئے تیار کیا تھا لے کر اس شخص کے سینہ میں مارا۔ اُس نے ایک چیخ ماری جو تمام اہل مکہ نے سنی اور وہ دوڑ کر اُس کے پاس آئے۔ اس میں کچھ



رُتق باقی تھی۔ پوچھنے لگے تم کو کس نے قتل کیا؟ اس نے کہا عمرو بن امیہ نے۔ پھر اسی وقت یہ مری گیا اور ہمارا نشان اس کو نہ بتلا سکا۔ قریش اس کو اٹھا کر لے گئے۔ جب شام ہوئی تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا اب چلو اور ہم مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ پس ہم اُن لوگوں کے پاس سے گزرے جو خبیب بن عدی کی لاش کی حفاظت کر رہے تھے اور اُن میں سے ایک شخص نے ہم کو جاتے دیکھ کر کہا کہ اس شخص کی چال عمرو بن امیہ کی چال سے کسی قدر مشابہ ہے۔ اگر عمرو بن امیہ مدینہ میں نہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایک لکڑی کھڑی کر رکھی تھی۔ میرا ساتھی جب اُس کے قریب پہنچا تو اُس کو اکھاڑ کر لے بھاگا اور میں بھی بھاگا۔ یہ لوگ بھی ہمارے پیچھے بھاگے۔ میرے ساتھی نے اس کو ایک پہاڑی نالہ میں ڈال دیا۔ اور یہ لوگ اُس کے نکالنے سے عاجز ہوئے۔ پھر میں اپنے ساتھی سے کہا تم اوتھ پر سوار ہو کر چلے جاؤ۔ میں ان لوگوں کو تم تک پہنچنے نہ دوں گا۔

بنو بکر کے آدمی کا قتل | چنانچہ وہ تو مدینہ کو روانہ ہوئے اور میں مقام ضحان میں آکر اُتار کو پہاڑ کے ایک غار میں پناہ گزین ہوا۔ میرے بعد بنی دیل میں سے ایک بیک چشم شخص اُس غار میں آیا اور مجھ سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے کہا بنی بکر سے۔ پھر میں نے اُس سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ اُس نے کہا میں بھی بنی بکر سے ہوں۔ میں نے کہا مرحبا۔ خوب ہوا جو آپ تشریف لائے۔ وہ شخص اُس غار میں لیٹ رہا اور پھر اپنی آنکھ اٹھا کر کہنے لگا۔

وَلَسْتُ بِمُسْلِمٍ مَا دُمْتُ حَيًّا وَلَا آدِیْنُ بِدِیْنِ الْمُسْلِمِیْنَ

”جب تک میں زندہ ہوں کبھی مسلمان نہ ہوں گا اور نہ مسلمانوں کا دین اختیار کروں گا“

عمرو بن امیہ کہتے ہیں میں نے اُس کا یہ شعر سن کر کہا کہ دیکھ ابھی میں تجھ کو اچھی طرح بتاتا ہوں۔ اور جب وہ سو گیا میں نے اپنی کمان کا سر اُس کی تندرست آنکھ میں گھسا کہ ایسا زور کیا کہ ہڈی تک جا پہنچا اور میں وہاں سے بھاگ کر حبشہ کے میدان میں پہنچا تو دو شخص مجھ کو آتے ہوئے ملے۔ یہ دونوں قریش میں سے تھے اور قریش نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبروں کے لئے مدینہ بھیجا تھا وہاں سے یہ خبریں لیکر آ رہے تھے۔ میں نے اُن سے کہا کہ تم دونوں میرے ہاتھ میں گرفتار ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا۔ میں نے اُن میں سے ایک شخص کو تیرے قتل کر کے دوسرے کو گرفتار کیا اور مدینہ میں لا کر آنحضرت کی خدمت میں پیش کیا۔

## غزوات و سرایا (۴)

**غزوہ زید بن حارثہ** | حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو لشکر دے کر مدین کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر میں حضرت علیؑ کے آدھ غلام ضمیرہ اور ان کے بھائی بھی تھے۔ اس لشکر نے جاکر اہل امنیا کے بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا اور بہت سامان غنیمت ان کے ہاتھ آیا اور یہ مقام سمندر کے کنارہ پر ہے۔ پس لشکر کے لوگوں نے قیدیوں کو جدا جدا فروخت کرنا شروع کیا۔ یہ قیدی دوتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ جدا جدا فروخت نہ کرو۔ یعنی ماں کو ایک کے ہاتھ اور بچہ کو دوسرے کے ہاتھ فروخت نہ کرو بلکہ ماں اور بچے کو ایک ہی شخص کے ہاتھ فروخت نہ کرو۔

**غزوہ سالم بن عمیر** | ابو علفک بن عمرو بن عوف کی شاخ بنی عبید میں سے تھا اور اس کا نفاق اس وقت ظاہر ہوا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرث بن سويد بن صامت کو قتل کرایا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہے۔ رسول مقبولؐ نے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو اس کی گوثالی کرے۔ بنی عمرو بن عوف میں سے سالم بن عمیر اس مہم پر روانہ ہوئے اور ابو علفک کو قتل کر دیا۔

**غزوہ عمیر بن عدی** | حصامہ بنت مروان بنی خطمہ میں سے ایک شخص کی بیوی تھی جب اس نے ابو علفک کے قتل ہونے کا حال سنا تو یہ منافق ہو گئی۔ اور اسلام اور مسلمانوں کی ہجو میں اشعار کہنے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کون شخص ہے جو مروان کی بیٹی کو تنبیہ کرے۔ عمیر بن عدی نے آنحضرتؐ کا یہ فرمان سن کر رات کو اس عورت کے گھر جا کر اس کو قتل کیا اور صبح کو آنحضرتؐ کے پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا کچھ گناہ تو مجھ پر نہیں ہوا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ پھر عمیر اپنی قوم

بنی خطمہ کے پاس آئے اور بنی خطمہ کی تعداد اُن دنوں بہت تھی۔ خاص اُس عورت کے پانچ بیٹے جو ان تھے۔ عمیر نے کہا اے قوم! میں نے مروان کی بیٹی کو قتل کیا ہے تم سب اکٹھے ہو کر جو کچھ کر سکو وہ کر لو۔

راوی کہتا ہے بنی خطمہ میں اُسی دن سے اسلام ظاہر ہوا اور نہ بہت سے لوگ قوم کے خلاف سے پوشیدہ مسلمان تھے۔ جب انہوں نے اسلام کا یہ غلبہ دیکھا اعلانیہ مسلمان ہوئے اور بہت سے اور لوگ بھی مسلمان ہوئے۔

بنی خطمہ میں سے پہلے جو شخص مسلمان ہوئے وہ عمیر بن عدی ہیں اور انہی کا لقب قاری بھی ہے۔ اور خزیمہ بن ثابت اور عبداللہ بن اوس اور بہت سے لوگ بھی اس دن مسلمان ہوئے۔

**ثمامہ بن اثال کا اسلام** | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر جبار ہوا۔ راستہ میں ان کو بنی حنیفہ میں سے ایک شخص ملا۔ اس لشکر نے اس کو گرفتار کر لیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہے۔ یہاں تک کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ رسول مقبولؐ نے فرمایا تم جانتے ہو یہ تم نے کس کو گرفتار کیا ہے؟ یہ ثمامہ بن اثال حنفی ہے اس کو اچھی طرح سے رکھو اور جو کچھ کھانا تمہارے پاس ہوا کرے وہ اس کے پاس لایا کرو اور رسول اقدسؐ نے اپنی اونٹنی کے لئے حکم دیا کہ اُس کا دودھ صبح اور شام دونوں وقت ثمامہ کو پلایا جائے۔

راوی کہتا ہے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ثمامہ سے ملتے فرماتے اے ثمامہ اسلام قبول کر لے۔ ثمامہ کہتا اے محمدؐ! اگر تم مجھ کو قتل کر دو گے تو قتل کر ڈالو اور اگر فدیہ چاہتے ہو تو جو کہو میں منگوادوں۔ اسی طرح چند روز گزر گئے۔ آخر ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو۔ چھوڑ دیا تو ثمامہ بقیع میں گئے اور وہاں خوب اچھی طرح سے غسل اور وضو کر کے آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور رسول پاکؐ کی بیعت کر کے مسلمان ہوئے۔ شام کو جب حسبِ دستور ان کا کھانا آیا تو انہوں نے اُس میں سے بہت تھوڑا سا کھایا اور ایسا ہی قلیل دودھ بھی پیا۔ مسلمانوں کو اس بات سے تعجب ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا تم کس بات سے تعجب کرتے ہو کہ ایک شخص نے صبح کو تو کافر کی انتہری میں کھانا کھایا اور شام کو مسلمان کی انتہری میں۔ کافرسات آنتوں میں کھانا کھاتا ہے اور مسلمان ایک آنت

میں کھانا کھاتا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں پھر ثمامہ عمرو کے ارادے سے مکہ میں گئے اور وہاں جا کر انہوں نے لبتیک کہی۔ اور یہی مسلمانوں میں سے پہلے شخص ہیں جس نے مکہ میں داخل ہو کر لبتیک کہی ہے۔ قریش نے ان کو پکڑ لیا اور قتل کرنے لے چلے۔ ایک شخص نے کہا اس کو قتل نہ کرو کیونکہ تم لوگ یمامہ سے غلہ لانے کے محتاج ہو۔ تب قریش نے ان کو چھوڑ دیا۔

**ثمامہ کا عمرہ** | ارادی کہتا ہے جب ثمامہ مسلمان ہوئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے عرض کیا کہ پہلے آپ کا چہرہ سب سے زیادہ مجھ کو مبغوض تھا اور اب سب سے زیادہ محبوب ہے اور ایسے ہی آپ کا دین اور آپ کا شہر میرے نزدیک سب سے بُرے تھے اور اب سب سے اچھے ہیں۔ پھر اس کے بعد ثمامہ مکہ میں عمرہ کے لئے گئے۔ اہل مکہ نے کہا اے ثمامہ تُو بے دین ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ میں سب دینوں سے بہتر محمد کے دین میں داخل ہوا ہوں۔ اور واللہ اے قریش اب یمامہ سے تم کو ایک دانہ نہ پہنچے گا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم نہ دیں گے۔

چنانچہ جب ثمامہ یمامہ میں پہنچے تو اپنی قوم کو منع کر دیا کہ خبردار مکہ والوں کے ہاتھ ایک دانہ فروخت نہ کرنا۔ اہل مکہ جب بہت تنگ ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض بھیجا کہ آپ تو صلہ رحم کا حکم فرماتے ہیں۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ باپوں کو تو آپ نے تلوار سے قتل کیا اور اب اولاد کو آپ بھوک کی شدت سے ہلاک کریں گے۔ آنحضرت نے ثمامہ کو لکھا کہ اہل مکہ کے ساتھ حسب دستور خرید و فروخت جاری رکھو۔

**جلیش علقمہ بن مجززہ** | جب وقاص بن مجززہ مدلی ذی قرد کی جنگ میں شہید ہوئے تو علقمہ بن مجززہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھ کو لشکر دے کر مشرکین کے تعاقب میں روانہ کیا جائے تاکہ میں اُن سے بدلہ لوں۔

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جس لشکر کے ساتھ علقمہ کو روانہ کیا تھا میں بھی اُس میں تھا۔ جب ہم اپنے انتہائی مقام پر پہنچے یا اُس کے راستے ہی میں کسی جگہ ٹھہرے علقمہ نے ایک جگہ آگ جلانے کا حکم دیا۔ اور علقمہ کی طبیعت میں ہنسی اور مزاح کا مادہ بہت تھا۔ جب آگ تیار ہو گئی تب قوم یعنی ساتھیوں سے کہا کہ کیا میں تمہارا سردار نہیں ہوں اور کیا میری اطاعت تم پر فرض نہیں ہے۔ سب نے کہا ہاں بے شک ہے۔ علقمہ نے کہا بس تو میں تم سے



اپنی اطاعت اور اپنے حق کی قسم دلا کر کہتا ہوں کہ اس آگ میں گر پڑو۔ لوگ گردنے کو تیار ہوئے۔ تب علقمہ نے کہا میں تم سے مذاق کر رہا تھا۔ جب یہ لوگ آپ کی خدمت میں گئے اور آنحضرت کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو فرمایا جو شخص تم کو گناہ کا حکم کرے اُس کا حکم نہ مانا کرو۔ راوی کہتا ہے اس لشکر کشی میں جنگ نہیں ہوئی۔

**سریا کرز بن جابر** بنی ثعلبہ کے غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ایک غلام سیار نامی آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے اُونٹوں کے چرانے کے لئے چراگاہ میں بھیج دیا اور وہیں اُونٹوں کے گلے میں یہ غلام رہا کرتا تھا۔ اس کے بعد قبیلہ بنجیلہ کے چند لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدینہ کی آب و ہوا کے ناموافق آنے سے ان لوگوں کو استسقاء کا مرض ہو گیا۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم ہمارے اُونٹوں کے گلے میں چلے جاؤ اور اُونٹوں کا دودھ اور پیشاب پتو تو اچھے ہو جاؤ گے۔ یہ لوگ گلے میں آگئے اور دودھ وغیرہ پی کر تندرست ہو گئے۔ کچھ مرض باقی نہ رہا۔ تب ایک روز انہوں نے آنحضرت کے چرواہے سیار کو شہید کیا اور اُس کی آنکھوں کو مچھوڑ دیا اور سب اُونٹوں کو لے کر بھاگ گئے۔ اور اسلام سے مرتد ہوئے۔ آپ کو جس وقت یہ خبر ہوئی تو آپ نے کرز بن جابر کو ان کے گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ کرز بن جابر اس وقت ان کو گرفتار کر لائے جب آپ ذی قرد کے غزوہ سے واپس تشریف لارہے تھے۔ آپ نے ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر حرو کے میدان میں ڈلوادیا اور ان کی آنکھیں مچھوڑوا دیں۔

**غزوہ علی بن ابی طالب** حضرت علیؓ مین کی مہم پر دومرتبہ تشریف لے گئے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں حضرت علیؓ کے روانہ کرنے کے بعد رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو لشکر دے کر روانہ کیا اور فرمایا اگر تمہاری علیؓ سے ملاقات ہو تو علیؓ تمہارے سردار ہیں۔ **لشکر اُسامہ** ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ بن زید بن حارثہ کو لشکر دے کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بقاء اور فرار روم فلسطین کے شہروں کو پامال کریں اور اس لشکر میں اُسامہ کے ساتھ زیادہ تر لوگ مہاجرین اولین تھے اور یہ آنحضرت کا آخری لشکر تھا جو آپ نے روانہ فرمایا۔



## رسول اللہ ﷺ کا وصال

**مرض کی ابتداء** آخر صفر یا شروع ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ علالت شروع ہوئی جس میں آپ نے جو اہل رحمت پروردگار کی طرف رحلت فرمائی۔

اس علالت کا بیان مجھ کو اس طرح پہنچا ہے کہ ایک رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع غرقہ کے قبرستان میں تشریف لے گئے اور وہاں کے اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت کر کے پھر اپنے دولت خانہ پر واپس تشریف لائے اور اسی رات کی صبح کو آپ کے درد شروع ہوا۔

**بقیع میں دعائے مغفرت** ابو موسیٰؓ کہتے ہیں ایک شب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابو موسیٰ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ

میں اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کروں۔ پس تم بھی میرے ساتھ چلو۔ میں آپ کے ساتھ ہوا۔ جب حضورؐ قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا۔ السلام علیکم یا اہل المقابر! جس حالت میں تم ہو یہ تم کو مبارک ہے۔ یہ حالت اس حالت سے بہت بہتر ہے جس میں لوگ گرفتار ہیں۔ اندھیری رات کی طرح سے فتنے اُن پر آنے والے ہیں۔ اُن کا آخر اؤل کے پیچھے ہو گا اور آخر کا فتنہ اؤل کے فتنہ سے بدرجہا بڑھ کر ہو گا۔

پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابو موسیٰ مجھ کو دنیا کے خزانوں کی اور جنت کی گنجیاں دی گئی ہیں۔ پس میں نے جنت اور پروردگار کی ملاقات کو اختیار کیا ہے۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ پہلے دنیا کے خزانوں اور دنیا میں رہنے کو اختیار کریں پھر اس کے بعد خدا سے ملنا اور جنت میں رہنا چاہیں۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا میں نے اے ابو موسیٰ میں نے تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات ہی کو اختیار کیا ہے۔ پھر آنحضرتؐ اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کر کے اپنے مکان میں تشریف لائے اور صبح کو آپ کا وہ درد شروع ہوا جس میں آپ نے وصال فرمایا۔

**حضرت عائشہؓ کے گھر میں علالت** | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس وقت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بقیع سے واپس تشریف لائے ہیں تو میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی واہ آسائے یعنی ہائے سر کے درد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! قسم ہے خدا کی بلکہ میں واہ آسائے ہوں۔ پھر فرمایا اے عائشہ! اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ تو تمہارا کچھ حرج نہیں ہے۔ میں کھڑے ہو کر تم کو کفن دوں اور تم پر نماز پڑھوں اور تم کو دفن کر دوں۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی اگر ایسا ہو تو پھر آپ اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کو لا کر میرے گھر میں رکھیں گے۔ آنحضرت میری اس بات سے ہلے اور پھر آپ کے درد شروع ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادی بادی سے اپنی بیویوں کے پاس ایک ایک رات رہتے تھے۔ جس روز آپ حضرت میمونہ کے مکان میں تھے درد کی بہت شدت ہوئی اور آپ نے اپنی سب ازواج کو جمع کر کے ان سے بحالت بیماری میرے گھر میں رہنے کی اجازت لی۔ سب ازواج نے آپ کو اجازت دے دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے۔

**ازواج مطہرات کے اسماء مبارکہ** | ابن ہشام کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو ازواج مطہرات تھیں :-

عائشہ بنت ابی بکرؓ - اور حفصہ بنت عمرؓ بن خطاب اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب - اور ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ - اور سودہ بنت زمعہ بن قیس - اور زینب بنت جحش بن رباب - اور میمونہ بنت حارث بن حزن - اور جویریہ بنت حارث بن ابی صراہ - اور صفیہ بنت حی بن اخطب -

**حضرت خدیجہ الکبریٰؓ** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جن عواتین سے رشتہ ازواج قائم ہوا ان کی تعداد تیرہ تھی۔ پہلی شادی آپ کی ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد سے ہوئی اور کل اولاد آپ کی انہی سے ہے سوا ایک آپ کے صاحبزادے ابراہیم کے حضرت خدیجہ کی شادی آنحضرت سے ان کے والد خویلد بن اسد نے کی تھی اور بیٹن آؤٹ کا ٹہر بندھا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ ابی ہالہ بن مالک کے پاس تھیں اور ابی ہالہ سے ان کے ہاں ہند بن ابی ہالہ اور زینب بنت ابی ہالہ

پیدا ہوئے۔

اور ابی ہالہ سے نکاح ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ عقیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے پاس تھیں اور عقیق سے اُن کے ہاں عبداللہ اور جاریہ پیدا ہوئے اور جاریہ سے صفی بن ابی رفاعہ نے نکاح کیا تھا۔

**حضرت عائشہ**ؓ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر سے جبکہ وہ سات برس کی تھیں نکاح کیا اور مدینہ میں جبکہ اُن کی عمر نو سال کی تھی انصہ فرمائی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خود ان کی شادی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تھی اور چاند سودرہم کا مہر مقرر ہوا تھا۔

**حضرت سودہ**ؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی سے نکاح کیا۔ یہ نکاح سلیط بن عمرو نے آپ سے کیا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں ابو حاطب بن عمرو بن شمس بن عبدود بن نصر بن مالک نے سودہ کا نکاح رسول اللہ سے کرایا تھا اور چاند سودرہم کا مہر باندھا تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابن اسحاق نے پہلے اس کے خلاف بیان کیا ہے یعنی کہا ہے کہ سلیط اور ابو حاطب حبشہ کے ملک میں تھے۔ حضرت سودہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سکران بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود کے پاس تھیں۔

**حضرت زینب بنت جحش**ؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب بنت جحش بن ارناب اسدیہ سے نکاح کیا اور آنحضرتؐ سے ان کا نکاح ان کے بھائی ابواحمد بن جحش نے کیا تھا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند سودرہم ان کا مہر باندھا تھا۔ آنحضرتؐ سے پہلے زینبؓ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے متبنی کے پاس تھیں اور انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا ۖ اٰذْ وَجَّهْنَاهَا

**حضرت ام سلمہ**ؓ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ مخزومیہ سے نکاح فرمایا۔ یہ نکاح ان کے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ نے آنحضرتؐ سے کیا تھا۔ اور ام سلمہ کا نام ہندہ تھا اور ان کا مہر یہ باندھا تھا کہ ایک توشک جس میں

کھجور کا دلشہ بھرا اور ایک پیالہ اور ایک مجبشہ۔ اُمّ سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے پاس تھیں اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ تھا۔ ابوسلمہ سے ان کے ہاں یہ اولاد پیدا ہوئی:

سلمہ اور عمرو اور زینب اور رقیہ

**حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفصہ بنت عمر سے نکاح فرمایا۔ یہ نکاح آنحضرتؐ سے ان کے والد حضرت عمرؓ نے کیا تھا اور حضرت حفصہ آنحضرتؐ سے پہلے خنیس بن ابی حذافہ سہمی کے پاس تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار سو درہم ان کا مہر باندھا تھا۔

**حضرت اُمّ جبیلہ رضی اللہ عنہا** اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ جبیلہ سے جن کا نام نہ ملتا تھا نکاح فرمایا۔ یہ شادی رسول اکرمؐ سے ملک حبش میں خالد بن سعید بن عامر نے کرایا تھا اور نجاشی شاہ حبش نے آنحضرتؐ کی طرف سے چار سو دینار ان کے مہر کے ان کو دیئے۔ ام جبیلہ آپؐ سے پہلے عبید اللہ بن جحش اسدی کے پاس تھیں۔

**حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ بنت حارث بن ابی خراز خزاعیہ سے شادی فرمائی۔ یہ بنی مصطلق کے قیدیوں میں گمراہ ہو کر آئی تھیں ان کا مفصل قصہ اوپر گزر چکا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی مصطلق سے واپس ہوئے تو جویریہ بنت حارث کو آپؐ نے ایک انصاری کے سپرد کر دیا تھا بطور امانت کے تاکہ وہ ان کو بحفاظت مدینہ میں پہنچا دیں۔ پھر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو جویریہ کے والد حارث بن ابی صرارہ اپنی بیٹی کے چھڑانے کے لئے اونٹ فدیہ لے کر مدینہ کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں اُن اونٹوں میں سے دو اونٹ ان کو بہت اچھے معلوم ہوئے۔ اور ان کو انہوں نے پناہ کی ایک گھاٹی میں عقیق کے پاس چھپا دیا باقی اونٹ لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ اونٹ میں اپنی بیٹی کے فدیہ کے لئے لایا ہوں ان کو آپؐ قبول کیجئے اور جویریہ مجھے دے دیجئے۔ رسول اقدسؐ نے فرمایا اور وہ دو اونٹ

کہاں ہیں جو تم نے عقیق کے پاس پہاڑ کی گھاٹی میں غائب کر دیئے ہیں۔ حرث بن ابی ضرار نے کہا واللہ! اس حال کی ہمارے سوا کسی کو خبر نہیں ہے۔ بیشک آپ خدا کے رسول ہیں! اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد انک رسول اللہ صلی اللہ علیک۔

اور حرث کے دونوں بیٹوں اور ان کی قوم کے بہت سے آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ اور حرث نے وہ دونوں اونٹ منگا کر بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کئے۔ رسول اللہ نے جویریہ کو چھوڑ دیا۔ جویریہ بھی مسلمان ہو گئیں۔ پھر آنحضرتؐ نے ان کے باپ حرث کو ان سے نکاح کا پیغام دیا۔ انہوں نے آپؐ سے نکاح کر دیا۔ آپؐ نے چار سو درہم ان کے مہر کے مقرر فرمائے۔ آنحضرتؐ سے پہلے یہ اپنے چچا زاد عبداللہ کے پاس تھیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ثابت بن قیس سے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ پھر بالعوض چار سو درہم مہراں سے شادی کی۔

**حضرت صفیہؓ** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حنی بن اخطب سے نکاح فرمایا۔ یہ خیبر کے قیدیوں میں آئی تھیں اور رسول اکرمؐ نے ان کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا اور ان کے نکاح میں ولیمہ کی دعوت بھی کی تھی جس میں صرف ستلو اور کھجوریں کھلائی گئی تھیں گوشت روٹی نہ تھی۔ اور آنحضرتؐ سے پہلے صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں۔

**حضرت میمونہؓ** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میمونہ بنت حرث بن حزن بن بحیر بن ہرم بن ہرم بن رومیہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے شادی فرمائی۔ میمونہ کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عباسؓ نے کی تھی اور آپؐ کی طرف سے چار سو درہم کا مہر باندھا تھا۔

اور آنحضرتؐ سے پہلے میمونہ ابی ہرم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک کے پاس تھیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ میمونہ ہی نے اپنے آپ کو آنحضرتؐ کی نذر کر دیا تھا۔ یعنی جب حضورؐ کے پیغام کی خبر ان کو پہنچی تو یہ اُس وقت اونٹ پر سوار تھیں۔ پس انہوں نے پیغام سن کر کہا کہ یہ اونٹ اور اس پر جو کچھ ہے سب خدا و رسول کے لئے ہے۔ اور میمونہ کی شان ہی میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے :-



وَاِنَّا اَمْرًا ۖ وَهَبَتْ لِنَفْسِهَا لَاسِيًا ۚ اِنَّ اَرَادَ التَّيْبَتِي اَنْ لَا يَسْتَكْرِحَهَا  
خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْعَوْنَيْنِ ۖ  
اور اگر کوئی عورت اپنی ذات نبی کو ہتھ کر دے اگر نبی اُس سے نکاح کرنا چاہیں تو یہاں سے نبی خالی  
تمہارے لئے جائز ہے نہ کہ مؤمنوں کے لئے “

اور بعض کہتے ہیں یہ آیت زینب بنت جحش کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں  
غزوہ بنت جابر بن وہب جو بنی منقذ بن عمرو بن معیص بن عامر بن لوئی سے تھیں۔ انہوں نے  
اپنے آپ کو رسول اکرمؐ کی نذر کیا تھا۔  
اور بعض کہتے ہیں یہ عورت بنی سامہ بن لوئی سے تھیں۔ اور آنحضرتؐ نے ان کا معاملہ  
ملتوی کر دیا تھا۔

اور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب بنت  
حضرت زینب بنت خزيمة  
غزیمہ بن حرث بن عبداللہ بن عمرو بن عبدمناف بن ہلال  
بن عامر بن صعصعہ سے شادی کی۔ یہ عورت مسکینوں اور غریبوں پر بہت مہربانی کرتی تھیں۔ اس  
سبب سے ان کا نام ام المساکین تھا۔ ان کا نکاح آنحضرتؐ سے قبیلہ بن عمرو ہلالی نے کیا اور  
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تودرہم مہر کے مقررہ فرمائے اور آنحضرتؐ سے پہلے یہ عبیدہ بن  
حرث بن مطلب بن عبدمناف کے پاس تھیں اور عبیدہ سے پہلے جہم بن عمرو بن حرث کے پاس  
تھیں جو ان کا چچا زاد تھا۔

چنانچہ یہ آنحضرتؐ کی کل گیارہ ازواج مطہرات ہیں جن سے آپؐ نے نکاح فرمایا۔ اور  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے پہلے ان میں سے دو نے انتقال فرمایا۔ ایک خدیجہ  
بنت خویلد نے اور دوسرے زینب بنت خزيمة نے۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا  
وصال ہوا ہے تو ان میں سے نو زندہ تھیں جن کا پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں اور دو عورتیں ایسی  
تھیں جن کے ساتھ رسول پاکؐ نے نکاح فرمایا۔ مگر غلوت سے پہلے ان کو حجاب کر دیا۔

ایک اسماء بنت نعمان کندیہ۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کی تو ان کے  
بدن پر سفید داغ دیکھے۔ اس سبب سے ان کو زحمت نہ دیا اور ان لوگوں کے پاس بھیج دیا۔  
اور دوسری عورت عمرہ بنت زیدہ کلابیہ تھی۔ جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو  
آپؐ سے پناہ مانگی۔ پس رسول اکرمؐ نے ان کو ان کے لوگوں کے پاس بھیج دیا۔ اور بعض کہتے ہیں

کندیہ نے پناہ مانگی تھی اور یہ اسماء بنت نعمان کی چچا زاد بہن تھی۔

اور بعض کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو بلایا تو اس نے کہا تھا کہ میں اس باعزت قوم سے ہوں جن کے پاس لوگ آتے ہیں اور ہم کسی کے پاس نہیں جاتے۔ آنحضرتؐ نے یہ جواب سُن کر اس عورت کو اس کی قوم کے پاس بھیج دیا۔

**قریشی ازواجِ مطہرات** <sup>رض</sup> | قریش میں آنحضرتؐ کی چچا زادِ واجِ مطہرات تھیں۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قسَم بن کلاب بن مُرہ بن کعب بن لوی۔

اور عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرہ بن کعب بن لوی۔ اور حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن عبد اللہ بن قرط بن رباح بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی۔

اور اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قسَم بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور اُمّ سلمہ بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقطم بن مرہ بن کعب بن لوی۔

اور سوڈہ بنت زمرہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔

**دیگر ازواجِ مطہرات** <sup>رض</sup> | اور باقی دیگر قبائلِ عرب میں سے یہ سات ازواجِ تھیں :-

اور میمونہ بنت حارث بن حزن بن بحیرہ بن ہزیم بن زویبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن حکمہ بن حصقہ بن قیس بن عیلان۔

اور زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ۔

اور جویریہ بنت حارث بن ابی ہزار خزاعیہ ثم المصطلقیہ

اور اسماء بنت نعمان کندیہ

اور عمرہ بنت یزید کلابیہ

اور غیر عرب سے یہ زوجہ تھیں :-

صفیہ بنت حی بن اخطب بنی نصیر سے۔

**علاات** اور حضرت عائشہؓ کے گھر قیام | حضرت عائشہؓ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ علاات کی حالت

میں دو آدمیوں کا کندھا پکڑے ہوئے جن میں ایک فضل بن عباس تھے اور سر پر پٹی باندھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے۔ عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں تم جانتے ہو وہ کون کون شخص تھے وہ علی بن ابی طالب تھے۔

**مرض کی شدت** پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد میں بہت شدت ہوئی اور آپ نے فرمایا سات کنوؤں سے مشکیں بھر کر لاؤ۔ اور میرے اوپر ڈالو تاکہ میں غسل کر کے لوگوں میں نیکل کر اُن سے عہد لوں۔ چنانچہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بڑے طشت میں جو حصّہ کا تھا بٹھایا اور اوپر سے پانی ڈالنا شروع کیا جب آپ غسل کر چکے تو فرمایا بس اب ٹھہر جاؤ۔

**آنحضرت کے ارشادات** ایوب بن بشیر کی روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر پٹی باندھے ہوئے منبر پر تشریف لائے اور پہلی گفتگو آپ نے یہ کی کہ اصحابِ اُحد پر درود پڑھا اور اُن کے لئے دعائے مغفرت کی اور بہت دیر تک درود پڑھتے رہے۔ پھر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا کے اور اُس نعمت کے اختیار کرنے میں مختار کیا ہے جو اُس کے پاس ہے پس اُس بندہ نے اُس نعمت کو اختیار کیا ہے جو خدا کے پاس ہے۔ ابوبکر اس بات کو سمجھ گئے کہ آنحضرت اپنے بارے میں فرما رہے ہیں۔ چنانچہ ابوبکر بہت شدت سے رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر اپنی جانیں اور اپنی اولاد قربان کرنے کو موجود ہیں۔ رسول پاکؐ نے فرمایا اے ابوبکر! تم اپنی جگہ بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا مسجد میں جس قدر لوگوں کے گھروں کے دروازے ہیں ان سب کو بند کر دو سو ابوبکرؓ کے دروازہ کے کیونکہ میں ان سے بہتر اپنے صحابیوں میں سے کسی کو نہیں جانتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی روز یہ بھی فرمایا کہ اگر میں بندوں میں سے کسی کو علیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ مگر ابوبکرؓ سے میری محبت اور دین کی اخوت ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ہم کو اپنے پاس اکٹھا کرے۔



## رسول اللہ ﷺ کا وصال (۲)

لشکرِ اُسامہ کے لئے حکم | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ کو لشکر کا سردار بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ آپ نے ایک نو عمر لڑکے کو بڑے بڑے مہاجرین کا سردار بنایا ہے۔ اس روز نبی کریم منبر پر تشریف فرما ہوئے تو خدا کی حمد و ثناء بیان کر کے جس کے وہ لائق ہے۔ فرمایا اے لوگو! اُسامہ کے لشکر کو بڑھاؤ اور اُس میں جا کر ملو اور اگر تم اُس کے امیر ہونے پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے پہلے تم نے اس کے باپ کے امیر ہونے پر بھی اعتراض کیا اور بے شک اُسامہ سرداری کے لائق ہے اور اس کا باپ بھی سرداری کے لائق تھا۔ پھر آپ منبر پر سے اتر آئے۔

اور لوگ اُسامہ کے ساتھ جانے کی تیاری میں مشغول ہوئے اور آنحضرت کا مرتع بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ جب اُسامہ مدینہ سے نکل کر مقام جوف میں ٹھہرے جو مدینہ سے ایک فرسخ ہے تو اپنے لشکر کا انہوں نے قیام کیا اور آنحضرت کی محنت کی خبر کے منتظر رہے۔

انصار سے حسن سلوک کی وصیت | روایت ہے کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابِ اُحد پر درود پڑھا تھا۔ اُسی روز مہاجرین سے فرمایا کہ انصار کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور انصار وہی لوگ ہیں جن میں آکر میں پناہ گزین ہوا ان کی تعداد زیادہ نہ ہوگی۔ ان میں سے جو نیک ہیں ان کے ساتھ نیکی کرو اور جو بد ہیں ان سے درگزر نہ کرو۔ پھر آپ منبر سے اتر کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور آپ پر درود کی اس قدر شدت ہوئی کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی اور آپ کی سب ازواج اور مسلمانوں کی عورتیں جن میں اسماء بنت عمیس بھی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئیں اور حضرت عباسؓ بھی موجود تھے۔

چنانچہ حضرت عباسؓ اور سب حاضرین کی یہ رائے طے پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

کان میں دوا ڈالیں چنانچہ ڈال دی گئی۔ جب آنحضرتؐ کو ہوش آیا تو دریافت فرمایا کہ یہ میرے ساتھ کس نے کیا ہے؟ سب نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دوا آپؐ کے چچا عباس نے ڈالی ہے۔ اور یہ دوا مہاجر تین عورتیں ملک حبش سے لائیں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ حرکت تم نے کیوں کی؟ عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو خیال ہوا کہ آپؐ کو شاید ذات الجنب ہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ ایسا مرض ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس مرض سے تندرست نہ کرے گا۔ پھر آپؐ نے حکم دیا کہ اس وقت گھر میں جس قدر لوگ موجود ہیں سوا میرے چچا کے سب کانوں میں دوا ڈالی جائے۔ چنانچہ سیورہ جو اس روز روزہ دار تھیں اُن کے کان میں بھی دوا ڈالی گئی بسبب آپؐ کے حکم کے جو تنبیہ آپؐ نے اُن کے حق میں فرمایا تھا۔

**اُسامہؓ کے لئے دُعا** اُسامہ بن زید کہتے ہیں جب رسول کریمؐ کو علالت کی شدت ہوئی تو میں لوگوں کے ساتھ مدینہ میں آیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ اُس وقت خاموش تھے اور اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے اور مجھ پر رکھ دیتے۔ میں سمجھ گیا کہ آپؐ میرے لئے دُعا فرما رہے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتی تھی کہ آپؐ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ہر نبی کو اُن کے انتقال سے پہلے دنیا میں رہنے یا جنت میں تشریف لے جانے کے بارے میں اختیار دیتا ہے۔ چنانچہ آخری کلمہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا وہ یہ تھا کہ آپؐ فرما رہے تھے: **بَلِّ التَّوْفِيقَ اَزْ عَلٰی الْجَنَّةِ ط** میں نے اس بات کو سُن کر کہا کہ بس اب آپؐ ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے۔ اور میں سمجھ گئی کہ یہ آنحضرتؐ کو وہی اختیار دیا گیا ہے جس کے بارے میں آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو اُن کے انتقال سے پہلے اختیار دیا جاتا ہے۔

**حضرت ابو بکرؓ کی امامت** حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صفت غالب ہو آپؐ نے حکم فرمایا کہ ابو بکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! ابو بکرؓ رقیق القلب اور کمزور آواز کے آدمی ہیں۔ جب قرآن شریف پڑھتے ہیں تو بہت دوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ ہی کو نماز پڑھانے کا حکم کرو۔ میں نے پھر وہی عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم عورتیں یوسف کی عورتوں کی مثل ہو۔ ابو بکرؓ ہی کو نماز پڑھانے کا حکم دو۔



حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس غرض سے عرض کی تھی کہ میں جانتی تھی کہ لوگ آپ کی جگہ دوسرے شخص کو دیکھ کر پسند نہ کریں گے اور اس کو بدگونی سمجھیں گے اور میں اچھا نہ سمجھتی تھی کہ یہ بدگونی ابوبکرؓ کے ساتھ ہو۔

عبداللہ بن زمرہ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ علیل ہوئے تو میں اُس وقت چند مسلمانوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ بلالؓ نے آپ کو نماز کی اطلاع کی آپ نے فرمایا کسی شخص کو حکم کرو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے عبداللہ بن زمرہ کہتے ہیں میں رسول پاکؐ کے پاس سے باہر نکلا اور میں نے عمرؓ کو لوگوں میں موجود پایا۔ ابوبکرؓ اُس وقت موجود نہ تھے۔ میں نے عمرؓ سے کہا اے عمرؓ تم لوگوں کو نماز پڑھا دو۔ عمرؓ کھڑے ہوئے جس وقت عمرؓ نے تکبیر کی تو عمرؓ کی بلند آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُن کر فرمایا ابوبکرؓ کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ پھر ابوبکرؓ کو بلا یا گیا اور یہ نماز تو عمرؓ نے پڑھا دی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

عبداللہ بن زمرہ کہتے ہیں مجھ سے عمرؓ نے کہا تمہارا برا ہوتم نے جو مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا۔ میں تو سمجھا کہ رسول اللہؐ نے میرے نماز پڑھانے کے بارے میں حکم دیا ہے۔ اگر میں ایسا نہ سمجھتا تو ہرگز نماز نہ پڑھاتا۔ میں نے کہا خدا کی قسم! مجھ کو آنحضرتؐ نے یہ حکم نہیں دیا تھا بلکہ جب میں نے ابوبکرؓ کو نہ دیکھا تو تم کو زیادہ حق دار پایا اس لئے تم کو کہا۔

انسؓ بن مالک کہتے ہیں جب دوشنبہ کا روزہ ہوا جس میں آنحضرتؐ کی وفات وصال کا دن ہوئی تو جس وقت صبح کی نماز ہو رہی تھی آپؐ پردہ اٹھوا کر حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور مسلمان نماز میں آپؐ کی تشریف آوری کو دیکھ کر خوشی کے مارے بے چین ہو گئے۔ آپؐ نے مسلمانوں کو نماز میں دیکھ کر تبسم فرمایا۔

انسؓ کہتے ہیں اس وقت سے زیادہ میں نے کبھی رسول کریمؐ کی صورت باعقوب اور اچھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر اس کے بعد آنحضرتؐ واپس حجرہ میں تشریف لے گئے اور لوگ سمجھ گئے کہ اب آپؐ کو مرض سے آفاق ہو گیا۔ چنانچہ ابوبکرؓ بھی خوشی خوشی اپنے گھر گئے۔

قاسم بن محمد کہتے ہیں عمرؓ کے تکبیر کہنے کے وقت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کہاں ہیں اللہ اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں (یعنی ابوبکرؓ کی موجودگی میں کسی شخص کے نماز پڑھانے کا) تو اگر عمرؓ اپنے انتقال کے وقت یہ نہ کہتے کہ اگر میں کسی کو اپنا عیسیٰ

بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے مجھ کو خلیفہ بنایا تھا اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، تو لوگوں کو اس میں شک نہیں تھا کہ رسول اللہ نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنا دیا اور عمرؓ حضرت ابوبکرؓ پر تہمت لگانے والے نہیں تھے۔ عمرؓ کے اس آخری کلام سے لوگوں نے جان لیا کہ رسول اللہ نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔

**مسجد میں تشریف آوری** | ابن اسحاق کہتے ہیں پیر کے روز صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باندھے ہوئے تشریف لائے۔ لوگوں نے آنحضرتؐ کی آہٹ سن کر صف میں جگہ چھوڑ دی۔ ابوبکرؓ لوگوں کی آہٹ سے سمجھ گئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تشریف آوری سے صف میں یہ حرکت ہوئی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ پیچھے کو ہٹے آنحضرتؐ نے اپنا ہاتھ ابوبکرؓ کی پشت پر رکھ کر اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ایسی بلند آواز سے فرمایا جو مسجد سے باہر تک جا رہی تھی کہ اے لوگو! آگ روشن ہو گئی ہے اور فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح آگئے ہیں اور خدا کی قسم! میں نے تمہارے لئے وہی چیز حلال کی ہے جو قرآن نے حلال کی ہے اور وہی چیز میں نے تم پر حرام کی ہے جو قرآن نے حرام کی ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس گفتگو سے فارغ ہوئے تو ابوبکرؓ نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں دیکھتا ہوں کہ آپؐ نے اللہ کے فضل اور نعمت کے ساتھ صبح کی ہے جیسا کہ ہم چاہتے ہیں اور آج کا دن بنت خادیجہ کا دن ہے کیا میں اُس کے پاس ہواؤں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ میں داخل ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر چلے گئے۔

**حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ** | عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں اُسی روز حضرت علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر آئے۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن! رسول اللہ کا مزاج کیسا ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا بھلا اللہ اچھا ہے۔ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے علیؓ تو اللہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ میں موت کی علامت دیکھی ہے جیسی کہ میں بنی عبدالمطلب کے چہروں پر دیکھتا تھا۔ لہذا ہم تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر دیکھیں کہ اگر یہ امر (یعنی امارت و خلافت کا معاملہ) ہمارے

اندر ہوگا تب تو ہم اس کو پہچان لیں گے۔ اور اگر ہمارے سوا اور کسی میں ہوگا تب ہم رسول اللہ سے اپنے لئے وصیت کرالیں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ اگر آپؐ نے ہم کو اس امر سے باز رکھا تو پھر کبھی آپؐ کے بعد لوگ ہم کو نہ دیں گے۔ پھر اسی روز دو پہر کے وقت آپؐ کا وصال ہوا۔

**رسول اللہ کا وصال** | حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اسی روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں سے ایک شخص سبز مسواک لئے ہوئے میرے پاس آیا۔ رسول اکرمؐ نے اس مسواک کی طرف دیکھا میں سمجھ گئی کہ آپؐ اس کو لینا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپؐ چاہتے ہیں کہ میں یہ مسواک آپؐ کو دیدوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ پس میں نے وہ مسواک لے کر چبائی اور نرم کر کے آنحضرتؐ کو دی۔ آپؐ نے خوب مسواک کی۔ پھر میں نے دیکھا کہ نبی کریمؐ کا بدن بھاری ہو گیا اور یکایک آپؐ نے اُدپر نگاہ کر کے فرمایا۔ بَلِ الرَّزِیْقُ اِنَّ عَلٰی مِنَ الْجَنَّةِ۔ میں نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ آپؐ کو اختیار دیا گیا اور آپؐ نے اختیار کر لیا۔ فرماتی ہیں پھر رسول اللہؐ کا وصال ہو گیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میری گود میں وصال ہوا۔ اور میری کم عمری اور ناواقفیت کی یہ بات تھی کہ میں آپؐ کا سر مبارک تنگیہ پر رکھ کر عورتوں کے ساتھ اپنا منہ پٹینے لگی۔

**حضرت عمرؓ کی کیفیت** | حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا حضرت عمرؓ بن خطابؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے منفقوں میں سے چند لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کا انتقال ہو گیا حالانکہ خدا کی قسم آپؐ کا وصال نہیں ہوا ہے۔ بلکہ آپؐ خدا کے پاس تشریف لے گئے ہیں جیسے کہ حضرت موتیؓ اللہ کے پاس گئے تھے اور چالیس روز کے بعد تشریف لے آئے اور اُن کے جانے کے بعد لوگوں نے یہ مشورہ کر دیا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئیں گے۔ جو یہ کہے گا کہ آپؐ کا انتقال ہو گیا ہے میں اُس کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالوں گا۔

**حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں اسی وقت ابو بکرؓ آئے اور** | حضرت ابو بکرؓ کا صبر و استقامت | گفتگو کی طرف کچھ متوجہ نہ ہوئے اور سیدھے مجھ کو

داخل ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ایک صبری چادر اوڑھا رکھی تھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول پاک کا چہرہ مبارک کھول کر بوسہ دیا اور فرمایا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جو موت اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لکھی تھی اُس کو آپ نے چکھ لیا۔ اب کبھی اس کے بعد آپ کو موت نہ پہنچے گی۔ پھر ابو بکرؓ نے آنحضرتؐ کا چہرہ ڈھک دیا اور باہر آئے۔ عمرؓ لوگوں سے وہی گفتگو کر رہے تھے۔ ابو بکرؓ نے کہا اے عمرؓ پیچھے ہٹو اور خاموش رہو۔ مگر عمرؓ خاموش نہ رہے۔ جب ابو بکرؓ نے دیکھا کہ عمرؓ خاموش نہیں ہوتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ لوگوں نے جب حضرت ابو بکرؓ کی گفتگو سنی تو سب ان کے پاس آ گئے اور حضرت عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر کہا۔

”لوگو! جو لوگ محمدؐ کی عبادت اور پرستش کرتے تھے تو سن لیں کہ محمدؐ تو انتقال فرما چکے ہیں اور جو لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو اللہ بیشک زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں ہے۔“

پھر حضرت ابو بکرؓ نے یہ آیت پڑھی :-

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ  
انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَفْعَلَ اللَّهُ شَيْئًا  
وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝

”اور محمدؐ فقط رسول ہیں کیا یہ اگر مر جائیں گے یا قتل ہو جائیں گے تو تم لوگ واپس ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو ہرگز وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دے گا۔“

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے جب یہ آیت پڑھی تو لوگ ایسے ہو گئے کہ گویا انہوں نے کبھی یہ آیت سنی ہی نہ تھی۔ اور اُس وقت لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ سے اس آیت کو یاد کیا۔ عمرؓ کہتے ہیں جس وقت میں نے ابو بکرؓ سے یہ آیت سنی مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا میرے پیر کٹ گئے اور میں کھڑا نہ رہ سکا اُسی وقت زمین پر گر پڑا اور میں نے سمجھ لیا کہ آنحضرتؐ کا وصال ہو گیا۔



## سقیفہ بنی ساعدہ

باہمی مشورے اور اختلاف | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوتے ہی ان کے سب لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور حضرت علیؓ

بن ابی طالب اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوئے اور باقی تمام مہاجرین اور انسید بن حضیر بنی عبداللہ شہل میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس جمع ہوئے۔ اسی وقت ایک شخص نے اکر بیان کیا کہ سب انصار سعد بن عبادہ کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے ہیں۔ اگر تم لوگوں کو اس بات کی کچھ ضرورت ہے کہ تم انصار کے پاس جاؤ ایسا نہ ہو کہ معاملہ بڑھ جائے۔ اور رسول اللہ کا جنازہ مبارک حجرہ ہی میں تھا اور تھینر و تھینر کا کچھ سلمان نہیں ہوا تھا۔ گھر کے لوگوں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا تھا۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت | حضرت عمرؓ کہتے ہیں۔ میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ چلو ہم دیکھیں تو سہی کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں۔ عبداللہ بن عباسؓ

کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ نے آخری حج کیا ہے تو میں بھی اُس میں شریک تھا اور عبدالرحمن بن عوف بھی منیٰ میں میرے پاس ٹھہرے ہوئے تھے میں اُن کو قرآن شریف پڑھاتا تھا۔ ایک روز عبدالرحمن بن عوف نے حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کے پاس سے اکر مجھ سے کہا کہ تم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے امیر المؤمنین کو اکر خبر دی ہے کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اگر عمرؓ خطاب کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا۔ کیونکہ ابوبکرؓ کی بیعت یکایک ہو گئی تھی سو وہ پوری ہو گئی۔ عمرؓ اس کو سن کر بہت غضبناک ہوئے اور فرمایا میں انشاء اللہ شام کے وقت لوگوں میں کھڑا ہو کر اُن لوگوں کو ڈراؤں گا جو لوگوں کی حکومت کو اُن سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔

عبدالرحمنؓ کہتے ہیں۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین ایسا نہ کیجئے کیونکہ یہ حج کا موسم ہے اور اس میں ہر قسم کے لوگ جمع ہیں۔ جو عقل و ہوش سے بے بہرہ ہیں اور وہی ہجوم کر کے آپؐ کے گرد جمع



ہو جائیں گے اور جو اہل عقل ہیں وہ آپ کے قریب تک پہنچ بھی نہ سکیں گے پھر جو آپ فرمائیں گے۔ وہ لوگ کچھ سے کچھ سمجھیں گے اور لوگوں سے کچھ بیان کریں گے۔ اس لئے مناسب ہے کہ آپ مدینہ میں پہنچ کر جو کچھ بیان کرنا ہے بیان کریں۔ کیونکہ مدینہ میں عام الناس کا ہجوم نہ ہو گا۔ اہل عقل ہوں گے سمجھنا آپ بیان کریں گے اس کو وہ خوب سمجھیں گے اور دوسروں سے بھی صحیح بیان کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے درست کہا۔ مدینہ میں جاتے ہی میں پہلے اسی بات کو بیان کروں گا۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں چنانچہ آخر ذی الحجہ میں ہم لوگ مدینہ میں واپس آئے اور جمعہ کے روز میں دوپہر ڈھلتے ہی مسجد نبویؐ میں آیا اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو میں نے منبر کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ عتوڈی دیر نہ گزری تھی کہ میں نے حضرت عمرؓ کو آتے ہوئے دیکھا۔ میں نے سعید بن زید سے کہا آج عمرؓ ایسی بات کہیں گے جو خلیفہ ہونے سے آج تک نہیں کہی ہے سعید کو میری بات کا یقین نہیں آیا اور کہا کہ ایسی کیا بات ہے جو پہلے کبھی نہیں کہی اور آج کہیں گے۔ حضرت عمرؓ کا خطبہ | اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر آکر بیٹھے اور مؤذن کے اذان سے

میں آج ایسی بات کہوں گا جو میری تقدیر میں کبھی لکھی تھی اور میں نہیں جانتا کہ شاید یہ بات میری آخری ہو۔ لہذا جو اس کو سمجھے اور یاد رکھے وہ اس کو جہاں تک اس سے پہنچایا جائے پہنچائے اور جو اس کو یاد نہ رکھے تو اس کو یہ نہ چاہیے کہ مجھ پر جھوٹ بولے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی بنا کر بھیجا۔ اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور اسی کتاب میں آیت الرحم بھی نازل کی جس کو ہم نے پڑھا اور جانا اور سمجھا اور رسول اللہ نے رحم کیا اور ہم نے بھی آپ کے بعد رحم کیا میں ڈرتا ہوں کہ جب لوگوں پر زمانہ دراز گزرے گا تو کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ ہم کتاب اللہ میں آیت الرحم نہیں پاتے۔ پھر وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فریضہ کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں گے حالانکہ رحم کتاب اللہ میں حق ہے۔ محسن زانی مرد ہو یا عورت ہو گواہوں کے ساتھ یا حمل ہو یا اقرار ہو اور ہم کتاب الہی میں یہ آیت بھی پڑھتے تھے :-

لَا تَرْغَبُوا عَنْ اٰبَائِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَكُمْ مِنْهُمْ اَبَاءٌ كُفَرٌ يَكْفُرُوْنَ بِكُمُ الْاَكْفَرُ يَكْفُرُوْنَ اَبَاءُكُمْ

”اپنے باپ دادا سے روگردانی نہ کرو (یعنی غیروں کو اپنا باپ دادا نہ بناؤ) کیونکہ یہ تمہارا کفران

نعمت کرنا ہے۔“ ۱۲ منہ

اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میری اس طرح مبالغہ آمیز تعریف نہ کرنا جس طرح عیسیٰ بن مریم کی لوگوں نے کی تھی۔ تم مجھ کو خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہی کہنا۔  
 پھر میں تم سے یہ بات کہتا ہوں کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ فلاں شخص نے کہا۔ خدا کی قسم! اگر عمر مر گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا۔ تو کوئی شخص اس دھوکہ میں نہ رہے کہ ابوبکرؓ کی بیعت یکایک ہوئی تھی اور وہ پوری ہو گئی۔ یہ بیعت اگرچہ اسی طرح ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے اُس کے شرک سے بچایا اور محفوظ رکھا اور تم میں ایسا شخص کون سا تھا جس کی طرف ابوبکرؓ سے زیادہ لوگوں کی گردنیں متوجہ ہوتی تھیں۔

چنانچہ جو شخص غیر مسلمانوں کے مشورہ سے کسی کی بیعت کرے گا دونوں واجب القتل ہوں گے اور ابوبکرؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ہم سب میں افضل و بہتر تھے۔ اور انصار نے ہمارے مخالفین کی اور سب سردار اور اُن کے اشراف سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔ اور علیؓ اور زبیرؓ اور جو اُن کے ساتھی تھے ہم سے پیچھے رہ گئے اور تمام مہاجرین ابوبکرؓ کے پاس جمع ہوئے۔ میں نے ابوبکرؓ سے کہا۔ چلو ہم دیکھیں کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں؟ چنانچہ ہم اسی ارادہ سے جا رہے تھے کہ دونیک شخص ملے اور انہوں نے ہم سے انصار کے ارادہ کا حال بیان کیا اور ہم سے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا ہم بھی انصار ہی کے پاس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا اگر تم انصار کے پاس نہ جاؤ اور اپنے کام کو پورا کرو تو تم پر کچھ حرج نہیں ہے۔

**انصار سے گفتگو** | حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا واللہ! ہم اُن کے پاس ضرور جاؤں گے۔ اور ہم روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں آئے اور بیچ میں ہم نے ایک شخص کو چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے دیکھا۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا یہ سعد بن عبادہ ہیں۔ میں نے کہا ان کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا دروہ ہے۔

عمرؓ کہتے ہیں جب ہم لوگ بیٹھے تو انصار کا خطیب کھڑا ہوا اور اُس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر کہا ہم لوگ انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور اے مہاجرین تم بھی ہم ہی میں سے ایک گروہ ہو اور تمہاری قوم نے تم کو اپنی اصل سے کاٹنا چاہا۔  
 عمرؓ کہتے ہیں۔ اس خطیب کا خلاصہ یہ ہوا کہ مہاجرین ہم کو بالکل جڑ سے کھینٹ کر پہلی خلافت

کو ہم سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔

پھر جب یہ شخص خاموش ہو گیا تو میں نے گفتگو کرنی چاہی اور مضمون میں نے اپنے نزدیک بہت عمدہ تیار کر رکھا تھا۔ اور میں چاہتا تھا کہ میں اُس کو ابوبکرؓ کے سامنے بیان کروں اور اسی لئے اُس کو دل ہی دل میں خوب دہرا رہا تھا۔ جب میں نے بولنے کا ارادہ کیا تو ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا کہ اے عمرؓ! تم بیٹھے رہو۔ میں نے مناسب نہ جانا کہ ابوبکرؓ کو ناراض کروں۔ اور ابوبکرؓ جو مجھ سے زیادہ جاننے والے تھے۔ انہوں نے بیان کرنا شروع کیا۔ پس واللہ جو جو باتیں میں نے سوچی تھیں وہ سب انہوں نے بیان کر دیں۔ بلکہ اُن سے بھی زیادہ اور افضل اور کہا اے انصار! یہ جو تم نے کہا کہ تم میں خیر و خوبیاں ہیں، بے شک یہ تم نے سچ کہا تم ایسے ہی ہو۔ مگر اس خلافت کے امر کو تمام عرب قریش ہی کے لئے موزوں جانیں گے۔ کیونکہ یہ نسب اور وطن میں سب سے افضل ہیں۔

**بیعت اور خلافت** | عمرؓ کہتے ہیں۔ پھر ابوبکرؓ نے میرا اور ابو عبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا اور انصار سے کہا ان دونوں میں سے جس کو تم چاہو خلیفہ بناؤ میں راضی ہوں۔ عمرؓ کہتے ہیں ابوبکرؓ کی یہ بات مجھ کو ناگوار گزری۔ کیونکہ مجھ کو اپنی گردن کا کاٹا جانا آسان معلوم ہوتا تھا اس بات سے کہ میں اُن لوگوں کا سردار بنوں۔ جن میں ابوبکرؓ موجود ہوں۔ پھر انصار میں سے ایک شخص نے کہا میں اس بات کا فیصلہ کرتا ہوں۔ اے قریش ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر ہم میں سے ہو۔

عمرؓ کہتے ہیں اس کے بعد گفتگو بڑھ گئی اور مجھ کو اختلاف بڑھ جانے کا اندیشہ ہوا۔ چنانچہ میں نے ابوبکرؓ سے کہا اے ابوبکرؓ! اپنا ہاتھ پھیلاؤ۔ انہوں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ میں نے اُن کی بیعت کی اور پھر مہاجرین اور انصار سب نے اُن کی بیعت کی۔ پھر ہم سعد بن عبادہ پر چڑھ گئے۔ ایک شخص نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا۔ ہم نے کہا کہ سعد بن عبادہ کو اللہ نے قتل کیا۔

**دو انصاری** | عروہ بن زبیر کہتے ہیں وہ دونوں شخص جو حضرت عمرؓ اور ابوبکرؓ رضی اللہ عنہم کو سقیہ بنی ساعدہ کے راستہ میں ملے تھے عویم بن ساعدہ اور عمن بن عدی تھے۔ عویم بن ساعدہ کے بارے میں ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :-

فِيهِ رَجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا وَآمَنَهُ يُحِبُّ التَّطَهُّرَ مِنْهُ ۝

”اُس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاکیزہ رہنے والوں کو پسند کرتا ہے“  
لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ رسول اللہ نے فرمایا عویم بن ساعدہ ان میں سے اچھے آدمی ہیں۔

اعوذ عن بن عدی کے بارے میں ہم کو یہ دعایت پہنچی ہے کہ جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت روئے اور کہنے لگے کہ کاش ہم آپ سے پہلے مر جاتے کیونکہ رسول پاک کے بعد ہم کو فتنوں میں پڑ جانے کا خوف ہے تو عن بن عدی نے کہا واللہ! میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مرنا نہیں چاہتا اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ بعد میں بھی آپ کی اسی طرح تعظیم کروں جیسی کہ آپ کی حیات میں کرتا تھا۔ عن بن عدی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بمقام پیامبر سید کتب کی جنگ میں شہید ہوئے۔

انس بن مالک کہتے ہیں جس روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر کا پہلا خطبہ | سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کی گئی اُس کے دوسرے روز ابوبکر منبر پر اُکھٹے اور حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے پہلے گفتگو شروع کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد بیان کیا کہ :-

اے لوگو! میں نے کل تم سے ایک ایسی بات کہی تھی کہ جس کو نہ میں نے کتاب اللہ میں پایا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق مجھ سے کوئی عہد لیا تھا مگر میں نے اُس کو اس سبب سے کہا تھا کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب ہمارے امر (خلافت) کی تدبیر کر دیں گے اور بے شک خدا تعالیٰ نے تمہارے عہد میں اپنی کتاب باقی رکھی ہے جس کے ساتھ اُس نے اپنے رسول کو ہدایت فرمائی۔ اس لئے اگر تم لوگ اُس کو مضبوط پکڑو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو اُس سے ہدایت کرے گا اعداب اللہ تعالیٰ نے تمہارے امر (خلافت) کو تم میں بہتر شخص رسول اللہ کے صحابی ثانی اثین اور ہمامی الثانی پر جمایا ہے پس تم کھڑے ہو کر ان کی بیعت کرو۔“  
چنانچہ سب لوگوں نے عام طور پر حضرت صدیق کی بیعت کی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے گفتگو فرمائی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا :-

”اے لوگو! میں تم پر دلی بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم میں بہتر نہیں ہوں۔ لہذا اگر میں



نیکی کروں تو تم میری مدد کرو اور اگر میں بُرائی کروں تو تم مجھے کو سیدھا اور قائم کرو۔  
دو۔ راست گوئی امانت ہے اور چھوٹ خیانت ہے اور جو شخص تم میں کمزور ہے وہ  
میرے نزدیک قوی ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ اُس کا حق اُس کو دلوں گا اور جو شخص  
تم میں قوی اور زبردست ہے وہ میرے نزدیک ضعیف اور کمزور ہے میں انشاء اللہ  
اُس سے لوگوں کا حق دلوں گا جو اُس نے جبراً لے لیا ہے۔

اسے یاد کرو! میں قوم نے خدا کی راہ میں جہاد کرتا ترک کیا اللہ تعالیٰ اُس قوم کو  
ذلیل و خوار کرتا ہے اور جس قوم میں فحش افعال عام طور سے رواج پاتے ہیں اللہ  
اُن پر طرح طرح کی بلائیں نازل فرماتا ہے سارے لوگو! جب تک میں خدا و رسول کی اطاعت  
کروں تم میری اطاعت کرو اور جب میں خدا اور رسول کی نافرمانی کروں تو میری تم پر کچھ  
اطاعت نہیں ہے۔ اب اپنی نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے۔

**حضرت عمرؓ کی روایت** | ابن عباسؓ کہتے ہیں حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ایک دفعہ  
میں اُن کے ساتھ جا رہا تھا اور وہ اپنے کسی کام کے لئے جا رہے  
تھے اور اپنے دل ہی دل میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ میرے سوا اور کوئی اُن کے ساتھ نہ تھا۔  
ایک قدرہ ہاتھ میں تھا اور اپنے پیروں کی پچھلی طرف دُڑہ کو مارتے تھے۔ پھر یکایک میری  
طرف مڑ کر کہنے لگے اے ابن عباسؓ تم جانتے ہو کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات  
ہوئی میں نے وہ بات کیوں کہی تھی (یعنی آپؐ کا وصال نہیں ہوا ہے وغیرہ) میں نے کہا میں نہیں  
جانتا اے ابی العزیز! آپ ہی واقف ہوں گے۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے اس کا باعث یہ تھا  
کہ میں اس آیت کو پڑھا کرتا تھا :-

لے جیسے اس زمانہ کے مسلمان حیران و پریشان ہیں اور روز رسی تفتیش اور تحقیق کے لئے جلے کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے  
تزلزل اور افلاس اور فساد کے سبب کیا ہیں؟ اب یقین ہے کہ ان کو اپنے اس سوال کا جواب شافی مل گیا ہوگا۔  
جو حضرت خلیفۃ الاول خلافت کے پہلے ہی روز بیان فرما چکے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ مسلمان اپنے اس  
مرض کو تحقیق کر کے اور پھر اُس کی دوا سے بھی واقف ہو کر علاج کی طرف بھی مائل ہوتے  
ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی صحت کے قائم کرنے کی توفیق دے اور اپنی امداد اُن کے  
شدائدِ حال فرمائے۔ (مترجم)



وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا كَذَٰلِكَ دَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ  
الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۝

اور اسی طرح کیا ہے ہم نے تم کو امت درمیانی تاکہ تم تمام لوگوں پر گواہ ہو اور رسول  
تم پر گواہ ہوں۔

اور میں یہ سمجھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں قیامت تک زندہ رہ کر ان کے  
اعمال کے گواہ ہوں گے۔ چنانچہ اس سبب سے میں نے اُس روز وہ گفتگو کی تھی۔

رسول اللہ کی تجہیز و تکفین | ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت ابوبکرؓ کی لوگوں نے بیعت کر لی

مقبور ہوئے۔ چنانچہ حضرت علیؓ اور عباسؓ اور قثم بن عباسؓ اور فضل بن عباسؓ اور اسامہؓ  
بن زید اور آنحضرتؐ کے آذاد غلام شقران۔ یہ سب لوگ آپؐ کے غسل دینے میں شریک تھے  
اور اس بن خولی نے جو رسول کریمؐ کے صحابی انصاری اور بدری تھے آکر حضرت علیؓ سے کہا  
کہ اے علیؓ! میں تم کو اللہ اور اُس حق کا واسطہ دیتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
سے ہم کو ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تم بھی آ جاؤ۔ چنانچہ وہ بھی غسل دینے میں شریک ہوئے۔  
حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے اور عباسؓ اور فضلؓ  
قثمؓ حضرت علیؓ کے ساتھ کروٹ بدلوانے میں شریک تھے اور اسامہ بن زید اور شقران پانی  
ڈالتے تھے اور حضرت علیؓ رسول کریمؐ کو سینہ سے لگائے ہوئے غسل دیتے تھے اور آنحضرتؐ  
جو کمرہ پہنے ہوئے تھے اُس کے اوپر سے ہاتھ سے ملتے تھے اپنا ہاتھ آپؐ کے جسم کو دے لگاتے  
تھے اور فرماتے تھے میرے ماں باپ آپؐ پر خدا ہوں آپؐ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کیسے  
پاک پاکیزہ اور طیب و طاہر ہیں اور آپؐ کے جسم مطہر سے کوئی چیز ایسی ظاہر نہیں ہوئی جو اکثر مردوں  
سے ہوا کہتی ہے۔

غسل | حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو یہ  
تشویش ہوئی کہ آپؐ کے کپڑے بدن پر سے اُتادیں یا انہی میں غسل دیں۔ آخر جب  
بہت اختلاف ہوا تو سب کے سب لوگوں کو آؤنگھ آگئی اور ایک دم سب کی گردنیں جھک کر  
ٹھوڑیاں سینہ سے لگ گئیں اور سب پر اللہ تعالیٰ نے نیند کو غالب کر دیا اور اُس نیند میں مکان  
کے ایک گوشہ سے آواز آئی کہ رسول اللہ کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ اور کوئی کہنے والا دکھائی نہ دیا اور

فوراً اُس آواز کو سنتے ہی سب ہوشیار ہو گئے اور کپڑوں سمیت آنحضرتؐ کو غسل دیا۔ پانی ڈال کر گرتے گرتے اوپر ہی سے آپؐ کے جسم کو ملتے تھے۔

پھر غسل کے بعد تین کپڑے کفن کے طور پر آنحضرتؐ کو پہنائے گئے جن میں سے دو کپڑے صحابی (یعنی مقام صحابہ کے بنے ہوئے) تھے۔ اور ایک چادر جہری تھی۔

**لحد** | ابن اسحاق کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قبر کھدوانے کی تجویز ہوئی تو ابو عبیدہ بن جراح اہل مکہ کے طریقہ پر قبر کھودتے تھے اور ابو طلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کے مطابق لحد بناتے تھے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے دو آدمیوں کو بلا کر ایک کو ابو عبیدہ بن جراح کے پاس اور دوسرے کو ابی طلحہ کے پاس اُن کے بلانے کے لئے بھیجا اور دعا کی کہ اے اللہ! اپنے رسول کے لئے جیسی قبر چاہے اختیار کر۔ چنانچہ جو شخص ابو طلحہ کے پاس گیا تھا وہ ابو طلحہ کو لے آیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لحد تیار کی اور جب سہ شنبہ کے روز رسول اکرمؐ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو مکان ہی میں آپؐ کا جنازہ ایک تخت پر رکھا گیا۔ اب لوگوں میں دفن کرنے کے بارے میں اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا رسول اللہ کو مسجد میں دفن کرنا چاہیے۔ اور بعض نے کہا صحابہ کے پاس دفن کرو۔

**نماز جنازہ** | ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جس نبی کا بھی انتقال ہوا وہ اُسی جگہ دفن کئے گئے جہاں اُن کا انتقال ہوا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچھونا اٹھا کر اُس کے نیچے قبر کھودی گئی اور لوگ نماز پڑھنے کے لئے آنے شروع ہوئے۔ تھوڑے تھوڑے آتے تھے اور نماز پڑھنے کے بعد چلے جاتے تھے۔ مردوں کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی اور عورتوں کے بعد بچوں نے نماز پڑھی۔ اور کسی نے رسول اللہ کی نماز جنازہ کی امامت نہیں کی۔

پھر مدینہ کے نصف شب کے وقت آنحضرتؐ کو دفن کیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم کو چہار شنبہ کی شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن ہونے کی اُس وقت خبر ہوئی جب ہم نے مدینہ کی آدھی رات کے وقت لوگوں کی آمد و رفت کی آواز سنی۔

حضرت علیؓ اور فضل بن عباسؓ اور قثم بن عباسؓ اور آنحضرتؐ کے آندا غلام شقرانؓ آپؐ کی تدفین کرانے کے لئے قبر میں اترے۔ اس بن خوی نے حضرت علیؓ کو وہی قسم دی۔ حضرت علیؓ نے

فرمایا۔ تم بھی اُتر آؤ۔ چنانچہ وہ بھی اتر کر شریک ہوئے اور شقران نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چادر جس کو آپ اوڑھا اور بچھایا کرتے تھے۔ اُس کو بھی آپ کے ساتھ دفن کر دیا اور کہا یہ چادر آپ کے بعد کوئی نہ اوڑھے گا۔

**سب سے آخری شخص** | مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے کے وقت میں نے اپنی انگوٹھی قبر میں گیرادی اور لوگوں سے کہا کہ میری انگوٹھی گر پڑی ہے۔ حالانکہ میں نے اُس کو قصداً اس لئے گرایا تھا کہ سب کے بعد میں آپ کے جسم مبارک کو ہاتھ لگاؤں اور میرے بعد کوئی نہ لگائے۔

عبداللہ بن حرث کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یا حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں عمرہ کیا۔ اور حضرت علیؓ اپنی بہن اُمّ ہانی بنت ابی طالب کے پاس مکہ میں جا کر ٹھہرے اور جب عمرو سے فارغ ہوئے تو غسل فرمایا۔ پھر ان کے پاس عراقی کے چند لوگ آئے اور انہوں نے عرض کیا۔ اے ابوالحسن! ہم آپ سے ایک بات دریافت کرنے آئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اُس سے ہم کو باخبر کریں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ مغیرہ بن شعبہ نے تم سے بیان کیا ہے کہ وہ سب سے زیادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری حالات جاننے والے ہیں اور سب سے آخر میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگایا ہے۔ اہل عراق نے کہا ہاں بے شک ہم یہی بات دریافت کرنے آئے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا وہ صحیح نہیں کہتے سب سے آخر میں قثم بن عباس نے آنحضرتؐ کو ہاتھ لگایا ہے۔

**رسول اللہ کے آخری ارشادات مبارک** | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیماری کی حالت میں ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ کبھی آپ اپنا چہرہ اُس چادر سے ڈھک لیتے تھے اور کبھی کھول دیتے تھے اور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو قتل کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا یعنی قبروں کو سجدہ کیا۔ آپ اس بات سے خائف تھے کہ آپ کی اُمت بھی کہیں ایسا ہی نہ کرنے لگے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں سب سے آخر جو عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا وہ یہ تھا کہ ملک عرب میں دو دین دھوڑے جائیں۔

ارتداد کا فتنہ اور سد باب | ابن اسحاق کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے

بعد مسلمان بہت بڑے صدمہ میں مبتلا ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں عرب کے لوگ مرتد ہونے لگے اور یہودیت اور نصرانیت کا زور ہونے لگا۔ نفاق و منافقوں سے ظاہر ہوا اور مسلمان ایسے ہو گئے جیسے بکر لیں جاٹے کی اندھیری رات میں پریشان پھرتی ہیں۔ اور ان سب باتوں کا باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال پر طلال تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کو حضرت ابوبکرؓ پر جمع کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں رسول کریمؐ کی وفات کے بعد اکثر اہل مکہ نے مرتد ہونے اور اسلام سے پھر جانے کا قصد کیا۔ یہاں تک کہ عتبہ بن اسید جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مکہ کے حاکم تھے ان لوگوں سے خائف ہو کر پوشیدہ ہو گئے تب سہیل بن عمروؓ نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر آنحضرتؐ کی وفات کا ذکر کیا اور فرمایا: آپؐ کی وفات سے اسلام کو کچھ کمزوری نہیں پہنچی ہے بلکہ اسلام اور زیادہ قوی ہو گیا ہے۔ پس جو شخص اسلام میں شک کرے گا ہم اس کی گردن مار دیں گے۔ اس بات کو سن کر لوگ اپنے ارتداد کے ارادہ سے باز رہے۔ اور عتبہ بن اسید بھی ظاہر ہو گئے۔

سہیل بن عمروؓ کا یہی وہ مقام ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن خطاب سے ارشاد فرمایا تھا کہ حضورؐ یہ ایسے مقام میں کھڑا ہو گا کہ تم اس کو برا نہ کہو گے (پس وہ مقام یہ تھا کہ سہیل نے کھڑے ہو کر اہل مکہ کو ارتداد سے روک دیا)

———— سیرت نبویہ ختم ہوئی ————

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا وَصَلَاتُهُ وَسَلَامُهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَقَالِہِ الطَّيِّبِينَ  
الطَّاهِرِينَ وَصَحْبِهِ الْاَخْيَارِ الرَّاشِدِينَ ؕ





عصرِ حاضر کی جامع ترین عربی اردو لغت۔ کم و بیش ایک لاکھ قدیم اور جدید عربی الفاظ کا عظیم ترین ذخیرہ جو اپنی گونا گوں خصوصیات کی بنا پر اب تک کی تمام عربی اردو لغات پر فائق ہے۔ جدید الفاظ، اصطلاحات، محاورات، ضرب الامثال، مترادفات اور زندہ اسالیب کا ایک خزانہ جس سے کوئی درس گاہ، کتب خانہ، استاد یا طالب علم مستغنی نہیں ہو سکتا۔ پاکستان اور ہندوستان میں پہلی بار شائع ہونے والی محکمہ جوہرس باہرس کی محنت شاقہ کے بعد علمی استفادے کے لیے دستیاب ہے۔ ایک با کمال صاحب فن کی عرق ریزی کا ثمر۔

# القاموس الوحد

جامع ترین مکمل عربی اردو لغت

تالیف

مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی

استاذ حدیث و ادب عربی و معاون مہتمم دارالعلوم دیوبند

ترجمہ و تصدیق

مولانا عمید الزمان قاسمی کیرانوی

الذی ارسلناک

لاہور — کراچی

المکتبۃ الرسالۃ

۹۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

لبر 15014.....



قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّهُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# تحفہ خواتین

خواتینِ اسلام سے سُولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہیں

تالیف

مولانا محمد عاشق الہی بلند شہری ظلّہ اللہ تعالیٰ

جس میں اسلامی عقائد، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے مفصل احکام مذکور ہیں ذکر و تلاوت اور دعائے فضائل و دعائے آداب اور مختلف مواقع کی دعائیں موج ہیں نکاح، طلاق، خلع، عدت وغیرہ کے مسائل تفصیل سے لکھے ہیں اولاد کی دینی تعلیم و تربیت کی اہمیت اسلامی مشاہدہ کی تفصیل اور اس کی ضرورت بتائی گئی ہے اسلامی آدابِ اسلامی اخلاق کی تشریح کئے ہوئے غیر اسلامی مشاہدہ پر بھرپور تبصرہ کیا گیا ہے۔ آخر میں توبہ کا طریقہ اور زندگی گزارنے کا دستور اہل مکہ دیا گیا ہے۔ خواتین کی دینی زندگی بنانے کے لیے بہت جامع کتاب ہے جو سینکڑوں حادثاتِ شریعت کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔

۱۹۰- انا رکلی  
لاہور

اخلاص اسلامیت

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد دنیا کے مقدس ترین انسانوں کی سرگذشت و حیات

# سیر الصحابہ

تاریخ اسلام، آسمان و اقبال اور ذخیرہ احادیث کی گرانقدر کتابوں سے ملحقہ  
مستند حوالہ جات پر مبنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیر مشہور تابعین و تبع تابعین اور  
آخر کرام کے مختلف حالات زندگی پر اردو میں سب سے جامع کتاب



جلد اول ۱	
خلفائے راشدینؓ	
جلد دوم ۲	جلد سوم ۳
سیر ہاجرین کال دوحے	سیر انصار کال دوحے
جلد چہارم ۴	جلد پنجم ۵
چار کبار صحابہؓ / ۱۵۰ اصفار صحابہؓ	اسوہ صحابہ کال دوحے
جلد ششم ۶	جلد ہفتم ۷
سیر الصحابہؓ اسوہ صحابہؓ اہل کتاب و	تابعین کرامؓ
جلد ہشتم ۸	جلد نہم ۹
تبع تابعینؓ (اول)	تبع تابعینؓ (دوم)
مکمل پندرہ حصے نو جلدوں میں مجلد سارے پانچ ہزار صفحات، عمدتہ کتب و محبت	
مکمل سیر کاغذ مضبوط ڈائی وار جلد، قیمت کال سیٹ ۹ جلد - /	
طلبہ و مدیر، ادارہ اسلامیات ۱۹۰، انارکلی، لاہور	

